جُرم زادہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اہتمام
ملک مقبول احمد

مقبول اکیڈمی
۱۹۹۔ سرکلر روڈ چوک انارکلی لاہور

قیمت 250 روپے

مطبع :۔ جی ایف پرنٹرز، لاہور

WWW.PAKSOCIETY.COM

میڈم خان مجھ سے زیادہ متاثر ہوئی تھی۔ چنانچہ ایکسیلیٹر پر اس کے پاؤں کے دباؤ کے ساتھ ہی رفتار بتانے والے میٹر کی سوئی اسی کے ہند سے کچھ آگے تھرک رہی تھی۔ دباؤ بڑھتا چلا جارہا تھا میں خود بھی کافی دیر تک شدید الجھن کا شکار رہا تھا صورت حال ہی ایسی تھی مشعل شاہ جیسی شخصیت کو کوئی حادثہ پیش آجانا معمولی بات نہ تھی اب صرف آستانے پر پہنچ کر ہی حقیقت کا علم ہو سکتا تھا لیکن میڈم خان کی یہ کیفیت دیکھ کر مجھے سنبھلنا پڑا اور میں نے پر سکون لہجے میں کہا۔

"خود کو سنبھالیں میڈم رات کے اس پہر آپ کا یہ انداز ہمیں مشکوک بنا دے گا۔"

میرے ان الفاظ کے ساتھ ہی اس کی ناک سے شوں کی سی آواز نکلی تھی یہ آواز کسی زخمی ناگن کی پھنکار سے مشابہ تھی مگر اس کے ساتھ ہی کار کی رفتار میں قدرے کمی آگئی تھی۔

"بڑی عجیب بات ہے بہت ہی عجیب۔" وہ زیر لب بڑبڑائی تھی مگر میں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

ہم پندرہ منٹ کے اندر ہی لانڈھی پہنچ گئے اور پھر بہت دور ہی سے ہم نے صورت حال کا جائزہ لے لیا۔ مشعل شاہ کے آستانے پر بے شمار افراد جمع تھے۔ ایک جگہ سے دھواں بلند ہو رہا تھا اور اطراف میں لوگ شاید آگ بجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ بہت ہی افراتفری کا عالم تھا۔ ویسے آگ بجھانے والی گاڑیاں نظر نہیں آرہی تھیں۔ میں

WWW.PAKSOCIETY.COM

نے میڈم خان کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا اور میڈم خان نے رفتار ایک دم سست کر دی۔

"بس یہاں رک جایئے میڈم خان۔"

میڈم خان نے بے اختیار بریک پر پاؤں رکھ دیا۔ گاڑی گیئر سے نکالنے کے بعد اس نے ایک سائیڈ کر کے روک دی اور پھر میری طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگی۔ ""

"ہاں یہاں رک جانا مناسب ہے۔"

"لل...... لیکن...... لیکن ہوا کیا وہ...... وہ دیکھو دھواں اٹھ رہا ہے اور...... اور......"

"ہاں میں دیکھ چکا ہوں۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"وہاں چل کر دیکھیں تو سہی۔ کہیں مشعل شاہ کو کوئی نقصان نہ پہنچ گیا ہو۔"

"اگر انہیں نقصان پہنچ گیا ہے تو ہم اسے روک نہیں سکیں گے۔"

"آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں مسٹر دانش منصور۔" میڈم نے شدید ہیجان کے باوجود مجھے دانش منصور کہہ کر ہی مخاطب کیا تھا۔

"میرا خیال ہے آپ ذہنی طور پر بہت زیادہ مضطرب ہیں میڈم اس لئے یہاں رک جائیں اور صورت حال کا جائزہ لیجئے۔ بلکہ وہاں وہ جو ایک جگہ تاریک نظر آرہی ہے" میں نے ایک ایسی سمت اشارہ کیا جہاں گھنی جھاڑیاں تھیں اور ایک اونچا درخت بھی انہیں جھاڑیوں کے درمیان تھا۔ کوارٹر یہاں سے کچھ فاصلے پر تھے۔ ان گھنی جھاڑیوں کے عقب میں کوڑا گھر بنا ہوا تھا۔ میڈم خان نے گردن جھٹکی ایک بار پھر گاڑی اسٹارٹ کی اور اس جگہ لے جاکر روک دی۔ جہاں میں نے اشارہ کیا تھا۔ یہاں سے مشعل شاہ کے آستانے کا منظر صاف نظر آرہا تھا۔ لوگ مختلف روشنیاں ہاتھوں میں لیے بھاگتے پھر رہے تھے اور دھوئیں کے مرغولے اب بھی فضا میں بلند ہو رہے تھے۔ لانڈھی کا علاقہ تھا اور شاید فائر بریگیڈ کو فون نہیں کیا گیا تھا۔ اس لئے کوئی بھی فائر بریگیڈ کی گاڑی نظر نہیں آرہی تھی اور لوگ اپنے طور پر ہی آگ بجھانے کے کام میں مصروف تھے۔ میڈم خان نے پھر آہستہ سے کہا۔"

"آگ آخر لگی کیسے اور...... مشعل شاہ آپ سے کیا کہنا چاہتے تھے۔" میں نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ خاموش نگاہوں سے میڈم خان کو دیکھتا رہا اور اس کے

ساتھ ہی اس طرف ہونے والی کارروائیوں کا جائزہ بھی لیتا رہا لیکن میری نگاہیں اردگرد کے ماحول سے بھی بے خبر نہیں تھیں اور میں چاروں طرف کا جائزہ لے رہا تھا۔ دراصل جس مقصد کے تحت میں نے گاڑی اچانک ہی یہاں رکوا دی تھی اس میں بڑی گہرائی تھی میں اس بات سے ہوشیار ہو گیا تھا کہ کہیں مشعل شاہ کے اس فون کے بعد کوئی اس کے مشعل کا انتظار نہ کر رہا ہو۔ حادثے خودبخود نہیں ہوتے ان کے کچھ عوامل ضرور ہوتے ہیں۔ نہیں کہا جاسکتا ہے جن لوگوں کی یہ کارروائی ہو وہ کسی کو روشنی میں لانا چاہتے ہوں اور پھر ویسے بھی مشعل شاہ کے آستانے کے اردگرد رہنے والے لوگ ان کے اتنے عقیدت مند تھے کہ اگر کوئی مدد کی ضرورت ہوئی مشعل شاہ کو تو وہ انہیں حاصل ہو جائے گی۔ میرا منظر عام پر آنا مناسب نہیں تھا کیونکہ رات اتنی زیادہ ہو چکی تھی کہ میرا اچانک ہی یہاں پہنچنا کسی کی نگاہ میں بھی مشکوک ہو سکتا تھا۔ میرے اپنے خیال کے مطابق میرا یہ نظریہ بالکل درست تھا اور مجھے اس پر کوئی افسوس نہیں تھا۔ تقریباً پچیس منٹ تک میں وہاں ہونے والی کارروائیاں دیکھتا رہا۔ کچھ گاڑیوں کو میں نے ادھر ادھر جاتے دیکھا تھا لیکن یہ گاڑیاں زیادہ تر مقامی لوگوں کی تھیں یعنی سوزوکی پک اپ وغیرہ۔ کوئی شاندار اور قیمتی گاڑی وہاں نہیں تھی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ مشعل شاہ کا معاملہ ابھی مقامی لوگوں ہی کے ہاتھ میں ہے۔ پھر میں نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔

"آیئے میڈم خان واپس چلیں۔"

"کیا۔" میڈم خان نے چونک کر کہا۔

"شاید آپ سو رہی ہیں میڈم۔" میرا لہجہ کسی قدر درشت تھا۔ اس نے عجیب نگاہوں سے مجھے دیکھا پھر ایک گہری سانس لے کر جھلائے ہوئے سے انداز میں کار اسٹارٹ کر دی۔ واپسی کے سفر میں اس نے مکمل خاموشی اختیار کر رکھی تھی۔ میں نے بھی اس سلسلے میں اس سے کچھ گفتگو کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ یہاں تک کہ ہماری کار واپس کوٹھی میں پہنچ گئی تب اس نے کار کا انجن بند کر کے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ کار لے جاؤں۔"

"کہاں۔" میں نے انہیں سرد نگاہوں سے دیکھا۔

"معافی چاہتی ہوں میں دراصل مشعل شاہ صاحب کے بارے میں معلوم کرنے کی

WWW.PAKSOCIETY.COM

خواہشمند ہوں ممکن ہے انہیں میری مدد کی ضرورت ہو۔"

"میڈم خان آپ کو علم ہے بعض معاملات میں مجھے کچھ اختیارات حاصل ہیں۔"

میڈم خان نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا پھر بولی۔

"میں سمجھی نہیں۔"

"میں آپ کو حکم دیتا ہوں کہ اپنے کمرے میں جاکر سو جایئے لیکن یاد رکھیے نہ تو اس سلسلے میں کسی سے فون پر گفتگو کرنی ہے نہ ہی آپ میری اجازت کے بغیر آستانے کا دوبارہ رخ کریں گی۔"

یہ کہہ کر میں آگے بڑھ گیا اور وہ اپنی جگہ ساکت مجھے دیکھتی رہ گئی' میں نے کمرے میں پہنچنے کے بعد دروازہ بند کرلیا لباس وغیرہ تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کی تھی ایک آرام کرسی پر دراز ہو کر میں آستانے پر ہونے والے واقعہ کے بارے میں سوچنے لگا۔ میرے اپنے خیال میں اس وقت آستانے سے دور رہ کر میں نے دانشمندی کا ثبوت دیا تھا۔ میرا ذہن کم الجھنوں کا شکار نہیں تھا۔ درحقیقت میں بھی فوری طور پر یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ مشعل شاہ کو کوئی نقصان تو نہیں پہنچا لیکن اس کا بظاہر کوئی ذریعہ میرے پاس نہ تھا۔ ویسے ذہن مختلف سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔ میڈم خان کی مداخلت مجھے اس وقت بالکل گوارا نہیں تھی۔ ورنہ اسی سے اس بارے میں تبادلہ خیال کرتا۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آخر مشعل شاہ کو کیا حادثہ پیش آیا ہے۔ آستانے سے بلند ہونے والا دھواں کیا معنی رکھتا ہے۔ کم از کم اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ضروری ہے۔ بہت دیر تک سوچتا رہا مشعل شاہ نے کسی ڈان سینٹر کا نام لیا تھا یہ نام میرے لیے بالکل اجنبی تھا۔ نہ تو کہیں اور سے اس کے بارے میں کچھ سنا تھا اور نہ ہی کبھی مشعل شاہ نے ایسی کسی بات کا تذکرہ کیا تھا۔ کیا کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں.........؟ پھر دفعتاً ہی میرے ذہن میں بجلی سی کوندی۔ اس وقت باآسانی مقدس کریم کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔ حالانکہ اس وقت رات کے تقریباً ساڑھے تین یا اس سے کچھ زیادہ کا وقت تھا لیکن مجبوری تھی۔ مقدس کریم ویسے بھی ان دنوں میرا بڑا ممنون تھا۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ اس کا شمار میرے حواریوں میں ہونے لگا تھا۔ رات کے اس حصے میں بھی وہ میرے لیے کچھ کرنے سے دریغ نہیں کرے گا۔ چند لمحے تک میں نے کچھ سوچا اور پھر مقدس کریم کی کوٹھی کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ دیر تک ریسیور کان سے لگائے رکھنا پڑا اور اس کے بعد مقدس کریم کی نیند میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔ اس نے مجھے اپنے خاص ٹیلی فون نمبروں کے بارے میں بتایا تھا اور یہ ٹیلی فون اس کی خواب گاہ ہی میں رہتا تھا مقدس کریم کی آواز پہچان کر میں نے کہا۔

"ہیلو۔ کریم صاحب بول رہے ہیں۔"

"نہیں ڈھول بجا رہا تھا۔ مگر تم ہو کون؟"

"دانش منصور۔" میں نے کہا اور دوسری طرف ایک لمحے کے لئے مکمل خاموشی ہوگئی۔ پھر مقدس کریم کی گھگیائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"جی.........جی فرمایئے۔" مقدس کریم نے کہا۔

"مقدس کریم صاحب پہلی بار آپ کو ناوقت ایسی تکلیف دے رہا ہوں۔ جس کے لیے آپ سے پیشگی معذرت طلب کرلیتا ہوں۔ براہ کرم آپ کو زحمت تو ہوگی لیکن آپ مشعل شاہ کے آستانے پر پہنچ جایئے اور مجھے ان کی خیریت سے آگاہ کیجئے۔ میرا ذہن سخت پریشان ہے۔ دراصل اس وقت میں خود گھر سے باہر نہیں نکل سکتا۔ کچھ ایسی ہی کیفیت ہو رہی ہے میری ملازمین وغیرہ گہری نیند سو رہے ہیں لوگ مجھے خبطی سمجھیں گے۔"

"کمال ہے آپ بھی کیسی باتیں کرتے ہیں دانش صاحب۔ خادم ہوں آپ کا ایک چھوٹا سا کام آپ نے میرے سپرد کیا ہے بس یوں سمجھ لیں دس منٹ کے اندر اندر گھر سے نکل جاتا ہوں۔ ہاں ذرا یہ تو بتایئے کیا آپ کو ٹیلی فون پر مشعل شاہ صاحب کی خیریت کی اطلاع دوں۔"

"میں آپ کے ٹیلی فون کا منتظر رہوں گا اگر ٹیلی فون کسی طرح ممکن نہ ہوسکے تو براہ کرم انتہائی بے فکری سے میری کوٹھی پر پہنچ جایئے میں آپ کو جاگتا ہوا ہی ملوں گا۔"

"آپ بالکل مطمئن رہیں بس یہ ذمے داری میں نے قبول کی۔"

"خدا حافظ۔" میں نے کہا اور فون بند کردیا۔ اس فون کے بعد مجھے کافی اطمینان نصیب ہوا تھا اور پھر ذہن انہیں سوچوں میں گم ہوگیا۔

"ڈان سینٹر کیا ہے' مشعل شاہ خیریت سے ہے کہ نہیں؟ دھواں کیسا تھا؟ وہاں کیا واقعہ پیش آیا ہے؟ باہر قدموں کی چاپ سنائی دی تو میں چونک کر دروازے کی جانب دیکھنے

WWW.PAKSOCIETY.COM

لگا۔ دروازہ میں نے بند نہیں کیا تھا آنے والی ہستی میڈم خان کی تھی جو ہاتھ میں ایک چھوٹی سی ٹرے سنبھالے ہوئے تھی۔ ٹرے میں رکھی ہوئی پیالیوں سے سوندھی کافی کی خوشبو اٹھ رہی تھی۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ بہر طور اس وقت میڈم خان نے کم از کم یہ کام بہت عمدہ کیا تھا۔ وہ خاموشی سے اندر آگئی پھر اس نے کافی کی ٹرے ایک چھوٹی سی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"مداخلت کے لیے معافی چاہتی ہوں۔"

"آیئے میڈم بیٹھیے۔" میں نے نرم لہجے میں کہا اور میڈم خان خاموشی سے میرے سامنے بیٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر مسلسل پریشانی کے آثار جمے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے کہا۔

"میں جانتا ہوں آپ کو نیند نہیں آرہی ہوگی۔"

"آپ سو گئے تھے مسٹر دانش منصور؟" میڈم خان نے عجیب سے لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے کیا مشعل شاہ کے لیے میرا ذہن پریشان نہیں ہوگا۔"

"مگر دانش آخر.......... آخر آپ مشعل شاہ صاحب کے آستانے تک کیوں نہیں گئے۔ آپ نے وہاں جا کر کیوں نہیں دیکھا کہ ان پر کیا بیتی اگر.......... اگر وہ کسی حادثے کا شکار ہو گئے تو.......... تو کیا انہیں اس وقت ہماری مدد کی ضرورت نہیں تھی۔"

میں نے کافی کی پیالی اٹھائی اس کے چھوٹے چھوٹے دو گھونٹ لے اور اس کے بعد ہونٹ خشک کرتا ہوا بولا۔

"مجھے آپ پر تعجب ہوتا ہے بعض اوقات آپ نے کتنی ذہانت سے مجھے زمانہ سازی کی تربیت دی ہے۔ اس دنیا کے بارے میں سکھایا ہے کہ دنیا کے ساتھ کس طرح گزارا کیا جاسکتا ہے اور بعض اوقات آپ خود اس قدر جذباتی ہو جاتی ہیں کہ میں حیران رہ جاتا ہوں۔ مجھے یوں لگتا ہے جیسے وہ تربیت مجھے آپ نے نہ دی ہو بلکہ اس کا ذریعہ کوئی اور ہو"

"جواباً" وہ کچھ دیر تک خاموش نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی اور پھر دھیمے لہجے میں بولی۔"

"لیکن مشعل شاہ.......... مشعل شاہ نے تو آپ کو اطلاع دی تھی اور ظاہر ہے اطلاع

دینے کا کوئی خاص مقصد ہی ہوگا۔"

"ہاں بے شک انہیں جو حادثہ پیش آیا اضطراری طور پر انہوں نے مجھے اطلاع دے دی لیکن اگر میں بغیر سوچے ان کے پاس پہنچ جاتا تو ان کے دشمنوں کو دہرا فائدہ ہوتا۔ اس بات کے امکانات ہیں میڈم خان کہ کوئی مجھے روشنی میں لانا چاہتا ہے۔ کیا آپ اس بات سے انکار کریں گی۔" میڈم خان اپنی کافی کی پیالی رکھ کر مجھے سراسیمہ نگاہوں سے دیکھنے لگی اور پھر دھیمے لہجے میں بولی۔

"آپ کا کیا مطلب ہے؟"

"میرا ابھی کوئی مطلب نہیں میڈم خان۔ وقت کا انتظار کیجئے صورت حال ہمارے سامنے آہی جائے گی۔ مشعل شاہ اگر اپنی کسی غلطی سے حادثے کا شکار ہو گئے ہیں تو ہمیں دوسری غلطی نہیں کرنی چاہیے۔ میں نے اسی لیے خود کو اور آپ کو کسی جلد بازی سے باز رکھا ہے۔" میڈم خان نے کافی کے کئی گھونٹ لیے اور اس کے بعد صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر بیٹھ گئی اور پھر کچھ دیر خاموش رہ کر بولی۔

"لیکن.......... لیکن یہ رات کیسے گزرے گی۔ مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے رات کچھ طویل ہو گئی ہے۔ آہ نجانے ادھر کیا ہوا ہے۔ کوئی حادثہ کوئی واقعہ نہ ہو گیا ہو۔ فرض کرو اگر ایسا ہو جاتا ہے دانش تو پھر کیا ہوگا؟" میں پریشان نگاہوں سے اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔

"میڈم خان جو کچھ ہماری نگاہوں کے سامنے آئے گا اس کے بعد ہی کسی کارروائی کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔" میڈم خان گہرے گہرے سانس لینے لگی پھر اس نے کہا۔

"ٹھیک کہتے ہو مسٹر دانش، ٹھیک کہتے ہو بعض اوقات انسان اس قدر جذباتی ہو جاتا ہے کہ صحیح فیصلہ نہیں کر پاتا۔"

وقت گزرتا رہا ہم لوگ اپنی کافی ختم کر چکے تھے۔ میں مقدس کریم کے فون کا انتظار کر رہا تھا لیکن یہ کام اتنا آسان نہ ہوا اس وقت صبح کے کوئی سوا پانچ بجے تھے جب مقدس کریم خود ہی میرے پاس پہنچ گیا۔ بمشکل تمام وہ اندر آسکا تھا کیونکہ ملازموں کو میں نے اس سلسلے میں کوئی ہدایت نہیں دی تھی۔ مقدس کریم ہاتھ ملاتے ہوئے بولا۔

"آپ سے تنہائی میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں دانش صاحب۔" اس نے میڈم خان کی طرف دیکھ کر آہستہ سے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

"نہیں کوئی بات نہیں ہے مقدس کریم۔ تم مجھے ساری صورت حال بتا سکتے ہو۔"

میڈم خان سرد نگاہوں سے مقدس کریم کو دیکھ رہی تھی تب اس نے کہا۔

"آستانے پر بم کا دھماکہ ہوا ہے اور وہاں حالات بہت خراب ہیں۔" میڈم خان بری طرح چونک پڑی۔ مقدس کریم نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔

"آستانے سے پولیس کو نو لاشیں ملی ہیں لیکن وہ سب کی سب ناقابل شناخت ہیں بہت طاقتور بم کا دھماکہ تھا۔ محلے والوں کا کہنا تھا کہ اس دھماکے سے ان کے بھی شدید نقصانات ہوئے ہیں۔ دھماکے کے بعد آگ نہیں لگی بلکہ پتھروں کے ٹکڑے بلند ہوتے رہے۔ ایک آدھ جگہ باقاعدہ آگ لگ گئی تھی جسے خود لوگوں ہی نے بجھادیا۔ پولیس کو بھی بمشکل تمام اطلاع دی گئی۔ بس ایک پٹرول گاڑی وہاں پہنچی اور اس کے بعد اب آستانے کا پورا حصہ پولیس کے گھیرے میں ہے۔"

میں خاموشی سے مقدس کریم کا چہرہ دیکھ رہا تھا پھر میں نے کہا۔

"شاہ صاحب کے بارے میں کچھ معلوم ہو سکا؟"

"نہیں۔" مقدس کریم نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔

"لیکن دھماکہ اسی جگہ ہوا ہے جہاں شاہ صاحب خود موجود رہا کرتے تھے۔" میڈم خان پھٹی پھٹی آنکھوں سے مقدس کریم کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے جسم میں لرزش تھی لیکن اس کی نسبت میں کافی پرسکون تھا۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"اگر مشعل شاہ صاحب کو نقصان پہنچ چکا ہے مقدس کریم تو یوں سمجھ لو کہ یہ ایک نقصان عظیم ہے۔"

"ہاں دانش صاحب۔ اتنے بڑے بزرگ' اتنے روشن ضمیر درویش کبھی کبھی اس دنیا میں آتے ہیں۔ یہ......... یہ ایسا نقصان ہے جس کی تلافی نہیں کی جاسکتی۔"

"ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی مقدس کریم کہ شاہ صاحب جیسے درویش صفت آدمی کو کون نقصان پہنچا سکتا ہے؟"

"بس جی کیا کہا جائے دانش صاحب نیک لوگوں کے بھی دشمن ہو جاتے ہیں مگر افسوس اگر مشعل شاہ صاحب اس دنیا سے چلے گئے تو......... تو ہمارا کیا ہوگا۔"

"مقدس کریم ایک ہدایت کرنا چاہتا ہوں میں تمہیں۔" میں نے کہا اور مقدس

کریم چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔ "شاہ صاحب کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا ہے ظاہر ہے وہ بہت دردناک ہے لیکن ہمیں آگے بڑھ کر اس سلسلے میں کوئی کام نہیں کرنا چاہیے۔"

مقدس کریم سوالیہ نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا۔ میں نے پھر کہا۔

"بات دراصل یہ ہے کہ اس قسم کے واقعات بڑے الجھے ہوئے ہوتے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ پولیس مجھ سے بھی کچھ معلومات کرنے کے لیے یہاں پہنچے۔"

"ہمارا اس سے کیا تعلق۔ دانش صاحب۔"

"ہاں میں بھی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس بات سے ہمارا براہ راست تعلق نہ ہو اس کے لیے ہمیں بہت زیادہ آگے نہیں بڑھنا چاہیے۔ ہم کاروباری لوگ ہیں اور تم جانتے ہو کہ کاروباری لوگوں کا ہر لمحہ نہایت قیمتی ہوتا ہے۔ بے شک شاہ صاحب کا دکھ اپنی جگہ ہے لیکن ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہم خود بھی کسی الجھے کا شکار ہو جائیں۔"

"میں سمجھ رہا ہوں دانش صاحب۔"

"اس سلسلے میں اگر عقیدت مندوں کی حیثیت سے تم سے سوالات کیے جائیں تو تم صرف اتنا کہو گے کہ تم روحانی طور پر ان سے متاثر تھے۔ اس کے علاوہ اور کوئی کاروباری بات چیت پولیس کے کانوں تک نہیں پہنچنی چاہیے۔"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا دانش صاحب میں سمجھ رہا ہوں۔" مقدس کریم نے کہا اور پھر میڈم خان کی طرف رخ کرکے بولا۔

"معاف کیجئے گا میڈم آپ بھی اس سلسلے میں احتیاط رکھیے گا۔ میرا مطلب ہے آپ سمجھ گئی ہوں گی۔"

میڈم خان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مقدس کریم نے ہمارے ساتھ چائے پی اور اس کے بعد وہ چلا گیا۔ میڈم خان کے چہرے کی عجیب سی کیفیت دیکھ کر مجھے احساس ہو رہا تھا کہ اس کے اوپر کیا بیت رہی ہے۔ میں نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے میڈم اب آپ آرام کیجئے اور سو جائیے۔ تھوڑی دیر........."

"کیسی باتیں کرتے ہیں آپ دانش مم......... میں......... میں سو جاؤں' میں سو جاؤں' میری پوری زندگی مشعل شاہ سے وابستہ ہے۔ ایسی حالت میں آپ مجھے سونے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ جب کہ......... جب کہ مقدس کریم کی طرف سے یہ اطلاع ملی

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

ہے آپ کو۔"

"میڈم خان! میں پھر پرسکون لہجے میں بولا۔" آپ کو میں پہلے بھی سمجھا چکا ہوں کہ اس صورت حال کو بہت ہوشیاری اور ہوشمندی سے دیکھنا ہے ہم نہیں جانتے کہ مشعل شاہ کا دشمن کون ہو سکتا ہے لیکن اس دشمن کو ہمیں تلاش کرنا ہے۔ آپ یہ اندازہ لگانا چاہتی ہیں کہ میں اس سلسلے میں اتنا پرسکون کیوں ہوں تو پھر میری بات سنیئے۔ میں نے براہ راست اس مسئلے میں ملوث ہونے کی بجائے مقدس کریم کو استعمال کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی میں آپ کو یہ ہدایت کرتا ہوں کہ براہ کرم اس سلسلے میں کسی سرگرمی کا مظاہرہ نہ کریں۔ آپ کوئی بھی قدم میری اجازت کے بغیر نہیں اٹھائیں گی۔ جائیے اور اب آپ کو اس وقت تک کمرے سے نہیں نکلنا چاہیے جب تک میں آپ کو اس کی اجازت نہ دوں۔"

"دانش آپ مجھے حکم دے رہے ہیں"

"ہاں میڈم خان اور آپ کو یہ حکم ماننا ہے۔ سمجھ رہی ہیں آپ۔" میں نے کرخت لہجے میں کہا اور میڈم خان غور سے مجھے دیکھتی رہی۔ پھر اس نے گردن جھٹکی اور آہستہ آہستہ قدموں سے واپس چلی گئی۔ میں خاموشی سے اسے جاتے دیکھتا رہا تھا۔ میرے ذہن میں بہت سے خیالات آ رہے تھے اور میڈم خان نہیں جانتی تھی کہ میں کس قدر الجھ گیا ہوں۔ بہت سوچنے سمجھنے کی بات تھی میرے لیے مشعل شاہ درحقیقت ایک دیوار کی مانند تھا میری پشت پر۔ گو اس نے مجھ میں انتہائی خود اعتمادی پیدا کی تھی اور ہر مسئلے میں ساتھ دیا تھا لیکن بہرطور اسے قتل کرنے کا کوئی جواز ضرور ہوگا اور جن لوگوں نے یہ قدم اٹھایا ہے وہ یقینی طور پر اس سے کوئی ایسی ہی پرخاش رکھتے ہوں گے جس کی بنا پر انہوں نے یہاں تک پہنچنے کی ہمت کی اور مجھے......... مجھے کسی بھی طرح ان کے جال میں نہیں پھنسنا تھا۔ چنانچہ یہ سب کچھ بہت ہوشیاری کے ساتھ کرنا تھا اگر کہیں بھی چوک ہو گئی تو میرا حشر مشعل شاہ سے مختلف نہیں ہوگا۔ اپنے اطراف کو اب میں پہلے سے زیادہ مضبوط دیکھنا چاہتا تھا۔ مشعل شاہ کی کمی بے شک پوری نہیں ہو سکتی تھی لیکن میرے لیے تو بہت سے تشویشناک سوالات اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ میرا مستقبل کیا ہے؟ سب سے پہلے مجھے یہ اندازہ لگانا تھا کہ خود میرا مستقبل کیا ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان لاشوں میں مشعل

شاہ کی لاش ہے بھی یا نہیں۔ یہ ساری چیزیں بہت ہوشیاری کے ساتھ دیکھنا تھیں اور اس کے لیے جلد بازی یقینی طور پر نقصان دہ ہو سکتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ میڈم خان کو میں نے کسی جلدی بازی سے باز رکھا تھا۔ یہ بھی سوچا تھا میں نے کہ میڈم خان میرے اس سکون سے کہیں مشکوک نہ ہو جائے۔ بہرطور میں اسے سنبھال سکتا تھا لیکن باہر کے معاملات کو سنبھالنا ذرا مشکل کام تھا۔ صبح کے اخبارات میں اس سلسلے میں کوئی تذکرہ نہیں تھا لیکن دوپہر کے اخباروں نے بڑی سنسنی خیز سرخیاں جمائی تھیں۔ مشعل شاہ کو مردہ قرار دے دیا گیا تھا اور یہ رپورٹ پولیس کی طرف سے مل چکی تھی کہ آستانہ مشعل شاہ میں مشعل اور اس کے چند ساتھیوں کو بم کے دھماکے میں قتل کر دیا گیا۔ پولیس اس سلسلے میں تفتیش کر رہی تھی۔ لاشوں کے بارے میں بھی وہی تمام تفصیلات تھیں جو مقدس کریم نے بتائی تھیں اور پولیس نے ان لاشوں کو ناقابل شناخت قرار دے دیا تھا۔ یہ اعلان البتہ ضرور کیا گیا تھا کہ اگر مشعل شاہ کے عقیدت مند چاہیں تو ان لاشوں کو اپنی تحویل میں لے کر ان کی تدفین کر سکتے ہیں۔ ورنہ سرکاری طور پر یہ کام سرانجام دے دیا جائے گا۔ مقدس کریم کا فون مجھے دن کے دس بجے موصول ہوا تھا اور اس نے مجھ سے یہ سوال کیا تھا۔

"کیا خیال ہے آپ کا۔ کیا ہم بھی ان عقیدت مندوں کی حیثیت سے ان لاشوں کے حصول کی کوشش کریں۔"

"نہیں۔" میں نے آہستہ سے کہا اور فون بند کر دیا۔

میڈم خان اس وقت بھی میرے کمرے میں موجود تھی اور اس کے چہرے کے تاثرات انتہائی سنگین تھے۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ برا سا منہ بنا کر اٹھ گئی اور تیز تیز قدموں سے باہر نکل گئی۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی وہ میرے پاس آئی تھی اور اس کی سرخ آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ سو نہیں سکی ہے۔

یہ بات میں نے اپنے ذہن میں محفوظ کر لی کہ جلد ہی آصف نور کو اس معاملے میں ملوث کرا لوں گا لیکن ابھی فوری طور پر یہ سب کچھ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مشعل شاہ کے بارے میں نجانے کیوں میرے ذہن میں یہ احساس باقی تھا کہ ہو سکتا ہے وہ موت کا شکار نہ ہوا ہو اور اس کی بنیادی وجہ یہی تھی کہ مشعل شاہ اتنا کمزور آدمی نہیں تھا وہ بہت باخبر انسان تھا

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

اور اس کا اس طرح شکار ہو جانا میرے لیے کچھ عجیب سا لگتا تھا۔ ویسے مشعل شاہ کا فون میرے ذہن میں بار بار گونج رہا تھا۔ اس کی آواز میں پریشانی کی جھلکیاں پائی جاتی تھیں اور اس وقت یقینی طور پر وہ کسی خطرے میں گھرا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ جب اس نے مجھے ٹیلی فون کیا تھا کیونکہ وہ کوئی صحیح بات بھی نہ بتا سکا تھا جب کہ میں اس کی ذہنی کیفیت سے اچھی طرح واقف تھا۔ مشعل شاہ خراب سے خراب حالات میں بھی ذہنی بحران کا شکار نہیں ہوتا تھا۔ ایک بار پھر میرے ذہن میں اس کے وہی الفاظ گونجنے لگے۔ ڈان سینٹر۔ ڈان سینٹر۔ یہ بات میں اچھی طرح جانتا تھا کہ ڈان سینٹر جو کچھ بھی ہے مشعل شاہ کے اس معاملے میں بڑی اہمیت کا حامل ہے لیکن اس بارے میں کسی کو کچھ بتانے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ پولیس وغیرہ کا مسئلہ ظاہر ہے بالکل الگ تھلگ حیثیت رکھتا تھا۔ کوئی بھی یہی نہیں کہہ سکتا تھا کہ میرا مشعل شاہ سے براہ راست تعلق ہے۔ چنانچہ پولیس کا مجھ تک پہنچنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا اور مجھے کیا پڑی تھی کہ خود پولیس کے پاس جاکر ڈان سینٹر کے بارے میں اس قسم کی کوئی گفتگو کرتا کہ پولیس میری جانب ہی سے مشکوک ہو جاتی۔ بہر طور پورا دن گزر گیا۔ میڈم خان اس وقت کے بعد دوبارہ مجھ سے نہیں ملی تھی۔ پھر جب مجھے اس کا احساس ہوا تو میں باہر نکل آیا اور میں نے میڈم خان کے کمرے ہی کا رخ کیا۔ کمرے کا دروازہ باہر سے بند تھا اس کا مقصد تھا کہ میڈم خان اپنے کمرے میں موجود نہیں ہے۔ ایک ملازم سے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ گیارہ بجے گھر سے گئی ہوئی ہے اور میں کچھ دیر کے لیے سوچ میں ڈوب گیا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ میرے لیے کوئی مصیبت بن جائے۔ بہرطور میں اپنے راستے کی مصیبت صاف کرنا بھی جانتا تھا۔ شام کو میں نے تیاری کی۔ آصف نور سے گاڑی نکالنے کے لیے کہا اور اس کے بعد جیم خانہ روانہ ہوگیا۔ میں اپنے آپ کو کسی ایسی افسردگی کا شکار بھی ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا جس سے کسی کو میری طرف سے کوئی شبہ ہو جائے۔

جیم خانہ کے ماحول میں کوئی تبدیلی نہیں تھی۔ مشعل شاہ یہاں نہیں جانا پہچانا جاتا تھا نہ ہی اس کا کوئی تذکرہ ہوا۔ جمال آراء بیگم سے ملاقات ہوئی۔ وہ میرے خاص نیاز مندوں میں شامل ہوگئی تھی۔ جب تک جیم خانے میں رہا وہ میرے ساتھ لگی رہی۔ مسز اختر کا اب اس جیم خانے میں کوئی وجود نہیں تھا۔ دوسرے بہت سے لوگوں سے بھی

ملاقات ہوئی اور دل اچھا خاصا بہل گیا۔ ویسے مجھے دل بہلانے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ میری اپنی ذمے داریاں ہی بہت زیادہ تھیں پھر رات گئے جیم خانے سے واپس آیا اور کوٹھی کے اندر داخل ہوا تو قدم خود بخود میڈم خان کے کمرے کی جانب اٹھ گئے۔ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ واپس آگئی ہے یا نہیں۔ میڈم خان کے بیڈ روم میں مدھم روشنی ہو رہی تھی اور اندر کسی کی موجودگی کا احساس ہوتا تھا۔ اس سے زیادہ میں نے کچھ جاننے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ ہاں جب آگے بڑھ کر اپنے بیڈ روم کے دروازے پر پہنچا تو سامنے ہی روزی کو دیکھا۔ وہ شاید میرا انتظار کر رہی تھی۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور میں نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”ہیلو روزی آؤ۔“ میں بیڈ روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوگیا اور روزی میرے پیچھے پیچھے چلی آئی تھی۔ اس کے چہرے پر انتہائی افسردگی کے تاثرات تھے۔ میں نے اسے بیٹھنے کی پیشکش کی اور بولا۔

”اگر اجازت ہو تو لباس تبدیل کرلوں؟“

”میں باہر چلی جاؤں سر؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں میں خود باتھ روم میں چلا جاتا ہوں۔“ لباس تبدیل کرنے کے بعد میں روزی کے سامنے آبیٹھا۔

”سر یہ سب کچھ.......... یہ سب کچھ کیسے ہوگیا۔ کیا ہوگیا سب کچھ ....؟“

”اگر مشعل شاہ کی بات کر رہی ہو تو..........؟“

”ہاں۔“

”میں بھی اس مسئلے میں اتنا لا علم ہوں جتنے دوسرے لوگ۔“

”سر میں نے اخبارات میں پڑھا تھا اور یقین نہیں آرہا تھا مجھے اتفاق کی بات یہ ہے کہ اخبارات بھی شام ہی کو میرے ہاتھ لگے۔“

”ہوں ظاہر ہے۔“ میں نے سرسری انداز میں کہا۔

”مگر سر آپ نے اس سلسلے میں معلومات حاصل کیں؟“

”نہیں روزی۔ کوئی خاص معلومات حاصل نہیں ہو سکیں مجھے۔“

”آپ.......... مشعل شاہ کے بارے میں یقین نہیں آتا یہ.......... یہ بہت برا ہوا

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہے۔ سر بہت ہی برا ہوا ہے۔"

"اس میں کیا شک ہے۔ مشعل شاہ ہمارے لیے بہت بڑی حیثیت رکھتا تھا۔ بلکہ اگر میں اپنے بارے میں کہوں تو اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ میری تعمیر اس کے ہاتھوں ہوئی ہے۔" روزی غمزدہ انداز میں گردن جھکائے بیٹھی رہی پھر اس نے کہا۔

"سر ایک بات کہوں آپ برا تو نہیں مانیں گے؟"

"نہیں۔ بالکل نہیں۔"

"یہ میڈم خان کو کیا ہو گیا۔"

"کیوں؟"

"میں ان سے ملی تھی مگر انہوں نے مجھے زیادہ لفٹ نہیں دی۔ ایسا لگتا ہے جیسے مجھ سے ناراض ہیں۔"

"میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ خاموشی سے روزی کو دیکھتا رہا۔ روزی بولی۔"

"اور ناراضگی کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آتی۔"

"کیا بات ہوئی تھی تم سے؟"

"بس سرسری سے انداز میں' میں نے ان سے گفتگو کی تھی۔ مشعل شاہ صاحب کے بارے میں پوچھا اور اخبارات کے شک و شبے کا اظہار کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں اس بات کی تصدیق ہو چکی ہے وہاں سے مشعل شاہ کی لاش بھی ملی ہے پولیس اس بات کی تصدیق کر چکی ہے۔"

"اور کچھ بتایا اس نے؟"

"بس کچھ نہیں یہی کہ لاش مشعل شاہ کے سینکڑوں عقیدت مندوں نے حاصل کر لی ہے اور کل دوپہر کو اس کی تدفین ہو گی۔"

"یہ باتیں تمہیں میڈم خان نے بتائیں؟"

"جی سر وہ غالباً اسپتال بھی گئی تھیں اور اس کے بعد لانڈھی بھی جا کر معلومات حاصل کر کے آئی ہیں۔"

"ہوں تمہیں یہ کیسے احساس ہوا کہ وہ کچھ بگڑی بگڑی سی ہے؟ جب کہ اتنی ساری باتیں اس نے تمہیں بتا دیں۔"

"سر میرا اور میڈم خان کا طویل عرصے تک ساتھ رہ چکا ہے۔ بہر طور افسردگی اپنی جگہ ہے ظاہر ہے میڈم خان بھی مشعل شاہ صاحب سے بہت عرصے سے متعلق تھیں لیکن ان کا بگڑا بگڑا سا انداز کچھ تعجب خیز...... خیر چھوڑیئے ان باتوں کو اب یہ بتایئے' ہمیں کیا کرنا ہو گا؟"

"کچھ نہیں روزی۔ زندگی کے معمولات جس طرح چل رہے ہیں اسی طرح چلتے رہیں گے۔ مشعل شاہ صاحب اگر اس دنیا میں نہیں ہیں۔ تو ظاہر ہے دوسرے معمولات نہیں رک سکیں گے۔ تمہارے ڈیڈی کیسے ہیں؟"

"سر اب تو بالکل ٹھیک ہیں۔"

"تم کچھ دن اور گزار لو روزی۔ ان معاملات سے نمٹ لیتے ہیں۔ بلکہ اگر تم لوگ اسپتال سے واپس آ رہے ہو تو پھر وہیں اسی فلیٹ میں واپس چلے جاؤ۔ بعد میں کوئی نہ کوئی بندوبست کر لیا جائے گا۔"

"سر ابھی ڈاکٹر اجازت نہیں دے رہے۔ ڈیڈی کو اسپتال سے گھر جانے کی پوری طرح نگرانی کرنے کے بعد ہی وہ اجازت دینا چاہتے ہیں۔ اس لیے ہم لوگ بھی جلدی میں کر رہے۔"

"تو ٹھیک ہے روزی۔ تم واپس آ جاؤ۔ مجھے بھی یہاں تمہاری ضرورت ہے۔" میں نے جواب دیا اور روزی نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں اس وقت تو جا نہیں رہی کل بھی گھر ٹیلی فون کر دوں گی۔ ڈیڈی کے مسئلے کو باقی لوگ دیکھ سکتے ہیں۔"

میں نے مطمئن انداز میں گردن ہلا دی اور تھوڑی دیر تک روزی میرے پاس بیٹھنے کے بعد اپنے کمرے میں چلی گئی۔ میں بستر پر دراز ہو گیا اور رات دیر تک مختلف معاملات کے بارے میں سوچتا رہا۔ دوسرے دن ناشتے پر بھی میڈم خان میرے پاس موجود نہیں تھی۔ روزی البتہ مجھے ناشتہ سرو کر رہی تھی۔ میں نے اس سے کہا۔

"جاؤ۔ میڈم خان کو کہو کہ میں بلا رہا ہوں۔" روزی چلی گئی تھوڑی دیر کے بعد میڈم خان میرے پاس پہنچ گئی۔

"میڈم آپ کل سے کہاں غائب ہیں؟" میں نے سوال کیا اور میڈم خان تیکھی

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ پھر اس نے کہا۔

"دراصل میں بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہو گئی ہوں۔ مسٹر دانش۔" وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھتی ہوئی بولی۔ میں خاموشی سے ناشتے میں مشغول رہا۔ میں نے اسے اپنے ساتھ ناشتے میں شریک ہونے کی پیشکش نہیں کی تھی۔ چند لمحات کے بعد میں نے کہا۔

"مثلاً"

"میں مٹھل شاہ صاحب کے سلسلے میں آپ کی اس بے اعتنائی کو برداشت نہیں کر سکی ہوں۔ بات یہ ہے مسٹر دانش منصور کہ میرا مٹھل شاہ صاحب سے آپ سے بہت پہلے واسطہ تھا اور یہ ایک بہت بڑا سچ ہے کہ میں ذہنی طور پر ان سے بہت متاثر تھی۔ لیکن آپ نے دانش منصور بننے کے بعد اور یہ سب کچھ سننے کے بعد جس بے حسی کا مظاہرہ کیا ہے اس نے مجھے بددل کر دیا ہے۔"

"کیا آپ کو اپنے دل و دماغ پر قابو نہیں رہا میڈم خان۔" میں نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہاں دانش صاحب ایسی ہی بات ہے۔ مٹھل شاہ صاحب کی موت نے مجھے ذہنی طور پر بدحواس کر دیا ہے اور خاص طور سے آپ کی بے حسی مجھے پسند نہیں آئی۔"

"آپ کی پسند یا ناپسند میرے لیے اہمیت نہیں رکھتی میڈم خان۔"

"رکھتی ہے دانش کیونکہ ہم لوگوں نے بڑی محنت کی ہے آپ پر اور اس بات کی توقع رکھتے تھے ہم کہ آپ ہمارے ساتھ وہی سلوک کریں گے۔ جو آپ کو کرنا چاہیے تھا۔"

"میں آپ کو بہت کچھ بتانا چاہتا تھا میڈم بہت سی باتیں کرنا چاہتا تھا آپ سے لیکن آپ کے یہ الفاظ اور آپ کی جلد بازی آپ کو ناقابل اعتبار ثابت کرتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ مٹھل شاہ صاحب کے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے اور اس تمام صورت حال کا صحیح طور پر جائزہ لینے کے لیے جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں آپ اس میں مجھ سے تعاون کریں اور کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جو میرا راستہ روکنے کا باعث بن جائے۔" میڈم خان نے بھویں اٹھا کر مجھے دیکھا پھر بولی۔

"آپ تو مجھے ناقابل اعتبار قرار دے چکے ہیں۔ پھر آپ مجھ سے تعاون کی

درخواست کیوں کر رہے ہیں؟"

"میں آپ سے کوئی درخواست نہیں کر رہا میڈم خان بلکہ آپ کو حکم دے رہا ہوں۔"

"معاف کیجئے گا دانش صاحب میں مٹھل شاہ صاحب کی ہدایت کے مطابق آپ کا حکم ماننے پر مجبور تھی لیکن موجودہ حالات میں جب کہ مٹھل شاہ صاحب کی موت کی تصدیق ہو چکی ہے یہ سب کچھ میرے لیے ممکن نہیں ہے۔ آپ بخوشی مجھے اس کوٹھی سے چلے جانے کے لیے کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ کم از کم اتنا میں جانتی ہوں کہ اس کے تمام اختیارات مٹھل شاہ صاحب نے آپ کو دیے تھے۔"

"کیا یہ ممکن نہیں ہو سکتا میڈم خان کہ کچھ عرصے آپ یہاں رک کر مجھ سے تعاون کریں؟"

"نہیں اب یہ ممکن نہیں ہے۔"

"میڈم خان اسے آپ بہت ضروری تصور فرمایئے۔ دراصل آپ اس انداز میں یہاں سے چلی جائیں گی تو میں اس پریشانی کا شکار رہوں گا کہ کہیں آپ مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کریں۔" میڈم خان کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"آپ کو ہم نے اس وقت نقصان نہیں پہنچایا دانش صاحب جب آپ نقصان اٹھانے کی کیفیت میں تھے۔ اب آپ اگر یہ تصور کرتے ہیں تو یہ آپ کی زیادتی ہے۔"

میں نے آنکھیں بند کر لیں ذہن کو قابو میں رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میڈم خان کا مسئلہ چٹکی بجاتے ہی حل ہو سکتا تھا لیکن میں نہیں چاہتا تھا کہ کوئی ایسا قدم اٹھاؤں جس میں الیاس بھائی سے کیے ہوئے وعدے کی نفی ہو۔ میں نے الیاس بھائی سے وعدہ کیا تھا کہ میں کوئی مجرمانہ کارروائی نہیں کروں گا لیکن میڈم خان اب میرے لیے خطرناک ہوتی جا رہی تھی۔ چند لمحے میں نے آنکھیں بند کیے رکھیں اور اس کے بعد میں پرسکون ہو کر میڈم خان کو دیکھنے لگا۔ پھر میں نے کہا۔

"میڈم خان دراصل آپ غلط فہمی کا شکار ہیں۔ جو کچھ میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ اسے غور سے سن لیجئے اور اس کے بعد میرا خیال ہے آپ صحیح فیصلہ کر سکیں گے۔ دیکھیے مٹھل شاہ صاحب نے مجھے ٹیلی فون کیا تھا کہ وہ کسی خطرے کا شکار ہیں لیکن اس سے پہلے

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

کہ وہ مزید کچھ بتاتے ان کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ گیا اور ٹیلی فون مکمل نہ ہو سکا۔ میں آپ کے پاس پہنچا آپ کو تیار کیا اور اس کے بعد لانڈھی کی جانب روانہ ہو گیا۔ اس وقت میری کیفیت بھی آپ سے مختلف نہ تھی لیکن جب لانڈھی کے قریب پہنچ کر میں نے اس حادثہ کی نوعیت دیکھی تو دفعتاً ہی میں نے آپ کو روک دیا۔ مجھے شبہ ہوا تھا کہ یہ حادثہ خود بخود نہیں ہو گیا تھا اور جو کوئی بھی اس حادثے کا ذمہ دار ہے وہ مٹھل شاہ صاحب کے بہت زیادہ قریبی لوگوں کو جاننا چاہتا ہو گا۔ چنانچہ میں وہاں رک کر صورت حال کا جائزہ لیتا رہا۔ ہم لوگ وہاں نہیں گئے اور وہاں سے واپس آ گئے لیکن اس کے بعد بھی یہ خطرہ ختم نہیں ہوا تھا کہ کوئی ہمیں جاننے کی تلاش میں سرگرداں ہو گا۔ چنانچہ میں نے اس سلسلے میں سرگرمی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اگر آپ سمجھتی ہیں کہ میں نے اس شخص کو نظر انداز کر دیا ہے جو میری اس حد تک حیثیت کا باعث بنا تو یہ آپ کی غلط فہمی ہے اور اس غلط فہمی میں آپ خوامخواہ میرے لیے ذہنی الجھنیں پیدا کر رہی ہیں۔ میڈم خان آپ اس بات کو نظر انداز کیوں کر دیتی ہیں کہ مٹھل شاہ اپنی موت نہیں مرے ہیں بلکہ ان کے ساتھ ایک حادثہ پیش آیا ہے اور اس حادثے کے ذمے دار افراد ان سے کچھ نہ کچھ ضرور چاہتے تھے۔"

میری اس تاویل پر میڈم خان کے تناؤ میں قدرے کمی آ گئی پھر جب وہ بولی تو اس کا لہجہ ٹوٹا ہوا تھا۔

"آپ دعوے سے یہ بات کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ لوگ جو اس حادثے کے ذمے دار ہیں خود ہماری تلاش میں بھی ہوں گے؟"

"میں کسی پہلو کو نظر انداز کرنے کا قائل نہیں لیکن آپ کا عدم تعاون مجھے مزید ذہنی الجھنوں کا شکار کر دے گا۔ کیا آپ یہ بات پسند نہیں کریں گی کہ ہم مٹھل شاہ صاحب کے قاتلوں کو منظر عام پر لا کر انہیں بدترین سزا دیں۔"

"کیوں نہیں پسند کروں گی۔"

"تو پھر ذرا انتظار کیجئے۔ میڈم میری خاموشی کو مشکوک نہ جانیں۔"

میڈم خان اب بڑی حد تک ہموار ہو گئی تھی۔ "تو اب کیا ارادہ ہے آپ کا؟"

"فی الحال محتاط رہ کر اپنے دشمنوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔ اس

کے بعد ہی کسی اقدام کا سوچیں گے۔" لیکن پھر بھی اس کی آنکھوں میں الجھن سی ہوئی تھی۔ میں نے اسے آرام کرنے کو کہا۔ جب وہ کمرے سے نکل گئی تو میرے ذہن میں جو تصور پیدا ہوا وہ یہی تھا کہ میڈم خان خطرناک ہو گئی ہے۔ جو عورت ایک بار اس طرح مجھ سے انحراف کر سکتی ہے وہ بار بار مجھ پر حاوی ہونے کی کوشش کرے گی۔ میڈم خان کا مجھ پر مسلط رہنا مناسب نہیں ہے۔ ان کے لئے کوئی بہت بہتر فیصلہ کرنا ہو گا۔ اس سلسلے میں بھی میں جلد بازی سے کام نہیں لے سکتا تھا۔ ہاں اسے سنبھالے رکھنے کے لیے کچھ اقدامات کرنا بے حد ضروری تھے۔ یہاں سے واپس آنے کے بعد میں نے آصف نور کو اپنے پاس طلب کر لیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ میرے کمرے میں پہنچ گیا تو میں نے روزی کو میڈم خان کے کمرے پر نگاہ رکھنے کی ہدایت کی کہ اگر وہ کمرے سے باہر آنے کی کوشش کرے تو مجھے اس بارے میں فوراً ہی اطلاع دے۔ آصف نور متعجبانہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔

"آصف جو کچھ تم ہو میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں اور اب اس سلسلے میں مزید حماقتیں کرنا نہ تمہارے لیے مناسب ہے اور میرے لیے۔"

آصف چند لمحے خاموشی سے میری صورت دیکھتا رہا پھر بولا۔ "سر۔ میں ان الفاظ کا مطلب سمجھنا چاہتا ہوں؟"

"بات دراصل یہ ہے آصف کہ میں تم پر اعتماد کر کے اپنا رازدار بنانا چاہتا ہوں۔"

"یہ میری خوش بختی ہو گی جناب اور اس بات کا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو ذمے داری آپ میرے سپرد کریں گے اپنے جو راز آپ مجھے دیں گے وہ مجھے اپنی زندگی سے زیادہ قیمتی محسوس ہوں گے۔"

"شکریہ آصف مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے۔ خیر چھوڑو ان باتوں کو مٹھل شاہ کے مسئلے کو تم بھی اچھی طرح جانتے ہو اور میں بھی جانتا ہوں۔ اب تمہیں اس بات کا علم ہو چکا ہو گا کہ مٹھل شاہ ہم لوگوں کے لیے انتہائی اہم حیثیت رکھتا تھا۔"

"سر۔ بہت زیادہ علم نہیں ہے سوائے اس کے کہ آپ ان سے عقیدت رکھتے تھے۔"

"خیر میں تمہیں اس کے بارے میں کچھ اور تفصیلات بھی بتاؤں گا مگر بعد میں، تم

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

اپنی ذہانت کو زنگ لگا رہے ہو آصف اسی لیے میں کچھ ذمے داریاں تمہارے سپرد کر رہا ہوں لیکن نہایت ہوشیار کے ساتھ۔ میں تمہیں چند کاغذات دوں گا۔ بینکوں سے تمہیں ان کے بارے میں مفصل تصدیق کرنی ہے کہ ان کی نوعیت کیا ہے۔"

"جی سر۔ یہ کام میرے لیے مشکل نہیں ہوگا۔"

"تو پھر آؤ میرے ساتھ۔" میں نے کہا اور آصف کو ساتھ لیے اس خاص کمرے میں پہنچ گیا جہاں میری مخصوص تجوری تھی۔ میں نے تجوری سے وہ کاغذات نکالے جن میں مشعل شاہ نے اپنا تمام سرمایہ میری طرف منتقل کیا تھا اور اس بارے میں بینکوں کی تمام تفصیلات میرے پاس موجود تھیں۔ تقریباً دو گھنٹے تک میں آصف کو اس بارے میں سمجھاتا رہا کہ اسے کیا کرنا ہے اور آصف نے سب کچھ سمجھنے کے بعد گردن ہلا دی۔ پھر بولا۔

"ٹھیک ہے چیف۔ میں یہ تمام کام سرانجام دے لوں گا لیکن پورا دن مجھے چھٹی درکار ہوگی اس سلسلے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے۔"

"ٹھیک ہے تم کل اس کام میں مصروف رہ سکتے ہو۔" میں نے آصف سے کہا اور وہ گردن ہلا کر خاموش ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے اسے جانے کی اجازت دے دی تھی۔ تمام کاغذات میں نے اس کے حوالے کر دیے تھے۔ باہر کے معاملات بالکل پرسکون تھے۔ روزی نے مجھے بتایا میڈم خان اب تک اپنے کمرے میں سو رہی ہے۔ دن میں مزید کوئی خاص مصروفیت نہ تھی پھر بھی شام میں نے گھر پر ہی گزاری تھی۔ دوسرے دن آصف اپنے کام میں مصروف ہوگیا اور میں خود کار لے کر باہر نکل گیا۔ مقدس کریم سے ملاقات ہوئی۔ وہ اپنے کاموں میں مصروف تھا۔ مشعل شاہ کے بارے میں گفتگو ہوتی رہی۔ مقدس کریم نے مجھے بتایا کہ وہ خود مشعل شاہ کی تدفین میں شریک ہوا تھا۔ ہزاروں عقیدت مند موجود تھے اور بڑے اعزاز کے ساتھ مشعل شاہ کی تدفین کی گئی۔ ساتھ ہی اس کے تمام ساتھیوں کی قبریں بنائی گئیں اور لوگوں نے اچھی خاصی جاں نثاری کا مظاہرہ کیا۔ اس کے علاوہ آستانے کا ملبہ پولیس کی نگرانی میں صاف کیا جارہا ہے اور مسلسل یہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ یہ حادثہ کس طرح پیش آیا۔ اس سلسلے میں اور کوئی خاص بات نہیں ہوئی پھر تیسرا دن بھی گزر گیا۔ مشعل شاہ کی جدائی مجھے بھی

بہت عجیب انداز میں محسوس ہو رہی تھی۔ آصف نے مجھے تمام رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ بینکوں کے سارے معاملات ٹھیک ہیں۔ مشعل شاہ جو کچھ میرے لیے کر گیا تھا اس نے اس میں کمی نہیں چھوڑی تھی۔ میں نے احتیاطاً وکیل سے بھی ملاقات کی اور وکیل نے مجھے ہر طرح کے تعاون کا یقین دلایا۔ یوں وقت گزرتا رہا۔ پانچ چھ دن ہوگئے۔ روزی اب باقاعدہ اپنی ذمے داریاں پوری کر رہی تھی۔ میڈم خان بھی رفتہ رفتہ راہ راست پر آتی جارہی تھی لیکن میں نے اس کے انداز میں ایک مسلسل کھنچاؤ محسوس کیا تھا اور اس کے چہرے کے تاثرات وہ نہیں رہے تھے جو پہلے ہوا کرتے تھے چنانچہ میڈم خان پر نگاہ رکھنا میرے لیے انتہائی ضروری ہوگیا تھا اور اس دوران میں مسلسل سوچتا رہا تھا میرے ذہن میں یہ سوچ تھی کہ اب مجھے اپنے طور پر عمل کرنے کے لیے مزید کچھ کارروائیاں کرنا ہوں گی۔ اس لیے پہلے مشعل شاہ کے زیر اثر اس کی تمام ہدایات پر عمل کرتا تھا لیکن اب جب کہ مشعل شاہ کے بارے میں یہ تصدیق ہوگئی تھی کہ وہ موجود نہیں ہے۔ تو پھر سارے معاملات مجھے اپنے طور پر سنبھالنے تھے اور اس میں اپنی سوچ کے مطابق تبدیلیاں پیدا کرنا تھیں اس روز جیم خانہ پہنچا اور وہاں لوگوں سے ملا تو مجھے مسز اختر خان نظر آئیں۔ خوش قسمتی یہ تھی کہ اس دن جمال آراء بیگم موجود نہیں تھیں۔ مسز اختر خان کو بہت دن کے بعد میں نے دیکھا تھا۔ میری ان کی نگاہیں چار ہوئیں تو مسکراتی ہوئی میری جانب آگئی۔ بہرطور اب میں اس ماحول میں اجنبی نہیں رہا تھا اور جانتا تھا کہ یہاں آنے والے کیا انداز فکر رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک کوئی بات بہت زیادہ اہمیت کی حامل نہیں ہوتی۔

مسز اختر خان نے بڑی گرم جوشی سے مجھ سے مصافحہ کیا اور بولی۔

"کہیے جناب بہت عرصے کے بعد ملاقات ہوئی۔"

"یہ شکایت تو مجھے آپ سے کرنا چاہیے مسز خان۔"

"شکایت؟" اس نے معنی خیز مسکراہٹ سے مجھے دیکھا۔

"ہاں میرا مطلب ہے آپ نے بہت دن کے بعد ملنے کی بات کی ہے نا۔ میں خود آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان دنوں آپ کہاں غائب تھیں۔"

"بس یوں سمجھ لیجیے آپ کے ڈر سے روپوش ہوگئیں تھی۔" میں ہنس پڑا۔

"میرا ڈر آپ کو کیوں لاحق ہوگیا؟"

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہوتا ہے۔ ایسا بھی ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات انسان اپنی پوزیشن خوامخواہ خراب کر بیٹھتا ہے۔ میرے ساتھ بھی یہی حادثہ پیش آیا ہے۔"

"آپ نے اپنی پوزیشن کہاں خراب کرلی؟"

"آپ کی نگاہ میں۔" مسز اخترخان نے جواب دیا۔

"آپ کی غلط فہمی ہے مسز اختر بلاوجہ آپ میرے سلسلے میں کچھ دل برداشتہ ہوگئیں۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہ تھی۔" مسز اخترخان مسکراتی رہی اور اس کے بعد بولی۔

"میرا خیال ہے ہم لوگوں نے اپنے تعلقات کی ابتدا غلط انداز میں کی تھی۔ بہرطور لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر غلطی کا احساس ہو جائے تو اس کا ازالہ کرلینا چاہیے۔" میں بھی معنی خیز انداز میں مسکرا دیا۔ "اب فیصلہ یہ کرنا ہے کہ دراصل غلطی کس سے ہوئی۔ شاید مجھے اور میں اس اعتراف میں کوئی عار نہیں محسوس کرتی۔"

"واہ اس کا مطلب ہے آپ بڑی خاتون ہیں۔"

"نہیں خیر ایسا تو نہیں ہے۔ ویسے ایک بات آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں مسٹر دانش منصور.........؟"

"جی.........جی فرمایئے۔"

"میرے سلسلے میں آپ بددل کیوں ہوئے اور آپ نے میرے بارے میں غلط انداز کے فیصلے کیوں کیے؟"

"صاف صاف گفتگو کروں مسز اختر؟"

"ہاں اگر دل میں کچھ خلوص باقی ہے تو بہتر یہ ہے کہ صاف ہی گفتگو کیجیے۔"

"دراصل میرا ایک نظریہ ہے۔ کاروبار اور تعلقات دو الگ الگ چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک اچھا کاروباری بننے کے لیے انسان کو کاروبار کو اولیت دینا ہوتی ہے۔ آپ نے غلط طریقہ کار اختیار کیا تھا۔ آپ کو کم از کم میرے بارے میں یہ معلومات حاصل کرلینا چاہیے تھیں کہ میں ایک کچے ذہن کا مالک نوجوان نہیں ہوں بلکہ ایک اچھا کاروباری بھی ہوں اور یہ کاروبار مجھے میرے باپ سے ورثے میں ملا ہے۔" مسز اختر ہنسنے لگیں پھر بولی۔

"کرن اکثر آپ کو یاد کرتی ہے۔"

"لیکن اب میں اسے بالکل یاد نہیں کرتا۔"

"تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ کرن نہ سہی اور بہت سے لوگ ہیں آخر آپ کو زندگی گزارنے کے لیے کچھ نہ کچھ تو درکار ہوتا ہوگا۔" مسز اختر نے کہا۔ اور میں ہنس پڑا۔

"آپ کسی نئی شخصیت سے متعارف کرائیں گی تو میں اسے خوش آمدید کہوں گا لیکن مسز اختر ہمارے اور آپ کے درمیان تمام باتیں کھری کھری ہونی چاہئیں۔ جو کچھ آپ نے سوچا تھا وہ مناسب نہیں تھا۔ ہاں ضرورتیں ہر انسان کی ہوتی ہیں اگر میں آپ کی کوئی خدمت ذاتی طور پر کرسکا تو مجھے خوشی ہوگی لیکن اس کے لیے وہ طریقہ کار اختیار کرنا میرا خیال ہے آپ کے حق میں مفید ثابت نہیں ہوگا۔"

"اس کا تجربہ کر چکی ہوں۔ اب اس کا تذکرہ آپ کیوں کر رہے ہیں مسٹر دانش منصور۔"

"ٹھیک ہے رات گئی بات گئی۔ آپ کے اور میرے تعلقات میں کوئی ایسی خرابی نہیں پیدا ہوئی جس سے آپ کو مجھ سے کھنچنا پڑے۔"

"شکریہ۔ بہت بہت شکریہ میں آپ سے ملتی رہوں گی بلکہ آپ کی پسند کے مطابق پھر آپ سے نئی ملاقات ہوگی۔" مسز اخترخان نے کہا اور میں ہنسنے لگا۔

"بہرطور یہاں کے معاملات کو اب میں اتنا سمجھ چکا تھا کہ مزید کچھ سمجھنے کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ یہاں کی کہانیاں خاصی دلچسپ تھیں۔ جمال آرا نے اس سلسلے میں مجھے بہت کچھ سمجھا دیا تھا۔ جن میں بعض کہانیاں بہت ہی دلکشی کی حامل تھیں اور میں نے ان سے لطف حاصل کیا تھا۔ مثلاً یہاں نظر آنے والے چہرے انتہائی مصنوعی ہوتے تھے۔ ان کے اندر اور باہر میں اتنا فرق تھا کہ انسان کے تصور سے بھی باہر ہو لیکن مجھے براہ راست ان کہانیوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ میں تو صرف اپنے معاملات پر نگاہ رکھنا چاہتا تھا۔ زندگی کے بے شمار مراحل طے ہو چکے تھے۔ واقعات کا ایک ایسا انوکھا سلسلہ تھا جو ختم ہونے ہی کو نہیں آتا تھا لیکن میں ابھی اپنے آپ کو راستے ہی میں پار رہا تھا۔ ابھی تک میرے سامنے کوئی ایسی جامع کیفیت نہیں آئی تھی جو مجھے یہ احساس دلاتی کہ میں زندگی کا مقصد ایک حد تک پانے میں کامیاب ہوگیا ہوں۔ صحیح معنوں میں' میں نے اپنی ابتدا ہی ابھی مکمل نہیں کی تھی زندگی کے معمولات جاری رہے مشعل شاہ کی کمی کو جس

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

شدت سے بھی محسوس کر رہا تھا اسے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ بہرحال اس کا مشن جاری تھا۔ مقدس امپوریم بڑی تیز رفتاری سے تکمیل کے مراحل میں تھا۔ اس سلسلے میں مقدس کریم مجھ سے اکثر ملاقاتیں کرتا رہتا تھا۔ ابھی وہی میری نگاہوں میں تھا۔ ایک بہت بڑا سلسلہ ختم ہوگیا تھا۔ جس کے لیے میں نے اور مشعل شاہ نے مل کر طے کیا تھا۔ یعنی یہ کہ مشعل شاہ میرے پاس شکار بھیجے گا اور میں یہ شکار ذبح کرتا چلا جاؤں گا لیکن مشعل شاہ کی اچانک موت سے یہ سلسلہ منقطع ہوگیا تھا اور میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ میں محدود ہو کر رہ گیا ہوں۔ اس احساس نے میرے اندر ایک جنون کی سی کیفیت پیدا کر دی تھی یہ ممکن نہیں ہے ایسا نہیں ہونا چاہیے اور اب مشعل شاہ کا سہارا ختم ہونے کے بعد مجھے خود اپنی ذہانت سے کام لینا ہوگا۔ ایسے ہی ایک دن کی بات ہے کہ آصف نور نے مجھے انوکھی اطلاع دی۔ ہم لوگ کلب کی جانب جا رہے تھے کہ آصف بولا۔"

"سر میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں آپ سے۔"

"کہو آصف۔"

"میں پچھلے ایک ہفتے سے یہ بات نوٹ کر رہا ہوں کہ کچھ لوگ آپ کی نگرانی کر رہے ہیں۔ اس وقت بھی ایک کار مسلسل ہمارے تعاقب میں ہے۔ میں نے اس گاڑی میں موجود شخص کو بھی دیکھ لیا ہے۔ بھاری بھر کم اور اچھی شخصیت کا مالک ہے۔ لیکن عموماً" یہ ہمارا تعاقب کرتا رہتا ہے۔"

"تمہیں غلط فہمی تو نہیں ہوئی؟"

"نہیں سر اگر غلط فہمی کا مسئلہ ہوتا تو میں آپ سے اس کا تذکرہ ہی نہ کرتا۔ کئی دن سے اس کا جائزہ لے رہا ہوں۔ اس وقت بھی یہ کار ہماری کوٹھی سے ہمارے پیچھے چل رہی ہے۔"

"اور میرے ذہن میں بے شمار گھنٹیاں سی بجنے لگیں۔ ایک بار پھر مجھے اپنی شخصیت یاد آگئی تھی۔ مجھے وہ لمحات یاد آگئے تھے جب میرا باقاعدہ تعاقب کیا جاتا تھا اور تعاقب کرنے والے وہ لوگ تھے جو میری شخصیت کو مسخ کر کے رکھ دینا چاہتے تھے۔ میں ان کی نگاہوں سے گم ہوگیا تھا اور یقینی طور پر وہ میرے لیے پریشان ہوں گے اور یہ جاننا چاہتے ہوں گے کہ میں کہاں پوشیدہ ہوگیا ہوں۔ عرصہ دراز سے میں نے زندگی کے اس موڑ کو

سمت پیچھے چھوڑ دیا تھا جہاں سے میں نے اپنی زندگی کا آغاز کیا تھا۔ بیچارے الیاس بھائی اور نازاں باجی سے بھی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ ان لوگوں کو نظرانداز تو میں زندگی بھر نہیں کر سکتا تھا بس حالات کا انتظار کر رہا تھا۔ کوئی ایسا موقع آجائے جب مجھے سکون لینے کا موقع ملے تو پھر ان لوگوں سے میں دوبارہ اپنے رابطے قائم کروں لیکن ابھی حالات مجھے اس بات کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ تاہم آصف نور کی سنائی ہوئی اس بات نے مجھے پھر اپنے ماضی میں جانے پر مجبور کر دیا اور میں اس کے لیے بے چین ہوگیا۔ میں نے آصف سے کہا۔"

"اگر تم اس بات پر پوری طرح بھروسہ رکھتے ہو آصف تو پھر ہمیں اس شخص کو دیکھنا ہوگا۔"

"ہاں چیف اب اس میں کوئی شبہ نہیں ہے اگر شبہ ہوتا تو میں تذکرہ ہی نہ کرتا آپ سے۔"

"ہوں اس وقت ہم کلب چل رہے ہیں آصف۔"

"جی۔ وہاں سے واپسی پر اگر یہ ہمارے ساتھ ہوا تو پھر ہمیں اس سے ملاقات کرنا ہوگی۔" آصف کے چہرے پر سنسنی کے آثار پھیل گئے تھے۔ اس دن کلب میں کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی۔ شناسا تو ہر جگہ ہی موجود تھے اور جہاں بھی جاتا تھا میری پذیرائی ہوتی تھی۔ لوگ مجھ سے طرح طرح کے سوالات بھی کیا کرتے تھے۔ جو میرے کاروبار ہی سے متعلق تھے۔ ان دنوں مقدس آٹوز کے بارے میں بھی تذکرے ہو رہے تھے اور یہ بات لوگوں کے کانوں تک پہنچ چکی تھی کہ میں مقدس آٹوز کو فیڈ کر رہا ہوں۔ ظاہر ہے ایسی باتیں چھپی نہیں رہتیں بہرطور کلب سے واپسی کے لیے میں خود بھی بے چین تھا۔ تعاقب کا احساس میرے رگ و پے میں سنسنی پیدا کر رہا تھا اور میں اس سلسلے میں ہر قدم اٹھانے کا خواہشمند تھا۔ وہ جنون جو مشعل شاہ کی غیر موجودگی سے مجھ پر طاری ہوگیا تھا۔ اس وقت شدت اختیار کر گیا تھا۔ وہاں سے جب واپس پلٹے تو میں نے آصف نور سے اس بارے میں پوچھا اور آصف نے سرگوشی کے سے انداز میں کہا۔

"یقیناً" سر۔ یقیناً" وہ ہمارے پیچھے ہے۔"

"آصف ہمیں اس پر قابو پانا ہے۔"

"مم .... مگر کس طرح سر .... ؟"

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"جو ہدایت میں دیتا رہوں اس پر عمل کرتے رہو۔ ہمیں واپسی کے راستے میں تھوڑی سی تبدیلی کرنا پڑے گی۔ ہم کلفٹن کے راستے ڈیفنس جاتے ہیں آج تم یوں کرنا کہ راستہ بدلینا اور درمیان سے ہی گزری کی طرف نکلنے کی کوشش کرنا۔ میرا مطلب سمجھ رہے ہو نا تم۔ وہ راستہ جو جھاڑیوں کے درمیان سے گزرتا ہے۔"

آصف نے خاموشی سے گردن ہلا دی اور پھر میری ہدایت پر عمل کرنے لگا۔ پیلی گاڑی مسلسل پیچھے آرہی تھی اور میں خود بھی اسے باآسانی دیکھ سکتا تھا راستہ کاٹنے کے بعد ہم جھاڑیوں کے درمیان چل پڑے۔ یہ جگہ عموماً سنسان ہی رہتی تھی۔ رات کو ساڑھے گیارہ یا بارہ بجے کے بعد یہاں گھڑ سوار پولیس والوں کا گشت شروع ہو جاتا تھا لیکن ابھی ان کے گشت کا وقت نہیں آیا تھا پھر ایک جگہ میں نے آصف کو گاڑی روکنے کے لیے کہا۔ اس نے گاڑی سائیڈ میں کر کے روک دی تھی۔ پیلی گاڑی مسلسل ہمارے پیچھے چلی آرہی تھی اور ہماری گاڑی کے اچانک یوں رک جانے کی وجہ سے پیلی گاڑی کو بھی رفتار سست کرنا پڑی تھی لیکن کیونکہ ہم نے سائیڈ کا راستہ کھلا رکھا تھا اس لیے اسے مجبوراً آگے بڑھنا پڑا لیکن آگے جانے کے بعد جو موڑ تھا وہاں ہم نے اس کی سرخ روشنیاں جلتے ہوئے دیکھیں۔ گویا وہ بھی رک گیا تھا۔ میں خاموشی سے دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔

"تم بونٹ اٹھا کر انجن کا جائزہ لینا شروع کر دو۔" نیچے اترتے ہی میں نے آصف کو ہدایت کی اور خود جھاڑیوں سے ہوتا ہوا سڑک کے عقب میں اتر گیا۔ پھر میں تیز رفتاری سے چلتا ہوا اس جگہ پہنچ گیا جہاں پیلی گاڑی رکی ہوئی تھی۔ پیلی گاڑی والے نے بھی وہی عمل کیا تھا جو میں نے کیا تھا۔ یعنی وہ گاڑی سے اتر کر اس کا بونٹ اٹھا کر اس کا جائزہ لینے لگا تھا۔ یہ اس کی یقینی طور پر بدحواسی کی ایک کوشش تھی۔ ورنہ اس سنسان جگہ اسے یہ سوچنا چاہیے تھا کہ یہاں سے نکل جانا ہی بہتر ہے اور ظاہر ہے میں اپنی کوٹھی پر ہی جا رہا تھا۔ ممکن ہے وہ اس احساس کا شکار ہوگیا ہو کہ میں نے جھاڑیوں کا راستہ کیوں اختیار کیا ہے۔ میں نے بھرپور جائزہ لیا وہ اچھی خاصی جسامت کا مالک تھا۔ چہرے کے خدوخال گو بہت زیادہ واضح نہیں ہو سکے تھے لیکن شخصیت ٹھیک ٹھاک ہی معلوم ہوتی تھی اور پھر میں نے ایک گول پتھر اپنے ہاتھ میں اٹھالیا جو وہاں موجود تھا۔ پھر میں آہستہ آہستہ آگے

بڑھا اور ایک لمحے کے اندر ہی اوپر نمودار ہوگیا۔ وہ مجھے دیکھ کر دہشت زدہ سا ہوگیا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی عمل کر سکے میرا ہاتھ جنبش کر چکا تھا۔ گول پتھر اس کے سر کی پشت پر پڑا اور اس کے حلق سے ایک تیز آواز نکل گئی۔ میں نے دوسرا وار اس کی گردن پر کیا اور وہ ادھر ادھر جھولنے لگا۔ میرا کام ہوگیا تھا لیکن اس کے بھاری بھرکم جسم کو وہاں سے اٹھا کر گاڑی تک لانا ایک مشکل مسئلہ تھا۔ میں نے اس کے بغلوں میں ہاتھ ڈالے اور اسے گھسیٹتا ہوا آگے بڑھ گیا ادھر شاید آصف نور نے میری یہ کارروائی دیکھ لی تھی۔ چنانچہ اس نے فوراً ہی بونٹ بند کیا گاڑی اسٹارٹ کی اور تیزی سے آگے بڑھتا ہوا میرے قریب پہنچ گیا۔ پھر میں نے آصف کی مدد سے اسے گاڑی میں ٹھونس دیا چند لمحے کے بعد ہی ہماری کار آگے بڑھ گئی۔ آصف کے اعصاب میں کشیدگی پائی جاتی تھی۔ جس کا اندازہ اس کی ڈرائیونگ سے ہو رہا تھا۔ میں نے سرد لہجے میں کہا۔

"خود پر قابو رکھو آصف اور سنو ہمیں اسے خاموشی سے اندر پہنچانا ہے۔ بہتر ہے۔ بہتر ہے کسی کو اس کے بارے میں علم نہ ہو۔" آصف نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ وقت ایسا ہو چکا تھا کہ کوٹھی کے تمام ملازمین وغیرہ سو رہے تھے۔ دروازہ کھولنے والے چوکیدار کو یہ اندازہ نہیں ہو سکا کہ کار کی عقبی سیٹ پر کوئی پڑا ہے۔ کار آصف نے بالکل صدر دروازے کے قریب جا کر روکی تھی۔ یہاں بھی روشنی نہیں تھی۔ کہیں سے بھی کسی کے جاگنے کے آثار نہیں مل رہے تھے۔ چنانچہ ہم نے بے ہوش شخص کو اٹھایا اور اندر لے چلے۔ انتہائی احتیاط کے ساتھ اسے میں نے اپنے بیڈ روم میں پہنچایا تھا۔ پھر میں نے اسے بستر پر لٹانے کے بعد آصف نور سے پر خیال لہجے میں کہا۔

"آصف کیا اس کی کار کا وہاں رہنا مناسب ہوگا۔" آصف نور نے خاموش نگاہوں سے مجھے دیکھا تو میں نے اس سے کہا۔ "میرا خیال ہے ہمیں خطرہ مول لے لینا چاہیے۔ پولیس یقینی طور پر گشت کرتی ہوئی ادھر سے گزرے گی اور اس مشکوک کار کو دیکھ کر اس کی جانب متوجہ ہو جائے گی۔ اگر کوئی ایسا ویسا معاملہ نکلا تو ذرا سی الجھن کا شکار ہم بھی ہوں گے۔ میرا خیال ہے یہ خطرہ مول لے لو۔ بلکہ یوں کرو کہ کار تم وہاں سے واپس لے آؤ اور کوٹھی کے ایسے حصے میں کھڑی کر دو جہاں کوٹھیوں میں آنے والے مہمان عموماً اپنی کاریں کھڑی کر دیتے ہیں۔ فاصلہ اتنا رکھنا کہ کسی کو شبہ نہ ہونے پائے اور لوگ یہی

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

سمجھیں کہ کار کسی کوٹھی میں آئی ہے۔ آصف نور میری بات سے متفق ہوگیا اور پھر وہ وہاں سے چلا گیا کار کی چابی اس کے پاس ہی موجود تھی۔ میں دیر تک اس شخص کا چہرہ دیکھتا رہا اور پھر میں نے اس کے لباس کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ اس کے لباس سے ایک عمدہ قسم کا پستول برآمد ہوا جو بھرا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ کچھ کرنسی نوٹ ایسی کوئی چیز اس کے لباس سے دستیاب نہیں ہوئی تھی جو اس کی شخصیت پر روشنی ڈالتی۔ میں نے یہ تمام چیزیں اپنی تحویل میں لے لیں۔ اب میں یہ سوچ رہا تھا کہ اسے ہوش میں لاؤں۔ حالانکہ اصولی طور پر اسے خود ہی ہوش میں آجانا چاہیے تھا لیکن شاید میری ضرب اس کے سر پر شدید ہی پڑ گئی تھی۔ جس کی وجہ سے مسلسل بے ہوش تھا۔ میں نے چند لمحے انتظار کرنے کا فیصلہ کرلیا اطراف کو مضبوط رکھنا بھی ضروری تھا ہو سکتا ہے جاگنے کے بعد یہ شخص مجھ سے بھڑنے کی کوشش کرے۔ ایسی حالت میں مجھے بھی تیار رہنا تھا۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی اور میں اچھل پڑا کون ہو سکتا ہے؟ میں نے دل میں سوچا پھر آصف کا خیال آیا۔ تاہم میں نے تیز روشنی بجھا کر باہر جھانکا آصف نور ہی تھا۔

"ہاں آصف کہو کیا پوزیشن ہے؟"

"سر میں آپ کی ہدایت کے مطابق عمل کر آیا ہوں۔"

"کیا تم نے گاڑی کے اسٹیرنگ اور ہینڈل سے اپنے ہاتھوں کے نشانات مٹا دیئے ہیں۔ آصف نے گردن ہلا دی۔"

"جی ہاں جناب۔"

"گڈ اب تم جا کر آرام کرو۔"

لیکن آصف نے انکار کر دیا۔ پھر میرے اصرار پر وہ لان میں جا کر بیٹھ گیا ۔ ۔ ضرورت پڑنے پر میری مدد کو فوراً" پہنچ سکے۔

آصف کے جاتے ہی میں نے دروازہ بند کر کے دوبارہ تیز روشنی کر دی۔ واپس پلٹا تو وہ شخص کسمسا رہا تھا۔ میں اس سے کچھ فاصلے پر ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں وہ فوراً" مجھے نہ دیکھ سکے۔ بلکہ میں اس کا بخوبی جائزہ لے سکوں۔ چنانچہ چند لمحے کے بعد اس نے آنکھیں کھول دیں اور بوکھلائے ہوئے انداز میں ادھر ادھر دیکھا اور پھر دفعتاً" اچھل کر بیٹھ گیا۔ غالباً" اسے ساری صورت حال یاد آگئی تھی۔ بیٹھنے کے بعد اس نے کمرے میں نگاہیں

دوڑائیں۔ کمرہ اتنا وسیع بھی نہیں تھا کہ وہ مجھے نہ دیکھ سکتا جونہی اس کی نگاہ مجھ پر پڑی اس کے پورے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اس کا منہ متحیرانہ انداز میں کھل گیا تھا چند لمحے وہ مجھے دیکھتا رہا اور پھر دفعتاً" اس کے حلق سے ایک قہقہہ بلند ہوگیا۔ یہ قہقہہ میرے لیے ذرا حیران کن تھا۔ ایسی حالت میں تو اسے پریشان ہونا چاہیے تھا۔ بجائے اس کے وہ ہنس رہا تھا۔ دل ہی دل میں' میں نے سوچا کہ کہیں وہ اپنی دماغ کی خرابی کا اظہار نہ کرے۔ وہ چند لمحات ہنستا رہا اور میں سرد نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔

"معافی چاہتا ہوں جناب دانش منصور صاحب۔ میرے جبڑے بھنچ گئے تھے۔" اس نے مجھے میرے نام سے مخاطب کیا۔ تاہم میں اسے سرد نگاہوں سے دیکھتا رہا۔ وہ ایک بار پھر ہنس پڑا اور بولا۔

"بڑی عجیب بات ہے نا یوں سمجھ لیجئے ایک طرح سے یہ لطیفہ ہوگیا ہے۔"

"تمہارے سر کی چوٹ کیسی ہے دوست۔" میں نے سرد لہجے میں کہا اور وہ چونک اپنا سر ٹٹولنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔

"کھوپڑی کے پچھلے حصے پر ایک اور کھوپڑی نمودار ہوگئی ہے۔"

"ہنسنے کی وجہ بتاؤ گے؟"

"بس کیا بتاؤں دانش صاحب۔ اس وقت ایک عجیب لطیفہ ہوا ہے۔ میں اپنے آپ کو طاقتور اور چالاک آدمی نہیں سمجھتا لیکن زندگی بڑے دلچسپ انداز میں گزری ہے اور یہ جو واقعہ پیش آیا ہے یقین کیجئے یہ بھی میری زندگی کا ایک دلچسپ حادثہ ہی ہے۔"

"تم اطمینان کا اظہار کر کے غالباً" مجھ پر کوئی اثر ڈالنا چاہتے ہو؟"

"نہیں۔ دانش صاحب ایسا نہ سوچئے میں آپ کو تفصیل بتائے دیتا ہوں۔"

"جی۔ ہاں فرمایئے۔" میں نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"مجھے ناگی کہتے ہیں اور یہ نام میں نے بڑی مشکل سے مشہور کیا ہے۔ ویسے میرا نام رشید خان ہے۔ آپ مجھے رشید خان کہہ لیں یا ناگی کے نام سے مخاطب کریں بات ایک ہی ہے۔"

"سن لیا یہ سب کچھ آگے فرمایئے۔"

"مجھے مشعل شاہ صاحب نے آپ کی نگرانی کی ذمے داری سونپی تھی۔ بلکہ یوں

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"سمجھ لیجئے کہ میرے سپرد بہت دن سے یہ کام تھا۔ میں اور میرے گروہ کے تیس افراد مکمل طور سے آپ کی نگرانی کر رہے تھے اور مثمل شاہ صاحب کے مفادات کے سلسلے میں جو کچھ بھی ممکن ہو سکتا ہے وہ کرتے ہیں۔ یوں سمجھ لیجئے کہ میں اور میرے تیس ساتھی مثمل شاہ کے تنخواہ دار ہیں۔" ایک بار پھر میرے ذہن میں گڑگڑاہٹ سی پیدا ہونے لگی تھی لیکن میں اتنی آسانی سے ہار نہیں مان سکتا تھا۔ میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر میں نے کہا۔

"کون مثمل شاہ صاحب؟ رشید ناگی نے پر خیال انداز میں گردن ہلائی اور بولا۔"

"یقیناً" یقیناً"۔ ظاہر ہے میرے چند الفاظ تو آپ کو اطمینان دلانے کے لیے کافی نہیں ہیں۔ ایک لمحے کے لیے یہ گزارش کرتا ہوں کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس پر ذرا ذہن بھی دوڑائیے۔ یقیناً" حالات ایسے ہی ہیں۔ اصولی طور پر ہونا یہ چاہیے تھا کہ شاہ صاحب میرا آپ سے تعارف کرا دیتے۔ انہوں نے یہ وعدہ بھی کیا تھا۔ لیکن بد قسمتی نے ہمیں اس کا موقع نہیں دیا۔ بہرطور میں اپنا تعارف خود ہی کرائے دیتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے آپ کو اپنا نام بتایا میرا نام رشید ناگی ہے اور کچھ حلقوں میں ناگی کے نام سے جانا جاتا ہوں۔ میں نے اپنا طریقہ کار کچھ ایسا رکھا ہے کہ لوگ مجھے اپنا دوست بھی سمجھیں اور جب مشکل حالات پیش آئیں تو انہیں یہ احساس بھی ہو جائے کہ میں کیا چیز ہوں۔ مفصل تفصیل اس وقت بتاؤں گا جب آپ کو مجھ پر یقین آجائے گا۔ مختصر یوں سمجھ لیجئے میں ہر وہ کام کرلیتا ہوں جس میں مجھے آمدنی بھی ہو جائے اور میری اپنی حیثیت بھی برقرار رہے۔ پولیس کی نگاہوں میں ابھی تک نہیں آیا ہوں۔ میں نے اور میرے گروہ نے بہت سے ایسے کارنامے سرانجام دیے ہیں جو قابل دست اندازہ پولیس ہو سکتے ہیں لیکن احتیاط رکھی ہے ہم نے۔ ویسے آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ میرے گروہ کے تمام لوگ پڑھے لکھے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو بحالت مجبوری اس فیلڈ میں کام کرتے ہیں۔ ہم نے ایسے گھناؤنے جرائم نہیں کیے۔ جسے ہمارا اپنا ضمیر بھی برداشت نہ کر سکے لیکن اس کے علاوہ دولت کے حصول کے لیے ہم نے چھوٹے چھوٹے بہت سے کام سرانجام دیے ہیں۔ کچھ عرصے پہلے شاہ صاحب کا مجھ سے رابطہ قائم ہوگیا۔ یوں سمجھ لیجئے میں بھی ان کے عقیدت مندوں ہی میں سے تھا اور انہوں نے میرے بہت سے کام اس طرح کرائے تھے کہ میں

ان کا وفادار بن گیا تھا۔ تب شاہ صاحب کو میری ضرورت پیش آئی اور انہوں نے تمام صورت حال بتاتے ہوئے کہا کہ دانش منصور کے لیے انہیں میرے گروہ کی ضرورت ہے اور اس کے بعد سے میں نے اپنی تمام تر ذمے داریاں شاہ صاحب کو ہی سونپ دیں۔ یوں سمجھ لیجئے کہ شاہ صاحب نے مجھے اور میرے گروہ کو ملازم رکھ لیا تھا۔ ہمیں ماہانہ چھ لاکھ روپے ملتے ہیں اور یہ چھ لاکھ روپے ہمارے سارے گروہ میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔"

"خوب۔ تو مثمل شاہ صاحب نے تمہارے سپرد کیا ذمے داری کی تھی۔" میں نے سوال کیا۔

"جی دانش صاحب وہی تفصیل عرض کرنے جا رہا ہوں۔ دراصل جب آپ عملی زندگی میں آئے اور مقدس آٹوز کا مسئلہ سامنے لایا گیا تو شاہ صاحب کو اس بات کا خدشہ پیدا ہوا کہ کچھ لوگ ہو سکتا ہے براہ راست آپ کو نقصان پہنچانے کی فکر میں سرگرداں ہوں۔ چنانچہ آپ کے تحفظ کا بندوبست کیا جائے اور اس کے ساتھ ہی آپ کے مفادات کا تحفظ بھی کیا جائے۔ چنانچہ میرے آدمی انتہائی ذہانت کے ساتھ شاہ صاحب کی ہدایت کے مطابق آپ کے اطراف پھیل گئے۔ ہر جگہ آپ کی نگرانی کی گئی۔ مقدس آٹوز اور اس کے سلسلے میں بھی جو کارروائیاں ہو رہی تھیں ان کی نگرانی کی ذمے داری بھی ہمیں ہی سونپی گئی۔ اس کے علاوہ مقدس کریم کی زندگی کا تحفظ بھی کیا گیا۔ غرض ہر اس جگہ نگاہ رکھی گئی جہاں اس مقصد کو نقصان پہنچ سکتا تھا لیکن یہ حادثہ جو شاہ صاحب کے ساتھ پیش آیا میرے لیے بھی اتنا ہی عظیم ہے کہ میرا سر چکرا کر رہ گیا۔ بہت مشکل سے میں خود پر قابو پاسکا ہوں۔ پچھلے چند روز سے میں نے براہ راست آپ کی نگرانی شروع کر دی تھی۔ اس الجھن کا شکار تھا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ آپ سے رابطہ قائم کیے بغیر کچھ ہو نہیں سکتا تھا۔ چنانچہ میں یہ سوچ رہا تھا کہ آپ سے ملاقات کر کے اپنی حیثیت واضح کر دوں۔ اس وقت بھی معمول کے مطابق آپ کی نگرانی کر رہا تھا اور دل میں یہ فیصلہ کر کے آیا تھا کہ آج آپ سے ملاقات کر ہی لوں گا۔ میرا خیال ہے آپ کو شبہ ہو گیا لیکن ہنسنے والی بات یہ ہے کہ میں آپ کا محافظ ہوں اور آپ ہی کے ہاتھوں زخمی ہو کر یہاں پہنچا ہوں۔ یعنی........یعنی۔ بس کیا کہوں یوں سمجھ لیجئے کہ........ بہت غرور تھا اپنے آپ پر سارے کا سارا لوٹ گیا۔ اس شخص نے مجھے زخمی کیا ہے جس کی حفاظت کے لیے میری خدمات

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

حاصل کی گئی تھیں۔"

میں خاموشی سے رشید ناگی کا چہرہ دیکھتا رہا۔ کیا یہ شخص سچ کہہ رہا ہے لیکن جو تفصیلات اس نے بتائی تھیں درحقیقت وہ مجھے اور مشعل شاہ کو ہی معلوم تھیں۔ یعنی ان میں سے بعض تو میڈم خان تک کو معلوم نہیں تھیں۔ تاہم میں نے رشید ناگی سے کہا۔

"مسٹر ناگی بہت اچھی کہانی سنائی ہے آپ نے لیکن میں آپ سے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ میں کسی مشعل شاہ کو نہیں جانتا۔" رشید ناگی کے ہونٹ سکڑ گئے۔ اس نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھیے دانش صاحب اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں رہ گیا ہے اگر ہوتا تو میں خود بھی آپ سے ابھی ملاقات نہ کرتا۔ مجھ پر بھروسہ کیجیے میرا رابطہ براہ راست شاہ صاحب سے تھا اگر آپ چاہیں تو اس سلسلے میں وہ تمام تفصیلات بتا سکتا ہوں جو پیش آ چکی ہیں۔ یعنی مقدس آثوز والا معاملہ اور.......... اور.......... اور اگر آپ واقعی مجھ پر بھروسہ نہ کر پائیں تو مجبوراً" جہانگیر کا نام بھی لوں گا۔ جس کے سلسلے میں اس کام کا آغاز ہوا ہے۔"

نجانے کیوں اب مجھے اندر سے کچھ یہ احساس ہونے لگا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے سچ کہہ رہا ہے۔ مشعل شاہ کے چند الفاظ بھی میرے کانوں میں گونج رہے تھے اس نے کہا تھا کہ تم خود کو تنہا محسوس نہیں کرنا جو کچھ کر رہے ہو اس کے لیے بہت سے مددگار بھی تمہارے اردگرد موجود ہیں۔ یہ الفاظ مجھ سے مشعل شاہ نے کہے تھے۔ ہو سکتا ہے یہ الفاظ رشید ناگی ہی کی طرف اشارہ کرتے ہوں۔ بہرطور بہت سے مسائل تھے جن کے بارے میں فوری طور پر فیصلے کرنے تھے۔ میں نے آہستہ سے رشید ناگی سے کہا۔

"ٹھیک ہے ناگی اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میں تم پر اعتبار کرلوں تو پھر ٹھیک ہے لیکن ایک بات ذہن نشین کرلو میں نے عمل کی دنیا میں قدم رکھ دیا ہے اور اب مشعل شاہ کی غیر موجودگی مجھے اس بات کا احساس دلاتی ہے کہ جو کچھ بھی کرنا ہے اپنے طور پر کرنا ہے۔ چنانچہ اگر تم کوئی غلط انسان بھی ہو تو میرا اور تمہارا مقابلہ بہت سخت رہے گا۔"

"اس کا اندازہ تو مجھے ہو ہی چکا ہے۔" وہ سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔

میں خاموش نگاہوں سے اس کا چہرہ دیکھتا رہا اور پھر میں نے تمام احتیاط ختم کر دی اب جب کہ رشید ناگی سے اس بات کا اعتراف کر ہی چکا تھا کہ میں نے اس پر اعتبار کر لیا ہے تو پھر باقی تکلفات کا خاتمہ ضروری تھا۔ چنانچہ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد میں نے اس سے کہا۔

"شاہ صاحب کی موت کے بعد میں بھی ذہنی طور پر شدید اذیت کا شکار ہو گیا تھا۔ ناگی صاحب اور مجھے ضرورت محسوس ہو رہی تھی کسی ایسے شخص کی جسے میں اپنا رازدار بنا سکوں۔ بہت سے کام میرے ذہن میں الجھے ہوئے ہیں۔ بہرطور آپ کی آمد بہت بہتر رہی۔ ہاں یہ بتائیے کہ سر کی چوٹ میں زیادہ تکلیف تو نہیں ہے۔ ناگی ایک بار پھر ہنس پڑا۔ پھر بولا۔"

"اگر ہے بھی تو اس کا اعتراف کرتے ہوئے مجھے شرم تو آنی ہی چاہیے۔"

"ارے نہیں اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔"

"بات ہے دانش صاحب۔ آج تک میرے سر نے کوئی چوٹ نہیں کھائی بلکہ یہ ہاتھ دوسروں ہی کو چوٹیں دیتے رہے ہیں۔"

"بہرطور میرا معذرت کرنا تو بے معنی ہی ہو گا۔ تاہم آپ یہ بتائیے کسی شے کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ چائے یا کافی وغیرہ۔"

"اس وقت قطعی نہیں۔ ہاں آپ سے اپنی کار کے بارے میں ضرور سوال کروں گا کہ وہ کہاں ہے؟"

"کار میں نے وہاں سے منگوالی ہے اور اس وقت قریب ہی کسی کوٹھی کے سامنے کھڑی ہو گی۔ اس انداز میں کہ کسی کو شبہ نہ ہو۔"

"مناسب سمجھیں تو مجھے اجازت دیں کہ میں اسے یہاں لے آؤں اس کا مشکوک ہونا مناسب نہیں ہو گا اور نہ ہی میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ کسی اور کی نگاہوں میں آئے۔"

"میرے خیال میں وہ محفوظ جگہ ہے لیکن اگر تم ضروری محسوس کرتے ہو تو میں ڈرائیور سے کار منگوالیتا ہوں۔"

"نہیں اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ نے اسے کسی ایسی جگہ کھڑا کر دیا ہے جہاں سے وہ مشکوک نہیں ہو سکتی تو پھر تھوڑی دیر ہی کا تو معاملہ ہے میں چلا جاؤں گا۔ رہنے دیجیے اب اسے منگوانے کی ضرورت نہیں ہے۔" میں چند لمحوں کے لیے خاموش ہو گیا۔

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

ناگی بھی کسی سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ پھر میں نے کہا۔

"مسٹر ناگی آپ یہ بتائیے شاہ صاحب کی موت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟"

"اگر آپ کا سوال اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ شاہ صاحب کی موت ہوئی بھی ہے یا نہیں تو آپ یقین کریں میں بھی اس سلسلے میں اتنا ہی لاعلم ہوں جتنا کہ آپ جو لاشیں وہاں سے دستیاب ہوئی ہیں وہ اس قدر خراب ہو چکی تھیں کہ ان کی شناخت ممکن ہی نہیں رہی تھی۔ اس کے علاوہ آستانے میں مٹھل شاہ صاحب جس قسم کا لباس پہنتے تھے بعض لوگ ویسا ہی لباس پہن کر آستانے میں مستقل قیام کیا کرتے تھے اور وہی لباس انتہائی بوسیدہ اور جلی ہوئی شکل میں وہاں سے برآمد ہوئے ہیں۔ کوئی ایسا خاص نشان نہیں مل سکا کہ ہم حتمی طور پر یہ بات کہہ سکیں کہ ان میں سے ایک لاش شاہ صاحب کی تھی لیکن حقائق پر نگاہ ڈالی جائے تو اس بات میں بھی شبہ نہیں رہتا کہ ان میں ایک لاش یقینی طور پر شاہ ہی کی تھی اور پھر ایک بات اور بھی ہے اگر شاہ صاحب حیات ہوتے تو اس دوران کسی نہ کسی طرح کم از کم مجھ سے یا آپ سے رابطہ ضرور قائم رکھتے۔ ہم سے رابطہ نہ قائم کرنے کا یہی مقصد ہے کہ........." رشید ناگی جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہو گیا۔ میرے چہرے پر بھی مکمل خاموشی طاری تھی۔ ایک لمحے کے لیے مٹھل شاہ کا خیال آگیا تھا اور مجھے واقعی اس شخص پر دکھ ہو رہا تھا۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد میں نے کہا۔

"اگر یہ حادثہ ہوا بھی ہے تو یقینی طور پر اس کا ذمے دار کوئی نہ کوئی ضرور ہوگا۔" رشید ناگی نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"سو فیصدی۔ خود بخود تو ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہاں انتہائی طاقتور بم رکھا گیا تھا اور ایسے کام عام لوگوں کے بھی نہیں ہوتے۔ شاہ صاحب کا اکثر لوگوں سے تصادم رہتا تھا اور وہ محتاط بھی رہا کرتے تھے لیکن میں نے یہ بات ضرور محسوس کی تھی کہ عام لوگ شاہ صاحب کے راستے میں آنے کی کوشش نہیں کر سکتے تھے یہ کارروائی کسی ایسے شخص کی ہے جس کے لیے شاہ صاحب کی موت ضروری تھی۔"

"مثلاً۔"

"اس وقت تو ہم صرف جہانگیر خان کا ہی تذکرہ کر سکتے ہیں۔"

"خود میرے ذہن میں بھی یہ خیال بارہا آیا ہے لیکن آپ کا کیا خیال ہے مسٹر ناگی جہانگیر خان کیا اس سلسلے میں شاہ صاحب پر کوئی شبہ کر سکتے ہیں۔"

"دانش صاحب آپ نے جہانگیر کے بارے میں مکمل تفصیلات نہیں معلوم کیں وہ ملک کے ان گنے چنے سرمایہ داروں میں سے ایک ہے جن کی دولت کے بارے میں کچھ اندازہ نہیں ہے۔ ویسے وہ فطرتاً جرائم پیشہ ہے لیکن سرمایہ دار اپنے سرمائے کو اور اپنی حیثیت کو برقرار رکھنے کے لیے بہت سے کھیل کھیلتے ہیں۔ جہانگیر خان کو مقدس آٹوز کے ذریعے جو نقصانات پہنچ رہے ہیں یا مستقبل میں پہنچنے والے ہیں اس کا تدارک اس کے لیے بے حد ضروری ہے اور ہم یہ بات نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس قدر بے عمل ہوگا کہ اصل بات تک نہ پہنچ پائے۔ میرا مطلب ہے ہو سکتا ہے کہ شاہ صاحب اس کی نگاہوں میں آگئے ہوں اور اس نے ابتدا ان سے کی ہو۔ میرا مطلب ہے ہم اس امکان کو نظر انداز نہیں کریں گے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمارا یہ خیال غلط ہو لیکن کسی بھی کام کی ابتدا کرنے کے لیے کہیں نہ کہیں سے اسٹارٹ لینا پڑتا ہے۔"

"ہاں۔ میں سمجھ رہا ہوں۔"

"چنانچہ اس سلسلے میں جہانگیر خان کو بھی نظروں میں رکھنا بے حد ضروری ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی اور کردار بھی ہماری نگاہوں میں آجائے لیکن اسے ہم دوسرے نمبروں پر رکھیں گے تاہم یہ کوششیں جاری رکھوں گا میں کہ مٹھل شاہ صاحب کے آستانے پر ہونے والے حادثے کے ذمے داروں کو تلاش کروں۔" میں نے ایک عجیب سی بے کلی محسوس کی اور پھر اس سے کہا۔

"مٹھل شاہ اگر واقعی ختم ہو گئے ہیں تو ان کے قاتلوں کا سراغ لگانا بھی ہمارے لیے اسی قدر اہم ہے مسٹر ناگی جتنا اہم اس کاروبار کو آگے بڑھاتے رہنا۔"

"ہاں اس سلسلے میں آپ کا دست راست ہوں۔ براہ کرم مجھ پر کبھی کسی قسم کا شک نہ کیجئے میں بہت برا انسان ہوں لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے لیے آنکھ سے نہیں بلکہ دل سے سوچا جاتا ہے اور مٹھل شاہ صاحب ایسے ہی انسان تھے یوں سمجھ لیجئے کہ مجھے ان سے دلی عقیدت بھی ہے۔ چنانچہ میری اس درخواست کو قبول فرمائیے

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

دانش صاحب کہ مجھ پر کسی قسم کا شبہ کبھی نہ کیجئے گا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ اپنے تمام راز مجھے دے دیں لیکن مجھ سے کام لینا مناسب سمجھیں اس کے لیے کبھی گریز نہ کریں۔"

"نہیں ناگی صاحب تم اطمینان رکھو کہ جو معاوضہ تمہیں شاہ صاحب سے مل رہا تھا وہ مسلسل جاری رہے گا۔ بلکہ ہو سکتا ہے آنے والے وقت میں اس میں مناسب اضافہ ہو جائے۔"

ناگی نے اس سلسلے میں کچھ نہ کہا وہ خاموشی سے قالین کریدتا رہا۔ بار بار اس کا ہاتھ سر کی پشت پر پہنچ جاتا تھا اور مجھے احساس تھا کہ وہ سر کی پشت کی تکلیف برداشت کیے ہوئے ہے لیکن بار بار اسے اس تکلیف کا احساس دلانا توہین کے مترادف تھا۔ چنانچہ میں نے اس سلسلے میں خاموشی اختیار کی۔ ناگی کہنے لگا۔

"کبھی فرصت میں بیٹھ کر اپنے بارے میں بتاؤں گا اب کیا خیال ہے میں چلوں۔"

"اگر مناسب سمجھتے ہو تو چلے جاؤ ورنہ رات یہاں گزارنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

"نہیں میرا جانا انتہائی ضروری ہوگا۔ اب آپ براہ کرم میرے بارے میں تفصیلات نوٹ کر لیجئے۔ چاہیں تو انہیں لکھ لیجئے۔ یہ میرا ٹیلی فون نمبر ہے۔ جو آپ کو میں نوٹ کرا رہا ہوں۔ اس پر اگر میں کسی وقت موجود نہیں ہوں گا تو میری سکریٹری ضرور ملے گی۔ دن ہو یا رات کوئی نہ کوئی آپ کو اس نمبر پر ہر وقت دستیاب ہوگا اور مجھ تک آپ کا کوئی پیغام پہنچنے میں دقت نہ ہوگی۔ اس طرح آپ مجھ سے دن اور رات کے کسی بھی حصے میں جب چاہیں رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ تین پتے اور نوٹ کر لیجئے یہ بھی میرے ہی اپنے ٹھکانے ہیں۔" ناگی نے تین پتے بتائے جن میں دو پتے جنرل اسٹور کے تھے اور ایک پتا کسی رہائشی علاقے کا تھا۔ میں نے باقاعدہ انہیں ایک ڈائری میں نوٹ کرلیا تھا۔ ناگی نے کہا۔

"یہ تینوں پتے جو میں نے آپ کو دیئے ہیں دانش صاحب یہاں میرے اپنے آدمی موجود رہتے ہیں اور آپ کسی بھی لمحے یہاں پہنچ کر ان لوگوں سے کسی بھی کام کے لیے کہہ سکتے ہیں۔ آپ میرا مطلب سمجھ رہے ہیں نا۔ بظاہر یہ ٹھکانے میں نے اس لئے قائم کر رکھے ہیں کہ میں دنیا کی نگاہوں سے محفوظ رہوں اور ان ٹھکانوں پر میرے وہی آدمی ہوتے ہیں جو میرے لیے کام کرتے ہیں اور وہ سب آپ سے اچھی طرح روشناس ہیں۔ چنانچہ صرف آپ کا حکم ہی کافی ہوگا۔ یہ لوگ آپ کے ہر حکم کی تعمیل کریں گے۔" میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی اور کہا۔

"ناگی تم نے دراصل میرے کام میں بڑی آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔ بات دراصل یہ ہے ناگی کہ مشعل شاہ صاحب کی موجودگی میں یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ہمارے سر پر ایک سائبان ہے اور ہمیں اس سائبان کے نیچے ہر طرح کی پناہ حاصل ہے لیکن اب صورت حال مختلف ہو گئی ہے۔ ہمیں خود ہی عمل کرنا ہوگا۔ بہت سے مسائل ہیں جن پر میں تم سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔" ناگی نے آنکھیں بند کر کے گردن خم کر دی اور بولا۔

"جس قابل بھی میں ہوں حاضر ہوں۔ دانش صاحب آپ حکم دیں۔"

"شکریہ میں جلد ہی تمہیں یاد کروں گا۔" میں نے اس کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور پھر ناگی کے ساتھ باہر نکل آیا۔ آصف برآمدے میں ہی موجود تھا۔ اس نے بڑی حیرت سے ہم دونوں کو دیکھا۔ میں نے آصف سے کہا۔

"آصف۔ تم انہیں ان کی کار تک پہنچا دو اور پھر جا کر آرام کرو۔" آصف نے بغیر کسی جھجک کے میری بات پر گردن خم کر دی اور ناگی مجھ سے ہاتھ ملا کر اس کے ساتھ چل پڑا۔

"بستر پر پہنچ کر میں نے سب سے پہلی کوشش یہی کی کہ اپنے ذہن کو سوچوں کے گرداب میں نہ پھنسنے دوں تاکہ صبح کو ذہنی کیفیت اعتدال پر ہو۔ اس کوشش میں مجھے تھوڑی دیر کے بعد کامیابی حاصل ہو گئی تھی۔ دوسری صبح کوئی تبدیلی کی حامل نہیں تھی۔ معمولات جوں کے توں جاری تھے۔ میڈم خان بھی اس صبح ذرا بہتر موڈ میں نظر آئی۔ میرے ساتھ ہی ناشتہ کیا اور آئندہ کے پروگراموں کے بارے میں پوچھتی رہی۔"

"میڈم خان۔ ابھی فی الحال میرے ذہن میں کوئی پروگرام نہیں ہے۔ مقدس آنٹوز کا فیصلہ ہو جائے اس کے بعد کچھ سوچا جائے گا۔" میڈم خان عجیب سے لہجے میں بولی۔

"آپ کو کوئی احساس نہیں ہوتا۔ دانش صاحب؟"

"کیسا احساس؟"

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"میرا مطلب ہے جو سب کچھ پھیلانے کا ذمے دار تھا وہ اب ہمارے درمیان موجود نہیں ہے۔ ہم آخر کس بنیاد پر آگے کام کریں۔" میں نے سرد نگاہوں سے میڈم خان کو دیکھ کر کہا۔

"بات دراصل یہ ہے میڈم خان کہ اس وقت مثل شاہ صاحب نے جو ذمے داری میرے سپرد کی تھی اور میں اس کی تکمیل کر رہا تھا چنانچہ میں اس کام میں کوئی تساہل نہیں برتنا چاہتا۔"

میڈم خان خاموش ہوگئی لیکن میں نے اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات دیکھے تھے اور ایک بار پھر میرے ذہن میں اس کے لئے ایک الجھن سی پیدا ہوگئی۔ کچھ عرصے قبل میڈم خان نے ایک ڈرامہ کیا تھا یعنی وہ ڈرامہ جو مجھ سے قربت کا تھا حالانکہ عمر میں وہ مجھ سے کہیں زیادہ تھی لیکن جو کچھ اس نے تربیت کے دوران مجھے سکھایا تھا اس کی تکمیل کرتے رہنا چاہتی تھی لیکن میں نے نہایت صاف دلی سے اس سے معذرت کرلی تھی۔ کافی دن کے بعد اس کی کیفیت بحال ہو سکی تھی لیکن وہ بات موجودہ صورت حال سے بالکل مختلف تھی اور اب مجھے اس کے بارے میں مختلف انداز سے سوچنا تھا۔ بہرطور میڈم خان کا واسطہ چونکہ مجھ سے پہلے مثل شاہ سے تھا اور وہ مثل شاہ کی آلہ کار تھی میرے سلسلے میں بھی اس نے کافی محنت کی تھی اس لیے میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ اسے میرے ہاتھوں کوئی نقصان پہنچ جائے۔ تاہم میڈم خان کی اس وقت کی گفتگو کے بعد میں نے قطعی طور پر یہ فیصلہ کرلیا کہ اب اپنے کسی مسئلے میں اس سے کوئی مشورہ بھی نہیں لوں گا۔ البتہ شام کو جب میں کلب جانے کے لیے تیار ہوا تو میڈم خان بھی تیار ہو کر میرے قریب پہنچ گئی۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے مسٹر دانش کہ آپ مجھے اپنے ساتھ ضرور کلب لے جائیں گے۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میڈم خان اعتماد سے میرے ساتھ آکر کار میں بیٹھ گئی۔ آصف نے اسٹیئرنگ سنبھال لیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہم کلب پہنچ گئے اور میں یہاں آنے کے بعد اپنے شناساؤں کے درمیان گم ہوگیا اور میڈم خان کو بالکل نظرانداز کردیا لیکن وہ مجھ سے زیادہ دور نہیں تھی۔ تبھی میں نے جمال آراء کو دیکھا جو ابھی تھوڑی دیر قبل کلب میں داخل ہوئیں تھیں اور ادھر ادھر نگاہیں دوڑا رہی تھیں۔ اس وقت میں اپنے

چند شناساؤں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک نے جمال آراء کی طرف اشارہ کیا اور میں نے مسکراتے ہوئے جمال کو آراء کو آواز دے کر اپنی طرف متوجہ کیا۔

"اوہ۔ میں آپ ہی کو تلاش کر رہی تھی۔ مسٹر دانش۔" جمال آرا نے کہا۔

"تعجب ہے۔ آپ ادھر ادھر تو نگاہیں دوڑا رہی تھیں لیکن میری جانب آپ نے ایک بار بھی نہیں دیکھا۔"

"ہاں۔" جمال آراء آہستہ سے مسکرا دی۔ پھر بولی۔

"کیا آپ مصروف ہیں؟"

"نہیں ہرگز نہیں۔"

"تو پھر آیئے۔" میں اپنی جگہ سے اٹھ کر جمال آراء کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔

"دراصل بہت سے لوگوں کے درمیان دل کی باتیں نہیں ہو پاتیں۔"

"ہوں۔ تشریف رکھیے۔" میں نے ایک میز پر بیٹھ کر جمال آراء کو بھی بیٹھنے کی پیشکش کی اور وہ بیٹھ گئی۔

"یہ بتائیں دانش صاحب زندگی کیسی گزر رہی ہے؟"

"آپ کے علم میں ہے خاتون۔ کیوں کوئی خاص بات محسوس کی آپ نے میری زندگی میں۔" میں نے سوال کیا اور جمال آراء کا چہرہ ایک دم پھیکا پڑ گیا۔ وہ جلدی سے بولی۔

"نن.........نن.........نہیں.........مم.........مم.........میرا یہ مطلب ہے آج کل آپ کی کوئی خاص دوست نظر نہیں آرہی۔"

میں نے کسی قدر تعجب سے اسے دیکھا کیونکہ میں نے کوئی ایسا سوال تو نہیں کیا تھا جو اس کے چہرے کو پھیکا کر دے لیکن یہ پھیکا پن کیا معنی رکھتا ہے۔ تاہم میں نے اس پر بہت زیادہ توجہ نہیں دی۔ جمال آرا کہنے لگیں۔

"میں سوچ رہی ہوں مسٹر منصور۔ مسٹر دانش منصور۔ کہ آپ کے لیے کچھ کیا جائے۔"

"مثلاً۔" میں نے سوال کیا۔

"پھیکی اور بے کیف زندگی میں کوئی نہ کوئی رنگینی تو ہونی ہی چاہیے۔"

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"میں سمجھتا ہوں جمال آراء آپ میرے لیے کافی رنگین ہیں۔"

"میں۔" جمال آراء دھیرے سے بولی اور پھر ہنسنے لگیں۔

"نہیں میں خود کو اچھی طرح سمجھتی ہوں۔ مسز اختر بننے کی کوشش تو میں کبھی نہیں کروں گی۔"

"مسز اختر۔" میں نے تعجب سے جمال آرا کو دیکھا اور جمال آرا نے پھر سنبھلنے کی کوشش کی۔

"کوئی غلط بات کہہ دی میں نے؟"

"نہیں۔" آپ نے کوئی غلط بات تو نہیں کہی لیکن آپ کا انداز کچھ بدلا بدلا سا نظر آرہا ہے آج مجھے۔

"ارے نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔" جمال آرا نے ایک قہقہہ لگایا اور اس قہقہے کے کھوکھلے پن کا احساس میں نے بخوبی کیا تھا لیکن میں نے اس کا اظہار نہ ہونے دیا۔ پھر چند لمحے خاموش رہ کر وہ پھر بولی۔

"دانش صاحب زندگی میں بہت سے لوگ آتے ہیں۔ آپ یہاں آنے کے بعد کسی ایسی شخصیت سے متاثر ہوئے۔ جس نے آپ کو بہت قریب سے دیکھا ہو؟"

"جی ہاں کیوں نہیں۔"

"کون ہے وہ؟"

"جمال آرا۔" میں نے جواب دیا۔

"میں؟" وہ حیرت سے بولی۔

"ہاں آپ نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے۔ کیا آپ کو اس تاثر کے نتیجے کا احساس نہیں ہے۔" جمال آرا پھر الجھی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ نجانے کیوں وہ آج بار بار چونک رہی تھی اور میں اس کے اس انداز کو اب بخوبی محسوس کرنے لگا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔

"آپ کچھ پریشان ہیں۔ جمال آرا مجھے اپنی پریشانی کی وجہ نہیں بتائیں گی۔"

"ارے......کک...... کہاں۔ کک......کون کہتا ہے۔ آپ بلاوجہ اس قسم کی باتیں سوچ رہے ہیں۔ دانش صاحب۔ ویسے معاف کیجئے گا میں بہت جلد آپ کی رقم

واپس لوٹانے کی کوشش کر رہی ہوں۔"

"جی۔" میں نے سرد نگاہوں سے اسے دیکھا۔ پھر بولا۔ "کل دن میں فرصت ہے آپ کے پاس؟"

"کک......کیوں؟"

"میرے گھر آنا پسند کریں گی۔ یا کوئی ایسی جگہ جہاں آپ مجھ سے تنہائی میں مل سکیں؟"

"کک......کک......کل......کل......کل تو شاید نہ مل پاؤں میں' کچھ مصروفیات ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے جواب دیا۔ جمال آرا زیادہ دیر میرے پاس نہ رہی لیکن جب وہ چلی گئی تو میں اس کے بارے میں غور کرنے لگا۔ کیا ہوگیا ہے اسے۔ کوئی نہ کوئی بات اس کے ذہن میں ضرور تھی۔ اس وقت میری رقم کی واپسی کا تذکرہ بالکل بے مقصد تھا۔ کوئی خاص بات ضرور ہے۔ میری چھٹی حس مجھے یہ احساس دلا رہی تھی۔ بہرطور جمال آراء بہت زیادہ مخلص نہیں تھی مجھ سے لیکن اس نے اب تک جو کچھ کیا تھا وہ قابل قدر تھا۔ میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ آخر اس کی ذہنی پریشانی کی وجہ کیا ہے اور جو کچھ اس نے مجھ سے کہا ہے اس کے پس پردہ کوئی خاص بات ہے یا نہیں اگر عام حالات ہوتے تو وہ میری دعوت پر ہزار مصروفیت کے باوجود دوڑی چلی آتی لیکن وہ میری اس دعوت پر بھی بوکھلا سی گئی تھی۔ اس کی وجہ اور ان خیالات کا طلسم مسز اختر خان نے توڑ دیا۔ جو عقب سے میرے پاس پہنچ گئی تھی اور اس سے پہلے میں نے انہیں کلب میں نہیں دیکھا تھا۔ مسز اختر کو دیکھ کر میں چونک پڑا اور پھر میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ آپ لوگ تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وقفے وقفے سے نازل ہو رہیں ہیں۔"

"ہاں میں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے جمال آرا کو تمہارے پاس دیکھا تھا۔ خیریت میرے آنے پر تمہیں حیرت کیوں ہوئی؟"

"اس لیے کہ آج کل آپ کلب میں نظر نہیں آتیں آپ سے زیادہ تر ملاقاتیں قمار خانے میں ہی ہوتی ہیں۔"

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"بس تو یوں سمجھ لیجئے ہم آپ کو سونگھتے ہوئے آگئے۔ ویسے میرا خیال ہے آپ نے ابھی اپنا ذہن صاف نہیں کیا۔"

"کس سلسلے میں؟"

"وہی۔ کرن کا مسئلہ بھی اب تو ہمارے درمیان سارے مسئلے صاف ہوگئے تھے۔"

"مسز اختر۔ غالباً" خود آپ کے ذہن میں کوئی چور ہے۔ کرن نے نہ مجھے کوئی نقصان پہنچایا تھا اور نہ ہی آپ نے۔ پھر بھلا میرے ذہن میں کسی تردد کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔"

مسز اختر مسکرانے لگیں۔ پھر بولیں۔

"یہ جمال آرا کہاں چلی گئی۔ آج بڑی جلدی کلب سے واپس چلی گئی؟"

"میں کسی کے ذاتی معاملات کہاں کریدتا ہوں مسز اختر۔"

"ذاتی کام تو آپ آجایا کرتے ہیں بعض لوگوں کے۔"

"مطلب میں سمجھا نہیں؟"

"جمال آراء آپ سے پچیس لاکھ روپے اینٹھ چکی ہیں اور اس بات کا دعویٰ میں کیے دیتی ہوں جناب دانش منصور صاحب کہ یہ رقم آپ کو واپس ملنے والی نہیں ہے۔"

میں خاموشی سے مسز اختر خان کو دیکھ رہا تھا۔ یہ بات بھی میرے لیے ذرا حیرت ناک تھی۔ جمال آرا نے خود ہی کسی سے اس رقم کا تذکرہ کر دیا تھا جب کہ میں نے تو اسے ہونٹوں تک لانے کی بھی کوشش نہیں کی تھی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"شاید آپ کو کوئی غلط فہمی ہو رہی ہے۔"

"کس سلسلے میں؟"

"جمال آراء اور پچیس لاکھ روپے کے سلسلے میں۔ بھلا بیچاری جمال آراء مجھ سے یہ رقم کس طرح حاصل کر سکتی ہے۔"

"خیر۔ یہ ان کا اور آپ کا معاملہ ہے۔ ارے.........او.........وہ دیکھیے۔ وہ دیکھے اسے دیکھ رہے ہیں آپ۔" مسز اختر نے ایک سمت اشارہ کرکے کہا اور میری نگاہیں بھی اس جانب اٹھ گئیں۔ ایک دراز قامت لڑکی تھی جو سبز رنگ کے لباس میں اتنی خوبصورت نظر آرہی تھی کہ اس پر نگاہیں جمانا مشکل ہوا جا رہا تھا۔ غالباً" وہ بھی ابھی داخل ہوئی تھی کیونکہ اس سے پہلے پورے کلب کا جائزہ لینے کے باوجود وہ مجھے نظر نہیں آئی

تھی۔ لڑکی واقعی بہت حسین تھی اس نے اپنے بال انتہائی دلکش انداز میں باندھے ہوئے تھے اور اس کی شکل و صورت میں بے پناہ جاذبیت تھی۔ ایک انوکھا بانکپن تھا۔ اس کی چال ڈھال میں اور میں نے محسوس کیا کہ بہت سے لوگ اس کی جانب متوجہ ہیں۔ اس نے کئی لوگوں سے ہاتھ بھی ملایا تھا۔

"کون ہے یہ؟" میں نے مسز اختر سے پوچھا۔

"نیلاب شمشاد بیگ۔" مسز اختر خان نے جواب دیا۔

"یہ مکمل تعارف تو نہ ہوا۔ میرے لیے یہ نام اجنبی ہے اور غالباً" اس کلب میں یہ خاتون بھی۔"

"نہیں تقریباً" تین سال پہلے یہ اس کلب میں آتی رہی ہیں اور یہاں کی پرانی ممبر ہیں۔ پچھلے دنوں ملک سے باہر گئی ہوئی تھیں۔ سنا ہے انہوں نے پبلسٹی میڈیا میں بہت بڑی ڈگری حاصل کی ہے اور اٹلی میں ان کا کافی عرصے قیام رہا۔ یہ بھی سنا تھا بلکہ پڑھا تھا کہ انہیں ہالی ووڈ کی کئی فلموں میں کام کی پیشکش ہوئی تھی لیکن شمشاد بیگ صاحب بہت بڑے کاروباری ہیں۔ ظاہر ہے انہیں پیسے کے لئے تو اس کام کی ضرورت نہیں تھی اور شاید انہوں نے خود بھی یہ سب کچھ پسند نہیں کیا بڑی شہرت ملی تھی انہیں یہاں اس بات پر کیونکہ انہوں نے بہت بڑی آفر ٹھکرا دی تھی۔"

"خوب۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور مسز اختر مسکراتی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ پھر بولی۔

"کیسی ہے؟"

"خوبصورت۔" میں نے بے تکلفی سے جواب دیا۔

"تو جناب مسز اختر کے ہتھکنڈے بھی دیکھیے آپ ابھی چند لمحوں کے بعد یہ آپ کی میز پر ہوں گی۔ مسز اختر میرے جواب کا انتظار کیے بغیر اپنی جگہ سے اٹھ گئی اور میں منہ کھول کر رہ گیا۔ بہرطور مسز اختر کو میں اچھی طرح سمجھ چکا تھا اور اس بات پر بھی یقین رکھتا تھا کہ یقینی طور پر وہ لڑکی اس میز پر تھوڑی دیر کے بعد آجائے گی۔ مسز اختر اس کے قریب پہنچ گئی تھی۔ میں لاتعلق نگاہوں سے انہیں دیکھتا رہا اس وقت وہ لڑکی بہت سوں کی توجہ کا مرکز بن گئی تھی۔ میں نے مسز اختر کو بھی اس سے گھل مل کر باتیں کرتے ہوئے

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

دیکھا وہ بار بار ہنس رہی تھی اور تمام ہی لوگوں سے بڑے مخلصانہ انداز میں مل رہی تھی۔ پھر اس نے دونوں کانوں کو ہاتھ لگائے اور دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔ مسز اختر نے اس کے بازو کو اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیا اور اسے لیے ہوئے میری جانب چل پڑی۔ میں خاموشی سے اپنی کرسی سے پشت لگا کر بیٹھ گیا تھا۔ چند لمحے کے بعد مسز اختر خان میرے نزدیک پہنچ گئی۔ میں نے اخلاقی طور پر کھڑے ہونا مناسب سمجھا تھا۔ میز کی سطح پر دونوں ہاتھ رکھ کر میں نے ہلکی سی گردن خم کی اور مسز اختر بولی۔

"ان سے ملیے جناب دانش منصور صاحب۔ یہ نیلاب شمشاد بیگ ہیں۔"

"مسرت ہوئی آپ سے مل کر۔ ویسے میں پہلی بار آپ کو اس کلب میں دیکھ رہا ہوں۔"

"ہاں تین سال کے بعد اس سے پہلے میں عموماً روزانہ اس کلب میں آیا کرتی تھی اور میری کلب کی رکنیت ابھی تک برقرار ہے۔"

"بہت مسرت کی بات ہے۔ تشریف رکھیے۔" میں نے کہا اور وہ بیٹھ گئی۔ پھر اس نے کہا۔

"لیکن جناب یہ تعارف ادھورا نہیں رہ گیا۔ یہ مسز اختر بڑی عجیب و غریب خاتون ہیں۔ اچانک ہی مجھے ان لوگوں کے درمیان سے نکال کر یہاں لے آئیں اور یہ بھی نہیں بتایا کہ کہاں لے جا رہی ہیں۔ مسز اختر ان صاحب سے میرا تعارف کرائیے۔"

"جس طرح تم ایک تہلکہ خیز شخصیت کی مالک ہو نیلاب۔ اس طرح دانش منصور نے بھی پچھلے کچھ دنوں سے یہاں تہلکہ مچا رکھا ہے۔"

"واہ خوب۔" لڑکی نے بے تکلفی کے انداز میں کہا۔ اس کی عمر زیادہ نہیں تھی لیکن اس کے چہرے کی پختگی بتاتی تھی کہ وہ اپنی عمر سے بہت آگے کی چیز ہے۔ ویسے اس میں کوئی شک نہیں کہ قریب آکر وہ اور خوبصورت نظر آنے لگی تھی اور میں اس کی اس دلکشی سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔

"تعارف اب بھی نامکمل ہے۔" اس نے کہا۔

"دانش منصور کچھ عرصے پہلے نیروبی میں تھے اور وہاں اپنے کاروبار سے اور اپنی شخصیت سے دھوم مچائے ہوئے تھے۔ پھر انہوں نے اپنا کاروبار سمیٹا۔ تمام اثاثے فروخت کیے اور پاکستان منتقل ہوگئے۔ آج کل یہ یہاں کی محفلوں کی جان ہیں۔ ویسے ایک بہت پتے کی بات ہے وہ یہ کہ دانش منصور صاحب نے ایک بار تمام لوگوں سے وعدہ کیا تھا کہ وہ سب کو ایک خوبصورت دعوت دیں گے اور ابھی تک انہوں نے وعدہ ایفا نہیں کیا۔"

"مسز اختر جذبات کی رو میں بہہ کر نجانے کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ہیں۔ تعارف مجھ سے ہو رہا تھا اور یہ اپنے مطلب کی بات نکال بیٹھیں۔ دانش منصور صاحب یہاں آکر آپ کو کیسا لگا؟"

"بہت اچھا۔ جس طرح اپنوں میں آنے کے بعد ہوتا ہے اور اب تو میں یہاں سے پوری طرح مانوس ہو چکا ہوں۔ تمام لوگ بہت اچھے ہیں۔ بڑے مخلص اور بہت ہی پیار سے ملنے والے۔ ویسے مس نیلاب آپ کے بارے میں بھی کچھ معلوم ہو جائے تو مجھے خوشی ہوگی۔"

"ہاں دانش صاحب۔ مسز اختر تعارف کرانے میں ذرا بخل سے کام لیتی ہیں۔ چنانچہ میں خود ہی آپ کو اپنے بارے میں سب کچھ بتائے دیتی ہوں۔ میرے والد شمشاد بیگ صاحب بہت نفیس انسان ہیں۔ بہت بڑے کاروباری ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہی بہت اچھے انسان بھی۔ جب کہ سنا یہ جاتا ہے کہ بہت بڑے کاروباری بہت اچھے انسان نہیں ہوتے۔ کاروبار ان کی ذات پر حاوی ہو چکا ہوتا ہے لیکن مجھے خوشی ہے کہ میرے باپ میں دونوں خوبیاں بیک وقت ہیں۔ میرے لیے وہ ایک بہت مخلص باپ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ویسے میں اپنے والدین کی اکلوتی نہیں ہوں لیکن مجھے اکلوتی ہی کا سا ٹریٹ مینٹ ملتا ہے۔ یہ تو رہی میرے گھر کی تعریف۔ اب میرے بارے میں سنئے پبلسٹی میڈیا سے مجھے بہت زیادہ دلچسپی رہی اور میری خواہش پر میرے والد نے مجھے پہلے سوئٹزر لینڈ اس کے بعد فرانس اور بعد میں اٹلی بھیج دیا۔ اٹلی میں رہ کر میں نے بہت کچھ سیکھا ہے اور وہاں کے ایک بہت بڑے ادارے سے اس سلسلے میں ڈگری حاصل کی ہے۔"

"اب اگر میں آپ سے یہ کہوں کہ آپ نے اتنی چھوٹی سی عمر میں اتنا بڑا کارنامہ کیسے سرانجام دے دیا۔ تو کیا آپ میرے اس سوال کا جواب دینا پسند کریں گی؟"

"بس اس سوال کا کوئی خاص جواب نہیں ہے۔ یوں سمجھ لیجیے کہ جب آپ نے اتنی چھوٹی سی عمر میں اتنی بڑی کامیابی حاصل کر لی اور یہاں ان حلقوں میں خود کو منوا لیا تو

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

پھر دوسرے بھی کم از کم آپ کے ہم پلہ نہ سہی آپ کے ساتھ ساتھ سفر ضرور کر سکتے ہیں۔"

"نہیں میں آپ کو کم از کم اپنے آپ سے برتر سمجھتا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے تو صرف اپنے والدین کا چھوڑا ہوا ترکہ استعمال کیا لیکن آپ نے بذات خود اپنی شخصیت بنائی ہے۔"

نیلاب ہنس پڑی اور اس کی ہنسی اس قدر دلکش تھی کہ میں اس کے سحر میں گرفتار ہوئے بغیر نہیں رہ سکا لیکن مجھے خود کو فوراً" ہی سنبھالنا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔

"آپ جیسی ذہین خاتون سے مل کر واقعی بہت خوشی ہوئی۔"

"اور آپ سے وعدہ کیا جاتا ہے کہ آپ کو یہ خوشی مسلسل حاصل ہوتی رہے گی۔"

"یقیناً" خود میری بھی یہی خواہش ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد نیلاب میری میز پر ہی جم گئی اور میں نے چند چہروں پر حسد اور رقابت کے آثار دیکھے۔ بہر طور یہ بات میرے لیے دلچسپی کا باعث تھی۔ مسز اختر بھی ہمارے درمیان رہ کر کچھ نہ کچھ بولتی رہیں اور جب انہوں نے یہ محسوس کیا کہ ان کی شخصیت نظر انداز کی جارہی ہے تو وہ چند لمحے کی اجازت لے کر وہاں سے چلی گئیں اور اس کے بعد دوبارہ واپس نہ آئیں۔ نیلاب نے البتہ ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھے بزرگوں کا یہی طریقہ ہونا چاہیے کہ جب دو نوجوان آپس میں ایک دوسرے میں دلچسپی لے رہے ہوں تو وہ درمیان سے ہٹ جائیں۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر آپ نے مسز اختر سے ان کے سامنے بزرگی کا تذکرہ کر دیا تو یقینی طور پر دوبارہ آپ سے ملنا بھی پسند نہیں کریں گی۔ نیلاب پھر ہنس پڑی اس نے کہا۔"

"یہ آپ نے بالکل درست کہا۔ دانش صاحب۔ ویسے آپ واقعی بہت دلکش شخصیت کے مالک ہیں۔"

"شکریہ۔ مس نیلاب۔" وہ پھر ہنس پڑی تھوڑی ہی دیر میں ہم دونوں کافی بے تکلف ہو گئے تھے۔ نیلاب نے مجھ سے میرے بارے میں تفصیلات معلوم کیں اور میں نے مختصر الفاظ میں اسے بتا دیا کہ میں ڈیفنس میں رہتا ہوں اور سرپرستوں سے محروم

ہوں۔ نیلاب ہنس کر بولی۔

"گو کچھ شخصیتوں کے بچھڑ جانے سے دکھ ہوتا ہے لیکن آپ یقین کریں زندگی اگر مطمئن ہو اور کوئی مالی پریشانی نہ ہو تو بزرگوں کی موجودگی بعض اوقات بری لگنے لگتی ہے۔ دیکھیے میں آپ سے پھر وہی درخواست کروں گی کہ میری کہی ہوئی بات کو اس انداز میں محسوس نہ کریں کہ میری شخصیت داغ دار ہو جائے۔"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ باقی وقت نیلاب ہی کے ساتھ گزرا تھا۔ اس نے مجھ سے یہ بھی پوچھا تھا کہ میں یہاں کون کون سے کلبوں اور جیم خانوں میں جاتا ہوں۔ جواب میں اس نے خود بھی یہی بتایا تھا کہ وہ بھی تقریباً" تمام ہی کلبوں کی رکنیت رکھتی ہے۔ اس نے کہا۔

"ویسے بھی اب ہمیں ایک دوسرے کے پروگراموں کا علم ہونا چاہیے۔ اچھا دوست بننے کے لیے یہ ضروری ہے کہ بار بار ملتے رہا جائے۔"

"کیوں نہیں۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر نیلاب کافی دیر کے بعد میرے پاس سے گئی۔

دوسری صبح ناشتے کی میز پر میڈم خان موجود نہیں تھی۔ روزی البتہ پروگرام کے مطابق واپس آگئی تھی اور اس نے تمام امور سنبھال لیے تھے۔ میں نے میڈم خان کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا۔

"صبح ہی صبح کہیں چلی گئی ہیں مجھے کچھ بتایا نہیں۔" روزی کے لہجے میں کوئی ایسی بات تھی جس پر میں چونکے بغیر نہ رہ سکا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ پھر میں نے روزی سے کہا۔

"روزی میڈم خان کے بارے میں، میرا خیال ہے کہ وہ کچھ زیادہ ہی بگڑ گئی ہیں۔" روزی کے چہرے پر ایک عجیب سی کیفیت پھیل گئی تھی۔ میں نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم سے کوئی گفتگو ہوئی میرے سلسلے میں۔" روزی خاموش ہی رہی تو میں نے پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

"روزی کیا تم یہ بات مجھے بتانا پسند نہیں کرو گی؟"

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"نہیں جناب۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے اور بھلا......... بھلا آپ کو......... آپ لیکن......... لیکن........."

"بے فکر ہو کر کہو روزی کیا بات ہے؟"

"میرا دل چاہ رہا تھا سر کہ آپ کو اس بارے میں ضرور بتاؤں اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ سارے معاملات ایک طرف آپ میرے محسن بھی تو ہیں اور اپنے محسن کو کوئی نقصان پہنچتے بھلا کیسے دیکھا جاسکتا ہے۔"

"اوہ اس کا مقصد ہے کہ مجھے کسی نقصان کے پہنچنے کا خطرہ ہے؟"

"جی.........جی نہیں بالکل یہ تو ایسے ہی میرے منہ سے نکل گیا تھا۔ میرا مطلب ہے کہ کوئی ایسی بات جو آپ کے علم میں نہ آسکے اور مجھے معلوم ہو اور اس سے آپ کو کوئی نقصان پہنچ جائے۔ خدانخواستہ تو کیا میں اپنے آپ کو کبھی معاف کر سکوں گی۔" روزی الجھے ہوئے انداز میں بولی۔ اس کے الفاظ کی ترتیب بھی بگڑ گئی تھی۔ میں نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"روزی۔ کوئی بھی بات مجھ سے کرتے وقت کبھی بھی یہ خیال دل میں نہ لانا کہ وہ تمہارے خلاف کسی طور پر استعمال کی جاسکتی ہے۔ باقی رہا کچھ ایسے معاملات کا تذکرہ جس کے بارے میں تم الجھن کا شکار ہو کہ وہ مجھے بتائے جائیں یا نہ بتائے جائیں تو میری طرف سے تمہیں اجازت ہے کہ تکلف کی ضرورت بالکل نہیں اگر دل چاہے اور ضرورت محسوس کرو تو مجھے بتا دیا کرو ورنہ تم اس کی پابند نہیں ہو۔" روزی نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور آہستہ سے بولی۔"

"سر.........آپ.........آپ کا.........احسان تو میں زندگی بھر نہیں بھول سکتی۔ میرے لیے آپ نے جو کچھ کیا ہے وہ.........وہ بہت زیادہ ہے بات کوئی خاص نہیں ہے۔ بس میڈم خان اپنے دل کا بخار نکال رہی تھیں۔"

"کیسا بخار؟"

"سر۔ انہوں نے کچھ ایسی باتیں کہی ہیں جنہوں نے مجھے تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔" میں خاموشی سے روزی کی صورت دیکھتا رہا تو روزی نے جلدی سے کہا۔

"بتا رہی ہوں سر۔ ابھی بتا رہی ہوں۔ دراصل میڈم خان نے کچھ جملے ایسے کہے

جو کافی پریشان کن محسوس ہوئے تھے مجھے۔"

"جب تم اصل مطلب پر آؤ گی تو میں تمہاری بات سن لوں گا۔" میں نے کہا اور روزی کا چہرہ زرد ہو گیا۔

"نن.........نہیں سر میں......... میں بس ٹھیک ہے مجھے بھلا آپ سے زیادہ کون عزیز ہو سکتا ہے۔ سر میڈم خان مجھ سے کچھ سوالات کر رہی تھیں۔ سوالات یہ تھے کہ کیا میں اور میڈم خان آپ کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں۔ میرا مطلب ہے ہم دونوں۔" میڈم خان کہہ رہی تھیں کہ یہ بات ہم دونوں ہی جانتے ہیں کہ دانش منصور، دانش منصور نہیں ہے بلکہ فیصل ہے اور ماضی میں وہ کچھ بھی نہ تھا۔ اس وقت جب مشعل شاہ نے اس کے سر پر ہاتھ نہیں رکھا تھا۔" میں اب بھی کچھ نہ بولا اور خاموشی سے روزی کی صورت دیکھتا رہا۔ روزی پسینہ پسینہ ہو گئی تھی اور میں گہری نگاہ سے اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر میں نے کہا۔

"میڈم خان نے جو کچھ بھی کہا ہو روزی لیکن تم اسے بتاتے ہوئے جس پس و پیش کا اظہار کر رہی ہو میں نے اس پر ضرور افسردہ ہو گیا ہوں۔"

میرے لہجے میں ایک ناخوشگوار سی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ روزی کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس کے ہونٹ کپکپائے کچھ بولنے کی کوشش کی اس نے لیکن منہ سے آواز نہیں نکل سکی تب میں نے کہا۔

"تم جس طرح یہ تفصیلات بتانے میں پس و پیش کر رہی ہو وہ میرے لیے باعث تکلیف ہے۔ گویا تم مجھ میں اور میڈم خان میں کوئی فرق نہیں محسوس کرتیں۔ ان کی کوئی بات مجھ سے کہتے ہوئے تمہیں ان کی ناراضگی کا احساس ہے یعنی میں تمہارے لیے اہمیت کا حامل نہیں ہوں۔ بہرطور میں اپنے معاملات سے خود نمٹ لینے کا عادی ہوں اور ہمیشہ ہی میں نے یہ کیا ہے۔ میں اس وقت بھی تمہیں اجازت دی تھی کہ اگر تم کوئی ایسی بات جو مجھے بتائے جانے کے قابل نہ ہو مجھے بتانے پر مجبور ہو تو میں تمہیں اس مجبوری سے آزاد کرتا ہوں۔" روزی رو پڑی اس کی سسکیاں جاری ہو گئی تھیں۔ اس نے روتے ہوئے بمشکل تمام کہا۔

"نہیں.........نہیں میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ یقین کریں فیصل میرا یہ مطلب نہیں

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

فیصلہ ضروری تھا میڈم خان کے بارے میں' میں نے مسکراتے ہوئے روزی کا شانہ تھپکا اور بولا۔"

"میڈم خان اگر صرف دولت کی وجہ سے کسی قسم کی بددلی کا شکار ہوئی ہے تو میں انہیں مایوس نہیں کروں گا۔ درحقیقت مشعل شاہ صاحب کی دولت پر نہ میرا حق ہے اور نہ ان کا اور نہ تمہارا روزی ہم لوگ تو ان کے کارکن ہیں ان کے سامنے ایک مقصد تھا ایک مشن تھا جس کی تکمیل کے لیے میں اب بھی عمل کر رہا ہوں۔ وہ ہمارے درمیان نہیں ہیں لیکن اگر کبھی میں نے اپنے اس عمل میں کوتاہی محسوس کی تو پھر اس دولت سے باآسانی دستبردار ہو جاؤں گا۔ میرا خیال ہے میں میڈم خان کو بھی یہ بات سمجھاؤں گا اگر وہ سمجھنا چاہیں۔"

بات اتنی معمولی تھی جتنا میں نے اس کا اظہار کیا تھا۔ درحقیقت میڈم خان کے بارے میں تفصیلات سننے کے بعد میرے ذہن کے گوشوں میں بہت سوالات پیدا ہو گئے تھے لیکن وہی کیفیت کہ ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا چاہیے۔ روزی بے شک ایک نفیس لڑکی تھی اور میں اس کے سامنے بہت کچھ ڈینگیں مار سکتا تھا لیکن یہ میرے اصول کے خلاف تھا۔ عمل کیا جائے ڈینگیں مارنے سے کوئی چیز کبھی حاصل نہیں ہوتی۔ روزی کو بھی اسی انداز میں دیکھنا تھا جس انداز میں میڈم خان کو یہ دوسری بات ہے کہ روزی کے بارے میں خیالات اس طرح کے نہیں تھے۔ میں نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"میڈم خان اگر کسی مسئلے پر بگڑ گئی ہے تو میرا خیال ہے اس مسئلے کو حل کر لینا زیادہ مناسب ہوگا۔ میں اس سلسلے میں اس سے کوئی تصادم نہیں چاہتا۔" روزی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ چند لمحے سوچتی رہی اور اس کے بعد مجھ سے بولی۔

"جا سکتی ہوں؟"

"ہاں روزی جاؤ۔ یہ کوئی اتنا اہم مسئلہ نہیں ہے جس پر ہم توجہ دیں۔ آج ہی میں میڈم خان سے اس سلسلے میں کھل کر گفتگو کر لوں گا۔"

"لیکن سر کیا میڈم خان سے آپ میرے بارے میں تذکرہ کریں گے۔"

"تم بتاؤ؟"

"مار ڈالیں گی مجھے وہ' جان سے مار دیں گی اور میں جانتی ہوں وہ یہ کر سکتی ہیں۔"

تھا۔ میں تو خوفزدہ ہوں بس ڈرتی ہوں ڈر رہی تھی۔ فیصل معافی چاہتی ہوں۔ میرے بارے میں آپ کو یہ سوچنا پڑا میں آپ سے بے حد معافی چاہتی ہوں۔" میں خاموش اور سرد نگاہوں سے روزی کو دیکھتا رہا۔ روزی نے کہا۔

"آپ یقین کیجئے۔ مم.........میرا بالکل یہ مقصد نہیں تھا۔ میں بھلا.........میں بھلا میڈم خان سے دراصل جو کچھ وہ کہہ رہی تھیں وہ بہت برا تھا فیصل۔ انہوں نے کہا کہ ہم دونوں یہ بات جانتے ہیں کہ دانش منصور۔ دانش منصور نہیں بلکہ فیصل ہے اور اس کا ماضی کچھ بھی نہیں تھا یہ صرف مشعل شاہ صاحب کی نظر عنایت تھی کہ انہوں نے فیصل کو دانش منصور بنا دیا۔ مشعل شاہ صاحب کی زیر نگرانی اگر یہ سب کچھ چلتا رہتا تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوتا لیکن اب جب کہ مشعل شاہ صاحب اس دنیا میں نہیں ہیں تو پھر فیصل کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ ان کی اربوں روپے کی دولت کے حق دار بن بیٹھیں۔ اس دولت میں بہت بڑا حصہ میڈم خان کا اور بقول ان کے میرا ہے۔ میں اپنے آپ پر لعنت بھیجتی ہوں لیکن میڈم خان نے یہی کہا تھا مجھ سے کہ دانش اس ساری دولت کو ہضم نہیں کر سکتے۔ انہیں پوری دیانت داری کے ساتھ اس کے حصے کرنا ہوں گے اور اگر انہوں نے ایسا نہیں کیا تو.........انہیں اپنی زندگی کے سب سے بڑے نقصان سے دوچار ہونا پڑے گا۔ وہ ہم پر اس طرح تسلط جماتے ہیں جس طرح مشعل شاہ صاحب ہوں۔ مشعل شاہ صاحب کا مسئلہ دوسرا تھا ان کے احکامات پر میڈم خان سب کچھ کرنے کے لیے تیار تھیں لیکن دانش مشعل شاہ نہیں ہے۔ دانش صرف اور صرف فیصل ہے۔ میڈم خان نے مجھے اکسانے کی کوشش کی اور کہا کہ اس سلسلے میں اگر وہ کوئی قدم اٹھائیں تو مجھے ان کا پورا پورا ساتھ دینا ہوگا۔ بس یہ الفاظ کہے تھے انہوں نے۔"

"میں خاموشی سے روزی کی صورت دیکھتا رہا۔ میڈم خان کے ذہنی انتشار کا مسئلہ میری سمجھ میں آگیا تھا وہ خطرناک عورت تھی۔ میں بے شک اس دولت پر کوئی حق نہیں رکھتا تھا لیکن مشعل شاہ نے اپنی اس دولت کو ایک مقصد کے لیے مخصوص کیا تھا اور میں نے اس مقصد پر قدم بہ قدم عمل کیا تھا۔ آج بھی وہ عمل جاری تھا اس دولت کی تقسیم کر کے ہم مشعل شاہ کے مقصد کو پس پشت نہیں ڈال سکتے تھے۔ میڈم خان کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔ میں اسے کسی چیونٹی کی طرح مسل کر پھینک سکتا تھا لیکن کوئی نہ کوئی

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"وہ یہ نہیں کر سکتی روزی۔ تمہارے تحفظ کی ذمے داری میں قبول کرتا ہوں۔"
میں نے کہا اور روزی گہرے گہرے سانس لینے لگی۔ پھر وہ وہاں سے چلی گئی تھی لیکن میرے لیے سوچنے کو بہت کچھ تھا۔ میڈم خان کے بارے میں اچھی طرح سوچنا تھا۔ یہ عورت .... یہ عورت پھر میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میرے اندر ایک خود اعتمادی ابھر آئی اور میں نے دل میں سوچا۔

"میڈم خان درحقیقت میں تمہیں چٹکیوں میں مسل سکتا ہوں۔ چٹکیوں میں لیکن ابھی اس کی ضرورت نہیں پیش آئی تھی۔ آصف نے بنکوں سے جو کچھ معلومات حاصل کی تھیں۔ وہ میرے لیے اطمینان بخش تھی۔ میڈم خان ان راستوں پر جا کر کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔ جہاں تک مثل شاہ نے میرے نیروبی سے آنے کے سلسلے میں کارروائیاں کی تھیں وہ بھی انتہائی مستحکم تھیں اور ان سے بھی کوئی خطرہ نہیں تھا۔ تاہم اگر میڈم خان کچھ اور ہتھکنڈے استعمال کرتی ہے تو پھر........ تو پھر اور اس وقت مجھے رشید ناگی کا خیال آیا۔ وہ یقینی طور پر میرے لیے انتہائی کارآمد ثابت ہو سکتا ہے۔ رشید ناگی کے سلسلے میں ابھی تک کوئی خاص بات نہیں سوچی تھی۔ اس سے ملاقات کے بعد میں نے کم از کم اس پر اعتماد کر لیا تھا کہ وہ مثل شاہ ہی کا ہرکارہ ہے اور فطری طور پر ایک اچھا انسان معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت خصوصی طور پر اس کے بارے میں سوچا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ اس کا گروہ تیس افراد پر مشتمل ہے اور انہیں چھ لاکھ روپے ماہوار مثل شاہ کی طرف سے ملتے ہیں۔ اس کا مقصد ہے کہ مثل شاہ نے یقینی طور پر اسے اپنے لیے اتنا ہی کارآمد سمجھا ہو گا کہ اسے چھ لاکھ روپے ماہوار ادا کرے۔ رشید ناگی کو میں بھی یہ رقم ادا کرنے کا وعدہ کر چکا تھا اور یہ کیا جا سکتا تھا۔ مشکل کام نہیں تھا لیکن اس کے صلے میں اس سے بہت سے کام بھی لینے ہوں گے۔ مثل شاہ اس سے کیا کیا کام لیتا تھا اس کی تفصیل ابھی میں نے نہیں پوچھی تھی لیکن بہرحال اس سے دوسری ملاقات کرنا کوئی مشکل مرحلہ نہیں تھا۔

پھر سوچتے سوچتے ذہن میں جمال آراء کا خیال آیا۔ جمال آراء شاید نازل ہو جائے میں کوٹھی ہی میں رک کر اس کا انتظار کرنے لگا اور کوئی مشغلہ ذہن میں نہیں تھا۔ بس انہی تمام سوچوں میں وقت گزر رہا تھا۔ روزی اپنے کاموں میں مصروف تھی اور میں جمال آراء کا انتظار کر رہا تھا۔ کہ ملازم نے مجھے کسی کے آنے کی اطلاع دی۔ میں نے سو

فیصدی یہی سوچا کہ جمال آرا ہو گی چنانچہ اس کا تصور ذہن میں لیے ڈرائینگ روم میں پہنچا تھا لیکن وہاں رخسار کو دیکھ کر میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔"

"ہیلو رخسار۔" میں نے کہا اور رخسار کھڑی ہو گئی۔ مشرقی انداز کی یہ لڑکی مجھے اچھی لگی تھی۔ اس وقت جب وہ آناماں کے ساتھ آئی تھی اور تب بھی وہ ایک سادہ سے لباس میں ملبوس کچھ عجیب سی لگی تھی۔ اس کے بالائی ہونٹ پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے چمک رہے تھے اور آنکھوں میں ایک خوف کی سی کیفیت تھی لیکن اس کی مسکراہٹ اس عالم میں بھی بہت دلکش لگ رہی تھی۔ میں آگے بڑھ کر اس کے قریب پہنچ گیا۔

"بیٹھو رخسار کیسی ہو؟"

"ٹھیک ہوں دانش صاحب۔ آپ سنائیے۔" اس نے کہا اور میرے اشارے پر بیٹھ گئی۔

"بس میں ٹھیک ہوں تمہارے گھر کے لوگوں کا کیا حال ہے۔"

"سب لوگ ٹھیک ہیں۔ بس میں........ میں دراصل یونہی چلی آئی آپ کے پاس' ادھر سے گزر رہی تھی۔ میرا مطلب ہے یہاں آنا چاہتی تھی اور بس موقع مل گیا۔"

"تو پھر اس میں گھبراہٹ کی کیا بات ہے؟"

"نن........ نہیں میں گھبرائی ہوئی تو نہیں ہوں۔"

"اچھا........ ہو سکتا ہے مجھے غلط فہمی ہو رہی ہو۔" میں نے کہا اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگی۔ پھر پھیکے سے انداز میں ہنس کر بولی۔

"آپ شاید سمجھ رہے ہیں کہ میں گھبرا رہی ہوں۔"

"ارے نہیں' نہیں میں نے کہا نا یہ غلط فہمی ہی ہو سکتی ہے اور گھبرانے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ ظاہر ہے تم میرے پاس آئی ہو۔ مجھ سے ملنے آئی ہو۔"

"جج........ جی ہاں........ جی ہاں۔"

"آناماں کیسی ہیں؟"

"وہ تو بالکل ٹھیک ہیں۔"

"اور غزنوی صاحب؟"

"دادا جان؟"

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہاں۔ یقیناً" بڑے غزنوی صاحب دادا جان ہی کہلاتے ہیں نا۔" میں نے کہا اور رخسار گردن ہلانے لگی پھر بولی۔

"ہاں وہ بھی ٹھیک ہیں۔ بس دراصل آنا ماں میرا مطلب ہے۔ اوہ معاف کیجئے گا۔ آپ یقیناً" بے حد مصروف ہوں گے۔ دراصل نجانے کیوں دل یہ چاہتا ہے کہ آپ کو اتنا مصروف نہ سمجھا جائے یعنی.........."

وہ حقیقتاً" گھبرائی ہوئی تھی اس لیے الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر اس کے ہونٹوں سے نکل رہے تھے ایسا لگتا تھا جیسے وہ کچھ کہنا چاہتی ہے لیکن کہہ نہیں پا رہی۔

"میری بھی یہ خواہش ہے رخسار کہ آپ لوگ مجھے اپنے آپ سے الگ نہ سمجھیں۔" میں نے اس کی اہمیت بڑھاتے ہوئے کہا۔

"مگر دادا جان کا کیا' کیا جائے۔" رخسار نے مایوسی سے ہونٹ سکوڑ کر کہا اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"مطلب؟"

"اس.........مم.........میں نے کچھ کہہ دیا غالباً"۔ دراصل بولتے وقت مجھے اپنے ذہن پر قابو نہیں رہ پاتا۔ میں یہی کہہ رہی تھی کہ آپ سے بار بار ملتے رہنے کو جی چاہتا ہے مگر آپ کبھی ہمارے پاس آئے ہی نہیں۔ میرا مطلب ہے اس دن کے بعد سے آپ یقیناً" بہت مصروف ہوں گے۔"

"ہاں مصروفیت تو ہے۔"

"پتہ نہیں کیوں آپ ہمیں اپنے اپنے سے لگتے ہیں۔ میرا مطلب ہے آنا ماں یہی کہتی ہیں میں ان کی اجازت سے آئی ہوں لیکن چھپ کر۔" رخسار معصوم تھی اس کی تمام باتیں بے ربط تھیں لیکن ان سے ایک مفہوم ادا ہو رہا تھا اور میں اسے اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔ میں نے اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی آمد سے میں بہت خوش ہوں۔ رخسار جب بھی کبھی فرصت ملے اور آپ کو موقع مل جائے تو آپ ضرور آیا کریں۔ بھلا یہاں آنے میں آپ کو روکنے والا کون ہے۔"

"اور آپ نہیں آسکتے ہمارے ہاں۔" اس نے کہا۔ انداز شکایتی سا تھا۔ میں اسے

دیکھتا رہا پھر میں نے کہا۔

"بات دراصل یہ ہے مس رخسار کہ میں نے بڑے غزنوی صاحب کے انداز میں کچھ عجیب سی کیفیت محسوس کی ہے۔ مجھے یوں لگا جیسے میرا وہاں آنا انہیں پسند نہیں ہے۔ اس لیے میں نے وہاں آنے کی کوشش نہیں کی۔ باقی آپ تمام لوگ بہت اچھے ہیں۔ آپ تو یہاں آسکتے ہیں۔ میرا مطلب ہے جب آپ کا دل چاہے۔" رخسار کے چہرے پر عجیب سے آثار پھیل گئے اور اس نے آہستہ سے کہا۔

"تو آپ نے یہ بات محسوس کرلی؟"

"ہاں۔ کیا میرے احساسات غلط ہیں۔"

"نہیں۔ پتہ نہیں کیوں دادا جان کو.......... دادا جان کو آپ سے کچھ.........کچھ۔"

وہ پھر جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہوگئی۔

"مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ویسے آنا ماں بہت نفیس خاتون ہیں۔ ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی رخسار کیا آپ اس کی وضاحت کریں گی؟"

"جی.........جی کہیے۔"

"وہ شخص جو میرا ہمشکل تھا اور جس کی وجہ سے میں آپ لوگوں کی محبت کا مرکز بنا کون تھا۔ آخر آپ کا اس سے کیا رشتہ تھا۔ بڑے غزنوی صاحب اس سے نفرت کیوں کرتے تھے۔ کوئی نہ کوئی وجہ تو ہوگی۔"

"خدا کی قسم۔ مجھے بالکل نہیں معلوم اس بارے میں بس ایک عجیب سی کہانی سنی میں نے جس میں کشمکش کے کچھ آثار تھے۔ کوئی بھی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ میرا مطلب فیصل سے ہے کس لیے ہم لوگوں کے لیے باعث الجھن تھا اور آنا ماں۔ آنا ماں تو اسے بہت زیادہ چاہتی ہیں۔ اکثر اس کے لیے آنسو بہاتی رہتی ہیں۔ آپ کے بارے میں وہ یہ بھی کہتی تھیں کہ پتہ نہیں کیوں دانش نے فیصل جیسی شکل پائی ہے اپنی جانب کھینچے لیے لیتا ہے لیکن.........."

"جی.........جی بولتی رہیے۔" میں نے کہا۔

"آنا ماں بھی بڑے غزنوی صاحب یعنی دادا جان سے خوفزدہ رہتی ہیں۔ دادا جان دراصل یہ نہیں چاہتے کہ ہم لوگ آپ سے بہت زیادہ رابطہ رکھیں۔"

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہوں تعجب ہے۔ بہرحال کوئی بات نہیں۔ ایک شخص اگر یہ بات نہیں چاہتا تو ہم اسے مجبور تو نہیں کرسکتے اور جہاں تک آپ لوگوں کا تعلق ہے تو آپ کے لیے میرے دروازے ہمیشہ کھلے ہیں آپ آئیں اپنے ساتھ کسی کو بھی لائیں میں سب لوگوں کا استقبال کرکے خوشی محسوس کروں گا۔ اچھا اب آپ یہ بتائیے کہ میں آپ کو کیا پلواؤں۔"

"آپ نے اتنی اچھی باتیں کی ہیں بس یوں سمجھ لیجئے کہ سب کچھ مل گیا۔"

"نہیں رخسار کچھ تو بتائیے؟"

"پھر کوئی ٹھنڈی شے پلوا دیجئے گا۔" رخسار نے کہا اور میں نے روزی کو طلب کرلیا۔ روزی میرا حکم سن کر چلی گئی۔ رخسار دھیمے دھیمے مسکرا رہی تھی پھر اس نے کہا۔

"آپ کو یہ تنہا زندگی عجیب نہیں لگتی۔"

"نہیں مس رخسار بہت دنوں سے تنہائیوں کا عادی ہوں۔"

"شادی نہیں کریں گے۔" رخسار نے ایسے عجیب لہجے میں یہ سوال کیا کہ مجھے ہنسی آگئی۔

"کبھی سوچا ہی نہیں اس بارے میں۔"

"میرے خیال میں آپ کو شادی کرلینی چاہیے۔"

"اچھا۔ آپ کے ذہن میں یہ خیال کیوں کر آیا۔"

"نہیں۔ میرا مطلب ہے آپ دیکھیے نا ملازموں کے ساتھ......... میرا مطلب ہے بہت سے ملازم ہیں آپ کے مگر آپ کو اکیلے رہتے ہوئے کچھ عجیب سا لگتا ہوگا۔ اپنے لوگ ہوتے ہیں۔ میرا مطلب ہے والدین ہوتے ہیں' بہن بھائی ہوتے ہیں تو آدمی کوئی کمی محسوس نہیں کرتا اور جب یہ سب کچھ نہ ہو تو شادی بھی نہ کی جائے۔"

"ہاں۔ بات واقعی قابل غور ہے شادی تو کرلینی چاہیے۔"

"تو پھر آپ شادی کرلیجئے۔"

"کوئی خاتون ہیں آپ کی نگاہوں میں۔" میں نے رخسار سے سوال کیا اور رخسار بھونچکی سی ہوکر مجھے دیکھنے لگی پھر اس کے چہرے پر عجیب سے آثار پھیل گئے اور اس نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"معافی چاہتی ہوں۔"

"ارے......... ارے کس بات کی معافی۔"

"نہیں پتا نہیں کیا کیا بکواس کر رہی ہوں۔ اچھا آپ یہ بتائیے آپ خیریت سے تو ں نا اور مجھے بڑے زور کی ہنسی آگئی۔ رخسار جھینپی جھینپی نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی ں۔ پھر اس کی مشکل روزی نے حل کردی۔ وہ مشروب لے کر ٹرالی دھکیلتی اندر آئی ں۔ میں نے اسے مشروب کی پیشکش کی۔ رخسار کی باتوں میں بڑا لطف آرہا تھا اور میں ت سی ایسی باتیں محسوس کر رہا تھا جو بہرطور کسی طور مناسب نہیں تھیں۔ ابھی رخسار نے مشروب کا گلاس پورا پی بھی نہیں پائی تھی کہ ملازم نے اندر آنے کی اجازت طلب ی اور اجازت ملنے پر اندر آیا۔"

"ایک خاتون تشریف لائی ہیں اور آپ سے ملنا چاہتی ہیں سر۔"

"کون ہیں کیا نام ہے؟"

"اپنا نام نیلاب شمشاد بیگ بتاتی ہیں۔" ملازم نے کہا اور میں چونک پڑا۔

"اوہو۔ اچھا ٹھیک ہے لے آؤ انہیں بھی بلا کر۔" میں نے کہا اور رخسار نے دی سے اپنے گلاس کے لمبے لمبے گھونٹ بھرے۔ پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اچھا اب میں چلتی ہوں۔"

"کیوں رخسار بیٹھو۔"

"نہیں۔ دراصل بس وہ اتنی ہی سی دیر کے لیے۔ براہ کرم مجھے اجازت دے دیجئے ۔"

"اچھی بات ہے۔ دوبارہ تم سے ملاقات ضرور ہوگی۔"

"ایک درخواست کروں۔" اس نے دروازے کے قریب رک کر کہا۔

"حکم دیجئے۔ حکم مس رخسار۔" میں بولا۔

"آپ خود بھی تو کبھی ہمارے ہاں آجائیں۔ دراصل آپ کے آنے پر تو کوئی پابندی ں لگا سکتا۔ اخلاقاً اتنا تو نہیں کہا جاسکتا کہ آپ کو آنے سے منع کر دیا جائے۔ ہم ... میرا مطلب ہے ہم لوگ تو آپ کے آنے سے بہت زیادہ خوش ہوں گے۔ جو آپ آنے سے ناخوش ہوتے ہیں وہ بھی کم از کم آپ کی آمد پر انکار نہیں کرسکیں گے۔"

"تفصیل آپ سے اس بارے میں پھر پوچھوں گا۔ مس رخسار کہ کون کون میرے

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

آنے سے ناخوش ہوتا ہے لیکن آپ کے حکم کی تعمیل ضرور کی جائے گی۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کے پاس آؤں گا۔"

"شکریہ۔" رخسار نے کہا اور اسی وقت نیلاب اندر داخل ہو گئی۔ اس نے مسکراتی نگاہوں سے رخسار کو دیکھا پھر مجھے اور پھر بڑی بے تکلفی سے بولی۔

"ہیلو دانش۔ ہیلو مس۔ آپ کا تعارف؟"

"جج............جی............جی مجھے۔ مجھے رخسار کہتے ہیں۔" رخسار نے کہا اور پھر میری طرف دیکھ کر بولی۔

"اچھا میں چلی جاؤں گی۔ بہت بہت شکریہ۔" اور وہ تیز تیز قدموں سے باہر نکل گئی۔ نیلاب دلچسپی سے اسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ پھر وہ مسکراتی ہوئی اندر آ گئی۔

"بہت خوبصورت کوٹھی بنائی ہے دانش صاحب آپ نے میں تو اس کا بیرونی حصہ ہی دیکھ کر حیران رہ گئی۔ ویسے میری آمد آپ کو عجیب تو لگی ہو گی۔ یہ خاتون جانا چاہ رہی تھیں۔ میرا مطلب ہے جا رہی تھیں یا مجھے دیکھ کر چلی گئیں۔"

"تشریف رکھیے۔ مس نیلاب۔" میں نے اس کی کسی بات کا جواب نہیں دیا اور وہ مسکراتی ہوئی ایک سمت بیٹھ گئی۔ اس نے ڈرائینگ روم کا بھرپور جائزہ لیا۔ اپنا سوال اس نے خود ہی نظر انداز کر دیا تھا۔ جب کہ میں نے بھی اسے جواب دینا پسند نہیں کیا تھا۔

"بہترین۔ آپ کا ذوق بہت اچھا ہے۔ میں ابھی تھوڑی دیر کے بعد یہ پوری کوٹھی دیکھوں گی۔ ویسے ایک بار یہ سوال کروں آپ سے کہ آپ کو میرا آنا کچھ ناگوار تو نہیں گزرا۔"

"نہیں۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"جواب آپ مروت میں دے رہے ہیں یا؟"

"مس نیلاب۔ آپ تشریف لائی ہیں۔ آپ دشمن نہیں ہیں دوست ہیں اور دوستوں کا آنا کسی کو ناگوار نہیں گزرتا۔ آپ اچانک ہی چلی آئیں ہیں یہ آپ کی محبت کا ثبوت ہے اور آپ کہہ رہی ہیں کہ مجھے آپ کا آنا ناگوار گزرا ہو گا۔ یہ الفاظ البتہ مجھے ناگوار گزرے ہیں۔"

"اوہ۔" نیلاب ہنس پڑی اور اس نے مجھے پسندیدہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"دانش صاحب۔ آپ بہت نو عمر ہیں۔ میں نے پہلے بھی یہ بات محسوس کی تھی اس نو عمری میں آپ نے بڑے اعتماد کے ساتھ اپنا کاروبار جاری رکھا ہے۔ لوگ آپ کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ مثلاً" میری مراد یہاں کے کاروباری طبقے سے ہے۔ بہت زیادہ تو میں اس بارے میں معلومات حاصل نہیں کر پائی لیکن جس حد تک آپ کے بارے میں' میں نے تحقیقات کی اور وہ بھی آپ سے ملاقات کے بعد مجھ پر جو انکشافات ہوئے ہیں وہ میرے لیے دلچسپ اور انوکھے ہیں۔"

"اتنے مختصر وقت میں آپ نے میرے بارے میں معلومات بھی حاصل کر لیں۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ جس شخص سے دلچسپی ہو جاتی ہے اس کے بارے میں سب کچھ جان لینے کو جی چاہتا ہی ہے۔"

"لیکن ذرائع بھی تو تلاش کرنا پڑتے ہیں۔"

"مسز اختر سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ایک بہت ہی ذہین کاروباری ہیں۔ آپ بڑے سرمایہ دار بھی ہیں لیکن ابھی بذات خود کوئی کاروبار شروع نہیں کرنا چاہتے۔ کسی ایسے کاروبار میں پیسہ لگانا چاہتے ہیں۔ جو پہلے سے چل رہا ہو۔ یہ ایک حیرت ناک بات نہیں ہے مسٹر دانش منصور۔"

"مجھے تعجب ہے مس نیلاب۔ آپ نے ایک بالکل ہی الگ میڈیا پر کام کیا ہے لیکن اس کے باوجود آپ کو کاروباری باتوں سے دلچسپی ہے۔"

"نہیں کاروباری باتوں سے نہیں صرف آپ سے۔" نیلاب نے ہنستے ہوئے کہا اور میں بھی مسکرانے لگا۔

"بہر طور مجھ سے دلچسپی کا شکریہ۔ جہاں تک میری کاروباری زندگی کا تعلق ہے مس نیلاب تو آپ یوں سمجھ لیجیے کہ میں نے کاروبار اپنے والد سے سیکھا اور ان کے سنہری اصول پر کام کر رہا ہوں۔ بذات خود کوئی کاروبار شروع کرنے کے لیے ابھی میں نے کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے۔ کروں گا اور یقیناً کروں گا لیکن یہاں کے ماحول سے پوری طرح واقف ہونے کے بعد۔ جو لوگ ایسے کاروبار کر رہے ہیں۔ جو میری نگاہوں میں منافع بخش ہیں ان میں سرمایہ کاری کرنا میں برا نہیں سمجھتا لیکن شرط یہی ہے کہ وہ ٹھوس بنیادوں پر

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

ہو۔"

"میرا مطلب بھی یہی تھا۔ کیا یہ ایک بہت ہی ذہانت آمیز سوچ نہیں ہے۔"

"تو آپ مجھے بیوقوف سمجھنے پر کیوں تلی ہوئی ہیں۔" میں نے کہا اور نیلاب اپنی خوبصورت ہنسی کا مظاہرہ کرنے لگی پھر اس نے کہا۔

"بالکل نہیں سمجھ رہی آپ کو بیوقوف جناب بلکہ میں آپ کی ذہانت کے گن گا رہی ہوں اور مسز اختر بھی ایسا ہی کہہ رہی تھیں۔ ویسے یہ بتائیے آپ نے کچھ شروع کیا؟"

"ہاں تھوڑا بہت۔"

"اگر مجھے اس بارے میں کچھ بتانا پسند کریں تو؟"

"مجھے تعجب ہے آپ یہ سب کچھ کیوں جاننا چاہتی ہیں؟"

"اس کے پس پردہ کچھ ہے جناب۔" نیلاب نے کہا اور میں ایک بار پھر چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"اگر ایسی کوئی بات ہے مس نیلاب تو آپ گھما پھرا کر گفتگو کرنے کی بجائے مجھے اس سلسلے میں خود کچھ کیوں نہیں بتاتیں۔"

"دیکھیے جناب۔ آپ یہ نہ سمجھ لیجئے کہ میں آپ سے کوئی مالی فائدہ حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ بس یونہی آپ سے دلچسپی کی بنیاد پر۔ سمجھ رہے ہیں نا آپ......... آپ سے دلچسپی کی بنیاد پر میں نے سوچا تھا کہ جو فرم میں یہاں کھولوں گی اس میں آپ سے سرمایہ کاری کراؤں گی اور آپ یقین کیجئے اس کے لیے میرے پاس کوئی مجبوری نہیں ہے بس جی چاہتا ہے کہ آپ کو بھی اپنے ساتھ شامل کرلیا جائے۔" میں نے گردن ہلا کر اسے دیکھا اور بولا۔

"اگر یہ صورت حال پیدا ہوئی تو میں یقیناً آپ سے تعاون کروں گا۔"

"اور آپ بالکل یہ نہیں سمجھیں گے کہ میں آپ کو مالی طور پر کوئی نقصان پہنچانا چاہتی ہوں۔ سمجھ رہے ہیں نا آپ۔"

"میں جانتا ہوں، مس نیلاب آپ بذات خود ایک بڑے باپ کی بیٹی ہیں۔"

"اچھا چھوڑیے میرا خیال ہے نجانے کیوں ہم اس خشک گفتگو پر آگئے۔ آئیے آپ

مجھے اپنی کوٹھی دکھائیے۔" نیلاب میرے ساتھ باہر نکل آئی اور بہت دیر تک میں اسے کوٹھی کا معائنہ کراتا رہا۔ اس نے اس کوٹھی کو دیکھ کر بڑی پسندیدگی کا اظہار کیا تھا پھر وہ بولی۔

"میں آپ سے حد سے زیادہ بے تکلف ہوگئی ہوں اور اس کا احساس مجھے بھی ہو رہا ہے۔ اب ایک آخری سوال میں آپ سے کر رہی ہوں کیا آپ کو میری بے تکلفی گوارا ہے۔ یا آپ اس سے کچھ الجھن محسوس کرتے ہیں؟" میں نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور بولا۔

"جی نہیں۔ مس نیلاب مجھے آپ کی یہ بے تکلفی پسند ہے۔ اس قدر بے تکلفی سے اپنائیت کا اظہار ہوتا ہے اور آپ کی اپنائیت میں حاصل کرنا چاہتا ہوں۔" نیلاب نے گردن جھکالی کچھ دیر سوچتی رہی پھر مسکرائی اور اس کے بعد ہنس پڑی پھر اس نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"میں جس ماحول سے آئی ہوں وہاں اپنے ذہنی جذبات کا اظہار کر دینا برائی نہیں سمجھی جاتی۔ ہم اپنے آپ کو اپنی ہی ذات میں کیوں ہلاک کر دیں۔ میں شاید آپ سے متاثر ہونے لگی ہوں مسٹر دانش منصور۔ شاید ابھی تک اپنے اندرونی جذبات کا جائزہ لیتے ہوئے میں نے یہی محسوس کیا ہے کہ میرا دل آپ کی جانب کھنچتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتی کہ جواب میں آپ بھی مجھ سے یہ الفاظ کہیں لیکن آپ یہ سوچ لیجئے ہو سکتا ہے، مستقبل میں' میں خود آپ سے شادی کی درخواست کروں۔"

"نیلاب نے جس انداز میں یہ الفاظ کہے تھے وہ میرے لیے بڑے حیران کن تھے لیکن بہرحال وہ باہر سے آئی تھی اور باہر کے ماحول کے بارے میں' میں نے یہی سنا تھا جو کچھ اس نے کہا تھا۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد میں نے کہا۔"

"مس نیلاب میں اپنے والد کی موت کے بعد نیروبی سے یہاں آیا ہوں اور یہاں آنے کے بعد میں نے زندگی کو قریب سے دیکھنا شروع کیا ہے۔ میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش یہی ہے کہ میں بھی اپنے آپ کو اس دنیا میں رہنے والوں کی مانند زندہ رکھوں اور وہی سب کچھ کروں جو دنیا کے لوگ کرتے آئے ہیں۔ میں خود کو ان سے الگ رکھ کر کوئی انفرادی حیثیت نہیں چاہتا لیکن اس کے لیے میں نے ایک وقت متعین کیا ہوا ہے۔

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

میں پہلے اپنے آپ کو ٹھوس بنیادوں پر مضبوط کرنا چاہتا ہوں اس کے بعد زندگی کے دوسرے رخ کی جانب غور کروں گا۔ آپ نے جس بے تکلفی اور اپنائیت سے اس کا اظہار کیا ہے آپ یوں سمجھ لیجئے کہ وہ میرے لیے انتہائی قیمتی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ میں اپنی اس خوش بختی پر ناز کرتا ہوں۔ نیلاب صاحبہ آپ بھی مجھے پسند ہیں لیکن اس مسئلے کو ہم ایک طویل عرصے کے لیے ٹالنا چاہیں گے اور آپ مجھے ضرور اس کی اجازت دیں گی۔" نیلاب نے خوش ہو کر کہا۔

"تو میں کون سی فوراً" ہی آپ پر مسلط ہونا چاہتی ہوں لیکن اس بات کو آپ ذہن میں رکھیے گا اور آپ کو اس کا حق بھی حاصل ہے کہ اگر میں آپ کے اس معیار پر پوری نہ اتروں تو آپ مجھ سے معذرت کرلیں۔" میں نے ہنستے ہوئے اس کا شانہ تھپکا اور بولا۔

"نہیں نیلاب میں آپ کو پسند کرتا ہوں۔ نیلاب خوش ہوگئی۔ اس نے کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے کہا۔"

"مجھے اب جانا چاہیے۔"

"ارے ابھی تو میں آپ کی کوئی خاطر مدارت بھی نہیں کر سکا۔"

"جی نہیں جناب اب آپ کو اس کا حق حاصل نہیں ہے کہ آپ میری خاطر مدارت کریں بلکہ مسز اختر نے ایک بات کہی تھی۔ یاد ہے آپ کو۔"

"کیا۔" میں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"انہوں نے کہا تھا کہ آپ اس کوٹھی میں ایک دعوت کے بارے میں لوگوں سے وعدہ کر چکے ہیں اور آپ نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ آپ کا وعدہ اب میں پورا کروں گی سمجھے آپ۔" میں ہنسنے لگا۔ میں نے کہا۔

"ضرور اس کا اختیار آپ کو ہے۔"

"بہت بہت شکریہ۔ اب میں جارہی ہوں اور دل میں بہت سے خوشگوار تاثرات لے کر۔" میں نیلاب کو باہر تک چھوڑنے آیا تب میں نے اس کی حسین لیموزین کار دیکھی۔ جو بہت ہی خوبصورت تھی۔ بلاشبہ شمشاد بیگ کے بارے میں' میں نے بہت زیادہ معلومات حاصل نہیں کی تھیں لیکن یقینی طور پر وہ کوئی کافی بڑا آدمی تھا۔ میں اس سلسلے میں معلومات حاصل کر سکتا تھا۔ لیموزین جب نگاہوں سے اوجھل ہوگئی تو میں نے ایک

گہری سانس لی اور دنیا کے اس رنگ کے بارے میں سوچنے لگا۔ نیلاب بے شک پچھلی رات کی نسبت اب میرے لیے کچھ عجیب ہوگئی تھی جب کہ پچھلی رات میں اس کا بہت دیر تک تصور کرتا رہا تھا اور اس تصور نے صرف خوشگوار کیفیات ہی چھوڑی تھیں لیکن اب اس کی بے تکلف اس پیشکش اور اس کے انداز نے مجھے بہت سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔ یہ غالباً میری وہ فطرت تھی جو مجھے چاروں طرف سے محتاط رکھتی تھی اور جو میرے لیے انتہائی ضروری تھا کیونکہ جن حالات میں' میں وقت گزار رہا تھا اور جو کچھ آگے چل کر مجھے کرنا تھا اس کے لیے یہ سب کچھ بے حد ضروری تھا۔ کوئی بھی جذباتی کیفیت اپنے آپ پر طاری کر کے میں باآسانی اپنے دشمنوں کے جال میں پھنس سکتا تھا اور میرے نادیدہ دشمنوں کی تعداد اتنی تھی کہ بعض اوقات ان کی گنتی بھی بھول جاتا تھا پھر میں نے اسی دن سوچا کہ اپنے معاملات میں اب کچھ دن کے لیے تبدیلی کرنا ضروری ہے اور اس کا آغاز میں نے اسی دن سے کر دیا۔

رات کو میں آصف کے ساتھ گاڑی میں نکلا۔ آصف نے جب مجھ سے پوچھا کہ مجھے کہاں جانا ہے۔" تو میں نے اس سے کہا کہ "بس یونہی شہر کی آوارہ گردی کرتے ہیں۔" رات کا کھانا بھی میں نے آصف ہی کے ساتھ ایک ریسٹورنٹ میں کھایا تھا اور آصف بہت شرمندہ سا نظر آرہا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ "وہ اس قسم کے تکلفات چھوڑ دے۔ در پردہ وہ میرا دوست ہے اور آصف نے اس بات پر ممنونیت کا اظہار کیا تھا۔ یہ تبدیلی مجھے پسند آئی اور میں نے آصف نور سے کہا کہ "کچھ دن تک ہم اسی طرح شہر کے مختلف حصوں میں آوارہ گردی کرتے رہیں گے اور کسی خاص کام میں حصہ نہیں لیں گے۔" دوسرا دن بالکل خاموش گزارا۔ میڈم خان اس دن رات کو واپس آگئی تھی اور اپنے کمرے میں ہی تھی۔ دوسرے دن صبح کو بھی اس نے مجھ سے ناشتے پر ملاقات نہیں کی۔ البتہ دن کو گیارہ بجے کے قریب میری اس سے سرسری سی ملاقات ہوئی تھی۔ میں نے اس سے اس کے بارے میں کچھ پوچھا نہ اس نے مجھے کچھ بتایا اور اس کے بعد باہر چلی گئی تھی۔ البتہ رات کو کھانے پر میں نے اس سے پوچھا۔

"میڈم خان کیا آپ اپنے معمولات ترک کر رہی ہیں۔ میرا مطلب ہے آپ مجھ سے ہٹنا چاہتی ہیں۔ میڈم خان نے مجھے دیکھا اور سرد لہجے میں بولی۔"

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"نہیں۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ فرمائیے کوئی کام ہے مجھ سے؟"

"آپ کل بھی پورا دن غائب رہیں اور آج بھی بغیر کسی اطلاع کے غائب رہیں۔"

میڈم خان نے مجھے عجیب سی نگاہوں سے دیکھا اور بولی۔"

"دانش صاحب میں اپنی ذات میں ایک شدید کشمکش کا شکار ہوں۔ براہ کرم مجھے تھوڑا سا وقت دے دیجئے اس کشمکش سے نکل جاؤں تو پھر آپ سے معافی بھی مانگنا پڑی تو معافی مانگ لوں گی۔"

"کتنا وقت چاہتی ہیں آپ؟" میں نے سرد لہجے میں پوچھا۔ میڈم خان کو شاید اس وقت کچھ اور الفاظ کی امید تھی۔ غالباً وہ یہ سوچ رہی تھی کہ میں دل سوزی سے ان کی اس کشمکش کے بارے میں پوچھوں گا لیکن میرا سرد لہجہ سن کر وہ چونک گئی۔ اس نے مجھے خشک نگاہوں سے دیکھا اور بولی۔

"دانش صاحب مشعل شاہ صاحب کی موت کے بعد میں نے اپنے ذہن میں بہت سے احساسات ختم کر دیے ہیں جن میں یہ احساس بھی شامل ہے کہ میں آپ کی سیکریٹری ہوں۔ دراصل میں صرف مشعل شاہ صاحب کے احکامات ماننے کی پابند تھی۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا اس میں آپ یوں سمجھ لیجئے کہ تھوڑی سی غلط فہمی بھی شامل ہے۔ یعنی آپ یہ تصور ذہن سے نکال دیجئے کہ میں اب آپ کی سیکریٹری ہوں۔"

"اوہ۔ اچھا یہ بات ہے تو ٹھیک ہے میڈم خان اگر ایسا ہے تو آج سے میں اپنے اور آپ کے درمیان تمام معاملات ترک کرتا ہوں لیکن اس کے بعد آپ کو یہ جواب دہی کرنا ہوگی کہ آپ کی اپنی حیثیت کیا ہے۔" میڈم خان نے تیکھی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولی۔

"بہتر ہے میں اس کی وضاحت کر دوں گی۔ مجھے اس کے لیے کچھ وقت درکار ہے۔"

"میں نے آپ سے یہی پوچھا تھا کہ کتنا وقت میڈم خان۔"

"اس کا کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔" میڈم خان نے جواب دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتی وہاں سے باہر چلی گئی۔ میں اسے دیکھتا رہا تھا۔ بہرطور اس کے بعد میں نے کئی دن تک اسے نہ چھیڑا۔ اتفاق کی بات یہ تھی کہ ان دنوں میں سب ہی نے مجھے چھوڑ دیا تھا۔ نیلاب

نے دوبارہ ادھر کا رخ نہیں کیا تھا۔ حیرت انگیز طور پر نہ مسز اختر آئی تھیں اور نہ جمال آراء، نہ ہی غزنوی گھرانے سے کسی نے مجھ سے رجوع کیا تھا۔ پہلی تاریخ آگئی اور میں نے کچھ سوچ کر اس جنرل اسٹور پر فون کیا جس کے بارے میں رشید ناگی نے مجھ سے کہا تھا۔ فون وہاں سے ریسیور کیا گیا تو میں نے رشید کے بارے میں سوال کیا۔

"آپ کون بول رہے ہیں جناب؟"

"میرا نام دانش منصور ہے۔" دوسری جانب ایک لمحے کے لیے خاموشی چھا گئی پھر جواب ملا۔

"سر! میرا نام نادر علی ہے اور میں ناگی صاحب کا دست راست ہوں۔ آپ کے بارے میں مجھے خصوصی ہدایات دی گئی ہیں کہ آپ جب کسی کام کے لیے ہمیں حکم دیں فوراً اس کی تعمیل کی جائے۔ رشید ناگی صاحب کسی خاص کام میں مصروف ہیں اس لیے وہ عموماً ہم لوگوں سے ملاقات نہیں کرتے۔ بس کوئی کام ہوتا ہے تو ہمیں پہلے سے ٹیلی فون پر ہدایات دے دیتے ہیں۔ آپ کا اگر کوئی حکم ہو تو براہ کرم مجھے بتا دیجئے میں فوراً ان تک اطلاع پہنچا دوں گا۔"

"آپ نے اپنا نام نادر بتایا؟" میں نے سوال کیا۔

"جی سر!"

"نادر۔ کیا آپ کو اس بات کا علم ہے کہ رشید ناگی کو کہیں سے ماہانہ بنیاد پر ادائیگی ہوا کرتی تھی۔"

"سر! میں نے آپ سے عرض کیا ناکہ میں ان کا دست راست ہوں اور مجھے اس بارے میں تمام تفصیلات معلوم ہیں۔ رشید ناگی صاحب نے مجھے یہ بھی بتا دیا ہے کہ اب آپ سے ہمیں ہمارا معاوضہ ملا کرے گا۔"

"گڈ۔ ویری گڈ۔ تو یہ معاوضہ کس شکل میں ادا کیا جائے نادر صاحب؟"

"سر! ایک اکاؤنٹ نمبر نوٹ فرما لیجئے۔ کراس چیک اس کاؤنٹ میں جمع کرا دیا جاتا ہے اور وہاں سے ہمیں اس کی وصولی ہو جاتی ہے۔"

پھر اس نے اکاؤنٹ نمبر نوٹ کرا دیا اور میں نے فون بند کر دیا۔ بعد کی ذمے داریاں میں نے آصف کو سونپ دی تھیں۔ چھ لاکھ کا چیک میں نے آصف کے ذریعے اکاؤنٹ

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں جمع کرا دیا۔ اس طرح رشید ناگی کو میں نے اپنے ہاتھ میں رکھا تھا۔ وہ ابھی مجھے نہیں ملا تھا۔ پھر تقریباً دس یا گیارہ دن بعد میں نے کلب کا رخ کیا تھا۔ کلب میں اتفاق کی بات تھی کہ نہ مجھے مسز اختر نظر آئیں نہ نیلاب۔ نیلاب نے حیرت انگیز طور پر خاموشی اختیار کرلی تھی اور یہ بات میرے لیے باعث حیرت تھی۔ میں نے البتہ جمال آراء کو وہاں دیکھا۔ جمال آراء بیگم آہستہ سے چلتی ہوئی میرے پاس آئی۔ میں نے دیکھا وہ کافی کمزور ہوگئی تھی اور اس سلسلے میں' میں نے ان سے سوال کر ہی ڈالا۔ ""

"خیریت جمال آراء کیا آپ بیمار تھیں؟"

"ہاں میں ذہنی طور پر بیمار ہوگئی ہوں۔ دانش۔"

"خیریت کیا بات ہے؟"

"بس کچھ مسائل ہوا کرتے ہیں۔ آپ نے یہ تو نہیں سوچا کہ میں بالکل ہی غائب ہوگئی۔"

"نہیں۔ اتفاق سے میں بھی ان دنوں کلب میں نہیں آیا۔" میں نے جواب دیا۔

"اوہ۔ آپ تو خیریت سے ہیں؟" جمال آراء نے سوال کیا۔

"ہاں خیریت سے ہوں بس اب مصروفیات کچھ اور سمت رخ اختیار کرتی جارہی ہیں۔ آخر کب تک اس طرح سیر و سیاحت کرتا رہوں گا۔ میرا مطلب ہے کلب گردی وغیرہ وغیرہ۔"

"ہاں عملی زندگی میں تو آنا ہی ہوگا۔" جمال آرا نے پھیکی سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

"آیئے بیٹھیے۔ میرا خیال ہے میں آپ کو کافی پلاؤں۔"

"پلوا دیجئے۔" جمال آرا نے کہا۔ ہم نے کافی طلب کرلی اور اس کے بعد میں اس کا چہرہ دیکھتا رہا۔ اس نے کہا۔

"آپ نے اپنی رقم کے بارے میں نہیں سوچا دانش صاحب۔ میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ جلد ادا کردوں گی لیکن کچھ دیر ہوگئی۔"

"آپ کا کیا خیال ہے جمال آرا مجھے آپ کی دوستی اس رقم سے زیادہ عزیز نہیں ہے؟" میں نے کہا اور جمال آرا میرا چہرہ دیکھتی رہی پھر بولی۔

"افسوس میں اس دوستی کا حق ادا نہیں کرسکی۔ دانش صاحب۔"

"کیا مطلب........ کیا کہنا چاہتی ہیں آپ؟"

"کہنا تو بہت کچھ چاہتی ہوں لیکن........ لیکن کیا کروں' بد نصیبی نے زبان بند کر
ہے۔ بس یوں سمجھ لیجئے۔ دانش کہ........ کہ میں مجبور ہوگئی ہوں۔ یقین کریں میں
ں معاملات میں اچھی انسان نہیں ہوں لیکن اتنی بری بھی نہیں کہ دوستوں کو کوئی
سان پہنچاؤں۔"

"کیا آپ مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہتی ہیں؟" میں نے سوال کیا اور جمال آرا سہمی
ی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی پھر اس کی آنکھوں میں نمی آگئی۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"کوئی بات آپ کے ذہن میں ہے ضرور جمال آرا آپ اگر مجھ سے چھپانا چاہتی ہیں
دوسری بات ہے میں آپ کو مجبور نہیں کروں گا لیکن اگر بتانے کی کوئی بات ہے تو میں
کو اپنے اچھے دوستوں میں تصور کرتا ہوں اور یہ آپ ہی تھیں جن سے میں نے
ایک خاص مسئلے میں مدد مانگی۔" جمال آرا نے گردن جھکالی اور دیر تک خاموشی سے
ی پیالی سے کھیلتی رہی پھر بولی۔

"دانش میں کل تمہارے پاس ضرور آؤں گی۔ کل دن میں دس بجے میرا انتظار کرنا
لیز کسی اور کو اپنے پاس مت بلانا۔ کتنی ہی مصروفیت ہو تمہیں کل دس بجے تم کسی کو
پنے پاس نہ آنے دینا۔ میں........ میں تم سے تنہائی میں ملنا چاہتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے میں آپ کا انتظار کروں گا۔ ویسے ایک پیشکش آپ کو کروں جمال آرا۔
پ نے بیشک میری مدد کی ہے اور مجھ پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اگر آپ کسی
من کا شکار ہوں تو میں آپ کی مدد کروں اگر آپ کے ذہن میں کوئی پریشانی ہے کسی
ے مسئلے کا شکار ہیں آپ تو میرا خیال ہے میں آپ کا اچھا ساتھی ثابت ہو سکتا ہوں۔"

"کل بتاؤں گی دانش۔ کل تمہیں ساری تفصیلات بتادوں گی۔ میں خود بھی بیمار
گئی ہوں ان تفصیلات کو ذہن میں رکھ کر' ہاں یقین کرو میری بیماری کی وجہ صرف اور
صرف یہی ہے۔" میں نے حیرت سے جمال آراء کا چہرہ دیکھا اور بولا۔

"آپ نے مجھے بے حد تشویش کا شکار کر دیا ہے۔ ایک بات غور سے سن لیجئے اگر
وئی مجھے نقصان پہنچانا چاہتا ہے اگر ایسی کوئی بات آپ کے ذہن میں ہے تو کم از کم اپنے

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

آپ کو آپ اس پریشانی سے بالکل نکال لیجیے۔ میں آسانی سے کسی کا شکار ہونے والوں میں سے نہیں ہوں۔ بس آپ سے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔" جمال آرا خاموش نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی پھر اس نے کہا۔

"اچھا اب مجھے اجازت دو میں واپس جانا چاہتی ہوں۔ طبیعت کچھ گھبرا سی رہی ہے۔ کل دن دس بجے میں اپنے ذہن کا سارا بوجھ ہلکا کردوں گی اور اس کے بعد نتیجہ خواہ کچھ بھی نکلے۔" جمال آراء ایک دم اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ میں اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ بہرحال وہ میرے لیے بہت سنسنی خیز کیفیت چھوڑ گئی تھی۔ اس کے بعد میرا بھی جی نہ لگا اور میں وہاں سے واپس چلا آیا۔ گھر آکر روزی سے کچھ باتیں ہوتی رہیں۔ میڈم خان واپس نہیں آئی تھی اور اس کی یہ گمشدگی میرے لیے پراسرار تھی۔ دوسرے دن میں ناشتے سے فارغ ہوکر جمال آرا بیگم کا انتظار کرنے لگا۔ میں نے ملازموں سے کہہ دیا تھا کہ جمال آرا نامی ایک خاتون مجھ سے ملنے آئیں گی انہیں آنے دیا جائے۔ باقی کوئی بھی ہو اسے منع کر دیا جائے لیکن اتفاق سے دس بجے تک کوئی نہیں آیا۔ پھر ساڑھے دس بجے پھر گیارہ، ساڑھے گیارہ جمال آرا نہیں آئی تھی۔ مجھے تعجب ہونے لگا۔ میں نے تھوڑی دیر کے بعد آصف نور سے کہا۔

"آصف جمال آراء بیگم کا پتہ نوٹ کرو۔ ٹیلی فون کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس پتے پر چلے جاؤ اور جمال آراء سے رابطہ قائم کرو۔ ان سے کہو کہ میں ان کا انتظار کر رہا ہوں۔" آصف نے مجھ سے جمال آراء کا پتہ لیا اور وہاں سے چلا گیا۔ میں اس کا انتظار کرنے لگا۔ تقریباً سوا بارہ بجے ہوں گے آصف واپس نہیں آیا تھا ملازم نے مجھے کسی کی آمد کی اطلاع دی۔

"کون ہے؟"

"ایک صاحب ہیں اپنا نام رشید بتاتے ہیں۔"

"اوہو۔ اچھا۔ اچھا انہیں اندر ہی بلا لاؤ۔" میں نے ملازم سے کہا۔ میرے اندازے کے مطابق وہ رشید ناگی ہی تھا۔ میں نے مسکراتے ہوئے اس کا استقبال کیا۔ رشید ناگی نے مودبانہ انداز میں مجھے سلام کیا اور مجھ سے مصافحہ کرکے ایک طرف بیٹھ گیا۔

"سر! اتنے عرصے تک غیر حاضری کے لیے معذرت خواہ ہوں لیکن بہرطور میری

مصروفیات سن کر آپ مجھے معاف کر دیں گے۔"

"نہیں مسٹر رشید۔ کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے کیا مصروفیات رہیں آپ کی؟"

"سر! بہت سی مصروفیات ہیں ویسے آپ کی عطا کی ہوئی رقم مجھے مل گئی تھی اور میں آپ کا دلی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے کسی الجھن کا شکار نہ ہونے دیا۔ ہم بڑی آسانی سے اب اپنا کاروبار زندگی چلا سکتے ہیں۔"

"وہ میرا فرض تھا اور میں نے اس کا تم سے وعدہ کیا تھا۔ یہ رقم بڑھ تو سکتی ہے رشید ناگی کم نہیں ہوگی اور دیر نہیں ہوگی اس میں۔"

"آپ نے مجھ پر اعتماد کیا اس کے لیے میں آپ کا بے حد مشکور ہوں۔ بس یوں سمجھ لیجیے ان دنوں بہت سی مصروفیات رہیں جو اسی سلسلے میں تھیں۔ میں نے سب سے پہلا کام تو شاہ صاحب کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا کیا۔ کوئی ایسا ذریعہ مجھے دستیاب نہیں ہو سکا جس سے یہ پتہ چل سکے کہ شاہ صاحب اس دنیا میں ہیں یا نہیں۔ یعنی جو شبہ ہمارے ذہن میں ہے اسے ختم کرنے کا کوئی ذریعہ میرے ہاتھ نہیں آسکا اور اس کے بعد آخری فیصلہ یہی کیا ہے میں نے کہ شاہ صاحب ہم سے رخصت ہو چکے ہیں۔"

"شاید۔" میں نے افسردگی سے کہا۔

"ایک دوسری تکلیف دہ خبر ابھی ابھی آپ کو دینا چاہتا ہوں۔"

"وہ کیا؟ بھئی جلدی بتاؤ۔"

"جمال آرا سے تو واقف ہیں نا آپ۔" ناگی نے کہا اور میں چونک پڑا میں نے اسے سنسنی خیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں لیکن ان کے بارے میں کوئی افسوس ناک خبر؟"

"جی ہاں۔ رات کلب سے واپس جاتے ہوئے ان کی کار کو حادثہ پیش آیا۔ ایک ٹرک سے ان کی کار اس بری طرح ٹکرائی کہ چور چور ہوگئی اور جمال آرا اسی کار میں ہلاک ہوگئیں۔" میرے ذہن میں شدید دھماکہ ہوا تھا اور اس دھماکے نے چند لمحے کے لیے میرے حواس معطل کر دیے تھے۔ جمال آراء مر گئی۔ وہ......... وہ آج مجھے کچھ بتانے والی تھی۔ اس کا اظہار اس نے رات ہی کو کیا تھا۔ بہت دیر تک خاموش رہنے کے بعد میں نے ناگی سے پوچھا۔

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ٹرک ڈرائیور گرفتار ہوگیا؟"

"نہیں جناب حادثے کے فوراً بعد وہ فرار ہوگیا تھا۔" ناگی نے جواب دیا۔ میرے ذہن میں عجیب سی سنسناہٹ ہو رہی تھی۔ نجانے کیوں میرے دل کو بار بار یہ احساس ہو رہا تھا کہ یہ میری کارروائیوں کے سلسلے میں دوسرا قتل ہے۔ پہلا قتل مشعل شاہ کا تھا اور دوسرا۔ دوسرا قتل یہ۔ گو مشعل شاہ کے ساتھ اور بہت سے آدمی ہلاک ہوئے تھے لیکن بہرطور وہ سب کچھ اسی سلسلے کی ایک کڑی تھا اور اب دوسری کڑی جمال آراء بیگم کا قتل ہے۔ گویا وہ عمل شروع ہوگیا جس کا انتظار کیا جا رہا تھا۔

☆☆☆

میرے ذہن میں ایک گڑگڑاہٹ سی پیدا ہوگئی۔ دشمن مصروف عمل تھا اور میں
ف قلعہ بندیوں میں مصروف تھا۔ میں نے ابھی تک دشمن کے خلاف کوئی ایسا عمل
کیا تھا جس سے اسے جوابی کارروائی کا احساس ہوتا۔ اس کے حوصلے بڑھتے جا رہے
۔ مشعل شاہ کا قتل اور اس کے بعد جمال آراء......... اب میں کسی طور پر سلسلہ روکنا
نا تھا ورنہ دشمن کے حوصلے بڑھتے ہی چلے جاتے اور اس سلسلے میں میرے ذہن میں
یک اور نام آیا تھا جس نے مجھے تشویش میں مبتلا کر دیا تھا۔ یہ میری اپنی سوچ تھی ورنہ ہو
ا ہے دشمن نے ابھی اس شخص کو اس قابل نہ سمجھا ہو۔ میری مراد مقدس کریم سے
ی جس کے ذریعے میں نے اپنے کام کا آغاز کیا تھا اور یہ آغاز نہایت خوش اسلوبی سے
ا تھا اور اس نے یقینی طور پر کم از کم ایک شخص یعنی جہانگیر کو میرے سامنے لاکھڑا کیا
ے گو ابھی تک جہانگیر خان سے میرا کوئی ایسا واسطہ نہیں پڑا تھا لیکن درپردہ جنگ شروع
ہو چکی تھی۔ اگر صورت حال میری توقع کے مطابق تھی تو جمال آراء کے قتل اور مشعل
اہ کو ہلاک کرنے کی کوشش میں جہانگیر ہی کا ہاتھ ہو سکتا تھا لیکن صرف مفروضوں کی بنا پر
ں یہ فیصلہ نہیں کر سکتا تھا۔ دفعتاً میں نے چونک کر رشید ناگی کو دیکھا۔ پھر وہ سوال جو
رے ذہن میں آیا تھا اس سے کئے بغیر نہ رہ سکا۔

"ایک بات بتاؤ رشید۔" جمال آراء کے سلسلے میں تم نے فوری طور پر مجھے اطلاع
ں دی۔ یہ بات تمہارے ذہن میں کیسے آئی کہ اس کی موت سے مجھے کوئی دلچسپی ہو

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"سر۔ میں آپ سے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ شاہ صاحب نے مجھے آپ کی نگرانی اور تحفظ کے لئے مقرر کیا تھا۔ اس کے علاوہ انہوں نے مجھ سے ایسے بہت سے تفصیلی واقعات بیان کئے تھے جنہیں میں ان کی امانت سمجھتا ہوں اور اگر آپ کی زبان سے اس سلسلے میں کچھ نکلے گا تو تب ہی میں جواب دوں گا ورنہ میرے اندر یہ جرات نہیں ہے کہ شاہ صاحب کی موت کے بعد بھی میں ان سے وعدہ خلافی کروں۔ میرا مطلب یہ ہے سر کہ انہوں نے مجھے اپنے پروگرام کے بارے میں کافی تفصیلات بتائی تھیں اور میں نے انہیں امانت کے طور پر اپنے پاس رکھا ہے لیکن بات پھر وہیں آجاتی ہے۔ آپ نے ابھی سوال کیا ہے کہ جمال آراء کے بارے میں میں نے خصوصی طور پر آپ کو اطلاع کیوں دی ہے تو اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ اس دوران میں مسلسل اپنا فرض انجام دیتا رہا ہوں۔"

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ آپ کی نگرانی کرتا رہا ہوں۔ آپ کے تحفظ کے لئے اور یہ بات میرے علم میں تھی کہ جمال آراء نے آپ سے خصوصی گفتگو کی ہے اور یہ بات بھی میرے علم میں تھی کہ وہ آج آپ سے ملاقات کرنے والی ہے۔"

میں نے حیران نگاہوں سے رشید ناگی کو دیکھا اور کہا۔

"کیا تم کلب میں میرے آس پاس موجود تھے؟"

"نہیں سر لیکن میں نے ایسے انتظامات کر رکھے ہیں کہ آپ جہاں بھی ہوں وہاں میرا اپنا کوئی آدمی موجود ہو اور آپ سے اتنا قریب رہے کہ آپ کے الفاظ تک سن سکے۔" میں نے تعریفی نگاہوں سے رشید ناگی کو دیکھا اور کہا۔

"حیرت ہے مجھے کبھی شک تک نہ ہوا۔"

"اگر آپ کو معلوم ہو جاتا جناب تو دوسروں کو بھی معلوم ہو سکتا تھا۔ میں نے انتظامات ہی ایسے کئے ہیں کہ کسی کو اس کا شبہ نہ ہو سکے۔"

"خیر یہ تمہارا اپنا کام تھا اور میں تم سے یہ بالکل نہیں پوچھوں گا کہ وہ کون شخصیت تھی جس نے میرے اور جمال آراء کے درمیان ہونے والی گفتگو سنی لیکن بہر طور اس بات کا اعتراف کئے بغیر میں نہیں رہ سکتا کہ تم نے ایک کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ کاش

ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ جمال آراء کو قتل کرنے والے کون ہیں۔"

"اگر مجھے اس بات کا شبہ ہوتا تو میں یقینی طور پر جمال آراء کے تحفظ کے لئے بھی کچھ کرتا کیونکہ انہوں نے آپ کو کچھ بتانے کا فیصلہ کیا تھا۔"

"میرے دل میں پہلی بار یہ خواہش بیدار ہوئی ہے ناگی کہ میں تمہیں اپنا رازدار سمجھوں، بناؤں اور کہوں۔"

"اگر آپ اس بات کو مناسب سمجھتے ہیں سر تو میں خود کو اس اعتماد کا اہل ثابت کروں گا۔ آپ مجھے اپنا ایک دوست بنا لیجئے مگر اس سلسلے میں مجھ سے کوئی ضمانت نہ مانگئے۔ ہاں اگر ضمانت مانگنا چاہتے ہیں تو صرف میرے خون کی ضمانت مانگئے۔ اگر میری رگوں میں دوڑنے والا خون کسی شریف انسان کا ہے اگر میری ماں نے مجھے جو دودھ پلایا ہے وہ ایک نیک اور پاکباز ماں کا دودھ ہے تو پھر میری ذات سے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ ہو سکتا ہے بعض معاملات میں میں آپ کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکوں لیکن نقصان کا تصور بھی کبھی نہ کیجئے گا۔ جو بات آپ مجھے اپنے سینے میں رکھنے کے لئے کہیں گے وہ میرے سینے میں ہمیشہ محفوظ رہے گی۔ مجھے اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں ہو گی کہ آپ کی شخصیت کیا ہے۔ میں یہ بالکل نہیں سوچوں گا کہ آپ جو کچھ کر رہے ہیں اس کا پس منظر کیا ہے بس میں صرف آپ پر اعتبار کروں گا اور آپ کے احکامات پر عمل کروں گا۔ برائی کے لئے قدم اٹھانا پڑا تو میں یہ تصور کروں گا کہ یہ برائی ہماری ضرورت ہے اور سچائیوں کے راستے پر جو کام کیا جائے گا وہ تو بہر طور ضمیر کو کبھی دکھ نہیں دیتا۔ میرا مقصد صرف اتنا ہے کہ اگر آپ مجھ پر اعتبار کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اپنے دل کو یہ اطمینان دلا دیجئے کہ اس اعتبار سے آپ کو کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ میں نے محبت بھرے انداز میں رشید ناگی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔"

"میرے دوست۔ میں نے آج سے تمہیں اپنا دوست تصور کر لیا ہے اور یہ حکم دیتا ہوں تمہیں کہ اگر کبھی تمہارا دل چاہے کہ مجھ سے نجات حاصل کرو تو بخوشی میری گردن پر خنجر پھیر دینا۔ میں اسے دوست کا تحفہ سمجھ کر قبول کر لوں گا۔"

رشید ناگی کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لئے آنسو تیرنے لگے۔ وہ مجھے دیکھتا رہا اور پھر سرد لہجے میں بولا۔

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"ٹھیک ہے جناب۔ میں آپ کے اس حکم کی تعمیل کروں گا۔ اگر کبھی میرا دل چاہا تو میں یقینی طور پر آپ کی گردن پر خنجر پھیر دوں گا۔" میں نے مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ دبایا اور بولا۔

"میں تمہیں اپنے بارے میں ایک ایک تفصیل بتا دوں گا ناگی۔ وہ تفصیل جو آج تک میرے سینے میں لاوے کی طرح پک رہی ہے اور یہ لاوا اتنا گرم ہو چکا ہے کہ اتنا کھول چکا ہے کہ اگر یہ میرے سینے سے نہ نکلا تو میری ذات جل کر بھسم ہو جائے گی۔ میں تمہیں اپنے بارے میں مکمل تفصیل بتاؤں گا۔ اس کے لئے وقت کا انتظار کرو ہم جذبات میں کھو کر اپنے راستے نہیں خراب کرنا چاہتے چنانچہ پہلے جو کچھ میرے ذہن میں ہے تم اس سے واقفیت حاصل کر لو مجھے میری غلطیاں بتاؤ۔ اس کے بعد ہم آہستہ آہستہ تمام مسائل حل کر لیں گے۔"

"جی سر۔ میں حاضر ہوں۔" رشید ناگی نے کہا۔

"میں نے بڑے موثر انداز میں مشعل شاہ کا مشن اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔" میرے دوست ناگی مشعل شاہ اس مشن کو لے کر جہاں تک چل سکتے تھے چلے اور اس کے بعد سے میرا سفر شروع ہوتا ہے اور اس سفر میں' میں تمہیں اپنا معاون بنانا چاہتا ہوں۔

رشید ناگی دل و جان کے ساتھ آپ کے ساتھ ہے۔ سر۔ اور ہر وہ عمل کرے گا جو آپ کے ذہن میں آئے گا۔ "میں جذباتی ہو رہا تھا۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"ناگی۔ اس سلسلے میں تم یہ بات جانتے ہو کہ رکاوٹیں بدستور ہیں اور کام اسی انداز میں جاری ہے جس کا تعین مشعل شاہ نے کیا تھا مگر اب ہمیں کافی ہمت اور محنت کے ساتھ عمل کرنا ہوگا۔ تم اپنے اس گروہ کو اور مضبوط کرو اس میں بے شمار افراد شامل کرو۔ اخراجات کا جہاں تک مسئلہ ہے تو تم یہ بات جانتے ہو کہ مشعل شاہ صاحب نے اتنا فنڈ چھوڑا ہے کہ ہم اپنے اس مقصد کی تکمیل تک پہنچ سکتے ہیں اور پھر یہ مسئلہ بھی نہیں ہے۔ فنڈ تو ساتھ ساتھ حاصل کیا جاتا رہے گا۔ ایک منصوبہ میرے ذہن میں ہے جس کی تفصیلات میں تمہیں بتا رہا ہوں۔ انہیں نوٹ کرو اور اس میں سے ہر نکتے پر مجھ سے بحث کرو اور مجھے بتاؤ کہ میں کہاں غلط سوچ رہا ہوں اور کون سی بات ناممکن ہے۔"

"جی سر۔" ناگی مستعدی سے گردن ہلا کر بولا اور میں پر خیال انداز میں اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔ میں اپنے خیالات مجتمع کر رہا تھا جو کہنا چاہتا تھا ان کی تفصیلات الفاظ کی شکل میں اپنے ذہن میں لا رہا تھا اور کچھ دیر کے بعد میں نے کہا۔

"میں جو کچھ کہہ رہا ہوں ناگی وہ اس سلسلے میں کہی جانے والی پہلی بات نہیں ہے۔ بے شمار افراد نے ان ملکی حالات کی نشاندہی کی ہے۔ صاحب دل اپنے وطن کی یہ تصویر دیکھ کر تڑپ اٹھتے ہیں اور زبانیں کھولتے ہیں۔ ان کے بیانات اخبارات میں چھپتے ہیں۔ لکھے جاتے ہیں۔ مسائل سامنے لائے جاتے ہیں لیکن یوں لگتا ہے جیسے یہ تحریریں صرف پڑھنے اور نظر انداز کر دینے کے لئے ہوتی ہیں۔ بہت سے ایسے سوالات ہر صبح اخبارات میں پڑھتے ہوئے ہمارے ذہنوں میں پیدا ہوتے ہیں کہ جو کچھ ہوا ہے کیا اس کا کوئی حل سامنے آئے گا اور اس کے بعد ہم روزانہ اس مسئلے کا حل تلاش کرنے میں مصروف رہتے ہیں لیکن دوسرے دن کے اخبارات میں دوسری خبریں ہوتی ہیں جو گزر چکا ہے اس کی کوئی تفصیل دوبارہ ہمارے سامنے نہیں آتی۔ گویا جو کچھ ہوا یا جو کچھ کیا گیا بے مقصد تھا۔ وہ ان لوگوں سے نہیں کہا گیا جو اس مسئلے کے ذمہ دار ہوتے ہیں بلکہ صرف تحریری چاشنی کے طور پر یہ سب کچھ لکھ دیا گیا اور پڑھنے والوں نے پڑھا اور نظر انداز کر دیا۔ کہیں بھی کسی سلسلے میں کوئی اعتماد دلانے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ بڑے سے بڑا واقعہ پیش آ جاتا اور لوگ پڑھ کر اس پر دکھ کا اظہار کرتے ہیں۔ اس کے سد باب کے لئے مشورے دیئے جاتے ہیں بہت سی تجاویز پیش کی جاتی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے یہ سب ایک مسخرہ پن ہے جو کیا گیا اور لوگوں نے مسکرا کر اسے نظر انداز کر دیا۔ کوئی ذمہ داری قبول کرنے پر تیار نہیں ہوتا۔ بے شمار مسائل ہیں۔ فضائی آلودگی کے بارے میں طرح طرح کی کہانیاں منظر عام پر لائی جاتی ہیں۔ خدشات اور وسوسوں کا اظہار کیا جاتا ہے لیکن کتنی دلچسپ بات ہے کہ فضائی آلودگی کا وہ ایک پہلو جو باآسانی ختم کیا جا سکتا ہے باآسانی ہی نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ سڑکوں سے گزرو' بسوں میں سے اٹھتا ہوا دھواں دیکھو' بے شمار ایسی گاڑیاں جو اتنا دھواں اگلتی ہیں کہ فضا تاریک ہو جاتی اور اوور ٹیک کرنے والے کو سڑک تک نظر نہیں آتی' دندناتی پھرتی ہیں ان کے لئے قوانین موجود ہیں لیکن کوئی بھی اس کے لئے تیار نہیں کہ ان قوانین پر عمل کرا سکے اور اس کی

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

وجوہات کیا ہیں تم بھی جانتے ہو اور میں بھی۔ ملکی سیاست کسی آبرو باختہ کی مانند وڈیروں' چوہدریوں' صنعت کاروں اور جاگیرداروں کے درمیان گھنگھرو باندھے ناچ رہی ہے اور وہ صرف اس کا تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ آج ہمارے وطن کے لوگ ملک سے باہر جاتے ہیں تو ان کے پاسپورٹ دیکھ کر انہیں ایک سمت کھڑا کر دیا جاتا ہے اور ان کی طرف مشکوک نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ بین الاقوامی طور پر ان کی جو بے حرمتی کی جاتی ہے کیا وہ وطن کی بے حرمتی نہیں ہے ایسا کیوں ہوتا ہے؟ منشیات کی تجارت کرنے والے ناجائز اشیاء ملک سے باہر بھیجنے والے ان لوگوں کو اپنا آلہ کار بنا کر بھیجتے ہیں یہ لوگ دوسروں کی نگاہوں میں آجاتے ہیں اور اس کے بعد ان کے ساتھ جو کچھ ہوتا ہے کسی بھی غیر ملکی ائرپورٹ پر اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔ اس طرح ہمارے وطن کی جو تحقیر ہو رہی ہے کیا وہ نظرانداز کی جاسکتی ہے۔ کیا یہ غور نہیں کیا جاسکتا کہ یہ سب کچھ کس بنیاد پر ہے۔ ملک کے وقار کو یہاں تک پہنچا دینے والے کون ہیں؟ کیوں نہیں سوچا جاتا۔ آخر کیوں نہیں سوچا جاتا؟ ہمارے وطن کے ہنرمند' انجینئر' ڈاکٹر' زراعت کے شعبے کے ماہرین کو بین الاقوامی طور پر قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے لیکن اپنے وطن میں ساری زندگی اس علم کے حصول کے بعد جب وہ تلاش روزگار میں نکلتے ہیں تو جگہ جگہ انہیں مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کہیں بھی انہیں ان کا قدردان نہیں ملتا اور آخر وہ باہر جانے کے بارے میں سوچتے ہیں۔ بیرونی دنیا میں ان میں سے اکثر اپنا مقام حاصل کر لیتے ہیں ایسے لوگوں کو وطن سے بددلی کا احساس نہ ہو تو آخر کیا ہو۔ وہ جو ملک سے باہر نہیں جاسکتے اور اپنی ذات میں ایک سمندر موجزن رکھتے ہیں کلرکی کر کے زندگی کے ایام گزارتے ہیں اور اپنے بچوں کو درس دیتے ہیں کہ خبردار حصول علم کے لئے وہ سب کچھ نہ کرنا جو ہم کر کے برباد ہو چکے ہیں۔ یہ سوچ وطن عزیز کو کہاں لے جائے گی اس کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ ہمارے ذہین ترین نوجوان کب تک اس طرح مایوسیوں کے اندھیروں میں بھٹکتے رہیں گے۔ کب تک وہ اپنی یہ بے حرمتی برداشت کریں گے۔ بے روزگاروں کو بیرون ملک جا کر جن تحقیر آمیز نگاہوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ کب تک انہیں برداشت کریں گے۔ کیا ہوگا آخر کیا ہوگا۔ تم مجھے بتاؤ رشید کیا یہ سب کچھ غلط ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو رہا؟"

"نہیں سر۔ یہ سب کچھ ہو رہا ہے' ایسا ہی ہو رہا ہے۔"

"کیوں؟ آخر کیوں؟ اس کی وجہ جانتے ہو؟ اس کی وجہ صرف وہ ہے جو میں کہہ چکا ہوں۔ دولت مند مزید دولت مند بننے کے لئے ہر وہ عمل کرتے ہیں جس سے ملک کو نقصان پہنچے یا فائدہ انہیں اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔ وہ سیاست پر قابض ہیں۔ وہ ملکی وسائل پر حکمران ہیں۔ ان کے ذریعے ملک میں وہ سب کچھ ہوتا ہے جو نہیں ہونا چاہیے۔ قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ مہنگائی اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ غریبوں کے چیخنے کی صلاحیتیں بھی ختم ہو چکی ہیں۔ صرف اخباروں میں مہنگائی پر قابو پانے کے لئے سرخیاں جمائی جاتی ہیں اور اس کے بعد کہانی ختم ہو جاتی ہے۔ ہر روز ہر چیز میں قیمتوں کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ کچھ سرکاری سطح پر اور کچھ عوامی سطح پر۔ وہ جو منافع خوری میں سند حاصل کر چکے ہوتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ انہیں پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ جو کچھ کریں گے اسے کرنے کے لئے ان کے پاس مضبوط سہارے موجود ہیں اور ہماری یہ مہم انہی مضبوط سہاروں کے خلاف ہے۔ شاہ صاحب کوئی لیڈر نہیں بننا چاہتے تھے۔ اخباروں پر ریڈیو اور ٹیلیویژن پر قبضہ جما کر دھواں دھار تقریریں اور مضامین نہیں شائع کرانا چاہتے تھے۔ انہوں نے ایک مختلف انداز میں اپنے مشن کا آغاز کیا تھا۔ ان کا راستہ روکا گیا اور انہیں زندگی سے محروم کر دیا گیا۔ خدا کرے ایسا نہ ہوا ہو اور وہ زندہ ہوں اور ہمارے اس مقصد کی تکمیل میں ہمارا ساتھ دینے کے لئے کسی وقت ہمارے پاس پہنچ جائیں لیکن انہوں نے جو طریقہ کار اختیار کیا تھا وہ بحالت مجبوری تھا لیکن اندازہ یہ ہوتا ہے کہ اس طریقہ کار ہی سے ہم آٹے میں نمک کے برابر سہی تھوڑی بہت تبدیلیاں لاسکتے ہیں اور اس کے لئے میرے پاس ایک مؤثر منصوبہ موجود ہے۔ رشید میں اس منصوبے کو تمہارے تعاون سے تکمیل تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اس طرح میں اصلاحات نافذ کر دوں گا لیکن ہم جتنا کچھ بھی کر سکتے ہیں اتنا تو ہمیں کرنا چاہیے۔ گو غلط راستوں ہی سے سہی لیکن بہرطور ہم اپنے مقصد کی اس تکمیل کے لئے آخری وقت تک جدوجہد کرنا چاہتے ہیں اور تمہیں میرا ساتھ دینا ہوگا۔"

"میں سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہوں گا کہ میری زندگی کا ہر ہر لمحہ آپ کے مقصد کے حصول کے لئے جدوجہد میں صرف ہوگا اور اس سلسلے میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو اپنے دل کی گہرائیوں اور تمام تر خلوص کے ساتھ بروئے کار لاؤں گا۔"

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"شکریہ۔ رشید۔ میرے ذہن میں شاہ صاحب کا روشن کیا ہوا وہ منصوبہ کچھ اس شکل میں ہے کہ ہم ان تمام بڑے بڑے دولت مندوں کو ان راستوں پر چلنے سے روکیں گے جو ملک کو تباہی کی جانب لے جاتے ہیں۔ ہمیں ان کی دولت سے کوئی دشمنی نہیں ہے اگر وہ جائز طریقے سے اور ملکی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی اس دولت میں اضافہ کرتے ہیں تو ہماری تمام تر خدمات ان کے لئے حاضر ہیں لیکن ملک کو نقصان پہنچا کر اس کی حرمت کو نقصان پہنچا کر اگر کہیں سے وہ یہ دولت حاصل کریں گے تو ہم ان کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہوں گے۔ میرے ذہن میں جو منصوبہ ہے اس کی مختصر تفصیل میں تمہیں بتا رہا ہوں بعد میں اس میں جو ترمیم اور اضافہ کرنا ہوگا وہ ہم ضرورت کے تحت کرلیں گے۔ ہمارے ملک میں لاتعداد انجینئر ہیں۔ زراعت پیشہ افراد ہیں۔ ڈاکٹر ہیں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں جو بے روزگار ہیں۔ ہم ان تمام باصلاحیت لوگوں کو اکٹھا کریں گے۔ ان تک پہنچیں گے اور ان سے ایک عمل کرنے کے لئے کہیں گے۔ وہ عمل یہ ہوگا کہ انہیں اپنے شعبے میں کام کرنے کے لئے جہاں جہاں ملازمتوں کے مواقع ملتے ہیں وہاں وہ یہ ملازمت ضرور کرلیں۔ انہیں وہاں سے جو کچھ بھی ملے اسے بخوشی قبول کرلیں اور اس سے بددل نہ ہوں لیکن ہمارا اپنا ایک ادارہ ان کی مالی مدد کرے گا اور انہیں خصوصی فنڈ مہیا کرکے ان کے وہ تمام خواب پورے کرے گا جو ان کے دلوں میں موجود ہیں یعنی وہ جہاں کہیں بھی موقع پائیں اپنے فن سے ملک کو فائدہ پہنچانے کے لئے عمل پیرا ہو جائیں اور اس بات کی بالکل پروا نہ کریں کہ انہیں وہاں سے کیا معاوضہ مل رہا ہے۔ ان کا اصل معاوضہ ہم انہیں ادا کریں گے لیکن اس کے لئے انہیں ہمارا بھی تھوڑا سا کام کرنا ہوگا۔ یعنی وہ ان لوگوں کے تمام کوائف ہمیں مہیا کریں جو ملک کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ وہ صنعتوں میں کام کریں' زراعت کے لئے کام کریں اور ہر وہ عمل کریں جو وہ جانتے ہیں لیکن اس عمل میں جہاں جہاں ملک کے خلاف کوئی کارروائی ہو رہی ہو اس سے ہمیں آگاہ کرنا ان کا فرض ہوگا۔ ان سے یہ کہا جائے گا کہ وہ ملک سے باہر جانے کی کوشش نہ کریں بلکہ اپنے وطن کو ہر وہ فائدہ پہنچائیں جو ان کی ذات سے وطن کو پہنچ سکتا ہے اور اس کے صلے کے لئے فکرمند نہ ہوں۔ صلہ انہیں ہم اپنے فنڈ سے ادا کریں گے۔ اب تمہارے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوگا ناگی کہ ہم اتنی

ی دولت کہاں سے لائیں گے جو ملک بھر میں ایسے لوگوں کو ادائیگی کی جائے تو اس کے ے میرے ذہن میں یہ ہے کہ ان تمام لوگوں کو ہم بلیک میل کریں گے اور ان کے شیدہ راز حاصل کرکے انہیں سے دولت وصول کریں گے اور انہیں کے خلاف اس ت کو خرچ کیا جائے گا اور اس کے لئے ہمیں جس انداز میں کام کرنا ہوگا اس کا تم بخوبی ازہ لگا سکتے ہو۔" ناگی کا چہرہ سرخ ہوگیا وہ چمکدار نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا پھر اس نے ت سے کہا۔

"سر۔ بہت اعلیٰ منصوبہ ہے۔ بہت اعلیٰ پیمانے پر کام کرنا پڑے گا۔ اس میں ہمیں ت سی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑے گا۔ بہت سے خطرات مول لینا پڑیں گے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہترین قدم ہوگا اور اس طرح ہم بقول آپ کے آٹے میں نمک کے برابر ہی سہی کچھ نہ کچھ تو کرسکیں گے۔"

"ہاں میں سمجھتا ہوں مشعل شاہ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے یہی ایک طریقہ کار میرے ذہن میں آتا ہے اور یقینی طور پر یہ کارآمد ہوگا۔ اس کے لئے تمہیں اپنا گروہ مزید مضبوط اور وسیع کرنا ہوگا۔ جہاں تک فنڈز کا مسئلہ ہے تو میں اس سلسلے میں تمہیں آئندہ بتاؤں گا کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ ہم ان کی زندگی تلخ کردیں گے جو ہمارے ملک کی تقدیر تاریک کردینا چاہتے ہیں۔" میں خاموش ہوگیا۔ رشید ناگی گردن جھکائے کچھ سوچ رہا تھا پھر اس نے کہا۔

"آپ مطمئن رہیں سر۔ اس سلسلے میں ایک مؤثر منصوبہ تفصیلی طور پر میں آپ کے سامنے پیش کروں گا اور آپ کی منظوری حاصل کرنے کے بعد اس پر عمل شروع کر دیا جائے گا۔"

"یقینی طور پر ناگی اور اب تم یہ سمجھ لو کہ میں نے خود کو مکمل طور پر تمہارے سامنے لا رکھا ہے۔ ہمیں جن ابتدائی مخالفتوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا پہلے ہم ان کا سامنا کریں گے اور اس کے بعد ایک ایک قدم آگے بڑھ کر اپنے اس تصور کو عملی جامہ پہنانے میں مصروف ہو جائیں گے۔" رشید ناگی نے گردن خم کرکے کہا۔

"میری تمام تر خدمات آپ کے لئے حاضر ہیں۔" اسی وقت آصف واپس آگیا۔ ناگی دیکھ کر وہ خاموش ہوگیا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہاں آصف کیا اطلاع لائے۔"

"سر۔ وہ جمال آراء کا حادثہ ہوگیا ہے اور اس حادثے میں ان کا انتقال ہو چکا ہے"

"ہاں۔ یہ اطلاع مجھے مل چکی ہے۔ بہر طور کیا کیا جاسکتا ہے۔" آصف خاموشی سے میری صورت دیکھتا رہا۔ میں نے کہا۔

"تم جاؤ آرام کرو میں ذرا رشید صاحب سے کچھ گفتگو کر رہا ہوں۔" آصف خاموشی سے گردن جھکا کر واپس چلا گیا تھا۔ رشید خاموشی سے بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔

"رشید تمہارے جو افراد کام کرتے ہیں ان کی کیا کیفیت ہے۔"

"تمام لوگ تعلیم یافتہ ہیں اور آپ یہ سمجھ لیجئے بس ان کی کہانی ان کہانیوں سے مختلف نہیں ہے جس پر ہم ابھی گفتگو کر چکے ہیں۔"

"مجھے اندازہ ہے۔ ویسے ان لوگوں پر تمہیں مکمل اعتماد ہے؟"

"سر میں نے ان لوگوں کو بڑی چھان پھٹک کے بعد اپنے گرد جمع کیا ہے اور مختلف طریقوں سے ان سے کام لیتا ہوں۔ آج تک ان میں سے کسی نے میری توقع کے خلاف کام نہیں کیا۔ یہ سب بے حد ذہین اور انتہائی قابل اعتماد ساتھی ہیں اور یوں سمجھ لیجئے کہ مجھے ان پر اتنا ہی بھروسہ ہے جتنا اپنی ذات پر۔"

"یہ رقم جو تم لوگ مشعل شاہ سے حاصل کرتے تھے۔ تمہارے لئے پوری ہو جاتی ہے۔"

"جی سر۔ ہم نے اپنے مصارف زندگی جس قدر بنائے ہیں ان کے لئے یہ رقم مناسب ہے۔"

"اگر تم چاہو تو اس میں بخوشی اضافہ کر سکتے ہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اور جیسا کہ تم نے کہا کہ تم اپنا منصوبہ تفصیلی شکل میں میرے سامنے پیش کرو گے اس کے لئے میں چاہتا ہوں کہ یہ کام بھی تم جلد از جلد کرلو۔"

"بہت جلد سر۔ بہت جلد۔ آپ مطمئن رہیں۔"

"میرے اور تمہارے درمیان اب مکمل طور پر رابطہ رہنا چاہیے اور ہم کسی بھی طرح ایک دوسرے سے دور نہیں رہیں گے۔"

"اب تو یہ انتہائی ضروری ہوگیا ہے سر۔ آپ مطمئن رہیں میں جو کچھ پلاننگ ...ں گا اس کی مکمل تفصیل آپ کے سامنے پیش کروں گا اور یقینی طور پر آپ کو وہ پسند ...ے گی۔ ویسے جمال آراء کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے سر اسے کیوں قتل کیا ...؟"

"یہ بات میرے ذہن میں ایک خدشے کی شکل میں موجود ہے۔ جمال آرا مجھے کچھ ...چاہتی تھی کیا یہ میں ابھی تک نہیں سمجھ سکا اور اسے قتل کر دیا گیا۔ اس کا مقصد ہے ...ر جو کچھ مجھے وہ بتانا چاہتی تھی وہ یقینی طور پر بہت اہمیت کا حامل تھا۔" ناگی سوچ میں ...ب گیا پھر اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر جو ہونا تھا وہ تو ہو ہی چکا ہے لیکن بہر طور میں اپنے طور پر بھی ...شش کروں گا کہ کچھ معلومات حاصل کرسکوں۔"

"میں نے تم سے مقدس کریم کے بارے میں شاید تذکرہ کیا تھا یا نہیں کیا۔ مجھے یاد ...ں بہر طور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جمال آراء کی موت کے بعد مقدس کریم کا تحفظ بھی ...بے حد ضروری ہے۔ وہ جو کچھ کر رہا ہے اس کے لئے یقینی طور پر کم از کم اور کسی کو نہیں ...جہانگیر خان کو شدید اعتراض ہوگا۔ میں کسی پر وقت سے پہلے کوئی الزام نہیں لگانا چاہتا ...لیکن کیا ہمارا ہوشیار رہنا ضروری نہیں ہے۔"

"سو فیصد ہے سر۔" ناگی نے جواب دیا۔ میں کچھ دیر تک اس سے گفتگو کرتا رہا اور اسے تفصیلات سمجھانے کے بعد خاموش ہوگیا۔ رشید نے مجھ سے واپسی کی اجازت ...طلب کرلی تھی۔

دوسرے دن میں مقدس آٹوز پہنچا۔ مقدس کریم سے ملاقات ہوئی۔ اس نے بڑا پر ...جوش استقبال کیا اور کہنے لگا۔

"دانش صاحب میں آپ کی طرف آنا چاہتا تھا۔ ایک اہم مسئلہ ہے جس پر آپ ...سے گفتگو کرنی ہے۔ معاف کیجئے گا ایک بات میں آپ پر واضح کردوں۔"

"کیا مقدس کریم صاحب؟" میں نے سوال کیا۔

"دانش صاحب اب جو کچھ ہو رہا ہے اس میں' میں نے جس قدر کارروائیاں کی ...ہیں پہلے ایک نگاہ ان کا جائزہ لے لیجئے۔"

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"ارے یہ آج آپ کو کیا ہوا۔ کریم صاحب کیا سوجھی ہے؟"

"نہیں دانش صاحب۔ یہ از حد ضروری ہے۔ میں نے ایک وکیل کو طلب کیا ہے جنہیں میں نے اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں سونپ دی ہیں۔ ابھی کچھ دیر کے بعد وہ آنے والے ہیں۔ میں نے سوچا تھا کہ جب وہ آجائیں گے تو ان کے سامنے یہ تمام تفصیلات رکھ دوں گا اور اس کے بعد آپ سے رابطہ قائم کروں گا لیکن جب آپ تشریف لے آئے ہیں تو ان کی موجودگی ہی میں آپ سے بات ہو جائے گی۔ ویسے میں نے اپنا کام انہیں سمجھا دیا ہے۔"

"خدا کے بندے کام کیا ہے۔ آخر مجھے بتاؤ تو سہی؟"

"دراصل دانش صاحب آپ نے جس طرح میری عزت سنبھالی ہے اور نئے سرے سے مجھے عزت بخشی ہے اس نے نہ صرف مجھے نئی زندگی دی ہے بلکہ میرے بچوں کا مستقبل بھی سنوار دیا ہے۔ یہ آپ کا کیا ہوا ہے لیکن اس کے بعد جو ذمہ داری مجھ پر عائد ہوتی ہے میں اس کا مظاہرہ کرنا چاہتا ہوں۔"

"تو کرو بھائی۔ کیا قصہ ہے؟"

"یہ دیکھیے یہ کچھ کاغذات ہیں۔ میں نے مختصر تفصیل ان پر لکھ دی ہے۔ باقی آپ اپنے کسی آدمی کے ذریعے ساری چیزیں چیک کرا سکتے ہیں۔ دراصل مقدس آٹوز کے سلسلے میں جو منافع مجھے حاصل ہو رہا ہے میں نے اس کا ایک حصہ آپ کے لئے مخصوص کیا ہے اور دوسرا اپنے لئے۔ اصل رقم جو اس سلسلے میں صرف ہوئی ہے اس کا ایک الگ حساب رکھا ہے میں نے اور وہ رقم مسلسل ایک خاص شکل میں آپ کے اکاؤنٹ میں جمع ہوتی رہے گی۔ میرا مطلب ہے کہ آپ اس تمام کارروائی میں آدھے کے حصے دار ہیں اور میں بڑی ایمانداری کے ساتھ یہ سب کچھ کام سرانجام دینا چاہتا ہوں۔"

"میں اس میں سے کسی چیز سے انکار نہیں کروں گا کریم۔ مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے جو کچھ تم کر رہے ہو بے شک کرتے رہو اور اس سلسلے میں جو مزید کرنا چاہتے ہو اس میں بھی کبھی تکلف نہ کرنا۔"

"میں مزید کچھ کرنا چاہتا ہوں سر اور اس سلسلے میں آپ کی مدد کے بغیر ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتا۔"

"ہاں بتاؤ۔"

"پچھلے دنوں کچھ اخبارات میں آپ نے ایک ایسی اسمبلی پلانٹ کے بارے میں ہوگا جو جاپان کے اشتراک سے یہاں اناؤنس کیا گیا ہے اور سرمایہ داروں کو سرمایہ ی کی دعوت دی گئی ہے۔ جاپانی کمپنی یہاں اپنا یہ پلانٹ لگانے میں دلچسپی لے رہی ہے مقامی طور پر اس سلسلے میں یقینی طور پر کارروائیاں ہوگئی ہوں گی۔ سر اگر ہم یہ پلانٹ مل طور پر اپنی تحویل میں لے لیں اور اس کے لئے ہر وہ کارروائی مکمل کر دیں جس کی وجہ سے ہمیں اس کا حصول ممکن ہو تو میں سمجھتا ہوں یہ ہمارے کام میں ایک گراں قدر اضافہ ہوگا۔" میں پر خیال انداز میں گردن ہلاتا رہا اور پھر میں نے کہا۔

"اس کے لئے ہمیں کس قدر سرمایہ درکار ہوگا؟" مقدس کریم نے سرمائے کی جو تفصیلات بتائی تھیں وہ میرے لئے ممکن تھا چنانچہ میں نے آہستہ سے کہا۔

"مقدس کریم۔ تم اس بارے میں جو کام بھی کر سکتے ہو شروع کر دو۔ میں تمہاری ر کرنے کے لئے تیار ہوں۔" مقدس کریم کا چہرہ مسرت سے سرخ ہوگیا تھا۔ اس نے کہا

"اگر ہم اس میں کامیاب ہو جاتے ہیں سر تو بس یہ سمجھ لیجئے کہ بہت بڑا کام ہو جائے گا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد ہمیں مزید کسی اور کام کی ضرورت باقی نہیں رہے گی اور پھر سر اور پھر۔ بس آگے میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ ویسے میرا اندازہ ہے کہ جہانگیر خان اس سلسلے میں اپنا تمام رسوخ استعمال کرے گا اور ہو سکتا ہے وہ اس میں کامیاب ہو جائے لیکن موجودہ صورت حال اس کے خلاف جاتی ہے۔"

"کس شکل میں۔"

"میرا مقصد یہ ہے کہ وہ مالی طور پر فوراً ہی یہ قدم نہیں اٹھا سکے گا چونکہ جو دھچکا اسے پہنچا ہے ابھی وہ اس سے سنبھلنے کی کوشش کر رہا ہے۔"

"تمہارا اس سلسلے میں کیا منصوبہ ہے۔"

"سر۔ میں نے ایسے وسائل مہیا کر لئے ہیں جن کے ذریعے میں وزیر صنعت تک ے ملاقات کر سکتا ہوں اور کچھ ایسے متعلقہ لوگوں کو بھی اس کام میں شامل کروں گا جو ری اس سلسلے میں بھرپور مدد کر سکتے ہیں بس ان متعلقہ لوگوں کے لئے ایک مخصوص

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

بجٹ رکھنا پڑے گا۔"

"میں تمہیں اس کی اجازت دے سکتا ہوں۔" میں نے پر خیال انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ اس کے بغیر جہانگیر خان ہی کیا کوئی بھی اپنا کام نہیں کرا سکتا۔ بات چھوٹے پیمانے کی ہوتی ہے۔ بڑے پیمانے پر ہم یہ الزام نہیں لگا سکتے لیکن جو سلسلہ نیچے سے شروع ہوتا ہے اس میں ظاہر ہے اس طریقہ کار کے بغیر اور کوئی ذریعہ ہمارے پاس نہیں ہوتا۔"

"میں جانتا ہوں کریم۔ بہرطور ہم اس موضوع پر گفتگو نہیں کریں گے۔ تم یہ سمجھ لو کہ میں تمہیں اس کام کے لئے اجازت دیتا ہوں۔ اپنا یہ کام شروع کردو۔"

"ہمیں اس کے لئے بھرپور مقابلہ کرنا ہوگا۔"

"یہ تمام ذمہ داری تمہاری ہے۔ جہاں تک سرمائے کا مسئلہ ہے میں نے تم سے اس کا وعدہ کرلیا ہے اور یہ میں تمہیں فراہم کرنے کا ذمہ دار ہوں۔" مقدس کریم خوشی سے دیوانہ ہوگیا تھا۔ اس نے کہا۔

"مجھے یقین نہیں تھا سر کہ آپ اس طرح مان جائیں گے۔ میں اس سلسلے میں بڑی ہمت کر رہا تھا۔"

"میں ہر اس مسئلے میں اپنے آپ کو تیار پاتا ہوں جس میں میرا مقصد پورا ہو۔" میں نے کہا اسی وقت ایک شخص اندر داخل ہوا اور اس نے ایک کارڈ مقدس کریم کے سامنے پیش کیا تو مقدس کریم نے کہا۔

"لیجئے وکیل صاحب آگئے۔ اچھا ہے ان سے بھی کچھ گفتگو ہو جائے گی۔ بہت ہی نفیس انسان ہیں۔ بلاؤ انہیں بلاؤ۔" مقدس کریم نے اپنے آدمی کو اشارہ کیا لیکن جو شخص اندر داخل ہوا اسے دیکھ کر ایک لمحے کے لئے میرے ذہن میں شدید جھنجھلاہٹ پیدا ہوگئی تھی۔ یہ الیاس بھائی تھے جو کالے کوٹ اور سفید پتلون میں ملبوس تھے۔ بہت ہی پروقار نظر آرہے تھے۔ ویسے صحت وغیرہ بھی بہتر ہوگئی تھی۔ بہت دن کے بعد دیکھ رہا تھا انہیں۔ انہوں نے اندر داخل ہوکر مقدس کریم کو سلام کیا پھر میری جانب متوجہ ہوئے اور میں نے ان کی کیفیت بھی خراب دیکھی لیکن اس وقت مجھے اپنی تمام تر ذہنی اور

...انی قوتوں کا سہارا لینا تھا۔ میں نے انہیں سلام کیا لیکن نہایت بے پروائی اور بے نیازی جب کہ الیاس بھائی کی کیفیت بہت زیادہ خراب ہوگئی تھی۔ وہ چند لمحات اسی طرح ...ت کھڑے رہے اور پھر دو قدم آگے بڑھ کر کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے بولے۔

"کہئے مقدس کریم صاحب کیسے مزاج ہیں آپ کے؟" لیکن ان کی نگاہیں بار بار ...ے چہرے کا جائزہ لے رہی تھیں۔

"ٹھیک ہوں الیاس صاحب۔ آپ ان سے نہیں ملے غالباً" آپ کا تعارف نہیں ...۔" الیاس بھائی نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر میری طرف ہاتھ بڑھاتے ...ے بولے۔

"مجھے الیاس احمد کہتے ہیں۔"

"دانش منصور۔" میں نے عام لہجے میں کہا اور اپنا ہاتھ مصافحہ کے لئے ان کی جانب بڑھا دیا۔

"بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر دانش منصور صاحب۔ اوہو مقدس کریم صاحب آپ غالباً ان ہی دانش منصور گوٹا والا کے بارے میں مجھ سے بات کر رہے تھے۔"

"الیاس بھائی یہی ہیں دانش منصور گوٹا والا اور میں مختصراً آپ کو ان کے بارے میں بتا چکا ہوں۔"

"بلاشبہ۔ بلاشبہ۔ یہ تو میری توقع سے بالکل ہی مختلف نکلے۔ میں تو یہ سمجھتا تھا کہ کم از کم اس عمر کے آدمی تو ہوں گے جس عمر میں اتنی زبردست سرمایہ کاری اور اس کے لئے ایسی کاوشیں کی جاسکتی ہیں۔"

"یہی تو خوبی ہے دانش منصور گوٹا والا کی۔ آپ کو غالباً صنعت کاروں کی اس دنیا میں ان کے نام کا علم ہو چکا ہوگا کیونکہ آپ کا تعلق بھی اسی شعبے سے ہے۔"

"ہاں بھئی دانش منصور گوٹا والا صاحب کا نام تو اس وقت ایک عجیب سی حیثیت سے ابھر رہا ہے۔ لوگ انہیں سامری جادوگر تصور کرتے ہیں۔ ویسے معاف کیجئے گا منصور صاحب میں آپ سے مل کر ذاتی طور پر بھی بہت متاثر ہوا ہوں۔"

"شکریہ۔ مسٹر ایڈووکیٹ!" میں نے انگریزی ہی میں کہا۔ تمام گفتگو انگریزی زبان میں ہو رہی تھی۔ الیاس بھائی نے اچانک ہی اردو زبان میں کہا۔

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"ویسے دانش صاحب آپ سے مل کر ایک اور بھی عجیب سا احساس ہو رہا ہے مجھے۔" میں نے چہرے پر لاتکلفی کے آثار پیدا کئے اور مقدس کریم کی طرف دیکھا تو مقدس کریم جلدی سے بولے۔

"میں آپ کو یہ بھی بتا چکا ہوں الیاس احمد صاحب کہ دانش نیروبی سے آئے ہیں اور ابھی اردو زبان پر اتنا دسترس نہیں رکھتے۔"

"اوہو۔ معافی چاہتا ہوں۔" اس بار الیاس بھائی نے انگریزی میں مجھ سے کہا۔ ان کے چہرے کے بدلتے ہوئے رنگ میں بخوبی دیکھ رہا تھا۔ ان کی آنکھیں میرے وجود کی گہرائیوں میں اترنا چاہتی تھیں لیکن اس وقت ایک ایسا شخص ان کے سامنے موجود تھا جس نے اپنی بساط سے کہیں بڑے کام کا بیڑا اٹھایا تھا اور اس کے لئے اپنے آپ کو مضبوط تر ثابت کرنا چاہتا تھا چنانچہ میں نے کہا۔

"نہیں شکریہ۔ ویسے مجھے بہت افسوس ہے کہ یہاں آنے کے اتنے عرصے کے بعد بھی میں اردو زبان نہیں سیکھ سکا جب کہ میں سمجھتا ہوں کہ مجھے جگہ جگہ اس کے لئے مشکلات پیش آرہی ہیں۔"

"اگر آپ چاہیں تو میں اس کا بندوبست کر سکتا ہوں۔" الیاس بھائی نے کہا۔

"یقیناً۔ یقیناً" میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میرے لئے ازحد ضروری ہے۔"

"تو پھر مقدس صاحب آپ دانش صاحب سے درخواست کیجئے کہ وہ اردو زبان سیکھنے کے لئے میری خدمات حاصل کریں۔"

"اوہو۔ یہ ایک بالکل الگ شعبہ ہے الیاس صاحب۔ نجانے آپ اس موضوع پر کیوں آگئے۔ دانش صاحب یقینی طور پر اردو زبان سیکھنا چاہتے ہیں اور اس کے لیے وہ ضرور کوئی نہ کوئی بندوبست کرلیں گے۔ بہرحال میں نے دانش صاحب سے وہ تمام باتیں کرلی ہیں جو میں آپ کے ذریعے کرنا چاہتا ہوں اور دانش صاحب نے میرا بڑا حوصلہ بڑھایا ہے۔ انہوں نے مجھ سے مکمل اتفاق کیا ہے۔ آپ کے سپرد جو ذمہ داری کی گئی ہے۔ الیاس صاحب آپ ان کی تکمیل کاغذی صورت میں شروع کر دیجئے اور مجھے اس سلسلے میں باقاعدہ ایسے حسابات درکار ہوں گے جو قانونی نوعیت کے ہوں۔"

"ان کے بارے میں مجھے کچھ مزید تفصیلات درکار ہوں گی اور میں آپ سے اس

...لے میں مکمل تفصیلات معلوم کرلوں گا۔ ویسے دانش صاحب جیسی پر سحر شخصیت سے مل کر جو خوشی مجھے ہوئی ہے آپ تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔"

"کیوں نہیں۔ کیوں نہیں۔" الیاس صاحب اسی قسم کی باتیں کرتے رہے لیکن میرا ...ر قسم کے جذبات سے عاری رہا۔ بس ایک مصنوعی خوش اخلاقی میرے چہرے پر چھائی ...ی تھی جو کسی بھی اجنبی شخص سے مل کر ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد میں نے مقدس ...یم سے اجازت طلب کرلی۔ ان سے ہاتھ ملایا اور جب الیاس بھائی سے ہاتھ ملایا تو ایک ...ے کے لئے وہ میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے رہے اور انہوں نے اردو زبان میں کہا۔

"جو کچھ مجھ پر بیت رہی ہے وہ میں ہی جانتا ہوں۔ اگر تمہارے دل میں اس کا کوئی ...اس ہو تو غور کرنا اس پر۔" میں نے ایک بار پھر اجنبی نگاہوں سے انہیں دیکھا تو وہ ...ی سے بولے۔

"آپ سے ملاقات کرکے خوشی کا اظہار کر رہا ہوں اور ایک بار پھر معذرت خواہ ...ور اصل بڑھاپے نے یادداشت پر خاصا اثر ڈالا ہے پھر بھول گیا تھا کہ آپ اردو نہیں ...تے۔" میں نے مصنوعی ہنسی ہنسنے کے بعد دروازے کا رخ اختیار کیا تھا اور مقدس کریم ...ے ساتھ ساتھ ہی باہر نکل آیا تھا۔ اس کے پیچھے الیاس بھائی بھی تھے۔ مجھے میری ...میں بٹھانے کے بعد مقدس کریم نے مجھے خدا حافظ کہا اور میں نے ڈرائیور یعنی ...سے گاڑی آگے بڑھانے کے لئے کہہ دیا لیکن میرا ذہن عجیب سی کیفیت کا شکار ...یاس بھائی کے اس طرح مل جانے سے جو ذہنی اور جسمانی جھٹکا لگا تھا اس نے ...ہلا کر رکھ دیئے تھے اور پھر الیاس بھائی کے آخری الفاظ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ ...ائی کو کوئی دکھ دیتا تو میرے تصور سے بھی باہر کی بات تھی جو حالات میرے اوپر ...گئے تھے انہوں نے مجھے ان تمام کرداروں سے دور کر دیا تھا جو میرے لئے بنیادی ...رکھتے تھے۔ الیاس بھائی سے وقتی دوری بے شک تھی لیکن میں خواب میں بھی ...چ سکتا تھا کہ ان سے کسی قسم کا فریب کروں گا لیکن موجودہ حالات' کیا الیاس ...حالات میں ملوث ہو کر خطرات کا شکار نہیں ہو جائیں گے۔ نہیں میں نے جس ...نے اپنے اس کام کا آغاز کیا ہے اسی حوصلے سے اسے جاری رکھنا ہوگا ورنہ میرے ...بے شمار لوگ مشکلات کا شکار ہو سکتے ہیں اور میں کسی قیمت پر یہ برداشت نہیں کر

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

سکتا تھا چنانچہ الیاس بھائی سے دور ہی رہنا ہوگا۔ یقینی طور پر یہ دوری ہی مناسب ہے۔ کچھ اس قسم کے واقعات پے در پے پیش آ رہے تھے جن سے میری اس ذہنی کیفیت کو سکون بھی ملا اور تھوڑا سا تردد بھی کیونکہ جب کوٹھی پہنچا تو مجھے علم ہوا کہ آنا ماں آئی ہوں ہیں۔ میں نے مسکراتے ہوئے آنا ماں کا خیر مقدم کیا اور وہ ہنستی ہوئی بولیں۔

"بھئی کمال ہے۔ دل سے تمہیں یاد کیا تھا۔ تم مل گئے۔" میں نے حیران نگاہوں سے رخسار کو دیکھا تو رخسار جلدی سے بولی۔

"آنا ماں آپ کو معلوم ہے دانش صاحب اردو نہیں جانتے۔"

"افوہ۔ کتنی مشکل بات ہے دانش تم اردو کیوں نہیں سیکھ لیتے۔ تمہیں انگریزی بولتے ہوئے دیکھ کر نجانے کیوں یہ احساس ہوتا ہے کہ تم مجھے دھوکا دے رہے ہو۔"

"معافی چاہتا ہوں آنا ماں۔ بلاشبہ بہت جلد میں اس کا بندوبست کرلوں گا اور اردو سیکھ لوں گا۔ آپ مطمئن رہیں میں بہت ذہین شاگرد ہوں جو بھی میرا استاد بنے گا میں اسے حیران کردوں گا۔" رخسار نے جلدی سے کہا۔

"آنا ماں اگر آپ کہیں تو میں دانش صاحب کو اردو سکھادوں۔"

"نہیں بھئی۔ تمہارے لئے یہ ممکن نہیں ہے۔" آنا ماں نے کہا اور میں مسکراتی نگاہوں سے رخسار کو دیکھنے لگا۔

"گویا تم میری استاد بننا چاہتی ہو۔"

"صرف اردو سکھانے کی حد تک۔ بہرحال آنا ماں نے اس کے لئے منع کر دیا ہے۔" آنا ماں کہنے لگیں۔

"تم سناؤ ہماری طرف تو بالکل نہیں آتے۔"

"ہاں آنا ماں۔ بس مصروفیت اس کی اجازت نہیں دیتی۔"

"ٹھیک ہے جو لوگ کسی سے محبت کرتے ہیں وہی اس سے ملنے کے خواہش مند رہتے ہیں۔ بہرحال ہم چلے آئے اور جب بھی ہمارا دل چاہا کرے گا آجایا کریں گے۔"

"سنایئے غزنوی صاحب کیسے ہیں؟"

"ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں کچھ عرصے کے لئے۔ چند روز کی فرصت ہے۔ کل رات کا کھانا ہمارے ساتھ کھاؤ۔"

"کل رات!؟" میں نے کسی قدر الجھے ہوئے انداز میں کہا۔

"کیوں کوئی مصروفیت ہے۔"

"اوہ۔ بعد میں بتادوں گا۔" آنا ماں کافی دیر تک بیٹھی مجھ سے باتیں کرتی رہیں ان کی باتوں میں جو محبت اور جو مٹھاس پائی جاتی تھی وہ زندگی کی سلگتی ہوئی کیفیتوں کو ٹھنڈک پہنچاتی تھی اور بہت دیر تک میں ان کی باتوں سے یہ سکون حاصل کرتا رہا پھر انہیں رخصت کرنے دروازے تک آیا۔ وہ چلی گئیں تو میں واپس اپنے کمرے میں چلا گیا اور میرا ذہن پھر انہی سوچوں میں گم ہوگیا۔ جو کچھ جس انداز میں ہو رہا تھا مجھے اس پر ذرہ برابر تشویش نہیں تھی۔ میرے اندر اب وہ قوتیں بیدار ہو چکی تھیں جو ہر مشکل کا مقابلہ کر سکتی تھیں۔ چند روز بعد مقدس کریم سے ملاقات ہوئی تھی اور مقدس کریم نے پر مسرت انداز میں مجھے بتایا تھا کہ کام بڑی خوش اسلوبی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ اس نے تمام اقدامات مکمل کرکے آگے بڑھا دیئے ہیں اور ایک ایسے شخص کو قابو میں کرلیا ہے جو اس کام کو کرا سکتا ہے۔ کامیابی کی امید نظر آرہی ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ جہانگیر خان بھی اس سلسلے میں بھرپور کوششیں کر رہا ہے اور ایک اور شخص بھی یہ پروجیکٹ حاصل کرنا چاہتا ہے چنانچہ بڑی کشمکش شروع ہوگئی ہے اور اس سلسلے میں مقدس کریم کو ابھی تک فوقیت حاصل ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ اخراجات کی بالکل پروانہ کی جائے جو کچھ بھی خرچ ہو یہ نہ سوچا جائے کہ یہ اس پروجیکٹ کی حیثیت سے زیادہ ہے۔ میں اس کے لئے مکمل طور سے تیار ہوں۔ مقدس کریم نے کہا کہ بہت جلد وہ مجھے اس پروجیکٹ کے حاصل ہو جانے کی خوشخبری سنائے گا۔ بس جہانگیر خان سے خطرہ ہے۔ وہ خطرناک آدمی ہے اور پھر اسی دوران ناگی میرے پاس پہنچ گیا تھا۔ میں نے بڑی خوش دلی سے اس کا استقبال کیا۔ ناگی نے کہا۔

"سر۔ میں نے اس سلسلے میں جو کارروائی کی ہے ان کی تفصیلات آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہاں۔ ناگی کہو کیا صورت حال ہے۔"

"سر۔ ایسے سولہ آدمی میں نے حاصل کئے ہیں جو ہمارے اس مقصد میں نہایت کار آمد ثابت ہو سکتے ہیں آپ کی اجازت کے بغیر میں نے انہیں بہترین تنخواہوں پر اپنے

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

ساتھ شامل کرلیا ہے۔ یہ لوگ بڑے کارآمد ہیں اور بس یوں سمجھ لیجئے کہ ہمارے سلسلے میں بہترین معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ کچھ اخراجات بے شک بڑھ جائیں گے لیکن آپ ان کی کارکردگی دیکھیے۔ کمال کر دکھائیں گے۔"

"اخراجات کے لئے تو میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا ناگی۔ ظاہر ہے ہم جو کام کر رہے اس کے سلسلے میں اخراجات تو ہوتا ہی ہیں۔"

"تو سر یوں سمجھ لیجئے کہ میں نے یہ کام کر ڈالا ہے۔ آپ بس اس کی ایک بات سے اندازہ لگا لیجئے کہ ناصر خان نامی ایک شخص جہانگیر خان کی ناک کا بال ہے اور اس کی ایک بہت بڑی فرم میں اسٹور کیپر کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔ بڑا ذہین آدمی ہے اور معمولی تنخواہ پاتا ہے۔ اپنی ذہانت کا اسے کبھی کوئی صلہ نہیں ملا۔ میں نے اسے بہت ہوشیاری سے اپنے ساتھ شامل کیا ہے اور آپ یوں سمجھ لیجئے کہ اب ہم نے جہانگیر خان کے بالکل قریب اپنا آدمی پہنچا دیا ہے جو ہمیں اس کے بارے میں بہترین اطلاعات فراہم کرے گا۔ اس کے علاوہ میرے منصوبے میں ایک ریکروٹنگ ایجنسی بھی شامل ہے جس کا لائسنس حاصل کرنے کے لئے میں نے تمام تیاریاں مکمل کرلی ہیں۔ کچھ ادائیگیاں بھی کردی ہیں اس ریکروٹنگ ایجنسی سے ہمیں یہ فائدہ ہوگا کہ وہ لوگ جو ملک سے باہر جانا چاہتے ہیں اور جو واقعی اس قابل ہیں کہ انہیں روکا جائے ان کے بارے میں ہمیں اطلاع مل جائے گی۔ سر ایسے لوگوں کو ہم بے روزگاری الاؤنس دیں گے اور انہیں سمجھائیں گے کہ ملک سے باہر جانے کے بجائے وہ ایک بہتر الاؤنس حاصل کر کے انتظار کریں اس بات کا کہ ملک ہی میں ان کا کام بن سکے۔ یہ الاؤنس بھی ہمارے اخراجات میں شامل ہو جائے گا۔ سر اس کے علاوہ ایک عمارت ہمیں ہیڈ کوارٹر کے طور پر درکار ہوگی جس کا کوئی ایسا سلسلہ کرلیا جائے گا کہ کسی کو اس عمارت پر شک نہ ہو اور پھر ہم اس عمارت کو اپنے لئے استعمال کریں گے۔ میں نے فی الحال صرف یہی کچھ کیا ہے۔ باقی افراد کو میں مستقل مصروف رکھے ہوئے ہوں اور بہت جلد ہم ایسے لوگوں کے قریب پہنچانے میں کامیاب ہو جائیں گے جو ہمارا ٹارگٹ ہیں۔ آپ سمجھ رہے ہوں گے سر اگر آپ پسند کریں تو یہ فہرست دیکھ لیجئے۔ یہ ملک کے ان ممتاز لوگوں کی فہرست ہے جو بہت بڑی حیثیت کے مالک ہیں۔ سیاست دان ہیں۔ سیاست دانوں کے دوست ہیں۔ لیڈر ہیں اور بہت بڑی بڑی کمپنیاں

اور فیکٹریاں رکھتے ہیں اور ان کی کارکردگی کو چیک کرنے کے لئے ہم اپنے ان سولہ آدمیوں کو مصروف عمل کریں گے۔ یہ اس قسم کی صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ آپ یوں سمجھ لیجئے کہ ان سولہ آدمیوں میں ایسے لیڈر بھی ہیں جو بہت سی یونینیں چلاتے ہیں۔ انہی کے باعث ان کے تعلقات مالکان سے بھی ہوتے ہیں۔ سارے جوڑ توڑ کر سکتے ہیں یہ لیکن سر اب یہ ہمارے لئے کام کریں گے اور یہ سارے کے سارے مخلص ہیں۔ ایک بات کا میں نے خاص خیال رکھا ہے وہ یہ کہ ان میں سے ایک کے علم میں بھی آپ کا نام نہ آنے پائے اور میں سمجھتا ہوں یہ انتہائی ضروری ہے۔ میرا تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ میں ایک معمولی سا آدمی ہوں۔ زیادہ سے زیادہ اگر کوئی مجھ تک پہنچ گیا تو لڑ بھڑ کر اپنی جان بچا لوں گا لیکن آپ کا سامنے آنا میرے خیال میں کسی طور مناسب نہیں رہے گا۔" میں نے مسکراتے ہوئے رشید ناگی کا شانہ تھپکا اور کہا۔

"بلاشبہ تم ذہین آدمی ہو رشید۔"

"اس کے علاوہ ایک اور اطلاع ہے جو آپ کے لئے بڑی اہمیت کی حامل ہوگی۔"

"ضرور ضرور کہو۔"

"سر میں میڈم خان کے بارے میں کچھ اطلاعات رکھتا ہوں۔" میں چونک پڑا۔ میں نے رشید ناگی کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میڈم خان۔"

"جی سر۔ آپ کو نیلاب شمشاد بیگ یاد ہوگی۔ دو دن پہلے نیلاب شمشاد بیگ کو آپ کے ہمراہ دیکھا گیا ہے۔"

"ہاں۔ اس نے مجھ سے کافی بے تکلفی پیدا کرلی تھی لیکن اب نجانے کیوں کھنچ سی گئی ہے۔"

"کھنچی نہیں ہے سر بلکہ شاید کسی منصوبے پر عمل کر رہی ہے اور میڈم خان نیلاب شمشاد بیگ کے ساتھ اس منصوبے میں شریک ہیں۔ سر میں پورے دعوی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میڈم خان آپ کے خلاف عمل کر رہی ہیں اور میری تازہ ترین معلومات یہ ہیں کہ آج رات کو میڈم خان نیلاب شمشاد کے ساتھ شمشاد بیگ سے ملاقات کرنے اس کی کوٹھی پر جا رہی ہیں۔" میرے چہرے پر سرخی دوڑ گئی تھی۔ میڈم خان یقینی

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

طور پر میرے لئے بے حد خطرناک تھی۔ اگر شمشاد بیگ کو اس نے یہ تفصیلات بتا دیں تو مجھے جس قدر شدید نقصانات سے دوچار ہونا پڑے گا اس کا اندازہ مجھے تھا۔ گو میرا ہر پہلو مضبوط تھا لیکن ایک ایسی بات کسی دوسرے شخص کے کان میں نہیں جانی چاہیے جس کا بہرطور ایک وجود ہے۔ دشمن کبھی کمزور نہیں ہوتا۔ شمشاد بیگ کو میں اچھی طرح نہیں جانتا تھا لیکن ایک بات میرے علم میں تھی کہ کسی نہ کسی طرح کوئی کام ہو سکتا ہے اور پھر نیلاب کا راز بھی کھل گیا تھا۔ یقینی طور پر میرے خلاف جال بنے جا رہے تھے اور اس بات سے مجھے بالکل حیرت نہیں ہوئی تھی لیکن میڈم خان کے بارے میں کوئی نہ کوئی فیصلہ کرنا ضروری تھا۔ میں نے ناگی سے کہا۔

"تب پھر ناگی میڈم خان کا اس دنیا میں رہنا مناسب نہیں ہوگا۔" ناگی کے ہونٹوں پر ایک سفاک مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"سر یہی اجازت تو چاہتا تھا آپ سے۔ دیکھیے سر میں انسانی زندگی کو کسی بھی طور ایسا نہیں سمجھتا کہ اسے ضائع کیا جائے لیکن ہر شخص کو اپنے تحفظ کا حق حاصل ہے۔ ہمارے اس عظیم مقصد میں اگر کوئی اتنی بڑی رکاوٹ سامنے آ جائے تو رضاکارانہ طور پر ہمیں اس رکاوٹ کو دور کرنا ہوگا۔"

"میں خود بھی نہیں چاہتا تھا۔ رشید ناگی۔ میں خود بھی یہ نہیں چاہتا تھا۔ کئی بار میں نے میڈم خان کو اس سلسلے میں وارننگ دی لیکن میرا خیال ہے کہ وہ حد سے آگے بڑھ چکی ہے اور اب مجبوری ہے۔" رشید ناگی نے مسکرا کر گردن خم کی اور اس کے بعد وہ اٹھ گیا۔

"تو پھر مجھے اجازت دیجئے سر۔"

"ملاقات........"

"سر بہت جلد ہوگی کسی بھی وقت۔" رشید ناگی نے کہا اور اس کے بعد وہ مجھ سے رخصت ہو کر باہر چلا گیا۔ ذہن پر ایک بوجھ سا طاری ہو گیا تھا۔ میڈم خان نے مجھے بہت کچھ سکھایا تھا۔ بہت کچھ بتایا تھا۔ زندگی کے ایسے رازوں سے روشناس کرایا تھا جنہیں میں سب کچھ جاننے کے باوجود نہیں جانتا تھا اور اب وہ ان راستوں پر چل پڑی تھی جن سے میرے لئے مشکلات پیدا ہو سکتی تھیں۔ ٹھیک ہے میڈم خان معذرت خواہ ہوں آپ سے

لیکن مجبوری تھی۔ اسی رات تقریباً ساڑھے دس بجے رشید ناگی پھر میرے پاس واپس آیا اور اس نے ایک چھوٹا سا ڈبہ مجھے پیش کر دیا۔ میں نے حیرت سے اسے ڈبے کو دیکھا تو اس نے کہا۔

"سر کھول کر دیکھ لیجئے آپ کے لئے لایا ہوں۔" میں نے ڈبے کو کھولا تو اس میں بالوں کا ایک گچھا رکھا ہوا تھا۔ میں حیرانی سے بالوں کے اس گچھے کو دیکھتا رہا پھر دفعتاً ہی میرے ذہن میں ایک دھماکہ سا ہوا۔ میڈم خان کے بال تھے۔ سو فیصد میڈم خان کے بال تھے۔

"بس اجازت چاہتا ہوں سر۔ یہی پیش کرنے آیا تھا۔" میں کچھ نہ بول سکا۔ رشید ناگی کو روکا بھی نہیں میں نے۔ میڈم خان ختم کی جا چکی تھی اور رشید ناگی مجھے صرف یہ اطلاع دینے آیا تھا بہت دیر تک اس موضوع پر سوچتا رہا۔ اس کے بعد طبیعت پر کچھ ایسی ہوا سی طاری ہوئی کہ میں نے روزی کو اپنے پاس بلا لیا۔ روزی خوش تھی اس کے والدین کے لئے میں نے جو بندوبست کیا تھا اس کے تحت وہ پرسکون زندگی گزار رہے تھے۔ روزی کے تمام مسائل ہی حل کر دیئے تھے۔ میں نے اس سے یہ بھی کہا تھا کہ اب اگر وہ اپنے والدین کے ساتھ زندگی گزارنا چاہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میرا اپنا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ دوسرے بہت سے ملازم ہیں۔ کام چل جائے گا اگر وہ اپنی زندگی کے لئے کوئی بہتر راستہ منتخب کر سکتی ہے تو یقینی طور پر کر لے۔ اس بات پر روزی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے اور اس نے کہا تھا۔

"اگر آپ مجھے اپنے پاس سے ہٹانا چاہتے ہیں تو دوسری بات ہے ورنہ میں آپ کی خدمت کرتے رہنے میں اپنے لئے بہت سکون محسوس کرتی ہوں۔" میں نے خوش دلی سے اسے اجازت دے دی تھی۔ اس وقت بھی روزی میرے قریب آئی اور میرے سامنے بیٹھ گئی۔ میں نے یہ محسوس کیا تھا کہ اس کے ادب اور احترام میں کبھی کوئی فرق نہیں آیا تھا حالانکہ میں نے اس سے نہایت بے تکلفی کا مظاہرہ کیا تھا۔ میں نے کہا۔

"کیا کر رہی تھیں۔ یقینی طور پر تم سونے کے لئے جا چکی ہوگی۔"

"نہیں۔ ابھی کہاں دانش صاحب! بھلا یہ وقت بھی کوئی سونے کا ہے۔"

"تو پھر کیا کر رہی تھیں؟"

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"بس یونہی ایک کتاب پڑھ رہی تھی۔"

"میں ذرا گھبرا رہا تھا تمہیں بلالیا۔"

"جی سر......... کوئی خاص بات تو نہیں ہے۔"

"بالکل نہیں۔ تم سناؤ میڈم خان کہاں ہیں؟"

"میڈم خان وہ تو دوپہر ہی سے گئی ہوئی ہیں۔ آج کل وہ یہاں رہتی کہاں ہیں۔ بس کہیں نہ کہیں........."

"اس کے بعد تو میڈم خان نے تم سے کبھی اس سلسلے میں کچھ نہیں کہا۔"

"نہیں سر۔ کئی بار کہہ چکی ہیں۔ ایک بار انہوں نے بڑے مسرور لہجے میں کہا تھا۔ ابھی دو دن پہلے ہی کی بات ہے کہ فیصل کو اس کی حماقتوں کی سزا ضرور ملنی چاہیے۔ روزی بے شک اس نے تمہارے ساتھ بہت کچھ کیا ہے۔ لیکن اب جو کچھ وہ کر رہا ہے اس میں سراسر ہمارا نقصان ہے۔ اس نے مجھ سے یہ بھی کہا تھا کہ اگر میں نے کبھی آپ کے سامنے زبان کھولی تو پھر میرے لئے زندہ رہنا مشکل ہو جائے گا۔ میں خاموشی کے سوا اور کچھ نہیں کر سکی تھی۔"

"ٹھیک ہے روزی۔ تم دیکھ لینا میڈم خان خودبخود درست ہو جائیں گی۔ ہو سکتا ہے وہ بہت جلد ہمارا ساتھ چھوڑ دیں۔" روزی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بہت دیر تک روزی سے باتیں کرتا رہا تھا اور پھر دوسرے دن صبح ساڑھے دس بجے جب تمام معمولات سے فارغ ہوکر بیٹھا میڈم خان ہی کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ میں نے ایک کار اپنی کوٹھی کے سامنے رکتی ہوئی دیکھی۔ میں کھڑکی کے قریب موجود تھا اور باہر کا نظارہ کر سکتا تھا۔ کار سے اترنے والی نازاں باجی اور الیاس بھائی تھے۔ میرا دل دھک سے ہوکر رہ گیا یہ دونوں......... یہ دونوں یہاں کہاں سے آگئے۔ ایک لمحے کے لئے دماغ چکرا گیا تھا۔ الیاس بھائی کو مجھ پر شبہ ہوگیا تھا اور وہ یقیناً" یہ شبہ آسانی سے نظرانداز نہیں کر سکتے تھے۔ ان سے ملوں یا نہ ملوں لیکن نہ ملنا اور بھی بری بات ہوگی۔ وہ دوبارہ یہاں آئیں گے بہرطور انہوں نے نازاں باجی کو ساتھ لاکر میرے اوپر ایک کاری وار کیا تھا لیکن جو فیصلہ میں نے اپنے دل میں کیا تھا اس پر ڈٹے رہنا چاہتا تھا۔ کمزوری کا مقصد یہ تھا کہ اپنی ذات میں ایک خلا پیدا کرلوں اور ہو سکتا ہے اس سے مجھے مستقبل میں نقصانات پہنچ جائیں۔ الیاس بھائی کے بارے میں' میں نے اس انداز میں بھی سوچا تھا یعنی یہ کہ میری اور ان کی قربت منظر عام پر آجائے تو وہ لوگ ایک بار پھر ان کی جانب متوجہ ہو سکتے ہیں۔ انہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں جو نازاں باجی کو اغوا کر چکے تھے۔ یقینی طور پر وہ آسانی سے میرا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ جن مشکلات میں' میں نے ان لوگوں کو اپنے آپ سے دور کیا تھا اور جس جس طرح عمل کرکے میں نے اپنی شخصیت کو ان سے چھپایا تھا اس میں مجھے بڑی محنت کرنا پڑی تھی اور اب یہ محنت الیاس بھائی کے ہاتھوں ضائع ہو سکتی تھی۔ مجھے پوری ہمت سے کام لینا تھا۔ بہرطور میں نے فوری طور پر کوئی عمل نہیں کیا۔ الیاس بھائی کو اسی طرح مجھ تک پہنچنا چاہیے جس طرح دوسرے ملاقاتی مجھ تک آتے تھے اور میں انتظار کرتا رہا۔ کھڑکی سے بھی ہٹ گیا تھا تاکہ کسی کی نگاہ مجھ پر نہ پڑ جائے۔ تھوڑی دیر کے بعد میرے ایک ملازم نے مجھے ان دونوں کے آنے کی اطلاع دی اور میں نے اس سے کہا کہ انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھایا جائے پھر جان بوجھ کر میں نے دیر کی تھی اور ان کی اس حیثیت کو نظرانداز کیا تھا جس کے وہ حامل تھے۔ کم از کم الیاس بھائی اور نازاں باجی یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ میں ان کی کس قدر عزت کرتا ہوں۔ ان سے کس قدر محبت کرتا ہوں۔ فوری طور پر ان کے پاس پہنچ جانے کا مطلب یہ تھا کہ محبت کے وہی جذبے مجھے مجبور کر رہے ہیں۔ اس وقت تو اپنے آپ کو بالکل تبدیل کر کے پیش کرنے کی ضرورت تھی۔ اسی میں ہمارا مفاد وابستہ تھا۔ خود الیاس بھائی کو بھی اس سے فائدہ پہنچ سکتا تھا ورنہ دوسری صورت کا وہ تصور نہیں کر سکتے تھے کہ کس قدر خطرناک ثابت ہو سکتی ہے اور اب تو دو آتشہ والا معاملہ ہوگیا تھا۔ یعنی پہلے تو میرے دشمن صرف وہی لوگ تھے جو آج تک میری نگاہوں سے اوجھل تھے لیکن اب تو میرے دشمنوں کی تعداد کافی بڑھ چکی تھی اور اگر کسی طرح یہ بات منظرعام پر آجاتی کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کی محبت کے سامنے میں بھی مجبور ہوں تو میرے دشمنوں کی تو عید ہو جاتی اور وہ یقینی طور پر انہی ذرائع سے بہت کچھ معلوم کرنے کی کوشش کرتے۔ بہرطور بڑی تیاریاں کرکے ایک مخصوص انداز میں چلتا ہوا ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تھا۔ میرے جسم پر ایک قیمتی گاؤن تھا اور میں نے جان بوجھ سگریٹ کا ایک پیکٹ ہاتھ میں لے لیا تھا۔ ساتھ ہی سونے کا خوبصورت لائٹر بھی۔ گو حالات میں' میں سگریٹ نہیں پیتا تھا لیکن یہاں مہمانوں کی تواضع کے لئے یہ چیزیں

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

موجود تھیں۔ الیاس بھائی تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ میں ان کے سامنے سگریٹ پی سکتا ہوں۔ بہر طور میں اندر داخل ہوا۔ نازاں باجی اور الیاس بھائی کھڑے ہوگئے تھے۔ نازاں باجی کے چہرے پر ہیجان کے آثار تھے۔ وہ آنکھیں پھاڑے مجھے دیکھ رہی تھیں۔ الیاس بھائی نے گردن خم کر کے مسکراتے ہوئے مجھے سلام کیا۔ میں نے مصنوعی اخلاق کے ساتھ ان کے سلام کا جوابدے کر ان سے ہاتھ ملایا۔ نازاں باجی پہ ایک نگاہ ڈال کر میں نے اپنا رخ تبدیل کر لیا تھا۔ ویسے اس وقت میری اداکاری یقینی طور پر بہت بہترین تھی۔ میں نے اپنے چہرے کے تاثرات سے بالکل یہ اظہار نہیں ہونے دیا تھا کہ ان لوگوں کی آمد سے مجھے کوئی خوشی ہوئی ہے یا میں کسی طور ان سے متاثر ہوا ہوں۔ الیاس بھائی کو بیٹھنے کا اشارہ کر کے میں خود بھی سنجیدہ سا ان کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔ سگریٹ اور لائٹر میں نے اپنے سامنے سینٹر ٹیبل پر رکھ لئے تھے۔ الیاس بھائی نے کہا۔

"سر۔ آپ مجھے پہچان گئے ہوں گے؟"

"جی۔ جی۔ میری یادداشت اتنی خراب بھی نہیں ہے۔ آپ سے یقینی طور پر مقدس کریم کے ساتھ ملاقات ہوئی تھی۔ مسٹر الیاس احمد ایڈووکیٹ۔" میں نے کہا۔

"جی جی وہی ہوں۔ الیاس بھائی نے لاکھ کوشش کی کہ ان کے لہجے میں طنز نہ پیدا ہونے پائے لیکن ظاہر ہے وہ میرے لئے جو حیثیت رکھتے تھے اس کے بعد ان کے لہجے میں طنز کا پیدا ہونا حیرانی کی بات ہوتی۔ نازاں باجی بالکل ساکت مجھے دیکھے جا رہی تھیں اور میں نے جان بوجھ کر ان سے نگاہیں چرائے رکھی تھیں۔"

"سر۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ کیسا عجیب آدمی ہے۔ ایک ہلکی سی ملاقات ہوئی اور اس کے بعد اپنے کام سے یہاں آ گیا۔"

"نہیں مسٹر الیاس۔" میرے لائق کوئی خدمت ہو تو ضرور بتایئے۔ آپ کو دراصل یہ اندازہ نہیں ہوگا کہ باہر کی دنیا یہاں کی دنیا سے خاصی مختلف ہے۔ میں نے یہاں آنے کے بعد اچھی طرح دیکھا اور محسوس کیا ہے کہ لوگ ایک دوسرے سے بیزاری کے اظہار کو فیشن سمجھتے ہیں گو میں نے افریقہ کے ایک روایتی غیر مہذب حصے میں وقت گزارا ہے لیکن آپ اس بات پر یقین کیجئے مسٹر کہ وہاں بھی زندگی کی کچھ اقدار ہیں۔ انسانیت کے کچھ تقاضے ہیں اور وہاں کے لوگ ان تقاضوں کو پورا کرتے ہیں جب کہ یہاں آنے کے

بعد میں نے ایک عجیب سی دنیا دیکھی ہے۔

"یقیناً جناب یقیناً۔" الیاس بھائی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خیر چھوڑیئے ان باتوں کو۔ آپ فرمایئے میرے لائق کیا خدمت ہے؟"

"بس۔ آپ سے ایک بات کہی تھی میں نے۔ نجانے کیوں میرا دل چاہا کہ آپ کے لئے تھوڑا سا کام کروں۔ دیکھیے مسٹر دانش منصور گوٹا والا آپ یہ نہ سمجھئے گا کہ میں نے تھوڑی سی رقم کے حصول کے لئے آپ سے تعلقات بڑھانے کی کوششیں شروع کر دیں ہیں۔ آپ نے کہا تھا کہ آپ مقامی زبان سیکھنے کے خواہش مند ہیں۔ یہ میری بہن ہے۔ ویسے بھی یہ اسکول ٹیچر ہے اور ایک اسکول میں پڑھاتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ اپنے طور پر ایسے لوگوں کو تعلیم دینے کی خواہش مند ہوتی ہے جن کے لئے تعلیم کا حصول مشکل ہو۔ بس شوق ہے یہ اس کا اور جب میں نے یہ اس سے کہا کہ ایک ایسا شخص یہاں موجود ہے جو اردو سیکھنا چاہتا ہے لیکن اسے اس کے مواقع مہیا نہیں ہیں تو یہ اس بات پر ضد کرنے لگی کہ وہ اسے کچھ سکھائے گی اور مسٹر دانش منصور گوٹا والا میں اس کی ضد سے مجبور ہو کر اسے آپ تک لے آیا۔ پہلی بات آپ سے یہ کہہ دوں کہ یہ آپ سے معاوضے کا ایک پیسہ بھی نہیں لے گی بلکہ جو سفر اپنے گھر سے یہاں تک یہ کرے اس کی ادائیگی بھی اپنے جیب ہی سے کرے گی۔ بس یہ آپ کو کچھ سکھانا چاہتی ہے اور میں اس کی ضد کے سامنے مجبور ہو گیا ہوں۔" میں نے چہرے پر حیرت کے آثار پیدا کر کے نازاں باجی کو دیکھا اور ایک لمحے کے لئے دل ڈول گیا۔ نازاں باجی کے انداز میں اب ایک اضمحلال سا پیدا ہو گیا تھا۔ اپنی اس کیفیت کو سنبھالنے کے لئے میں نے سگریٹ کا پیکٹ اٹھایا ایک سگریٹ نکالی اور اسے ہونٹوں میں دبا کر لائٹر سے سلگا لیا۔ میں بڑے ماہرانہ انداز میں سگریٹ کے کش لے رہا تھا حالانکہ یہ بھی کوئی آسان کام نہیں تھا۔ سگریٹ کبھی میں نے نہیں پی تھی۔ بس اس وقت اس اہم مقصد کے لئے میں اسے استعمال کر رہا تھا اور شکر ہے کہ مجھے تمباکو کا پھندا وغیرہ نہیں لگا۔ میں نے سگریٹ کے دو تین کش لے کر مسکراتے ہوئے نازاں باجی سے کہا۔

"معاف کیجئے گا میڈم۔ بڑی عجیب سی بات ہے اور مسٹر الیاس کا یہ انداز مجھے پسند آیا ہے۔ انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ یقینی طور پر میرے لئے حیرت ناک ہے۔ بلاشبہ تیرونی

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

میں رہ کر مجھے اردو سے بہت کم واسطہ پڑا ہے اور میں اسے صحیح انداز میں نہ لکھ سکتا ہوں نہ بول سکتا ہوں بلکہ لکھنا تو میں جانتا ہی نہیں۔ البتہ اپنے اہل خاندان کے ساتھ اردو کے تھوڑے بہت الفاظ سیکھ لئے ہیں۔ بے شک یہاں رہ کر میں اپنے آپ کو اجنبی اجنبی سمجھتا ہوں چونکہ یہ زبان میری سمجھ میں نہیں آتی لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ ابھی میرے پاس اس کے لئے وقت نہیں تھا اور مسٹر الیاس مجھے اردو سکھانے پر بضد ہوگئے ہیں۔" نازاں باجی کے منہ سے کوئی آواز نہ نکلی۔ میں نے ان سے کہا۔

"اور آپ کی یہ ضد بھی میری سمجھ میں نہیں آئی لیکن بہرطور یہ ایک دلچسپ بات ہے۔" الیاس بھائی نے فوراً ہی کہا۔

"اور ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ کو اردو سکھا کر رہیں گے۔ کیا خیال ہے نازاں کیا تم اس شخص کو مجبور کر سکتی ہو کہ یہ ہماری بات مان لے۔" الیاس بھائی نے یہ الفاظ نازاں باجی سے اردو میں کہے تھے۔ نازاں باجی ابھی تک پھٹی پھٹی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھیں۔ چند لمحات کے بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھیں اور میرے قریب پہنچ گئیں۔ میں نے مسکراتی نگاہوں سے انہیں دیکھا اور صوفہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"براہ کرم تشریف رکھیے۔" نازاں باجی مجھے دیکھتی رہیں پھر انہوں نے آہستہ سے اردو زبان میں کہا۔

"اگر تم مجھے اس کی وجہ بتا دو تو خدا کی قسم زندگی بھر تمہیں مجبور نہیں کروں گی۔ اس طرح بھول جاؤں گی تمہیں جیسے کبھی خوابوں میں بھی نہ دیکھا ہو۔" میں نے کسی قدر ہچکچاتے ہوئے انداز میں الیاس بھائی کی طرف دیکھا تو الیاس بھائی بولے۔

"دراصل یہ کہہ رہی ہے کہ اگر تم اسے اردو سیکھنے کا موقع دو تو یہ تمہیں بہت مختصر عرصے میں اس زبان میں ماہر کر دے گی۔" میں نے نازاں باجی کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"براہ کرم میڈم۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی محبت کو دیکھ کر مجھے بڑی مسرت ہوئی۔ درحقیقت مجھے بھی محبت کرنے والوں کی ضرورت ہے۔ شاید مسٹر الیاس کو میرے ماضی کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔ ایک طویل عرصہ اپنے وطن سے باہر رہا ہوں۔ براہ کرم آپ تشریف تو رکھیے۔" میں نے نازاں باجی کے لئے جگہ خالی کرتے ہوئے کہا

اور وہ اپنی جگہ واپس جا بیٹھی۔ جو جگہ میں نے ان کے لئے خالی کی تھی وہ وہاں نہیں بیٹھی تھیں۔ میں نے مسکرا کر انہیں دیکھا پھر بولا۔

"تو میں آپ کو بتا رہا تھا کہ ایک طویل عرصہ وطن سے دور رہنے کے بعد جب میں تمام اپنوں سے محروم ہوگیا تو میں نے یہی سوچ کر ادھر کا رخ کیا کہ یہاں کم از کم میرے اپنے لوگ ہوں گے۔ یہاں آنے کے بعد بہت عرصے تک مجھے ماحول اجنبی اجنبی محسوس ہوا لیکن بالآخر میں اس ماحول میں ضم ہوتا جا رہا ہوں۔ مقامی زبان میری دلی خواہش ہے لیکن مصروفیات میرا پیچھا نہیں چھوڑتیں چنانچہ میں ابھی اس کے لئے بالکل وقت نہیں نکال سکتا۔ جہاں تک آپ کی محبت کا تعلق ہے اور آپ کے ان الفاظ کا کہ آپ مجھے بلامعاوضہ یہ سب کچھ سکھانا چاہتے ہیں تو میں اسے اپنے ذہن میں ہمیشہ محفوظ رکھوں گا اور میڈم آپ بھی میرے لئے باعث عزت ہیں اور میں ہمیشہ آپ کی عزت کرتا رہوں گا۔"

"اگر یہ سب کچھ سچ ہے جو تم کہہ رہے ہو تو میں اسے تقدیر کا کھیل ہی سمجھ سکتی ہوں ورنہ' ورنہ تم فیصل ہو۔ تم یقیناً فیصل ہو۔ دنیا کو دھوکا دے سکتے ہو فیصل مجھے بھی دھوکا دو گے؟ مجھے بھی؟ جانتے ہو میرے دل میں تمہارے لئے کیا تھا۔ جانتے ہو میرے دل میں تمہارے لئے کیا ہے؟ یہ بھی جانتے ہو کہ تمہاری اس طویل جدائی نے مجھے کس قدر دکھی کر دیا ہے۔"

"افسوس میں اس قدر اردو نہیں سمجھ سکتا۔" میں نے گردن جھٹک کر معذرت آمیز انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جب تم میری زبان سمجھو تو مجھ تک ضرور پہنچ جانا فیصل۔ کیا کہہ سکتی ہوں اس بارے میں۔"

ان کی آنکھوں سے میرے لئے جو اپنائیت ٹپکتی ہے میں اسے کبھی فراموش نہیں کر سکتا تھا۔ نازاں باجی اور الیاس بھائی نے مجھ سے واپسی کی اجازت مانگی تو میں نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح نہیں۔ پہلے آپ میرے ساتھ کچھ چائے وغیرہ پییں۔"

"نہیں دوست پھر کبھی سہی۔ ہو سکتا ہے ہمارا ذہنی بحران ہمیں پھر کبھی تمہارے پاس لے آئے۔ یہاں آنے پر تو کوئی پابندی نہیں ہے۔"

"آپ جب چاہیں یہاں آسکتے ہیں جیسا کہ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ یہاں آنے

Scanned and Uploaded By
WWW.PAKSOCIETY.COM

ے بعد مجھے دوستوں کی اشد ضرورت محسوس ہوتی ہے۔"

"اچھا پھر خدا حافظ۔" الیاس بھائی واپسی کے لئے پلٹے تو میں انہیں چھوڑنے کے لئے باہر تک آیا۔ میں نے انہیں پیشکش کی کہ وہ گاڑی میں چلے جائیں تو وہ ہنس کر بولے۔

"نہیں بھئی۔ دراصل میرے پاس بھی ایک گاڑی موجود ہے۔ آج کل ذرا ورکشاپ گئی ہوئی ہے۔ کچھ خرابی ہوگئی ہے اس میں۔ بہرحال تم بالکل اطمینان رکھو۔ ہم لوگ ٹیکسی سے چلے جائیں گے۔" میں نے گردن خم کردی۔ الیاس بھائی تھوڑی سی دور پہنچنے کے بعد رکے اور میری طرف رخ کرکے بولے۔

"اور سنو تمہاری بھابی بھی تمہیں دیکھنا چاہتی ہیں۔ بہت یاد کرتی ہیں وہ تمہیں.........انہوں نے یہ الفاظ اردو میں ادا کئے تھے اور اس کے بعد وہ تیزی سے مڑے اور وہاں سے آگے بڑھ گئے۔ میں ساکت نگاہوں سے ان دونوں کو جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ دل کو شدید دکھن کا احساس ہو رہا تھا لیکن میں کسی بھی قسم کی ناپختگی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بیچارے الیاس بھائی نہیں جانتے تھے کہ میں کیسے کیسے حالات کا شکار ہوں۔ بہرطور میں اتنا ضرور جانتا تھا کہ مناسب موقع ملتے ہی میں ان دونوں کے لئے بلکہ تینوں کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کروں گا۔ ظاہر ہے ان کی محبت ایسی نہیں تھی جسے فراموش کر دیا جائے بلکہ اگر ممکن ہو سکا تو صرف ان کی ذات کے لئے میں اپنی ذات میں سے ایک اور پہلو تراشوں گا تاکہ انہیں مجھ سے ملنے میں مایوسی نہ ہو۔ ویسے جاتے جاتے الیاس بھائی اردو میں جو جملہ کہہ گئے تھے وہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا تھا کہ انہیں اب بھی اس بات کا یقین نہیں آیا ہے کہ میں فیصل نہیں ہوں۔ میں خود بھی اس بات کو دل سے تسلیم کرتا تھا شکلیں مل جاتی ہیں' صورت اور نقوش یقیناً یکجا ہو جاتے ہیں لیکن اس قدر نہیں۔ کہیں نہ کہیں تو فرق رہتا ہے اور پھر یہ لوگ تو مجھ سے اس قدر مانوس تھے اور میرے اور ان کے درمیان ایسا روحانی رشتہ قائم تھا کہ دنیا کو دھوکا دیا جاسکتا تھا' انہیں نہیں لیکن برداشت کرنا تھا۔ ہر قیمت پر برداشت کرنا تھا۔ اپنے کمرے میں واپس آیا اور ذہنی سوچوں میں گم ہوگیا۔ پھر ذہن میں مقدس کریم آگیا اور میں مقدس کریم کے بارے میں سوچنے لگا جس کامیابی کا اس نے اظہار کیا تھا وہ اسے حاصل ہوگئی تو جہانگیر خان کو

زبردست ذہنی دھچکا پہنچے گا۔ کیا وہ شخص مقدس کریم کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہیں کر سکتا۔ اگر کسی طرح مقدس کریم کو نقصان پہنچ گیا تو فوری طور پر میرے منصوبوں کو شدید نقصان پہنچے گا۔ مقدس کریم کی زندگی بھی انتہائی ضروری ہے۔ بہت دیر تک میں پلاننگ کرتا رہا اور اس کے بعد میرے ذہن میں ایک تصور پیدا ہوا۔ میں نے آصف نور کو طلب کرلیا۔

"فوری طور پر رشید ناگی سے رابطہ قائم کرکے اسے میرے پاس بھیج دو۔"

"بہت بہتر۔" آصف نے جواب دیا اور وہاں سے چلا گیا۔ رشید ناگی سے رابطہ قائم کرنے کے لئے آصف سے بہتر اور کوئی نہیں تھا ایک ڈیڑھ گھنٹے کے بعد رشید ناگی میرے پاس پہنچ گیا وہ مطمئن انداز میں مسکرا رہا تھا۔

"ہیلو سر۔ کیسے مزاج ہیں آپ کے اور کیا ہو رہا ہے؟"

"ٹھیک ہوں ناگی بیٹھو۔ میری ذمہ داریاں تو تم نے سنبھال لی ہیں رشید۔ میرے پاس فرصت کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔"

"بہت بہت شکریہ سر۔ آپ دیکھیے رشید ناگی کس طرح آپ کے اس مشن کو آگے بڑھاتا ہے۔"

"ایک اہم مسئلے میں تم سے گفتگو کرنی ہے۔"

"جی۔ جی فرمایئے۔"

"میں ناگی کو اپنے منصوبے کے بارے میں بتانے لگا اور وہ ایک عجیب سی مسکراہٹ ہونٹوں پر لئے میرا چہرہ دیکھتا رہا پھر کچھ دیر کے بعد اس نے کہا۔"

"سر۔ میرے خیال میں یہ بہترین منصوبہ ہے اور اس میں ذرا سی ترمیم میں بھی کرنا چاہتا ہوں۔"

"ضرور۔ ظاہر ہے میں عقل کل نہیں ہوں"

"ایک آدمی ہمارے لئے انتہائی ضروری ہے جسے گرفتار کرا دیا جائے۔"

"ہوں۔ اس سے فائدہ۔" رشید ناگی مجھے اس منصوبے کے بارے میں مکمل تفصیلات بتانے لگا اور میں نے اس سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس آدمی کا انتخاب۔"

Scanned And Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"وہ مجھ پر چھوڑ دیجئے۔ میرا اپنا ہی آدمی ہو گا۔ بعد میں اسے نکال لینا ہمارا اپنا کام ہو گا۔"

"تم یہ کام کر سکتے ہو؟"

"سر۔ میں نے تو اور بھی بہت سے کام کئے ہیں۔"

"مثلاً" میں نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"ایک بہت بڑی شخصیت کو جس کا تعلق پولیس کے محکمے سے ہے۔ آپ کی طرف سے کچھ تحائف بھجوائے ہیں اور تعلقات بڑھانے کی درخواست کی ہے۔"

"ارے مجھ سے نہیں کہا تم نے۔ اگر اتفاق سے یہ معاملہ براہ راست مجھ تک پہنچ جاتا تو میں تو اجنبی ہوتا اس سے۔"

"نہیں سر۔ براہ راست آپ تک یہ مسئلہ نہیں پہنچ سکتا تھا چونکہ میں نے اس سلسلے میں طریقہ کار ہی ایسا اختیار کیا ہے۔"

"گڈ۔ رشید ناگی۔ تم تو میری توقع سے کہیں زیادہ بہترین ثابت ہو رہے ہو۔"

"بس اس سلسلے میں کچھ نہیں کہوں گا سر۔ ہمارے لئے یہ انتہائی ضروری ہے کہ ہم اس سلسلے میں آگے قدم بڑھاتے رہیں۔ میڈم خان کو ہم نے ختم کر دیا ہے لیکن آپ دیکھ لیجئے نیلاب شمشاد بیگ ابھی ہار نہیں مانے گی۔ وہ یقینی طور پر کسی منصوبے کے تحت ہی آپ کے پاس سے پیچھے ہٹی ہے اور جب وہ میڈم خان کو اپنے قریب نہ پائے گی تو پھر از سر نو اس سلسلے میں کوشش کرے گی۔"

"ہوں' تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ منصوبے میں کیا کیا ہے۔"

"وہی بات کر رہا تھا' درمیان سے کٹ گئی۔ اصل میں ہمیں حکام کو اپنے قبضے میں لینا ہو گا اور اس کے لئے آپ کو اپنی اس کوٹھی میں ذرا رونق لگانی پڑے گی۔"

"ہوں۔ سمجھ رہا ہوں یعنی دعوتوں کا سلسلہ۔"

"نہ صرف دعوت بلکہ تحائف۔ باہر سے بہت سی چیزیں امپورٹ کرنا پڑیں گی آپ کو۔ میں نے اس کے سلسلے میں ایک فہرست بنالی ہے۔ کسے کیا دیا جا سکتا ہے اور کسی کے لئے کیا کیا جا سکتا ہے۔ یہ تمام چیزیں منظر عام پر آنا بے حد ضروری ہیں ورنہ ہم بہت سے معاملات میں پیچھے رہ جائیں گے۔ کم از کم اس طرح ہمیں یہ تو پتا چلتا رہے گا کہ جن سے

...ری لڑائی ہے وہ اپنے مفادات حاصل کرنے کے لئے کیا کر رہے ہیں۔" میں پر خیال ...ہوں سے رشید ناگی کو دیکھتا رہا پھر میں نے اس سے کہا۔

"تمہاری سوچ بہت شاندار ہے۔ ویسے یہ بتاؤ میں نے جو منصوبہ بنایا ہے ابتدائی ...ور پر یہ مقدس کریم کے لئے فائدہ مند ہو سکتا ہے یا نہیں۔"

"بہترین سر بلکہ میں آپ کو اس پر داد پیش کرتا ہوں۔ بلاشبہ یہ پیش بندی ہو گی ...ور یہ پیش بندی انتہائی ضروری ہے۔"

"تو پھر تم اس پر عمل کر ڈالو۔"

"ہو جائے گا سر۔ بہت جلد ہو جائے گا۔ باقی کام آپ مجھ پر چھوڑ دیجئے۔"

رشید ناگی نے کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔ رشید ناگی تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے رخصت ہو گیا اور اس کے بعد سب کچھ میرے علم میں آگیا۔ غالباً یہ تیسرے دن کی بات ہے جب صبح کے اخبارات میں ایک خبر چھپی اور میں نے اس خبر کو انتہائی دلچسپی سے پڑھا یہ خبر ایک صنعت کار پر قاتلانہ حملے کی خبر تھی۔ صنعت کار کا نام تھا مقدس کریم۔ وہ ایک سڑک سے گزر رہا تھا کہ اس کی گاڑی پر گولیوں کی بارش کی گئی اور وہ بال بال بچ گیا۔ اس نے دروازہ کھول کر دوسری جانب چھلانگ لگا دی تھی۔ اس کے باوجود اس کے جسم پر ہلکے پھلکے دو زخم آئے ہیں اور وہ اسپتال میں ہے۔ مقدس کریم پر قاتلانہ حملے کے سلسلے میں پولیس نے اپنی کچھ رپورٹیں بھی پیش کی تھیں اور اس کے ساتھ ہی ایک شخص کی گرفتاری کی اطلاع بھی دی تھی جو اتفاق سے حملہ آور کار کے جھٹکے سے روانہ ہونے سے نیچے گر پڑا تھا جسے موقع پر موجود لوگوں نے قابو کر کے پولیس کے حوالے کر دیا تھا۔ سر میں چوٹ لگنے کی وجہ سے اس کا دماغ چکرا گیا تھا۔ اسلحہ اس کے پاس موجود تھا۔ گرفتار شدہ شخص سے بہت سی معلومات حاصل ہونے کی امید تھی۔ بہت ہی دلچسپ کام تھا۔ ویسے مقدس کریم اس تمام کارروائی سے لاعلم تھا اور اب مجھ پر یہ فرض عائد ہوتا کہ میں فوراً اسپتال جا کر اس کی عیادت کروں چنانچہ آصف کو ساتھ لے کر میں اسپتال گیا۔ مقدس کریم کے کمرے پر چار پولیس والے پہرہ دے رہے تھے۔ ڈاکٹر مصروف تھے۔ میں نے ان سے معلومات حاصل کیں اور اس کے بعد مجھے اندر جانے کی اجازت مل گئی۔ مقدس کریم بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ ویسے اس کے بازو پر بس ہلکی سی خراش

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

آئی تھی اور ران کے ایک حصے کو گولی چھوتی ہوئی گزر گئی تھی۔ تاہم وہ بہت زیادہ خوفزدہ نظر آرہا تھا اور اس کا رنگ پیلا پڑا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ایک نرس نے اسے آرام کرنے کا مشورہ دیا۔ بہرطور مقدس کریم بذات خود بھی ایک دولت مند آدمی تھا اور اس کی شہرت بھی تھی چنانچہ اسپتال کا عملہ اس کے سلسلے میں کافی مستعد نظر آرہا تھا اور اس کے علاوہ وہ ایک بہترین وی آئی پی کمرے میں تھا۔ اس لئے بھی اس کی دیکھ بھال زیادہ ہو رہی تھی۔ میں نے نرس کو وہاں سے ہٹ جانے کے لئے کہا اور مقدس کریم سے گفتگو کرنے لگا۔ میں نے اس سے کہا۔

"تمہارے بارے میں' میں نے یہ خبر اخبار میں پڑھی تھی کیا واقعہ ہوا تھا؟"

"میں نہیں سمجھتا دانش صاحب۔ بس میرا ذہن ایک ہی سمت جاتا ہے۔ میرے مسئلے میں اس وقت ایک ہی شخص کو شدید تشویش ہے اور وہ ہے جہانگیر خان۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ حملہ اسی نے مجھ پر کرایا ہے۔ وہ مجھے قتل کر دینا چاہتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ سلسلہ ختم نہیں ہوگا۔"

"پولیس نے تم سے کوئی بیان لیا؟"

"ابھی تک نہیں۔ ڈاکٹروں نے اس کی اجازت نہیں دی ہے۔ میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ ابھی کوئی بیان دینے کے قابل نہیں ہوں اور آپ یقین کریں کہ میں آپ کا انتظار کر رہا تھا۔" میں نے مسکراتے ہوئے مقدس کریم سے کہا۔

"تم خوفزدہ ہو؟"

"زندگی کسے عزیز نہیں ہوتی۔" مقدس کریم نے کہا اور میں نے اس کا بازو دباتے ہوئے کہا۔

"زخم کیسے ہیں تمہارے؟"

"زیادہ گہرے تو نہیں ہیں لیکن زخموں سے زیادہ میری ذہنی کیفیت خراب ہے۔"

"مقدس کریم اس ذہنی کیفیت کو درست کرلو۔"

"جی.......... میں سمجھا نہیں دانش صاحب۔"

"یہ حملہ میں نے تم پر کرایا ہے۔"

"جی.........." مقدس کریم کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"ہاں یہ بہت ضروری تھا ورنہ تمہارا کیا خیال ہے تم پر اس قدر گولیاں برسائی گئیں تمہاری کار چھلنی ہو گئی لیکن تمہیں نقصان نہیں پہنچا۔ جانتے ہو اس کی کیا وجہ تھی۔"

"...ک۔ کیا"

"حملہ آوروں کو ہدایت کی تھی کہ گولی تمہیں نقصان نہ پہنچائے۔ البتہ ایک دو ...ٹے چھوٹے زخم اس لئے ضروری ہیں کہ پولیس اس بات کو کوئی سازش نہ سمجھ ..."

"مقدس کریم پھٹی پھٹی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ اس نے کچھ کہنے کے لئے منہ ... پھر تھوک نگل کر رہ گیا۔"

☆☆☆

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"یہ منصوبہ میں نے بنایا تھا مقدس کریم۔ تاکہ تمہاری زندگی کے لئے تحفظ حاصل ہو جائے۔ تم پولیس کو اپنے بیان میں صرف اور صرف جہانگیر خان کا حوالہ دو گے اور اس کے سلسلے میں اس پروجیکٹ کی بات بھی کر سکتے ہو بلکہ تم یہ کہو گے کہ تمہیں فون پر دھمکیاں بھی ملتی رہی ہیں۔" مقدس کریم متحیرانہ انداز میں میرا چہرہ دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔

"لیکن۔ لیکن۔"

"اس کے بعد پولیس کے پاس تمہارا ریکارڈ ہو جائے گا اور جہانگیر خان کے ذہن میں اگر تمہارے سلسلے میں آئندہ کوئی منصوبہ ہو گا تو وہ اس پر کسی قیمت پر عمل نہ کر پائے گا کیونکہ تمہیں پہنچنے والا ہر نقصان اس کے نام میں لکھ دیا جائے گا۔ سمجھ رہے ہو نا میری بات۔" مقدس کریم ان الفاظ پر غور کرتا رہا اور پھر اس کے چہرے کی رونقیں بحال ہونے لگیں۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔

"اوہ میرے خدا۔ میرے خدا تو یہ' تو یہ۔"

"ہاں کریم چونکہ اب تم اس پروجیکٹ کو کامیابی سے تکمیل تک پہنچاؤ گے اس لئے تمہاری زندگی کا تحفظ بھی ضروری ہے۔ جہانگیر یقینی طور پر تمہارا دشمن بن جائے گا بلکہ بن چکا ہو گا اور ہو سکتا ہے وہ اس انداز میں بھی سوچنا شروع کر دیتا اس لیے پہلے ہی پیش بندی کر دی ہے۔ وہ شخص جو گرفتار ہوا ہے وہ صرف اور صرف جہانگیر خان کا نام لے گا۔"

"مگر اس طرح جہانگیر خان سے ہمارا براہ راست جھگڑا شروع ہو جائے گا۔"

"تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ یہ بات تو منظر عام پر آچکی ہے بلکہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ جہانگیر تمہارا دوست نہیں دشمن ہے۔ جو نقصانات اسے تمہارے ہاتھوں اٹھانا پڑے ہیں وہ انہیں آسانی سے فراموش نہیں کرے گا اور یقینی طور پر اس سلسلے میں کوئی نہ کوئی کارروائی ضرور کرے گا لیکن اب اس کے راستے اس سمت سے بھی رک جائیں گے۔" مقدس کریم ہنسنے لگا پھر بولا۔

"دانش صاحب۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ اتنے دور اندیش ہوں گے۔ میری تمام پریشانی دور ہو گئی بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجھے تو مستقبل کے لئے زبردست تحفظ مل گیا ہے۔ میرے دشمن اب خود میری حفاظت کریں گے۔"

"یہی منصوبہ تھا میرے ذہن میں۔" میں نے مقدس کریم کو بہت تسلی دی اور اس سے کہا کہ دو چار دن اسپتال ہی میں گزارنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس طرف کا کام تو بخوبی ہو ہی رہا ہے۔"

"ہاں تمام انتظامات ہو گئے ہیں۔ کام بہت تیزی سے جاری ہے۔ کچھ ایسے معاملات بھی ہیں جن کے سلسلے میں ادائیگیاں کرنی ہیں۔ میں نے ان کی تفصیلات تیار کرا دی ہیں۔ آپ تک پہنچ جائیں گی۔"

"تم اطمینان رکھو وہ ساری ادائیگیاں ہو جائیں گی۔" میں نے مقدس کریم کو مکمل طور سے اطمینان دلایا اور اس کے بعد وہاں سے چل پڑا۔ بعد کے حالات میری مرضی کے مطابق تھے یعنی اس شخص نے جس کا نام حفیظ خان تھا یہ بیان دیا تھا کہ اسے ایک اچھی خاصی رقم دے کر اس کام کے لئے تیار کیا گیا تھا اور اس کے ساتھ پانچ افراد اور تھے۔ ان پانچوں افراد کے نام یقینی طور پر غلط بتائے گئے تھے کیونکہ کسی کو بھی گرفتار نہیں کرانا تھا۔ کار وغیرہ کا حوالہ بھی غلط ہی دیا گیا تھا اور پولیس یقینی طور پر اس کار کو تلاش کرتی پھرے گی۔ بہرطور حفیظ خان نے صاف طریقے سے اس سلسلے میں جہانگیر کا نام لیا تھا جہانگیر کے تین افراد اور حراست میں لے لئے گئے تھے۔ بعد کے معاملات جو کچھ بھی ہوئے ہوں ابھی مجھ تک ان کی تفصیلات نہیں پہنچی تھیں۔ ناہی ناگی نے اس سلسلے میں مجھ سے رابطہ کیا تھا۔ وہ یقینی طور پر کسی دوسرے مسئلے میں مصروف ہو گا لیکن جو کچھ ہوا تھا وہ میری

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

پسند کے عین مطابق ہی ہوا تھا اور مجھے اس سے کوئی اختلاف نہیں تھا چنانچہ میں نے بھی ناگی کو نظر انداز کر دیا۔ مقدس کریم کو جن جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ میں مسلسل فراہم کر رہا تھا۔ وہ اسپتال سے رخصت ہو کر واپس آ گیا تو میں ایک بار پھر اس سے ملاقات کے لئے اس کے گھر پہنچا۔ مقدس کریم نے ہنستے ہوئے بتایا کہ جہانگیر نے اسپتال میں اس سے ملاقات کی تھی۔ اس کا ملنے کا انداز اچھا نہیں تھا بلکہ اس نے خاصی تلخ گفتگو کرتے ہوئے کہا تھا کہ اسے چھیڑنے کی کوشش کی گئی ہے اور اب اس کے نتائج بھی بھگتنا ہوں گے۔ میں یعنی مقدس کریم کیا سمجھتا ہوں کیا اس طرح جہانگیر خان کو کسی سلسلے میں زچ کیا جاسکتا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں اور اس کے لئے مجھے جس کا سہارا حاصل ہے وہ ان سب کو دیکھ لے گا اور مجھے درست کر کے رکھ دے گا۔ اسے میں اس قدر معمولی حیثیت کا مالک بھی نہ سمجھوں۔ بہر طور ایسی ہی باتیں کر کے وہ چلا گیا تھا۔ میں نے اس سے نہایت معصومیت سے کہا تھا کہ میں نے تو اس کا نام قطعی طور پر نہیں لیا۔ بس پولیس ہی نے جو کارروائی کی ہے وہ کی ہے اس پر جہانگیر خان نے کہا کہ پولیس جس کے اشاروں پر ناچ رہی ہے اسے علم ہے۔ وہ سب کو دیکھ لے گا۔ میں نے ہنستے ہوئے مقدس کریم کو تسلی دی کہ اب وہ آسانی سے اپنا کام سرانجام دے سکتا ہے اور اسے اس معاملے میں کوئی دقت نہیں اٹھانی پڑے گی اور یہ سچ بھی تھا۔

ناگی مجھ سے ملاقات کرنے آیا تو سب سے پہلے میں نے اس سے حفیظ خان کے بارے میں پوچھا اور رشید ناگی ہنسنے لگا۔

"وہ جیل میں بہت مطمئن زندگی گزار رہا ہے اور اس نے اپنا بیان بالکل نہیں بدلا۔"

"سر آپ نے مجھے جس انداز میں کام کرنے کا موقع دیا ہے میں نجانے کیوں اس سے بڑی مسرت محسوس کر رہا ہوں اور میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے طور پر بھی ایسی کچھ کارروائیاں کرتا رہوں جو ہمارے لئے کارآمد ہوں۔"

"مثلاً" میں نے سوال کیا اور رشید ناگی کہنے لگا۔

"ابھی میں تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ ایک شخص ہے جو بہت کارآمد ہے۔ اس پر برا وقت ہے لیکن میری نگاہیں دیکھ رہی ہیں کہ مستقبل اس کے لئے بہت تابناک ہے۔ بس یوں سمجھ لیجئے ایک لیڈر ہے اور اس کے تحت کئی یونینیں کام کر رہی ہیں۔ بظاہر یوں

لگتا ہے جیسے کچھ لوگ اسے ناکام بنا دینے پر تلے ہوئے ہوں لیکن میرے خیال میں اسے ختم کرنا آسان کام نہیں ہوگا۔ ایسے آدمی کو اپنے ہاتھ میں لینا بڑا ضروری ہوگا۔ میں نے ایک پروگرام بنایا ہے آپ سے اس کی منظوری چاہتا ہوں۔"

"کیا؟"

"ہمیں اس کا تجربہ ہو چکا ہے کہ کسی پر حملہ کیسے کرایا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے میں کچھ آدمی ملوث ہو جائیں گے اور معاملہ کافی دلچسپ چلے گا۔ ہمیں بالکل خاموشی سے عمل کرنا ہے لیکن انداز ایسا رکھا جائے گا کہ ہم خصوصی طور پر اس سے منسلک ہو جائیں۔ یہ باتیں ابھی الجھی ہوئی ہیں لیکن میں اس کی تفصیلات بعد میں بتاؤں گا۔ بس یہ سمجھ لیجئے وہ ایک ایسا لیڈر ہے جس پر اگر ہم ایک حملہ کرا کر اس کی مدد کر دیں تو وہ ہمارا دوست بن جائے گا اور میں اس کے سلسلے میں یہ بات ضرور سوچ رہا ہوں کہ آگے چل کر وہ بہت بڑی قوت کی حیثیت اختیار کر لے گا۔" میں نے پر تشویش نگاہوں سے ناگی کو دیکھا اور کہا۔

"کیا یہ اس پیمانے کی بات ہے کہ ہم اسے آسانی سے کر سکیں؟"

"ابھی اس پیمانے کی بات ہے سر لیکن آئندہ صورت حال ذرا مختلف ہو جائے گی۔ میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔"

"ناگی ایک بات تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں اس سلسلے میں بہت زیادہ مہارت نہیں رکھتا۔ تمہارا اپنا ذہن بھی کسی سے کم نہیں ہے جو کچھ سوچو گے یقیناً بہتر سوچو گے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ وقت سے پہلے ہمارا کھیل ختم نہ ہو جائے۔"

"نہیں جناب آپ اس بات کا اطمینان رکھیے۔" رشید ناگی پر اگر کوئی ایسا برا وقت پڑا تو وہ کسی بھی طور آپ تک آنچ نہیں آنے دے گا۔" میرے ہونٹوں پر ایک تلخ سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"نہیں ناگی۔ اگر تم یہ سوچتے ہو کہ میں صرف تم سے کام نکال رہا ہوں تو اس احمقانہ سوچ کو ذہن سے نکال دو۔ بات صرف اتنی ہی نہیں ہے کہ میں اس طریقے سے اپنا کاروبار پھیلانا چاہتا ہوں بلکہ یوں سمجھ لو میرے ذہن میں جو کچھ ہے اس کے بارے میں تم سے گفتگو کر چکا ہوں۔ چنانچہ یہ کبھی نہیں سوچنا کہ اگر تم کسی مصیبت میں

WWW.PAKSOCIETY.COM

پھنسے تو میں تمہیں تنہا چھوڑوں گا۔"

"آپ یقین کیجئے۔ میرا یہ مقصد بالکل نہیں تھا۔ میں تو بس یہ کہنا چاہتا تھا کہ آپ خود کو بالکل محفوظ سمجھیں۔ میں بہت سوچ سمجھ کر ہی اقدامات کروں گا۔"

"مطمئن رہو۔ میں تمہارے راستے میں کبھی رکاوٹ نہیں ڈالوں گا۔" اس دوران کلب میں آنا جانا بھی جاری تھا۔ ایک دن مسز اختر مجھ سے ملی اور شکایت کرتے ہوئے بولی۔

"آپ تو ہم لوگوں سے بالکل ہی کٹ کر رہ گئے۔ آپ کے بارے میں اکثر معلومات بھی حاصل کرتی رہتی ہوں مختلف لوگوں سے۔ کیا بات ہے' کیا کاروباری مصروفیات بہت زیادہ بڑھ گئی ہیں جب کہ ہماری اطلاع ہے کہ آپ کچھ بھی براہ راست نہیں کر رہے۔"

"نہیں مسز اختر۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ کبھی آپ لوگ کلب میں ہوتے ہیں کبھی نہیں ہوتے۔ کبھی میں آجاتا ہوں کبھی نہیں آتا۔ یہ سارے مسئلے چل رہے ہیں۔"

"ایک اطلاع تھی آپ کے لئے۔ یقینی طور پر کار آمد۔"

"جی۔ جی۔ فرمایئے۔"

"کبھی یہ نہ سمجھ لینا کہ میں اس سے کوئی مفاد حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ دراصل میرا مطلب ہے میں یہ تو فیصلہ کر چکی ہوں کہ دانش صاحب آپ کوئی معمولی شخصیت کے مالک نہیں ہیں۔ ابتداء میں ہم نے آپ کو اناڑی سمجھ کر اپنے جال ڈالنے کی کوشش کی تھی لیکن میں بڑی حیرت سے یہ بات کہہ رہی ہوں کہ ایک بھی جال آپ کو شکنجے میں کس سکا بلکہ سارے جال کچے دھاگوں کی مانند ٹوٹ گئے۔" میں ہنسنے لگا تھا۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"نہیں مسز خان۔ میں نے اول تو ان جالوں کو محسوس ہی نہیں کیا اور اگر ایسی کوئی بات ہوئی بھی ہے تو آپ یقین کیجئے اس میں کوششوں کو دخل نہیں ہے۔ ہاں بس اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کاروباری دنیا میں' میں نیک نیتی سے سب کچھ کرنے کا خواہش مند ہوں۔ نہ کسی کو دھوکا دے کر کچھ حاصل کرنا چاہتا ہوں اور نہ کسی کے دھوکے میں آکر اسے کچھ دے سکتا ہوں۔ میرے والد نے کم از کم مجھے اتنا ضرور سکھا دیا ہے کہ

چیزوں کو شناخت کر سکوں۔ اگر اس کے سہارے کوئی کام ہو جاتا ہے تو آپ یقین کیجئے کہ کوئی ایسی اہم بات نہیں ہے۔ ہاں آپ مجھے وہ خاص بات بتا رہی تھیں۔"

"دو تین کردار ہیں مثلاً سب سے پہلے ہم مرحومہ جمال آراء کی بات کرتے ہیں۔ میرے خیال میں جمال آراء آپ سے مخلص ہوگئی تھی اور کسی خلوص کی بناء پر اس کی موت واقع ہوگئی۔" میں نے حیران نگاہوں سے مسز اختر کو دیکھا اور آہستہ سے کہا۔

"کیا آپ مجھے تفصیلات بتانا پسند کریں گی؟"

"اب میں حرج نہیں سمجھتی۔ ویسے بھی کافی دن گزر چکے ہیں اور جو کچھ میں کہہ رہی ہوں جانتی ہوں کہ اس کے اثرات مجھ پر مرتب نہیں ہو سکتے۔"

"آپ بے دھڑک جو کچھ کہنا چاہیں کہیں۔ میں دوستوں اور دشمنوں کو شناخت کر سکتا ہوں اور دوستوں کے لئے کبھی نقصان دہ ثابت نہیں ہو سکتا۔"

"میں جانتی ہوں۔ یہ بھی علم ہے مجھے کہ آپ نے جمال آراء کو ایک اچھی خاصی رقم دی تھی اور اس کا دکھ ہے مجھے کہ وہ رقم ڈوب گئی لیکن آپ کا کیا خیال تھا جمال آراء آپ کو وہ رقم واپس کر سکتی تھی؟"

"جمال آراء اب اس دنیا میں نہیں ہیں چنانچہ اس رقم کا تصور ہی میں نے ذہن سے نکال دیا ہے بلکہ آپ یقین کیجئے کہ میں نے ان پر وہ رقم معاف کر دی ہے۔"

"آپ یقینی طور پر اچھے انسان ہیں۔ ورنہ اس دور میں کون اپنے پیسے کو اس طرح پھینک دیتا ہے۔ بہر طور میرا مطلب یہ تھا کہ جمال آراء کو کچھ ایسے پراسرار لوگوں نے شکنجے میں پھانسنا چاہا تھا جو آپ کے مخالف ہیں۔ نام لے کر مجھے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور ویسے بھی یہ نام اتنا یقینی نہیں ہے کہ میں اس کے بارے میں دعوی سے آپ سے کچھ کہہ سکوں۔ مطلب یہ تھا کہ جمال آراء کو اس کام کے لئے مجبور کیا جارہا تھا کہ وہ آپ سے تعلقات بڑھا کر آپ کے اندرونی حالات کسی اور کو بتائیں۔ جمال آراء کے ساتھ ساتھ نیلاب کو بھی مصروف کر دیا گیا تھا پھر نیلاب نے آپ تک پہنچنے کی کوشش کی اور شاید اس میں بہت زیادہ کامیابی اسے حاصل نہیں ہو سکی۔ اس بات کی توقع کم از کم مجھے تو تھی کہ آپ اتنے کچے نہیں ہیں کہ کسی جال میں پھنس کر با آسانی اپنے ہاتھ پاؤں بندھوا بیٹھیں گے لیکن نیلاب کی ناکامی کی وجوہات کیا تھیں یہ مجھے نہیں معلوم ہو سکا۔ البتہ جمال

آراء کو مجبور کیا گیا تھا کہ نیلاب کی مدد کریں۔ جمال آراء نے شاید آپ کو آگاہ کرنے کی کوشش کی تھی جس کے نتیجے میں انہیں زندگی سے ہاتھ دھونے پڑے۔" میں سنسنی خیز نگاہوں سے مسز اختر کو دیکھتا رہا پھر میں نے آہستہ سے کہا۔

"آپ کو یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا' مسز اختر؟"

"بس یہ نہ پوچھیں بلکہ یوں سمجھ لیں کہ اس سلسلے میں' میں نے کوئی کوشش نہیں کی تھی بلکہ اتفاقیہ طور پر مجھے یہ حالات معلوم ہوگئے اور کوئی بھی نہیں جانتا کہ میں یہ سب کچھ جانتی ہوں۔ نجانے کیوں آپ کو ہوشیار کرنے کو جی چاہا سو میں نے یہ کام کر لیا لیکن خدا کے لئے اب کہیں اس کا ڈھنڈورا نہ پیٹیے گا ورنہ ایک دن میں بھی اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھوں گی۔"

"جو نام آپ نہیں لینا چاہتی وہ میں آپ کے سامنے لے لیتا ہوں۔ اس کے پس پشت جہانگیر خان تھا۔" میں نے کہا اور مسز اختر ادھر ادھر دیکھنے لگیں۔ پھر انہوں نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں اور یہ بات بھی آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ شمشاد بیگ جہانگیر خان کا انتہائی خاص آدمی ہے بلکہ یوں سمجھ لیجئے اسی کی دولت پر شمشاد بیگ کو یہ حیثیت حاصل ہوئی ہے اور نیلاب اس کی بیٹی ہے۔"

"مگر نیلاب نے اچانک ہی مجھ سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔"

"غالباً" ان لوگوں نے یہ اندازہ لگالیا تھا کہ آپ اس کھیل میں پھنسنے والے نہیں ہیں چنانچہ شمشاد نے نیلاب کو فوراً" ہی پیچھے ہٹالیا۔ وہ کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا۔"

"ہوں۔ ایک انوکھا انکشاف ہے اور اس بات پر آپ نے مجھے افسردہ کردیا ہے کہ بیچاری جمال آراء میری وجہ سے ہلاک ہوگئیں۔"

"کیا یہ سچ تھا کہ اس نے آپ سے کچھ بتانے کا وعدہ کیا تھا۔"

"ہاں۔ یہ سچ تھا۔" میں نے جواب دیا۔

"بہرحال۔ یہ اطلاع یقینی طور پر آپ کے لئے تکلیف دہ ہوگی لیکن اس طرح میں آپ کو ہوشیار بھی کرنا چاہتی ہوں۔"

"میں آپ کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکوں گا مسز اختر۔ یقیناً" آپ نے میرے

بارے میں بہتر انداز میں سوچا۔" میں نے آہستہ سے کہا۔ تاہم جمال آراء کی موت کا مجھے کافی دکھ ہوا تھا۔ یہ تصور تو پہلے بھی میرے ذہن میں موجود تھا کہ جمال آراء کو شاید میری وجہ سے یہ نقصان پہنچا لیکن مسز اختر سے ساری باتوں کو مزید تصدیق ہوگئی تھی۔ جہانگیر خان یقینی طور پر میرے سلسلے میں کوئی عمل کرنا چاہتا تھا۔ ویسے ابھی تک براہ راست میرا اس سے کوئی ٹکراؤ نہیں ہوا تھا۔ مسز اختر کے الفاظ پر نجانے کب تک میں ذہنی طور پر کچھ الجھا الجھا سا رہا لیکن اس کے بعد میں نے اس تصور کو ذہن سے نکال دیا۔ یہ سب کچھ تو ہونا تھا۔ یقینی طور پر نہ صرف جہانگیر خان بلکہ اور بھی کچھ لوگ تھے جو مجھے نقصان پہنچانے کے درپے تھے۔ خاص طور سے میرے وہ دشمن جو آج تک میرے علم میں نہیں آسکے تھے اور جنہوں نے میری ذات کو مکمل طور پر ایک غلاف میں لپیٹ دیا تھا اگر یہ سلسلہ حل ہو جاتا تو ہو سکتا ہے میری شخصیت کا پہلو بدل جاتا اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اگر یہ سب کچھ نہ ہوتا تو غالباً" میرے جینے کا یہ انداز نہ ہوتا۔ پھر دوسرے ہی دن کی بات ہے یوں ہی دور سے بیٹھا ساحل کو دیکھ رہا تھا۔ سمندر کی لہریں کس طرح کنارے پر سر پٹختی ہیں۔ شاعروں نے اس سلسلے میں ہزاروں باتیں کہی ہیں حالانکہ یہ ایک عمل ہے جو جاری ہے اور جاری رہتا ہے۔ انسان کے اپنے تصور کی بات ہے کہ کس چیز کو وہ کس رنگ میں دیکھنا پسند کرتا ہے۔ یوں ہی ساحل پر جانے کو جی چاہا اور میں اپنے عام لباس میں ساحل پر نکل آیا۔ سمندر کے کنارے خاموشی اور سناٹا تھا اور یہ صرف اتفاق تھا کہ اس دن اس طرف کوئی بھی نہیں آیا تھا۔ ویسے بھی تفریح کے لئے ساحل پر آنے والوں کا مجمع یہاں سے کافی فاصلے پر رہتا تھا اور کوئی بھی اتنا طویل فاصلہ طے کرکے یہاں تک نہ پہنچ پاتا تھا لیکن اس قسم کے رومانی جوڑے جو تنہائی کے خواہش مند ہوتے ہیں اس طرف نکل آیا کرتے تھے۔ آج غالباً" کسی کا ادھر آنے کا پروگرام نہیں بنا تھا میں ریگ ساحل پر دور تک ٹہلتا چلا گیا اور پانی کی لہریں میرے قریب سے آآ کر گزرتی رہیں۔ پھر میں نے محسوس کیا کوئی اس طرف آرہا تھا۔ غور سے دیکھا تو رخسار تھی۔ ظاہر ہے اس کے لئے بھی پیدل یہاں تک چلے آنا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ میں نے اسے پہچان لیا اور رک کر اس کا انتظار کرنے لگا۔ رخسار میری ہی جانب آرہی تھی۔ تیز ہوا سے اس کا لباس اڑ رہا تھا اور بال ایک خاص انداز میں اڑ رہے تھے اور اس وقت اگر کسی آرٹسٹ کی نگاہ اس پر پڑ جاتی تو

Scanned And Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

یقیناً" وہ اس حسین منظر کو نظر انداز نہ کرتا۔ رخسار کے بارے میں' میں نے پہلے بھی اس انداز میں سوچا تھا۔ بلاشبہ وہ حسین اور دلکش خطوط کی مالک تھی اور سادگی اس کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ نیلاب اور اس سے پہلے بھی بہت سے ایسے کردار میرے سامنے آئے تھے جنہوں نے مجھے متاثر کرنے کی کوشش کی تھی لیکن رخسار ان سے بالکل مختلف تھی۔ گو حسن میں وہ ان سے کسی قدر کم تھی لیکن رخسار کے انداز میں رچی قدرتی سادگی میں ایک وقار تھا جس نے اسے دوسروں سے منفرد کر دیا تھا۔ اس وقت میں اسے بہت ہی گہری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اور نجانے کیوں میرے ذہن کو ایک عجیب سا احساس ہوا تھا۔ وہ بہت زیادہ اپنی اپنی سی لگی تھی۔ اس احساس نے میرے انداز میں شگفتگی پیدا کر دی۔ رخسار میرے قریب آگئی لیکن اس کے چہرے پر شگفتگی نہیں تھی بلکہ اس کی حسین آنکھوں میں شکایت تیر رہی تھی۔ میں نے مسکراتے ہوئی اسے ہیلو کہا تو اس نے جواب دیا۔

"کہیے دانش صاحب کیسے ہیں آپ؟"

"بالکل ٹھیک ہوں رخسار۔ آپ تو بس ہوا کے جھونکے کی طرح آتی ہیں اور چلی جاتی ہیں۔ کبھی بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا میں کہ آج آپ سے ملاقات ہوگی۔"

"مجھے دیکھ لیا تو آپ نے اتنی دیر میں یہ سوچا ہوگا کہ مجھ سے کیا کہہ کر مجھے مطمئن کریں گے۔"

"میں سمجھا نہیں۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھے آپ سے بہت شکایت ہے۔"

"اوہو۔ یہ میری بدقسمتی ہے کہ آپ کو مجھ سے شکایت پیدا ہوگئی۔ چلیے اب وہ شکایت بھی بتا دیجئے۔ آیئے آپ ادھر کیسے نکل آئیں"

"سچ بتاؤں۔" اس نے کہا۔

"ہاں۔ ظاہر ہے آپ کے ہونٹوں سے جھوٹ بہت عجیب لگے گا مجھے۔"

"بہت خوبصورت الفاظ ادا کر لیتے ہیں آپ اور انگریزی زبان میں اس کی بڑی گنجائش ہے لیکن میں ان الفاظ سے مطمئن نہیں ہوتی۔"

"آپ مجھے کچھ سچ بتا رہی تھیں۔" میں نے کہا۔

"ہاں وہ سچ یہ ہے کہ میں بہت دیر سے آپ کو تنہا ٹہلتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ اس لیے اس طرف نکل آئی۔ صرف آپ سے ملاقات کے لئے۔ یہ بات میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ اب آپ کبھی ہماری طرف نہیں آئیں گے۔"

"ارے ارے۔ کیوں۔ کیا آپ نے اپنے گھر کے دروازے میرے لئے بند کر دیئے ہیں؟"

"میں نے۔" رخسار نے عجیب سے انداز میں کہا اور رک گئی۔ میں بھی رک کر اسے دیکھنے لگا۔

"نہیں میرا مطلب ہے آپ کے ان الفاظ کی بات کر رہا ہوں۔"

"آپ نے کبھی ہمارے گھر آنے کے بارے میں نہیں سوچا۔" میں ایک دم سنجیدہ ہوگیا۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"سوچا ہے رخسار' بارہا سوچا ہے۔"

"تو پھر آئے کیوں نہیں؟"

"کیا آپ یہ بات نہیں جانتیں؟" میں نے آہستہ سے کہا۔

"مطلب؟"

"آپ کے دادا جان۔ میرا مطلب ہے غزنوی صاحب مجھے اپنے گھر میں دیکھنا پسند نہیں کرتے اور آپ خود سوچیے رخسار کہ مجھے اس گھر سے کیا لینا ہے۔ آپ لوگوں کی محبت کو اپنی تنہائی کی وجہ سے بہت زیادہ محسوس کیا۔ ہو سکتا تھا کہ بار بار جب بھی کبھی دل میں اس قسم کے تصورات پیدا ہوتے میں آپ کی طرف نکل آتا لیکن آپ خود سوچیے ایک ایسے گھر میں جانا کتنا عجیب لگتا ہے جہاں مجھے پسندیدگی کی نگاہوں سے نہ دیکھا جاتا ہو اور وہ بھی بے مقصد۔" رخسار کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"یہ جو کچھ بھی ہے اپنی جگہ بجا ہے لیکن میں آپ کا انتظار کرتی ہوں۔"

"آپ رخسار؟"

"ہاں میں۔ کیا آپ مجھے بالکل ہی ذلیل کر دینا چاہتے ہیں' دانش صاحب۔ میں' میں آپ کا انتظار کرتی ہوں۔ میں آپ کے بارے میں سوچتی رہتی ہوں۔ اکثر راتوں کو خوابوں میں دیکھتی ہوں اور ان کی وجوہات کیا ہیں اگر آپ نہیں سمجھتے تو میں آپ کو زندگی بھر

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

نہیں بتاؤں گی۔ سمجھ لیا آپ نے۔ میں' میں یقینی طور پر اس لڑکی کی طرح حسین نہیں ہوں جسے اس دن میں نے آپ کے ساتھ دیکھا تھا اور جو آپ سے بہت زیادہ بے تکلف تھی لیکن میں حسین اور بے باک نہ سہی کم از کم میں آپ کے بارے میں سوچنے کا حق تو رکھتی ہوں۔ یہ حق تو مجھ سے کوئی نہیں چھین سکتا۔"

میں خاموش نگاہوں سے رخسار کو دیکھتا رہا۔ نجانے کیوں اس کے یہ الفاظ میرے دل پر اثر کر رہے تھے۔ میں نے چند لمحات خاموش رہنے کے بعد ہنستے ہوئے کہا۔

"کاش کوئی ایسا ذریعہ نکل آتا رخسار کہ میں بے دھڑک آپ کے گھر آجا سکتا۔"

"آپ اگر چاہیں تو اپنے طور پر یہ کارروائی کر سکتے ہیں۔ مردوں کے پاس تو بہت سے ذرائع ہوتے ہیں۔ مجھے دیکھیے میرا دل ہر لمحے آپ کے پاس آنے کو چاہتا ہے لیکن ان پابندیوں کی بناء پر میں یہ سب کچھ نہیں کر سکتی۔"

"اچھا تو پھر ایسا کریں رخسار کہ ہم لوگ ٹیلی فون پر گفتگو کر لیا کریں گے اور جب بھی موقع ملے گا ایک دوسرے سے ملا کریں گے۔"

"کیوں؟" اس نے سوال کیا۔ "میرا مطلب ہے آپ کیوں ٹیلی فون پر مجھ سے بات کریں گے اور کیوں ملیں گے؟"

"اس لئے کہ آپ' آپ میرے نہ ملنے کی شکایت کرتی ہیں۔"

"بس۔" اس نے سوال کیا۔

"اور کیا ہو سکتا ہے۔" میں نے پوچھا اور وہ خاموش ہو گئی۔ چند لمحات خاموش رہی پھر بولی۔

"آپ کی اس دوست کا کیا حال ہے؟"

"عموماً میرے ایسے دوست کاروباری دوست ہوا کرتے ہیں۔ وہ خاتون ایک دو بار آئیں اور اس کے بعد انہوں نے آنا جانا کم کر دیا۔"

"کیوں آپ سے ملاقات نہیں ہوتی؟"

"اب بالکل نہیں ہوتی لیکن آپ اس خاتون سے اتنی متاثر کیوں تھیں۔" رخسار نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ کہنے لگی۔

"پتا نہیں ہمارے خاندان کا آپ کے ساتھ یہ رویہ کیوں ہے۔ میں۔ ذکر کیا کی

باتیں کہہ دیں بس یوں سمجھ لیجئے کہ دل میں بڑی بھڑاس تھی اگر کوئی بات ناگوار گزری ہو تو اس کے لئے معافی چاہتی ہوں۔"

"ہوش میں آ گئیں آپ۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور رخسار چونک کر مجھے دیکھنے لگی۔

"کیا مطلب؟"

"احساس ہوا ہو گا کہ احمقانہ انداز میں کیا باتیں کر گئی ہیں۔ ایک ایسے شخص کو اتنی قربت کا تصور دے رہی ہیں آپ جو آپ کے خاندان کے لئے ناقابل برداشت ہے۔"

"دیکھیے آپ کے الفاظ میں بعض اوقات کچھ ایسے جذبات جھلکنے لگتے ہیں جیسے آپ' جیسے آپ ہمارے ہمارے۔ میرا مطلب ہے ہم لوگوں سے ملنا چاہتے ہوں۔"

"اگر میں آپ سے یہ بات کہوں رخسار کہ میں آپ سے دور رہنا بھی نہیں چاہتا تو آپ مجھے یہ بتائیے کہ آپ اس سلسلے میں کیا کر سکتی ہیں۔"

"جان کی بازی لگا سکتی ہوں۔ کیا سمجھتے ہیں آپ؟" رخسار نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا اور میں خاموشی سے اسے دیکھنے لگا۔

"تو پھر یہ معلوم کیجئے کہ آپ کے خاندان میں میرے لئے نفرت کیوں ہے؟"

"مختصر وجوہات تو میں نے آپ کو بتائی تھیں دانش صاحب۔ ایک شخص ایک لڑکا جو بہت عرصے پہلے ہمارے ہاں سے چلا گیا تھا آپ کا ہمشکل تھا۔"

"اس لڑکے سے آپ کا کیا واسطہ تھا؟"

"یہی بات تو آج تک سمجھ میں نہیں آسکی۔ بڑی حیران کن بات ہے۔"

"تو پہلے آپ یہ بات معلوم کیجئے کہ ایک ایسا لڑکا جو آپ کے ہاں صرف ملازم کی حیثیت رکھتا تھا آپ لوگوں کے لئے غزنوی صاحب کے لئے آنا ماں کے لئے اس قدر باعث دلچسپی کیسے ہو گیا کہ آپ نے اس کے بارے میں ایک محاذ بنا لیا۔ میرا مطلب ہے غزنوی صاحب نے۔ اگر غزنوی صاحب کسی خاص وجہ سے اس سے نفرت کرتے تھے تو وہ خاص وجہ کیا ہے؟ رخسار میرے دل میں یہ خواہش ہے کہ کم از کم میری اپنی ذات کے سلسلے میں ایسا کوئی تصور موجود ہے تو اس کی تھوڑی بہت تفصیل تو مجھے بھی معلوم ہونی چاہیے۔ کیا آپ اس سلسلے میں کوئی کوشش نہیں کر سکتیں۔"

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"کیوں نہیں کر سکتی۔"

"تو پھر بڑی احتیاط سے ایک ایک سے معلومات حاصل کیجئے۔ میں اس معلومات کا منتظر رہوں گا۔ کم از کم یہ بات تو میرے علم میں آئے کہ آخر وہ شخصیت آپ لوگوں کے لئے اس قدر عجیب کیوں تھی۔"

"ہاں۔ ہاں یقینی طور پر میں اس سلسلے میں ضرور معلومات حاصل کروں گی۔"

"آپ کا ٹیلی فون نمبر تو میرے پاس محفوظ ہے اور میرا۔"

"وہ تو میرے دل پر لکھا ہوا ہے۔" رخسار نے بے ساختگی سے کہا اور پھر ایک دم شرما سی گئی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"دیکھیے رخسار۔ میری زندگی ابھی نامکمل ہے اور یہ کب مکمل ہوگی اس کے بارے میں' میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میری شخصیت بھی آپ کے ہاں کم از کم آپ کے اپنے اطراف میں انتہائی غیر مقبول ہے اور میں نہیں جانتا کہ اگر میں نے آپ کے خاندان کی جانب قدم بڑھانے کی کوشش کی تو مجھے کیسے کیسے مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آپ ایک بات ذرا اچھی طرح سوچ لیجئے۔ ایک ایسے کانٹوں بھرے جھاڑ میں ہاتھ ڈالا ہے آپ نے جہاں جگہ جگہ آپ کے زخمی ہونے کے امکانات ہیں۔ اس کے باوجود کیا آپ ثابت قدمی سے میری دوستی برقرار رکھ سکتی ہیں؟"

"ہاں رکھ سکتی ہوں۔" رخسار نے جنونی لہجے میں کہا۔

"تو پھر میں آپ کو اپنی دنیا میں خوش آمدید کہتا ہوں۔" میں نے کہا اور رخسار کی آنکھیں زمین میں گڑ گئیں۔ دیر تک وہ کچھ نہ بول سکی پھر اس نے کہا۔

"دانش آپ نے.......... آپ نے مجھے کوئی ایسی شخصیت تو نہیں سمجھا جو زبردستی کسی کے سر پر مسلط ہو جاتی ہے۔"

"رخسار۔ آپ یقین کیجئے اس دوران زبردستی مسلط ہونے کی کوشش کرنے والوں میں بہت سے لوگوں کے نام شامل ہیں لیکن آپ ان میں نہیں ہیں۔"

"میں.......... میں۔ کچھ بھی نہیں کہہ سکتی۔ اب' اب میں جا رہی ہوں۔"

"نہیں رکیے' رک جائیے۔ آپ کو کوئی خاص جلدی تو نہیں ہے۔"

"نہیں۔ بالکل نہیں ہے لیکن.......... نجانے کیوں۔ بس اب میں جانا چاہتی ہوں۔"

"نہیں آپ رکیے۔ آئیے یہاں بیٹھتے ہیں۔" میں نے پر اعتماد لہجے میں کہا اور رخسار نے نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھا پھر اس کے ہونٹوں پر ایک دل آویز مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ میرے ساتھ آگے بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم ایک جگہ ریت پر بیٹھ گئے تھے۔ رخسار نے کہا۔

"دانش صاحب آپ کی زندگی کس انداز میں گزری ہے؟"

"مختصر ترین۔ آپ کو اپنے بارے میں بتا تو چکا ہوں۔ مزید اضافہ یہ ہے کہ آپ یوں سمجھ لیجئے کہ میں نے ابھی تک ایک غیر مطمئن زندگی گزاری ہے۔ میری زندگی میں اطمینان کا ایک لمحہ بھی نہیں آیا اور میں اطمینان کے ان لمحات کی تلاش میں ہوں لیکن جب اپنے سامنے نگاہیں دوڑاتا ہوں تو وہ وقت مجھے بہت دور نظر آتا ہے جب میں ذہنی طور پر سکون حاصل کر سکوں گا۔ سمجھیں رخسار۔ آپ اگر صاف الفاظ ہی میں سننا چاہتی ہیں تو آپ یقین کیجئے کہ آج پہلی بار آج بالکل پہلی بار میں نے آپ کے بارے میں اس انداز میں سوچا اور اس میں ہمدردی کا کوئی جذبہ نہیں ہے آپ کے لئے بلکہ یوں سمجھ لیجئے کہ میں نے آج آپ کو پہلی بار دیکھا ہے۔ بالکل صاف آپ میرے ان الفاظ کو نہ تو جذباتی سمجھئے نہ کسی قسم کے فلسفے سے منسلک کیجئے۔ آپ یقین کیجئے میں نے آج گہری نگاہوں سے آپ کو پہلی بار دیکھا ہے اور میرا دل آپ کی جانب راغب ہوا ہے۔ رخسار میں اس سلسلے میں وہ خوبصورت الفاظ نہیں تراش سکتا جو انسان کو ذہنی طور پر مطمئن کر دیتے ہیں۔ اگر میرے الفاظ آپ کو عجیب عجیب لگیں تو انہیں محسوس نہ کیجئے گا۔ ہاں آج آپ کو پہلی بار دیکھا ہے اور اس طرح غور سے دیکھنے سے آپ مجھے اپنے دل کے قریب قریب محسوس ہوتی ہیں۔ میرا خیال ہے اس سے زیادہ کچھ کہنا نہ صرف میرے لئے نامناسب ہے بلکہ آپ کی بھی توہین ہے۔ میں اگر آپ کو بہت سارے اعزازات ایک دم دے دوں تو اس کے بعد کچھ مشکلات میرے اور آپ کے درمیان آکھڑی ہوں گی۔"

رخسار کی آنکھوں میں سوالیہ تاثرات پیدا ہوگئے۔ اس نے مجھے دیکھا اور دیکھتی رہی۔

"اس کی کچھ وجوہات ہیں مثلاً غزنوی صاحب کی مجھ سے نفرت جو ہر لحاظ سے برقرار ہے۔ اس کے علاوہ میری زندگی کے وہ نامکمل منصوبے جن کی تکمیل میں نجانے

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

مجھے کتنا وقت لگ جائے۔ آپ اس قسم کی خاتون نہیں معلوم نہیں ہوتیں رخسار جو اپنے لئے دفاع کرتے ہیں اور اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کرتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کے مستقبل کا فیصلہ کرنے والے غزنوی صاحب ہوں گے۔ ان حالات میں آپ کے لئے مشکلات ہی مشکلات ہیں مجھے آپ کو کوئی ایسا لفظ کہہ کر دلاسا نہیں دینا چاہیے جو آپ کے لئے بہت اہمیت کا حامل ہو لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی اس میں کوئی ایسا پہلو پوشیدہ نہ ہو جو آپ کو اس طرف سے بھی مطمئن کر دے۔" رخسار چند لمحات خاموش رہی پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"مجھے یقین ہے دانش کہ جو کچھ میں کہوں گی آپ اسے سو فیصد سچ سمجھیں گے۔ آپ سے پہلی ملاقات کرتے ہوئے میرے ذہن میں دوسرے لوگوں کی کہی ہوئی باتیں تھیں۔ دراصل آپ کی ذات کو ہمارے ہاں ایک عجیب سی شکل دے دی گئی ہے جو میری سمجھ میں نہیں آتی۔ وہ آپ کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں نجانے کیوں ایک ایسی شخصیت سے انہیں اتنی دلچسپی ہے جو بظاہر کسی اہمیت کی حامل نہیں تھی۔ مختلف لوگ مختلف باتیں کہتے ہیں۔ آپ کے مشکل کی خودسری اس کے کچھ ایسے معمولات جو دوسروں کے لئے پسندیدہ نہیں تھے لیکن اس کے باوجود وہ آپ کو اہمیت دیتے ہیں۔ میں بھی اس احساس کے تحت یہاں تک آئی تھی لیکن مجھے بہت مختلف لگے۔ آپ نے جس انداز میں گفتگو کی مجھے وہ انداز پسند آیا۔ تاہم اس کے باوجود آپ کے سلسلے میں پریشان رہیں اور آپ کے بارے میں اسی انداز میں سوچتی رہیں۔ ہمارے ہاں کچھ باتیں بھی ہوئیں۔ آپ کی شخصیت کو ایک ایسی پراسراریت دے دی گئی جو آج تک میری سمجھ میں نہیں آئی لیکن اپنے دل میں' میں نے آپ کے لئے جگہ نجانے کب محسوس کی۔ بس مجھے یہ احساس ہوا کہ میرا دل آپ سے ملتے رہنے کو چاہتا ہے۔ خیر جہاں تک مخالفتوں کا تصور ہے ہو سکتا ہے ہوں اور ہو سکتا ہے نہ ہوں۔ میرے ذہن میں کوئی وضاحت نہیں ہے ان کی۔ بس میں' میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ آپ اپنے دل میں میرے لئے گداز رکھیں۔ شاید میں اس سے زیادہ آپ سے کبھی کچھ نہ مانگوں۔" میں نے گردن ہلائی اور آہستہ سے کہا۔

"میں آپ کو اپنا بہترین ساتھی اور دوست تصور کر چکا ہوں رخسار۔"

"آپ نے ابھی اپنی ذہنی ناآسودگی کا تذکرہ کیا۔ اس کی وجہ کیا ہے دانش؟" میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے کہا۔

"دراصل رخسار کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں وقت سے پہلے بتانا مناسب نہیں ہوتا اور اس کی وجہ یہ نہیں ہوتی کہ ساتھی پر اعتبار نہیں کیا جا رہا بلکہ اسے الجھنوں سے بچانا بھی ضروری ہوتا ہے چنانچہ آپ کے کچھ سوال مجھ پر قرض رہے۔ کسی مناسب وقت پر آپ کو اس کے بارے بتاؤں گا۔ فی الحال یہ سمجھ لیجئے کہ جب سے نیروبی سے واپسی ہوئی ہے میں نے یہاں مطمئن وقت نہیں گزارا۔ ایک نظریہ پر کام کر رہا ہوں اور اس نظریے کے حصول کے لئے کام اتنی سست روی سے ہو رہا ہے جس سے میں غیر مطمئن ہوں۔ جلد بازی کر کے اپنے آپ کو نقصان بھی نہیں پہنچانا چاہتا لیکن دل سے یہ آواز بھی ابھرتی ہے کہ اپنی منزل جلد از جلد پالوں۔ بس آپ اسی کو میری الجھن سمجھ سکتی ہیں۔" رخسار نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں دعاؤں کے علاوہ آپ کو اور کیا دے سکتی ہوں۔"

"دعائیں دیتی رہنا رخسار۔ بڑی قیمتی ہوتی ہیں۔ سچے دلوں سے نکلی ہوئی دعائیں اور ہاں ایک کام تمہیں میرا کرنا ہے۔" میں کسی قدر بے تکلفی پر آمادہ ہو گیا تھا جسے رخسار نے بڑے مسرور انداز میں محسوس کیا تھا۔ اس کے بعد وہ کافی دیر تک میرے ہمراہ بیٹھی رہی تھی اور پھر میرے کہنے پر ہی رخصت ہوئی تھی۔

"میں اس مبارک شام کو ڈوبتے دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ میرے اطراف اندھیرا پھیل گیا اور میں واپس اپنی کوٹھی میں آ گیا۔

مقدس کریم نے مجھے ٹیلی فون پر کچھ باتیں بتائی تھیں جن کے تحت مقدس آٹوز جانا ضروری تھا چنانچہ آصف کے ساتھ چل پڑا اور تھوڑی دیر کے بعد مقدس آٹوز پہنچ گیا۔ مقدس کریم سے ملاقات ہوئی اور وہ اپنے مسائل بتانے لگا۔ میں نے اسے تسلی دی اور کہا کہ الجھنوں میں نہ پڑے۔ ایسی کوئی بات ابھی تک نہیں ہوئی تھی جو مقدس کریم کے لئے پریشانی کا باعث ہوتی۔ تمام ضروری امور طے ہوئے اور پھر اتفاق سے الیاس بھائی آئے۔ انہیں دیکھ کر ایک لمحے کے لئے اعصاب میں تناؤ پیدا ہو جاتا تھا لیکن خود کو سنبھالنا بے حد ضروری تھا۔ الیاس بھائی آئے تو میں نے مسکراتے ہوئے ان کا خیر مقدم کیا اور وہ بڑے

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

مئودبانہ انداز میں میرے سامنے پہنچ کر جھکے اور انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا۔"

"کہیے دانش صاحب کیسے مزاج ہیں آپ کے؟" انہوں نے انگریزی میں کہا۔

"بالکل ٹھیک ہوں مسٹر الیاس۔" میں نے پرتپاک لہجے میں کہا۔

"مجھے کریم صاحب نے اپنا قانونی مشیر مقرر کیا ہے اور میں آپ سے ملنا بھی چاہتا تھا۔ بس اس دن کے بعد نجانے کیوں ہمت نہیں پڑی اور آپ کے ہاں نہیں آسکا حالانکہ کچھ کاغذات ایسے ہیں جن کے سلسلے میں آپ سے گفتگو کرنا بے حد ضروری ہے۔"

"کوئی بات نہیں آپ گھر تشریف لے آیئے۔ ویسے میں آگیا ہوں فرمایئے کیا مسئلہ ہے اور اس کے بعد الیاس بھائی مجھے سر سر کہہ کر مخاطب کرتے رہے اور ان تمام معاملات کے بارے میں بتاتے رہے۔ بڑی نارمل گفتگو تھی ان کی۔ میں سمجھ نہیں پایا تھا کہ اس انداز میں کیا کیفیت چھپی ہوئی ہے لیکن انہوں نے اپنے چہرے کے تاثرات پر بھی قابو رکھا تھا اور کہیں بھی یہ ظاہر نہیں ہونے دیا تھا کہ اس دن کی کوئی کیفیت ان پر مسلط ہے حالانکہ آخر میں جو وہ کہہ کر گئے تھے وہ آج تک میرے دل میں موجود تھا۔ یعنی تمہاری بھابی بھی تم سے ملنا چاہتی ہیں' تمہیں دیکھنا چاہتی ہیں۔"

"جاتے ہوئے اردو میں ان الفاظ کے کہنے کا مطلب یہی تھا کہ انہیں میری ذات پر یقین نہیں آیا ہے اور وہ شبے کی نہیں بلکہ یقین کی منزل میں ہیں کہ میں فیصل ہی ہوں لیکن میرے معاملات مجھے اجازت نہیں دیتے تھے کہ میں اپنے انداز میں لچک پیدا کروں چنانچہ اس وقت بھی میں نے خود کو قابو ہی میں رکھا۔ بہر طور زندگی کے معمولات رواں دواں رہے۔"

اس دوران رشید ناگی کا عمل بھی بڑی تیزی سے جاری رہا تھا اور اس نے ایک منصوبہ بنالیا تھا جس شخص کا اس نے تذکرہ کیا تھا اس کا نام شاہنواز تھا اور رشید ناگی نے اس کے بارے میں مجھے جب تفصیلات بتائیں اور میں نے بذات خود معلوم کیا تو مجھے ناگی کا منصوبہ بڑا ہی موثر اور زبردست محسوس ہوا۔ وہ شخص معمولی نہیں تھا جس کے بارے میں رشید ناگی نے فیصلے کیے تھے۔ ہر شخص کے اندر نجانے کیا کیا صلاحیتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ بعض اوقات وہ ان صلاحیتوں کو لے کر قبر تک پہنچ جاتا ہے اور اسے ان کے اظہار کا موقع نہیں ملتا لیکن بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں خوش نصیب ہی کہا جاسکتا ہے۔

رشید ناگی بھی کچھ ایسا ہی ثابت ہو رہا تھا جو کچھ اس نے اس مختصر وقت میں کر دکھایا تھا اس میں میرا زبردست سرمایہ تو صرف ہوا تھا اور لاکھوں روپے تک بات پہنچ گئی تھی لیکن جس مضبوط انداز میں رشید ناگی نے اپنے کام کا آغاز کیا تھا اور جس کی رپورٹ وہ مجھے وقفے وقفے سے دیتا رہتا تھا اس سے میرے مقصد کی مکمل تکمیل ہوتی جارہی تھی۔ یعنی جو کچھ میرے ذہن کے گوشوں میں تھا مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ رشید ناگی نے انہیں پڑھ لیا ہے اور اب وہ اسی کے مطابق میری راہیں ہموار کر رہا ہے۔ بڑا قیمتی شخص بن گیا تھا وہ میرے لئے اور اس کے منصوبوں کے تحت ہم نے تمام کارروائیوں کا آغاز کر دیا تھا۔ وہ ریکروٹنگ ایجنسی قائم ہو چکی تھی اور اس ریکروٹنگ ایجنسی کے تحت اب تک ہمارے پاس چھ افراد ایسے آچکے تھے جو ہمارے کام کے تھے۔ طریقہ کار ایسا ہی رکھا تھا کہ ہم اہل فن اہل ہنر تاڑلیں ان کی حیثیت کا اندازہ کریں۔ انہیں پہلے کسی ایسے جگہ پہنچا دیں جہاں ہمارے لئے کام شروع ہو جائے اور اس کے بعد جب انہیں اپنے طور پر استعمال کرنے کا وقت آئے تو باآسانی حاصل کرلیا جائے چنانچہ وہ تمام افراد ہماری کوششوں سے ایسی جگہوں پر پہنچ گئے تھے جو ہماری نگاہوں میں مشکوک تھیں۔ رشید ناگی نے ایسے افراد کی ایک بہت ہی موثر فہرست تیار کی تھی اور رفتہ رفتہ اپنے قدم آگے بڑھا رہا تھا اور اپنی ان کوششوں میں اسے بہترین کامیابی حاصل ہوئی تھی۔

ادھر مقدس آٹوز کا کام ہو رہا تھا اور مقدس انڈسٹری تیار ہو چکی تھی یہاں تک کہ اس کے افتتاح کا وقت آگیا اور وزیراعلیٰ نے اس کے افتتاح کی ذمہ داری قبول کرلی۔ جانگیر خان اس واقعے کے بعد سے کچھ ایسا خاموش ہوگیا تھا کہ اس کی سمت سے کوئی کارروائی ہی نہیں ہوئی تھی۔ گویا ہم نے اسے بیکار کر دیا تھا اور اس نے اس مسئلے میں اپنی شکست قبول کرلی تھی۔ مقدس کریم نے اس افتتاح کے سلسلے میں جن جن لوگوں کو مدعو کیا تھا ان کی فہرست میرے سامنے پیش کر دی گئی۔ اس نے بتایا کہ اس مسئلے میں تمام اخبارات کو بھی مدعو کیا گیا ہے اور دانش منصور کا معاملہ اب پس پشت نہیں رکھا جائے گا کیونکہ پس پشت رکھنے کا مطلب ہے کہ بہت سی قانونی الجھنیں پیدا ہو جائیں چنانچہ ایک سرمایہ کار کی حیثیت سے دانش منصور کا بھی اس مقدس انڈسٹریز میں پورا پورا حصہ ظاہر کیا جائے گا۔ میں نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا کیونکہ یہ ضروری تھا اور پھر ویسے

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

بھی میرا منظر عام پر آنا اب انتہائی ضروری ہو چکا تھا۔ وقت مقررہ پر میں بھی اس تقریب میں شرکت کے لئے پہنچ گیا۔

مقدس انڈسٹریز کی عمارت خاصے بڑے رقبے پر پھیلی ہوئی تھی اور مقدس کریم نے اپنی تمام تر ذہانت اور بہت سے لوگوں کی کارکردگی کے ساتھ یہاں جدید ترین ساز و سامان منگوایا تھا۔ جاپانی وفد بھی موجود تھا۔ وزیر اعلیٰ نے مقدس انڈسٹریز کا افتتاح کیا اور اس کے بعد انہیں وہاں لے جایا گیا جہاں تقریب کا باقاعدہ اہتمام کیا گیا تھا۔ بے شمار افراد پہنچ چکے تھے جن میں شہر کی کریم تھی۔ تمام ہی بڑے اور چھوٹے صنعت کار اور سرمایہ دار اس تقریب میں شرکت کے لئے آئے تھے اور میں گہری نگاہوں سے چاروں طرف جائزہ لے رہا تھا پھر ایک جگہ مجھے ٹھٹکنا پڑا۔ میں نے یہ بات نہیں سوچی تھی کہ الیاس بھائی اپنے ساتھ نازاں باجی اور بھابی جان کو بھی لے آئیں گے۔ دونوں نفیس لیکن سادہ لباس میں ملبوس الیاس بھائی کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں حالانکہ پہلے میں نے کبھی ان لوگوں کو ایسی تقریبات میں شرکت کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔

الیاس بھائی ایک معزز ایڈووکیٹ تھے اور انہیں ایسی تقریبات میں اکثر مدعو کیا جاتا تھا لیکن گھر کے معاملات گھر تک ہی رہا کرتے تھے۔ میں ایک لمحے میں یہ اندازہ لگانے میں کامیاب ہوگیا کہ الیاس بھائی نے ان دونوں کو صرف میری وجہ سے تکلیف دی ہے۔ چند لمحات کے لئے ذہن پر ایک عجیب سا بوجھ طاری ہوگیا تھا لیکن میں نے خود کو فوراً ہی اس بوجھ سے نکال لیا۔ تقریب کی جو نوعیت تھی اس میں کوئی بوجھ ذہن پر رکھنا مناسب نہیں تھا جو لوگ نظر آ رہے تھے ان میں اور بھی چند افراد تھے مثلاً غزنوی صاحب۔ میں جانتا تھا کہ کچھ دیر کے بعد میرا ان لوگوں سے تعارف کرایا جائے گا میں بہر طور خود کو سنبھالے ہوئے تھا۔ تقریب کا آغاز ہوا جاپانی وفد کا تعارف کرایا گیا اور تمام تفصیلات اس سلسلے میں بتائی گئیں۔

"جاپانی انجینئروں نے اپنی خدمات پانچ سال کے لئے پیش کرنے کی پیشکش کی جو شکریہ کے ساتھ اور وزیر اعلیٰ کی اجازت کے ساتھ قبول کرلیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی مزید کچھ کاروباری باتیں ہوئی تھیں اور پھر مقدس کریم کا تعارف کرایا گیا جنہوں نے اس انڈسٹری کو قائم کیا تھا۔ مقدس کریم نے اسٹیج پر مائک کے سامنے آنے کے بعد سب سے پہلے میرا نام لیا۔ اپنی گفتگو میں اس نے میرے بارے میں مکمل تفصیلات بتائیں اور کہا کہ یہ صرف دانش منصور تھا جس نے اس کے گرتے ہوئے وجود کو سہارا دیا اور اسے اس قابل کیا کہ آج وہ یہ انڈسٹری تعمیر کرنے میں کامیاب ہوا ہے۔ اس نے مکمل طور پر اس بات کا اظہار کیا کہ انڈسٹری کی تکمیل میرا تعاون اور سہارا اسے حاصل رہا ہے اور اس سلسلے میں تمام سرمایہ کاری میں نے کی ہے۔ مقدس کریم کے بعد مجھ سے درخواست کی گئی کہ میں کچھ اس بارے میں کہوں چنانچہ میں نے مختصر مگر شگفتہ لہجے میں کہا کہ میں باہر سے آیا ہوں اور میرے ساتھ میرے والدین کا کمایا ہوا سرمایہ ہے جسے میں اپنے وطن میں صرف کرکے کچھ لوگوں کو روزگار دلانے کا خواہش مند ہوں اور ساتھ ساتھ ہی اپنی اس دولت میں اضافہ کرنے کا بھی کیونکہ اس کے ذریعے میں صنعتوں کا ایک جال بچھانا چاہتا ہوں۔ میری تقریر بہت سادہ اور سپاٹ تھی۔"

آخر میں وزیر اعلیٰ نے اپنے جذبات کا اظہار کیا اور اس انڈسٹری کے قیام پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے دوسرے سرمایہ داروں کو بھی دعوت دی اور کہا کہ وہ ایسی انڈسٹریاں قائم کریں اور اس کے لئے انہیں ملکی پیمانے پر ہر طرح کی امداد فراہم کی جائے گی پھر اس کے بعد انہوں نے مجھے خصوصی طور پر دوبارہ طلب کیا اور حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ایک نوعمر سرمایہ کار کو وہ پہلی بار دیکھ رہے ہیں اور جو کچھ اس کے جذبے اور منصوبے ہیں انہیں ایک ملکی شہری ہونے کی حیثیت سے بے حد سراہتے ہیں۔ بلاشبہ یہ جذبے عظیم ہیں۔ انہوں نے اسٹیج پر ہی مجھ سے کہا کہ میں جب چاہوں اپنے مقاصد کے سلسلے میں ان کا سہارا حاصل کر سکتا ہوں۔ انہیں مجھ سے ملاقات کرکے خوشی ہوگی اور وہ مجھے ہر طرح کا تعاون پیش کرتے ہیں۔ میں نے بھی ان کا شکریہ ادا کیا۔ یوں تقریب کا اختتام ہوا اور اس کے بعد یہ تقریب عام محفل میں تبدیل ہوگئی۔ وزیر اعلیٰ بھی اس محفل میں کافی دیر تک شریک رہے تھے۔ اس دوران مختلف لوگ قریب آتے رہے اور یہیں میں نے جہانگیر خان کو دیکھا جو اس وقت وزیر اعلیٰ کے پاس ہی موجود تھا۔ میں بھی اس وقت وہیں تھا۔ وزیر اعلیٰ نے جہانگیر خان سے کہا۔ "بھئی جہانگیر اس سے پہلے تو آپ آٹو کنگ کہلاتے تھے۔ آپ نے یہ شعبہ کیوں چھوڑ دیا۔ پہلے جب بھی ہمیں کسی کار کی ضرورت ہوا کرتی تھی تو آپ ہی سے رجوع کیا جاتا تھا اور اب یہاں کاروں کے سب سے

WWW.PAKSOCIETY.COM
Scanned And Uploaded By Nadeem

بڑے ڈیلر مقدس کریم صاحب ہیں اور اب جب بھی کبھی کوئی ضرورت پیش آیا کرتی ہے تو مقدس آٹوز سے رجوع کیا جاتا ہے۔ یہ سلطنت آپ نے ان کے حوالے کیوں کر دی؟

"انہوں نے مجھ پر شب خون مارا تھا اور اس کے بعد حملہ کر کے مجھ سے میری سلطنت چھین لی۔" جہانگیر خان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے واہ۔ یہ مقدس کریم صاحب شب خون بھی مار سکتے ہیں تعجب کی بات ہے۔"

"جی ہاں۔ انہیں سرمایہ اور تعلقات کا سہارا حاصل ہو گیا تھا۔ بہرطور یہ کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے۔ یہ سب کچھ تو ہوتا ہی رہتا ہے۔"

"تو پھر آپ جوابی حملے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ کاروبار میں جب تک مقابلہ نہ ہو اس وقت تک مزہ نہیں آتا۔"

جی ہاں دراصل دشمن کے بارے میں صحیح طور پر اندازے لگا رہا ہوں۔ وہ بہت سے ایسے طریقہ کار اختیار کر رہا ہے جن کا ابھی ہمارے ہاں رواج نہیں ہوا۔ جہانگیر نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں طنز کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

"بہرحال آپ بھی اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیجئے۔ ظاہر ہے یہ مقابلہ تو جاری رہنا چاہیے۔ اسی میں ملکی صنعت کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔" وزیراعلیٰ نے کہا اور اس کے بعد یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ وزیراعلیٰ کچھ دیر شریک رہ کر واپس چلے گئے تھے۔ ان کی مصروفیات الگ تھیں لیکن اب اس کے بعد نجی محفل کا آغاز ہو گیا تھا اور اس نجی محفل میں ظاہر ہے بہت سے لوگوں سے ملاقاتیں ہونا تھیں۔ میں نے اس کے لئے خود کو تیار کر لیا۔ پھر غزنوی صاحب خود ہی میری جانب تشریف لائے تھے۔ ان کے چہرے پر وہی کھردرا پن تھا جو ان کی شخصیت کا ایک حصہ تھا لیکن میں نے مسکراتی آنکھوں سے ان کا استقبال کیا۔ غزنوی صاحب طنزیہ لہجے میں مسکراتے ہوئے بولے۔

"میرے خیال میں آپ کے ذہن سے میرا چہرہ نہیں اترا ہو گا۔ دانش صاحب۔" میں نے بھی فوراً مسکراتے ہوئے کہا۔

"بعض چہرے تو ہوش سنبھالتے ہی ذہن پر اس طرح مسلط ہو جاتے ہیں غزنوی صاحب کہ وہ عمر کی آخری منزل تک ذہن سے نہیں اترتے۔ بھلا میں آپ کو کیسے بھول سکتا ہوں۔" غزنوی صاحب کے ہونٹ ایک دم سکڑ گئے تھے۔ میرے الفاظ نے انہیں بری طرح چونکا دیا تھا۔ انہوں نے سرسراتی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں سمجھا نہیں۔"

"میرا مطلب ہے کہ کچھ چہرے اس طرح ذہن میں جم جاتے ہیں کہ ان سے کوئی واسطہ نہ ہوتے ہوئے بھی نجانے کیوں واسطہ محسوس ہوتا ہے میں نے آپ کو پہلی بار جب دیکھا غزنوی صاحب تو نجانے کیوں مجھے آپ اپنے اپنے سے محسوس ہوئے بعد میں بے شک آپ سے ملاقات نہیں ہوئی لیکن اکثر آپ میرے ذہن میں آتے رہے۔ غزنوی صاحب کے چہرے کی بے یقینی قائم رہی تھی۔ تاہم انہوں نے مصنوعی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔"

"بھئی آپ بہت بڑے آدمی ہیں دانش صاحب۔ ہم دراصل اس پائے کے لوگ نہیں ہیں۔ چھوٹے موٹے کاروباری بس یوں سمجھ لیجئے کہ دال دلیا چلا رہے ہیں۔ بڑے لوگوں سے ملنے کے لئے بڑی ہمت درکار ہوتی ہے۔"

"آپ نے مجھے یہ بڑائی اور عزت بخش دی ہے غزنوی صاحب۔ ورنہ میں کیا ہوں یہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔" میں نے دوسرا وار کیا اور غزنوی صاحب پھر بدحواس ہو گئے۔ بہرحال اس کے بعد انہوں نے کوئی اور بات نہیں کی تھی۔ چند لمحات کے بعد ان کا ساتھ بھی چھوٹ گیا اور میں محفل کی تفریحات میں گم رہا۔ وزیراعلیٰ کے چلے جانے کے بعد محفل میں کافی بے تکلفی آ گئی تھی اور چاروں طرف قہقہے کھنک رہے تھے۔ مجھ سے بھی گاہے گاہے لوگ متوجہ ہو جاتے تھے۔ شناساؤں اور غیر شناساؤں کا مجمع میرے گرد جمع تھا لیکن الیاس بھائی نازاں باجی اور بھابی جان پر جب بھی میری نگاہ پڑتی نجانے کیوں دل کو ایک دکھ کا احساس ہوتا۔ ویسے میں نے جب بھی ان پر نگاہیں ڈالیں انہیں اپنی جانب متوجہ پایا۔ الیاس بھائی اور نازاں باجی کافی مضمحل نظر آ رہی تھیں۔ کئی دفعہ تو یہ جی چاہا کہ انہیں سارے بندھن توڑ کر اپنے قریب بلالوں اور ان سے متوجہ ہو جاؤں سب کچھ بھول جاؤں کہ میں کیا ہوں لیکن یہ جذباتی باتیں تھیں۔ دل تو چاہتا تھا لیکن وقت اس کی اجازت نہیں دے رہا تھا۔ البتہ اس وقت میں نجانے کس انداز میں ان کے بارے میں سوچ رہا تھا جب اچانک عقب سے ایک آواز ابھری۔

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"بھئی ہم سے بھی مل لو۔ کیا خیال ہے مناسب سمجھو گے۔" میں نے پلٹ کر دیکھا تو عمدہ قسم کے سوٹ میں ملبوس ایک معمر شخص میرے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ دبلی پتلی جسامت چہرے پر نجانے کیسے تاثرات تھے۔ عمر پینسٹھ اور ستر کے قریب ہوگی۔ ویسے دیکھنے میں ایک اچھی خاصی شخصیت نظر آتی تھی۔ میں نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا اور انگریزی ہی میں کہا۔

"ضرور جناب۔ دراصل لوگ بڑے ظالم ہیں ایک دوسرے سے تعارف نہیں کراتے حالانکہ میری خواہش ہے کہ اپنے شہر کے ایک ایک فرد سے میری واقفیت ہو۔" معمر شخص کے چہرے پر ایک عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی اس نے مدھم لہجے میں کہا۔

"بڑی عمدہ بات کہی تم نے۔ لوگ واقعی بڑے ظالم ہیں۔ چڑھتے سورج کے پجاری۔ جب سورج چڑھتا ہے تو یہ اس کی جانب نگراں ہو جاتے ہیں۔ ڈھلان پر بھلا کون توجہ دیتا ہے۔ بہرطور ہمیں رفیق احمد جاگیردار کہتے ہیں اور یہ جاگیردار کا لفظ دراصل ہمارا مذاق ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔" میں نے اس شخص سے دلچسپی محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"بات دراصل یہ ہے کہ ہم اس بساط کے پٹے ہوئے مہرے ہیں۔"

"جی۔"

"کسی زمانے میں ہمیں اپنے آپ کو جاگیردار کہلواتے ہوئے بڑی خوشی محسوس ہوا کرتی تھی مگر یہ جاگیریں واگیریں جو ہوتی ہیں نا بیٹے بڑی عجیب سی چیز ہوتی ہیں۔ ان پر کبھی بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ یہ ساتھ دے کر نجانے کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہیں اور پھر اچانک ہی ان کا ساتھ چھوٹ جاتا ہے اور انسان چاروں سمت دیکھتا ہی رہ جاتا ہے کہ یہ سب کیا ہوا وہ جو تھا کہاں گیا۔ ایک زمانہ یہ تھا جب رفیق احمد جاگیردار کا چڑھاؤ کا وقت تھا اور لوگ اس سے ملاقات کرنے کے لئے وقت لیا کرتے تھے لیکن اب کیفیت یہ ہے کہ رفیق احمد جاگیردار کو صرف ایسے خدا ترس لوگ بلا لیا کرتے ہیں جنہیں خدا کا خوف ہوتا ہے۔ مقدس کریم ایسے ہی لوگوں میں ہے ورنہ ہمارے پاس تو پچھلے کئی سالوں سے کسی تقریب کا کارڈ نہیں آیا۔"

"بڑے افسوس کی بات ہے۔ میں آپ کو اپنی تقاریب میں خوش آمدید کہوں گا۔"

"یہ کارڈ رکھ لو۔ اگر مناسب سمجھو اگر جیب میں رکھا رہ جائے اور کبھی واقعی کوئی دن آجائے تو ہمیں ضرور بلانا۔ دراصل ہم ان تقریبات کے بڑے شوقین ہیں پہلے جب بھی جب لوگ بلایا کرتے تھے تو ہم نے کبھی بھی کسی سے انکار نہیں کیا اور بھلا ..... اب کا مسئلہ تو یہ ہے کہ بس پتہ چل جائے کہ دل میں کچھ گنجائش ہے ہمارے لئے عموماً ہم خود ہی پہنچ جاتے ہیں۔"

"آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی رفیق احمد جاگیردار صاحب۔"

"اگر جاگیردار نہ کہو تو تمہاری مہربانی ہوگی۔ کم از کم ابھی تمہارا شمار دوستوں ہی میں ہے۔" میں نے بڑے خلوص سے ان سے مصافحہ کیا تھا اور اس کے بعد دیر تک ان سے ان کے بارے میں گفتگو کرتا رہا تھا۔ تفصیلات یہ معلوم ہوئیں کہ پہلے اس شہر کے بہت بڑے کاروباری تھے لیکن آہستہ آہستہ کاروبار ٹھپ ہوتے گئے۔ مقابلے کی پوزیشن آئی اور اس مقابلے میں وہ ہار گئے کہنے لگے۔

"بدقسمتی سے ہمارا کوئی بیٹا نہیں ہے۔ لڑکیاں ہیں دو تین۔ ان کی زندگی بنا دی ہے۔ جس قابل بھی تھے ان کے ساتھ جو کچھ بھی کر سکتے تھے کر ڈالا اور پھر جسم کمزور ہو گیا بوڑھے ہوگئے۔ اب بھلا بڑھاپے میں آدمی کس کس سے لڑتا پھرے چنانچہ ہم نے دکھانا شروع کیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا سارا کاروبار ختم ہوگیا۔ اب تو یوں سمجھ لو بس زندگی گزار رہے ہیں اور ویسے بھی زندگی کو صرف گزارنا چاہیے۔ خود پر مسلط نہیں کر لینا چاہیے۔" نجانے اس شخص کی باتوں میں گداز اور سوز تھا کہ میں اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔ میں نے کہا۔

"بہرحال جاگیردار صاحب آپ جب بھی چاہیں مجھ سے ملاقات کر سکتے ہیں۔ میرے لائق اگر کوئی خدمت تصور فرمائیں تو مجھے اسے انجام دے کر خوشی ہوگی۔"

"دیکھو یار۔ گالی مت دو۔ بہت چھوٹے ہو ہم سے۔ رفیق احمد جاگیردار نے کہا اور میں چونک کر ان کی صورت دیکھنے لگا۔"

"گالی؟"

"ہاں سنا یہ گیا ہے کہ تم عموماً لوگوں کی تقدیریں بنا دیا کرتے ہو۔ وہ لوگ جو کاروبار میں اپنے طور پر کچھ نہیں کر پاتے تمہارا سہارا لیتے ہیں اور تم انہیں کہیں سے

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

کہیں پہنچا دیتے ہو۔ ہم تم سے ملتے ہوئے بس اسی لئے ڈر رہے تھے کہ کہیں تم ہمارے بارے میں بھی یہی محسوس نہ کرو کہ ہم اپنی گرتی ہوئی ساکھ کو تمہارے ذریعے سہارا دینا چاہتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ چند چھوٹے موٹے کاروبار رہ گئے ہیں جن سے بس اتنی آمدنی ہو جاتی ہے کہ اپنا گزارا ہو رہا ہے۔ مزید کسی چیز کی ضرورت بھی نہیں محسوس ہوتی۔ اس لحاظ سے بھلا اس انداز میں ہم تم تک کیوں پہنچیں گے کہ تم سے کوئی مدد حاصل کر سکیں۔"

"محبت سے اگر ایک لفظ بھی کہہ دیا جائے تو وہ تعاون ہوتا ہے۔ رفیق احمد جاگیردار صاحب۔ آپ تو بہت زیادہ عمر کے مالک ہیں اور میرے مقابلے میں کہیں زیادہ وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے کیا محبت کے دو بول تعاون نہیں ہوتے۔" رفیق احمد جاگیر دار صاحب نے مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"جیتے رہو بھئی۔ بڑی خوشی ہوئی واقعی تم سے مل کر۔ کسی اچھے باپ کے بیٹے معلوم ہوتے ہو۔ میں بہت دیر تک رفیق احمد جاگیردار صاحب سے باتیں کرتا رہا۔ محفل شباب پر تھی۔ لوگوں نے اپنے اپنے طور پر تفریحات شروع کر دی تھیں۔ یہ تقریب ایک شاندار تقریب تصور کی جا سکتی تھی اخباری رپورٹر لوگوں کی تصاویر لیتے پھر رہے تھے اور بعض جگہ ایسے ہی سرراہ انٹرویو بھی ہو رہے تھے۔ اخباری نمائندوں نے شکر ہے کہ میری جانب رخ نہیں کیا تھا پھر بالکل ہی اتفاقیہ طور پر الیاس بھائی سے میری اتنی قربت ہو گئی کہ میرا جسم ان کے شانوں سے ٹکرا گیا۔ انہوں نے بڑی ملائمت سے میرے شانوں کو سہارا دیتے ہوئے کہا۔

"وقت بھی کتنا عجیب ہوتا ہے۔ اب دیکھیے نہ دانش صاحب آپ نجانے کس طرح مجھ تک پہنچ گئے۔" میں نے چونک کر الیاس بھائی کا چہرہ دیکھا اور پھر ہنسنے لگا۔ نازاں باجی اور بھائی جان قریب ہی تھیں اور سحرزدہ سی نظر آ رہی تھیں۔ الیاس بھائی نے کہا۔

"یہ میری بیگم ہیں اور یہ میری بہن نازاں۔ ان سے تو ایک دفعہ آپ مل ہی چکے ہیں۔ یاد ہے آپ کو؟"

"جی ہاں۔ جی ہاں۔ کیوں نہیں۔" میں نے اپنی بوکھلاہٹ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"یہ میری بیگم ہیں۔ آپ کو دیکھنے کی بڑی خواہش مند تھیں۔ ملئے بیگم ان سے یہ

ہیں دانش منصور صاحب۔ بڑا اشتیاق تھا آپ کو ان سے ملنے کا۔" بھائی جان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بس خاموشی سے مجھے دیکھتی رہیں۔ نازاں باجی کے چہرے پر بھی عجیب سے آثار تھے۔ پھر الیاس بھائی نے کہا۔

"سر یہ خواتین دراصل ایسی محفلوں کی عادی نہیں ہیں۔ یوں سمجھ لیجئے میں زبردستی ہی پکڑ لایا انہیں اور آپ یقین کیجئے کہ مجھے بھی ان لوگوں کو ایسی محفلوں میں لے جانے کا شوق نہیں ہے لیکن آپ کو دیکھنے کی خواہش ان کے دل میں تھی اور یہ لڑکی نازاں جس کا نام ہے یہ بڑی عجیب و غریب لڑکی ہے اس دن سے آج تک اس نے یہ بات تسلیم نہیں کی کہ آپ اردو نہیں جانتے۔ الیاس بھائی یہ تمام گفتگو انگریزی زبان میں کر رہے تھے اور میں اس سے واقفیت کا اظہار کر رہا تھا۔ میں نے ہنستے ہوئے نازاں باجی کی طرف دیکھا اور کہا۔

"محترم خاتون مجھے تعجب ہے کہ آپ میری اس بات پر یقین کیوں نہیں کرتیں۔"

"اس کی کچھ وجوہات ہیں مسٹر دانش۔" نازاں باجی نے سرد اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

"جی کیا؟"

"اس دن آپ نے جب ہم لوگوں سے ملاقات کی تھی میرا مطلب ہے ہم آپ کے ہاں گئے تھے تو آپ نے الیاس بھائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ الیاس احمد ایڈووکیٹ۔"

"جی مجھے یاد ہے۔" میں نے کہا۔

"آپ جانتے ہیں تلفظ انسانی زبان میں کتنی بڑی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ نے اردو بالکل نہیں بولی میرے سامنے انگریزی بولتے رہے لیکن جب آپ نے الیاس احمد ایڈووکیٹ کہا تو آپ کے تلفظ میں ذرہ برابر اجنبی پن نہیں تھا اور میرا پورا علم یہ کہتا ہے کہ آپ اس تلفظ کو بخیرو خوبی ادا کر سکتے ہیں اور بخیرو خوبی یہ تلفظ ادا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ اردو جانتے ہیں۔ میں نے عجیب سے کھسیانے انداز میں الیاس بھائی کی طرف دیکھا اور بولا۔"

"اگر میں اردو جانتا ہوں الیاس صاحب تو اس سے عدم واقفیت کا اظہار کیا معنی

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

رکھتا ہے۔"

"بس بھئی۔ عورت عورت ہی ہوتی ہے۔ ضدی اور خود سر۔ یہ نہیں مانی حالانکہ میں نے اسے بار بار سمجھایا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"بہر طور۔ آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں۔"

"نہیں جناب ہم خود شرمندہ ہیں۔"

"میں آپ کو اردو سکھانا چاہتی ہوں دانش صاحب۔" نازاں باجی نے جنونی سے انداز میں کہا اور میں ہنسنے لگا۔ پھر میں نے کہا۔

"میں آپ کی اس محبت کو کبھی فراموش نہیں کرسکوں گا۔ مرتے دم تک نہیں۔ آپ کے لہجے میں جو اپنائیت ہے اسے میں نے نجانے کس انداز میں محسوس کیا ہے لیکن ابھی میری کچھ الجھنیں ہیں۔ کچھ مصروفیات ہیں جوں ہی مجھے موقع ملا میں آپ کو اس سلسلے میں تکلیف دوں گا۔" میں جان بوجھ کر اس وقت مقدس کریم کی جانب متوجہ ہوا اور ان لوگوں سے معذرت کرکے آگے بڑھ گیا۔ نازاں باجی اور بھائی جان کے انداز نے دل کملا دیا تھا لیکن اس وقت جو کچھ بھی بیت جائے وہ ایک الگ بات ہے۔ ان لوگوں سے واقفیت کا اظہار کرکے ان کی اپنی زندگی خطرے میں ڈالنا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ میرے دشمن اس ایک لمحے کے منتظر ہیں کہ کب میں کہیں چوٹ کھاؤں اور وہ مجھ پر وار کر دیں۔ میں ان لوگوں کو اپنی اس دشمنی میں ملوث نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ ایک بار یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا۔ اب تو میری ان سے اتنی دوری ہوگئی تھی کہ اگر الیاس بھائی اور نازاں باجی وغیرہ پر کوئی مصیبت آئی تو مجھے اس کا علم بھی نہ ہو پائے گا لیکن آج کی اس گفتگو نے میرے دل میں ایک شدید الجھن بیدار کردی تھی۔ اس مسئلے کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ کچھ کرنا چاہیے۔ مجھے اخلاقی طور پر اس وقت تک رکنا پڑا جب تک کہ تمام مہمان رخصت نہ ہوگئے۔ مقدس کریم میرے قدموں میں بچھا جا رہا تھا اور بہت زیادہ محبت کا اظہار کر رہا تھا۔ اس نے اس محفل کے اختتام کے بعد بہت ہی پر مسرت لہجے میں کہا۔

"دانش صاحب آج جو کچھ ہمیں ملا ہے اسے کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ بڑی عزت دلا دی ہے آپ نے مجھے۔ بڑی عزت دلا دی ہے۔"

"پوری ہمت اور محنت کے ساتھ کام کرتے رہو۔ مقدس کریم ابھی ہمیں بہت سے اونچ نیچ سے واسطہ پڑے گا۔ ان سب اژدھوں سے جنگ کرنی ہے اگر ذرا بھی کہیں مار کھا گئے تو یوں سمجھ لو کہ بڑے نقصانات سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس لئے مکمل تحمل سے کام لینا ہوگا۔ جہاں تک میرا مسئلہ ہے تو یوں سمجھ لو کہ میں ہر طور تمہارے ساتھ ہوں۔"

"اس انڈسٹریز کو آگے بڑھانے کے سلسلے میں مجھے لمحہ لمحہ آپ کی راہنمائی کی ضرورت ہوگی دانش صاحب۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"بھئی اب اتنا تو کانوں میں نہ گھسیٹو۔ میں جانتا ہوں کہ تم ایک تجربہ کار آدمی ہو۔ بعض اوقات کوئی پروگرام فیل ہو جاتا ہے وہ ایک الگ بات ہے لیکن میں تمہارے تجربے کو چیلنج نہیں کرسکتا۔"

"ہمیں فوری طور پر کچھ اسٹاف کی ضرورت بھی ہوگی۔ اس کے لئے میں آپ ہی کو تکلیف دوں گا۔"

"اطمینان رکھو۔ ان تمام لوگوں کے لئے ایک فہرست مکمل کرلو۔ جہاں میری معلومات کام کرے گی وہاں میں تمہاری مدد کروں گا اور جہاں تم اس سلسلے میں اپنے اسٹاف کو بڑھانا چاہو وہاں تم بے تکلفی سے یہ سارا کام شروع کر دینا۔ اس دباؤ میں رہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس انڈسٹری میں میرا سرمایہ لگا ہوا ہے اسے بہتر انداز میں آگے بڑھاتے رہنا تمہارا اپنا کام ہوگا۔"

میں اپنی کوٹھی واپس آگیا۔ ذہن میں آج کی اس تقریب کے بہت سے دھماکے ہو رہے تھے جن میں رفیق احمد جاگیردار کا تصور بھی شامل تھا۔ اس شخص کی گفتگو میں بڑی بات تھی جس نے مجھے بہت متاثر کیا تھا۔ ویسے یہ بھی ایک حقیقت تھی کہ عمر رسیدہ آدمی تھا اور بہت زیادہ بھاگ دوڑ نہیں کر سکتا تھا۔ کوئی بھی کاروبار جاری کرکے ہزاروں ملازمین رکھ لئے جائیں لیکن جب تک اس کاروبار پر اپنی مکمل گرفت نہ ہو اس کے بارے میں پوری طرح مطمئن نہیں ہوا جاسکتا۔ ویسے رفیق احمد جاگیردار سے دوبارہ ملنے کو جی چاہا تھا میں نے اس کا کارڈ نکال کر دیکھا۔ دیکھتا رہا اور اس کے بعد اسے احتیاط سے ایسی جگہ رکھ دیا جہاں سے وہ بار بار میرے سامنے آتا رہے۔ یہ میں نے اس لئے کیا تھا کہ میں اس شخص کو یاد رکھوں۔ بعد میں بستر پر لیٹ کر سب سے اہم اور گہرا تصور جو آیا تھا وہ

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

نازاں باجی ہی کا تھا۔ باجی بیچاری کس انداز میں مجھے دیکھ رہی تھیں یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے مجھے اتنے برے وقت میں اپنے ہاتھوں پر رکھا تھا۔ جب میرے چاروں طرف مسائل کے انبار تھے اور میں کسی بھی سمت اپنے ہمدردوں کو نہیں پاتا تھا۔ ان لوگوں کے لئے تو میرے وجود کا ایک ایک ذرہ وقف تھا۔

مجھے اگر اپنے جسم کا سارا خون نچوڑ کر دینا پڑتا تو ان لوگوں کے لئے دریغ نہیں کرتا لیکن ایک مقصد بھی میری زندگی کا تھا اور اس کے بغیر میں خود کو ادھورا محسوس کرتا تھا۔ جس کام کا آغاز اس انداز میں ہوا تھا اگر اس میں ابھی سے رخنہ اندازی ہو جائے تو پھر مشکلات ہی مشکلات پیش آسکتی ہیں چنانچہ ابھی بہت زیادہ جذباتی ہو کر کام نہیں کرنا تھا لیکن سوچتے سوچتے ایک اور تصور بھی ذہن میں آیا۔ الیاس بھائی بیچارے اسی طرح پاکستان کوارٹرز کے ایک کوارٹر میں زندگی گزار رہے تھے اور میں ڈیفنس کی اتنی اعلیٰ درجے کی کوٹھی میں موجود تھا۔ یہ مناسب نہیں ہے اب ساری پابندیاں اپنی جگہ کوئی ایسا ذریعہ ہو جس کے تحت ان کی زندگی کو بھی کوئی بہتر سہارا مل سکے۔ مقدس کریم سے کہہ کر ایک قانونی مشیر کی حیثیت سے میں الیاس بھائی کو بہت کچھ دلوا سکتا تھا لیکن الیاس بھائی بھی بیوقوف نہیں تھے۔ بہت سی باتیں سمجھ سکتے تھے چنانچہ مسئلہ ذرا ٹیڑھا ہو جائے گا۔ طریقہ کار کوئی ایسا اختیار کیا جائے کہ الیاس بھائی کو احساس نہ ہو پھر نازاں باجی ذہن میں آگئیں اور بہت سی سوچیں ذہن پر حاوی ہوتی چلی گئیں مثلاً ایک بار الیاس بھائی نے نازاں باجی کے بارے میں کہا تھا کہ کوئی بہتر رشتہ ہی نہیں آیا جس کی وجہ سے نازاں باجی بیچاری اسی طرح زندگی گزار رہی ہیں۔ بے شک نازاں باجی کی عمر بہت زیادہ نہیں تھی لیکن اس انداز نے انہیں جو پختگی بخش دی تھی وہ گہری ہی ہوتی جارہی تھی اور بہت کم وقت رہ گیا تھا جب وہ لڑکی کی حدود سے نکل کر عورت کی حد میں داخل ہو جائیں گی اور اس کے بعد کسی مناسب رشتے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

اب جب کہ میں زندگی کے ان رموز سے بھی آگاہ ہو گیا تھا تو میرے سوچنے کے انداز میں بڑا فرق پیدا ہو گیا تھا۔ نازاں باجی کے ساتھ یہ جو ٹریجڈی ہے اسے دور کرنا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔ کچھ نہ کچھ تو کرنا چاہیے۔ واقعی کم از کم میں اس پہلو پہ سوچ سوچ کر اپنے فرائض میں سے تھوڑا سا فرض پورا کر سکتا ہوں۔ بیچارے الیاس بھائی کس

ضروری تھے اپنی بہن کے لئے اگر انہیں اپنی بہن کے سلسلے میں کوئی سکون حاصل ہو جائے تو کیا انہیں خوشی نہیں ہوگی اور نجانے کیوں میرا ذہن بہت سے راستوں پر پرواز کرتا رہا۔ میں نے بہت کچھ سوچا تھا اس کے بارے میں۔ دوسری صبح آصف نے مجھ سے کہا۔

"سر میں آج ذرا کچھ مصروف ہوں۔ اگر کوئی خاص کام نہ ہو تو مجھے اجازت دے دیجئے۔"

"بھئی تم تکلف مت کیا کرو۔ ویسے کیا مصروفیت ہے؟"

"وہ دراصل والدہ کی طبیعت بہت زیادہ بگڑ گئی ہے۔ وہ پرانے خیال کی خاتون ہیں۔ ڈاکٹروں ڈاکٹروں کے چکر میں زیادہ نہیں پڑتیں لیکن کیفیت کچھ ایسی ہو گئی ہے کہ میں انہیں ڈاکٹر کو دکھانے کے لئے مجبور ہوں۔ وہ اسپتال میں کبھی داخل نہیں ہوں گی لیکن ڈاکٹر کو لے جاسکتا ہوں۔"

"آصف مجھے تم سے بہت شکایت ہے۔ تمہیں چاہیے تھا کہ مجھے کہیں سے زیادہ سے زیادہ ٹیلیفون کر دیتے اور پھر تم جانتے ہو کہ میری مصروفیات اتنی شدید بھی نہیں ہوتیں اور اس کے علاوہ میں نے ایک بات تم سے اور بھی کہی تھی جو فرض تم انجام دے رہے ہو وہ بس اس لئے ہے کہ تم سے میرا ذاتی سلسلہ ہے ورنہ اب تم ڈرائیور کے عہدے پر نہیں ہو۔ میں نے تم سے جو وعدے کئے ہیں وہ بھی پورا کرنا چاہتا ہوں۔ خیر یہ تو بعد کی باتیں ہیں تم جاؤ پلیز گاڑی لے جاؤ اور سنو کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تکلف نہ کرنا۔" آصف نور خاموشی سے واپس چلا گیا تھا۔ میری ہدایت پر وہ گاڑی بھی لے گیا تھا لیکن اس کے جانے کے بعد مجھے کسی کمی کا احساس ہونے لگا۔ آصف کی جو کہانی تھی اس نے مجھے جس انداز میں متاثر کیا تھا۔ اس کے تحت اسے اس وقت یہ حیثیت نہیں دینی چاہئے تھی بلکہ اس کے سلسلے میں براہ راست عمل بھی کرنا ضروری تھا۔ مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں نے اسے تنہا ہی بھیج دیا۔ مجھے اس کی تکلیف میں ہاتھ بٹانا چاہیے تھا اور یہ احساس اس قدر شدید ہوا کہ میں نے فوراً تیاریاں کیں دوسری گاڑی نکالی اور خود ڈرائیو کرتا ہوا چل پڑا۔ آصف کا گھر مجھے معلوم تھا چنانچہ میرے لئے وہاں پہنچنا مشکل ثابت نہ ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد میں اس کے فلیٹ کے دروازے کی بیل بجا رہا تھا۔ دروازہ

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

آصف ہی نے کھولا اور مجھے دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں تھیں۔ اس نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا

"سر آپ۔"

"کیسی طبیعت ہے والدہ کی؟"

"آیئے تشریف لائیے۔ اب تو کچھ بہتر ہے۔ ڈاکٹر نوید ابھی دیکھ کر گئے ہیں۔ میں انہیں یہیں لے آیا تھا۔ ڈرپ لگا دی ہے انہوں نے۔ بس ایسے ہی ان کا کہنا ہے کہ لو بلڈ پریشر ہوگیا ہے۔"

"ہوں دیکھنا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا اور تھوڑی دیر کے بعد میں آصف کی والدہ کے قریب موجود تھا۔ وہ بھی مجھے پہچانتی تھیں۔ آصف ظاہر ہے تذکرے کرتا رہتا ہوگا چنانچہ انہوں نے دعائیں دینا شروع کر دیں اور میں ان کے پیروں کے پاس بیٹھ گیا۔

"بیٹے یہاں نہ بیٹھو۔ کرسی پر بیٹھ جاؤ۔"

"آپ مجھے اس سعادت سے کیوں محروم کر رہی ہیں۔ ماں جی۔" میں نے کہا۔

"بیٹے بہت بڑے آدمی ہو۔ بلاشبہ بہت بڑے آدمی ہو اور بہت بڑا آدمی وہی ہوتا ہے جو اخلاقی دولت سے مالا مال ہو۔ یہ دنیاوی دولت بے شک ایک ضرورت ہوتی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی اخلاق کی دولت خدا کی طرف سے عطا کی ہوئی ہوتی ہے اور اس دولت کو کہیں سے کمایا نہیں جاسکتا۔"

"بہت بہت شکریہ۔ آپ بتایئے آپ کی طبیعت کیسی ہے؟"

"عمر زیادہ ہو چکی ہے اور کچھ محرومیوں کا احساس ہے ورنہ باقی سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے۔"

"محرومیاں۔"

"ہاں بیٹے۔ زندگی میں والدین ایک ہی انداز میں سوچتے چلے آئے ہیں۔ اولاد پروان چڑھے۔ اچھے راستوں پر سفر کرے۔ زندگی کے وہ تمام مقاصد حاصل کرلے جو انسانیت کی بنیاد ہوتی ہیں۔ میں نے ابھی کمی کی محسوس کی ہے اور یہ کمی بعض اوقات دل کو دکھاتی رہتی ہے۔"

"آصف آپ کا بیٹا ہے۔ میرا دوست ہے اور سنا گیا ہے کہ پہلے زمانے میں دوستی اتنی مستحکم ہوا کرتی تھی کہ دوست اور بیٹے میں کوئی فرق نہیں محسوس کیا جاتا تھا۔ میں اس زمانے کی بات نہیں کر رہا لیکن قدیم داستانوں میں دوستوں کی کہانیاں بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔" آصف نور کی والدہ مسکرا دیں اور انہوں نے کہا۔

"ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ خون کے رشتے ہی رشتوں کی بنیاد نہیں بنتے۔ محبت کے رشتے بعض اوقات خون کے رشتوں سے زیادہ مضبوط ثابت ہوتے ہیں۔"

"تو کیا اب وہ زمانہ بالکل ہی ختم ہوگیا۔" میں نے سوال کیا۔

"میں سمجھی نہیں۔"

"میرا مطلب ہے کہ آپ مجھے بھی تو اپنے بیٹے کی حیثیت دے سکتی ہیں۔"

"ارے ہاں۔ کیوں نہیں۔ تم جتنا سعادت مند انسان بیٹا کیوں نہیں بن سکتا۔"

"تو پھر آپ اپنا بیٹا ہی سمجھ کر مجھے ان الجھنوں کے بارے میں بتایئے جو آپ کے ذہن میں ہیں۔"

"اوہ۔ اچھا بڑی خوبصورتی سے تم نے مجھے اپنے قابو میں کیا ہے۔ بات دراصل یہ ہے بیٹے کہ میرے گھر میں کبھی کوئی خوشی نہیں آئی۔ ہمارے مسائل نے ہمارا ساتھ ہی نہیں دیا جو ہم دوسری باتوں کے بارے میں سوچتے۔ بیٹی ہے میری وہ بھی تقریباً جوان ہو چکی ہے۔ آصف ہے میں چاہتی ہوں کہ ان کی شادیاں ہوں بہرطور یہ سب کچھ ممکن ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہو جائے گا لیکن بس والدین کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس سے زیادہ وقت صرف نہ ہو۔"

"تو پھر آپ مجھے اس کی اجازت دیں گی کہ میں آصف کے لئے کوئی رشتہ تلاش کرکے آپ کو بتاؤں۔ آصف نور کی والدہ نے میری طرف دیکھا اور پھر ہنس کر بولیں۔"

"اتنے بڑے کاروباری ہو۔ اتنی الجھنوں میں گرفتار رہتے ہو۔ اب یہ ایک الجھن اور پال لوگے۔"

"نہیں' دوست اور بیٹے میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ آپ اس بات کا اعتراف کر چکی ہیں۔"

"ہاں ہاں۔ اگر تم مناسب سمجھو تو ایسا ضرور کرو۔ مجھے دلی مسرت ہوگی۔"

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"سمجھ رہے ہیں آپ جناب آصف صاحب اور اب آپ میرے اس حق کو چیلنج نہیں کرسکتے۔"

"نہیں سر۔ آپ کے کسی حق کو میں نے کبھی چیلنج کیا ہے۔"

"یہ "سر" "ور" نہیں بھائی' دراصل اب ہمارا مسئلہ کچھ مختلف ہوگیا چنانچہ تم اس تکلف کو ترک کردو۔"

"جی۔" آصف نے گردن جھکا کر کہا اور اس وقت درحقیقت میں نے کسی گھریلو انسان ہی کی مانند سوچا۔ آصف نور اور نازاں باجی کے بارے میں رات کو ہی سوچا تھا۔ چشم تصور سے میں آصف نور اور نازاں باجی کو یکجا کرکے دیکھنے لگا اور پھر میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ کافی وقت آصف نور کے ساتھ گزارا اور اس کے بعد اسے کچھ ہدایات دے کر واپس چلا آیا تھا۔ ذہن کو ایک مسرت کا احساس ہو رہا تھا۔ نازاں باجی کے سلسلے میں ایک بات سوچی تھی اگر پایہ' تکمیل کو پہنچ جاتی تو یقینی طور پر دلی مسرت کی بات تھی۔ بہرحال اس میں وقت تو لگے گا اور پھر کچھ مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑے گا۔ راستے بھر ان مشکلات کے حل کے بارے میں سوچتا چلا آیا تھا اور کچھ چیزیں اپنے ذہن میں محفوظ کرلیں تھیں۔ کوٹھی واپس پہنچا تو روزی نے بتایا۔

"سر کچھ مہمان آئے تھے بہت لڑکے اور لڑکیاں تھے۔" آپ کو پوچھتے رہے اور اس کی بعد واپس چلے گئے۔

"لڑکے لڑکیاں۔ کون تھے؟"

"وہ سر۔ قریب جو پڑوس میں کوٹھی ہے نا اس کے لوگ تھے۔"

"اوہو۔ غزنوی صاحب کے ہاں سے آئے تھے۔"

"جی۔ جی۔"

"خوب۔ کوئی خاص بات تو نہیں۔"

"نہیں۔ بس کہہ رہے تھے آپ سے ملنے آئے ہیں۔ پھر کسی وقت آئیں گے۔ ں آپ کا پیغام دے دیا جائے۔"

"ہوں۔ گڈ مگر غزنوی صاحب تو یہیں موجود ہیں؟" میں نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"جی سر۔"

"نہیں روزی۔ کوئی خاص بات نہیں۔" میں نے اسے ٹال دیا اور اس کے بعد پر ...انداز میں گردن ہلانے لگا۔ دو تین دن گزر گئے کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی۔ پھر دوسرے دن رشید ناگی میرے پاس پہنچ گیا۔ یہ شخص خاص موقعوں پر ہی میرے پاس آتا تھا۔ ایسے اچھے کام کا آدمی تھا کہ میں نے اسے مکمل اختیارات دے دیئے تھے اور اس کے ساتھ ہی اس کے معاوضے وغیرہ کا بھی کوئی مسئلہ نہیں رہا تھا۔ جس بنیاد پر اس نے کام کا آغاز کیا تھا اور جس انداز میں کیا تھا وہ میرے مقاصد کی تکمیل کے لئے بہت زیادہ تھا اور ...اطمینان بخش چنانچہ اس کے بارے میں غور بھی نہیں کرتا تھا۔ رشید ناگی نے کہا۔

"آج رات کو ساڑھے نو بجے کوئی مصروفیت تو نہیں ہے۔ دانش صاحب۔"

"نہیں بالکل نہیں۔ کہو کیا بات ہے؟"

"شاہنواز آپ سے ملنے آرہا ہے۔"

"شاہنواز۔"

"میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ وہ بڑے کام کا آدمی ہے۔ بہت سی یونینوں کا لیڈر اور بہت ہی باعمل انسان۔ یہ ایک ایسا واحد مسئلہ ہے سر جن کے لئے میں نے آپ سے اجازت بھی نہیں لی اور نہ ہی کوئی مشورہ لیا اور بات آج کی ہے بھی نہیں۔ بہت عرصے پہلے سے میں اس شخص سے متاثر ہوں اور اس کے لئے کام کرتا رہا ہوں۔ پچھلے دنوں سے جب میں نے اس کے بارے میں ذرا مختلف انداز میں سوچا تو میں نے کام کا انداز بھی بدل دیا۔ بس یوں سمجھ لیجئے اسے ایسی شدید مشکلات پیش آئیں جن میں وہ الجھ کر کچھ اس طرح ناکارہ ہوا کہ کچھ بھی اس کے بس میں نہ رہا۔ ان لمحات میں' میں نے اس کی مدد کی اور آپ کے نام پر۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ آپ کے نام پر میں اسے ہر مشکل سے نکالتا رہا اور وہ آپ سے واقف نہ ہونے کے باوجود آپ کا اتنا احسان مند ہوگیا کہ اب وہ آپ کا نام سن کر آنکھیں بند کرلیتا ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ کا نام لے کر اس سے کچھ بھی کہا جائے وہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔"

"ارے واہ بھئی۔ یہ تو بڑی دلچسپ بات ہے یعنی نہ مجھے معلوم نہ اسے اور تم

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

درمیان ہی میں یہ سب کچھ کرتے رہے۔"

"بات دراصل یہ ہے سر کہ اس کی پارٹی بے حد مضبوط ہے اور بہت سے لوگوں نے یہ بات محسوس کرلی ہے کہ آنے والے وقت میں وہ ان کے لئے بہت بڑا حریف ثابت ہوگا چنانچہ اسے جس قدر مشکلات میں مبتلا کر سکتے ہیں وہ لوگ کر رہے ہیں لیکن وہ بھی بڑی ہمت سے ڈٹا ہوا ہے اور جب سے میں نے آپ کے نام پر اس کا ساتھ دینا شروع کیا ہے تو صورت حال بالکل مختلف ہوگئی ہے اور اب وہ بڑی مضبوط پوزیشن میں ہے۔ وہ بذات خود آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے آنا چاہتا ہے۔ اس بار جو الیکشن ہو رہے ہیں اس میں وہ کھڑا ہوگا اور اس سے بڑی امیدیں وابستہ کرلی گئی ہیں۔ میں آپ سے ایک اور بھی عرض کروں کہ چند ایسے لوگ ہیں جنہیں آپ سرمایہ دار بھی کہہ سکتے ہیں لیکن وہ اس کا ساتھ چاہتے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ اسے ہی الیکشن میں کامیاب کراکے وہ اپنے مقاصد حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں لیکن وہ آپ کا مداح ہے اور آپ کے نام کے ساتھ سب کچھ کرنا چاہتا ہے۔ میں نے اس سے وعدہ بھی کرلیا ہے اور اب چونکہ الیکشن قریب آگئے ہیں۔ اس لئے وہ آپ سے ملنا بھی چاہتا ہے۔ سر میری ایک درخواست ہے از کم اس سلسلے میں آپ مجھ پر بھروسہ کرلیجئے۔ اگر آپ اسے اس الیکشن میں مالی طور پر سپورٹ کردیں گے تو آپ یہ سمجھ لیجئے ہمیں اس کے بہترین فوائد حاصل ہو سکتے ہیں"

میں نے رشید ناگی کو بغور دیکھا اور پھر آہستہ سے کہا۔

"ناگی تم نے جس انداز میں میرے لئے کام شروع کیا ہے میں اگر تم سے یہ کہوں کہ میرے دل میں بھی یہی خواہش تھی جسے تم نے غیر معمولی طریقے سے پڑھ لیا اور اس پر عمل بھی شروع کردیا۔ سنو ناگی ایسے جتنے افراد ہوں ہمارے لئے کارآمد ہیں۔ ہم ان پر داؤ لگاتے رہیں گے کیونکہ آنے والے وقت میں ہمیں مشعل شاہ صاحب کے جس مشن کی تکمیل کرنی ہے اس کے لئے ہمیں سرکاری پیمانے پر بڑی مضبوط مدد کی ضرورت ہوگی۔"

"سر۔ یہ بات میرے ذہن میں تھی اور میں نے اسی لئے عمل بھی جاری رکھا اور اس امید کے ساتھ کہ آپ میری ان کوششوں کو پسند فرمائیں گے۔"

"بالکل رشید ناگی۔ شام کو بلکہ رات کو میں اس کا انتظار کروں گا۔ تم اسے ذرا ... لئے کہہ دیتے۔"

"وہ تو میں نے نہیں کہا سر لیکن بہرطور اس کی گنجائش رکھی جائے۔"

"بالکل انتظامات کرنا ہوں گے اور کوئی خاص بات۔"

"نہیں سر۔ بس اس سلسلے میں اور کوئی خاص بات نہیں ہے۔ مقدس کریم اپنا کام بھی بخوبی جاری رکھے ہوئے ہے۔" رات کو ساڑھے نو بجے میں نے شاہنواز کا استقبال کیا بلاشبہ ایک شاندار اور روشن شخصیت تھی اور اس کے چہرے ہی سے اس بات کا اندازہ ہو جاتا تھا کہ اس کا مستقبل کیا ہے۔ شاہنواز نے میرے دونوں ہاتھ چومے اور اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"آپ یہ سمجھ لیجئے کہ اس بار الیکشن میں کامیابی کے بعد میرے راستے کھل جائیں گے۔ میرے سامنے میری ایک منزل ہے اور آپ یہ بھی سمجھ لیجئے دانش صاحب کہ میں عام لوگوں کی طرح صرف اپنا پیٹ بھرنے کے لئے سرکاری سطح پر کوئی حیثیت نہیں حاصل کرنا چاہتا بلکہ میرے دل میں کچھ جذبے ہیں جن کی میں تکمیل کرنا چاہتا ہوں۔"

"شاہنواز۔ تم جیسے لوگوں کی مجھ کو اشد ضرورت ہے۔ میں خود بھی بہت بڑا تجربہ نہیں رکھتا لیکن یہ جانتا ہوں کہ ہم جب تک بہتر افراد کو سرکاری پیمانے پر منتخب نہیں کریں گے اس وقت تک ہمارے وطن کی مشکلات میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ میں اس سلسلے میں کوئی سیاسی بحث نہیں کرنا چاہتا کیونکہ میں سیاسی آدمی نہیں ہوں۔ بس میں تمہیں یہ پیشکش کرنا چاہتا ہوں کہ تم اپنے سلسلے میں جس طرح بھی چاہو اور جس انداز میں بھی سوچو میں تمہاری مدد کے لئے حاضر ہوں۔"

"مجھے اس کے علاوہ اور کچھ درکار نہیں ہے۔ آپ یہ اندازہ لگا لیجئے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں اس میں سچائی ہے یا نہیں اور اگر آپ کو یہ یقین آجائے تو میری پشت پر اپنا ہاتھ قائم رکھیے۔"

"مجھے تمہارے کچھ بتانے سے پہلے پورا پورا یقین ہے اور تم اس بات کا اطمینان رکھو۔ تم اپنا کام جس سطح اور جس انداز میں بھی کرو گے میں تم سے دور نہیں رہوں گا۔"

"بے حد شکریہ۔" شاہنواز بہت دیر تک باتیں کرتا رہا۔ اس کی شخصیت مجھے بے حد پسند آئی تھی اور اس کے بعد شاہنواز رخصت ہوگیا۔ میں نے اسے اپنے ساتھ کھانا

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

کھلایا تھا جس پر اس نے کوئی تکلف نہیں کیا۔ رشید ناگی کے اس اقدام سے میں بہت زیادہ اطمینان محسوس کر رہا تھا۔ زندگی کے معمولات میں پھر وہی یکسانیت پیدا ہو گئی لیکن تبدیلی میں نے اس طرح کی کہ ایک روز آصف نور کو اپنے پاس بلا کر کہا۔

"میں نے مقدس کریم سے تمہارے بارے میں گفتگو کی ہے آصف نور۔ اب میرا اور تمہارا ساتھ چھوٹ رہا ہے۔"

"جی میں سمجھا نہیں؟"

"مقدس کریم کے پاس چلے جاؤ۔ اس کی فیکٹری میں شاید تمہاری ضرورت ہے اور میں جانتا ہوں کہ تم کس انداز میں کس کام کو سنبھال سکتے ہو۔" آصف ساکت نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا تو میں نے کہا۔

"یار میرے اور تمہارے درمیان کوئی فاصلہ تو نہیں ہو جائے گا بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ فاصلے اور کم ہو جائیں گے۔ تمہارے سلسلے میں' میں نے ایک خاص بات سوچی ہے اور اس اعتبار کے ساتھ آصف نور کہ تم مجھے منع نہیں کرو گے۔"

"کیسی بات کرتے دانش صاحب آپ نے مجھے جو حیثیت دی ہے آپ یقین فرمایئے میرا بال بال آپ کا احسان مند ہے۔"

"پھر وہی ہر شخص احسان مند۔ ہر شخص احسان مند۔ ارے بھئی دوست نہیں بنا سکتے مجھے۔ بھائی نہیں کہہ سکتے۔ یار میں بھی تنہا ہوں کیسی باتیں کرتے ہو۔ ہمیشہ میرا دل توڑ دیا جاتا ہے۔" آصف نور نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے اس سے کہا۔

"آصف پہلے ایک بات بتاؤ۔ شادی کے بارے میں تمہارا کیا نظریہ ہے"

"جی۔" آصف حیران رہ گیا۔

"کیا سوچا ہے شادی کے بارے میں؟"

"آپ یقین کیجئے وقت نے کبھی اس کی مہلت ہی نہیں دی کہ میں اس بارے میں سوچتا۔"

"کہیں کوئی تصور ذہن میں بسا۔"

"اگر عشق و محبت والی بات کر رہے ہیں آپ دانش صاحب تو خدا کی قسم پہلے اپنی ماں سے عشق ہے اس کے بعد بہن سے اور بعد کی دنیا خالی ہے۔"

"گویا گویا بڑی گنجائشیں ہیں۔ بہر طور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے آصف کہ اپنی پسند کے خلاف کسی کو ساتھی منتخب کر لیا جاتا ہے۔"

"ہاں۔ ہوتا ہے یقیناً ہوتا ہے۔"

"میں نے تمہارے لئے ایک ساتھی منتخب کیا ہے اور بڑی امید اور بڑے ارمانوں کے ساتھ یہ سوچ کر کہ یقینی طور پر تم اسے مسترد نہیں کرو گے اور خاص طور سے ان حالات میں جب کہ تمہارے اپنے ذہن میں کچھ بھی نہیں ہے۔"

"اگر زندگی میں کبھی یہ محسوس کریں کہ یہ کام مجھے سرانجام دینا ہے اور یہ احساس بھی ہو کہ یہ مجھے ناپسند ہو گا تو بے دھڑک کر ڈالیے۔ یہی میری محبت کا صلہ ہو گا' آپ کے لئے۔"

"بے حد شکریہ میرے دوست۔ اب تم مقدس کریم کے پاس چلے جاؤ۔ میں نے اس سے بات کر لی ہے وہاں مقدس انڈسٹریز میں پروڈکشن منیجر کی جگہ خالی ہے اور اس سلسلے میں ہمیں تم جیسے ہی کسی آدمی کی ضرورت ہے۔" آصف نور کی آنکھوں میں آنسو چھلک آئے۔ بہر طور اس نے منہ سے کچھ نہیں کہا۔ میں نے اس سے کہا۔

"اور بغیر کسی الجھن کے آپ یہ ذمہ داری قبول کر لیں گے۔" مقدس کریم سے واقعی میں نے اس موضوع پر گفتگو کر لی تھی اور اس نے خوشی سے کہا تھا کہ اس کی بھلا مجال ہو سکتی ہے کہ میرے کسی آدمی کو مسترد کر سکے۔ بہرطور آصف نور نے بعد میں مجھے ٹیلی فون پر اطلاع دی تھی کہ اس نے اپنے فرائض سنبھال لئے ہیں اور اسے مکمل طور پر چارج دیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد دوسرے دن وہ مجھ سے ملاقات کرنے بھی آیا اور اس نے تمام تفصیلات میرے سامنے رکھ دیں۔ میں نے اس سے کہا کہ پورے اعتماد کے ساتھ اپنا کام جاری رکھے۔ یہاں مجھے کسی اور کی ضرورت نہیں ہے۔ دوسرے ڈرائیور بھی ہیں جو میرا کام سنبھال لیں گے اور پھر میں خود بھی کبھی کبھی فیکٹری آتا رہوں گا۔ اس نے مجھ سے دبی دبی زبان میں کہا۔

"اور دوسرے مسئلے؟"

"کمال کرتے ہو آصف۔ ابھی بھئی اپنی ملازمت تو پکی کر لو۔ کچھ کماؤ دھماؤ اس کے بعد شادی وادی کی بات کرنا۔ ایک ذرا زبان سے کیا نکال دیا تم تو جان کو ہی آ گئے۔"

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

آصف نور ہنس پڑا تھا پھر اس نے کہا۔

"دانش صاحب۔ بہت عزت دی ہے آپ نے مجھے بہت عزت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے زیادہ عزت دے۔ اس طرف غزنوی صاحب کے ہاں کچھ انوکھی تبدیلیاں رونما ہوئی تھیں اور ان لوگوں نے مسلسل آنا جانا شروع کر دیا تھا۔ رخسار تو خیر اس دن کے بعد سے ابھی تک مجھے نہیں ملی تھی۔ نجانے اس کی کیا کیفیت تھی لیکن ایک دن روزی نے مجھے اطلاع دی تھی کہ تمام لوگ آئے تھے۔ دوسرے دن اور تیسرے دن خاموشی رہی لیکن چوتھے دن یہ لوگ پھر وہاں پہنچ گئے اور اس وقت میں موجود تھا۔ آنے والوں میں کامران غزنوی' فرزان ' نعمان' عرفان اور احسان سبھی تھے۔ دلشاد باجی بھی تھیں' نوشابہ بھی تھی۔ نوشابین اور حنا بھی تھیں۔ بس رخسار نہیں تھی۔ چند اور بھی افراد تھے۔ یہ سارا غول کا غول میری کوٹھی میں داخل ہوا اور میں اس وقت باہر ہی پھولوں کا نظارہ کر رہا تھا۔ میں نے خوش دلی سے انہیں خوش آمدید کہا اور وہ سارے کے سارے میرے اردگرد پھیل گئے۔"

"طے یہ کیا ہم نے کہ پڑوسیوں سے اچھے تعلقات رکھنے کے لئے خود ہی زیادہ محنت کرنا پڑتی ہے۔ آپ تو کبھی ادھر کا رخ نہیں کرتے چنانچہ ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ اب اتنا جائیں آپ کے ہاں کہ آپ مجبور ہو کر ہمارے ہاں آنا شروع کر دیں۔ اس خوف کے ساتھ کہ کہیں ہم لوگ نہ آ جائیں۔" میں ہنسنے لگا۔ میں نے کہا۔

"اگر آپ مجھے واقعی اس سلسلے میں خوفزدہ کرنے کا وعدہ کرتے ہیں تو میں اس خوف کو اپنے لئے بہترین تصور کرتا ہوں۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ آپ لوگ اتنا آیئے کہ میں خوفزدہ ہو جاؤں۔ شرط یہ ہے کہ آپ میرے خوفزدہ ہونے کا انتظار کرتے رہیں گے۔"

"بھئی خطرناک بات ہے۔ اس کا مقصد ہے کہ ہم لوگ آتے رہیں گے اور یہ نہیں آئیں گے۔"

"اگر نہیں آئیں گے تو ہم انہیں لے جائیں گے۔" دلشاد باجی نے کہا۔ سب ہی لوگ بڑی بے تکلفی سے پیش آ رہے تھے اور مجھے اس سلسلے میں یقینی طور پر غور کرنا پڑا

پہلے تو میں نے یہی سوچا تھا کہ ہو سکتا ہے غزنوی صاحب گھر پر موجود نہ ہوں اور ان لوگوں نے ازراہ تفریح میرے گھر کا رخ کیا ہو لیکن اب ان کا آنے کا مطلب اور اس بے تکلفی کا انداز یہ بات ظاہر کرتا تھا کہ غزنوی صاحب کی طرف سے ڈور تھوڑی ڈھیلی کی گئی ہے۔ آناماں کے بارے میں' میں نے خصوصی طور پر حنا سے پوچھا تو اس نے کہا۔

"آناماں آج کل یہاں نہیں ہیں۔"

"وہ بہت اچھی خاتون ہیں نجانے کیوں ان سے دلی محبت کا احساس ہوتا ہے۔"

"تعجب کی بات۔ آناماں سے سب ہی محبت کرتے ہیں۔ ہم بھی تو محبت کے قابل ہیں۔" حنا نے کہا۔

"کیوں نہیں۔ آپ سب لوگ میرے بڑے اچھے پڑوسی ہیں اور میں آپ کو بہت خوشی کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔" میں نے ان لوگوں کی خوب خاطر مدارت کی تھی اور زبردستی انہیں رات کے کھانے پر روک لیا تھا۔ بھلا کھانے کے انتظام میں کیا دقت پیش آسکتی تھی۔ یوں یہ محفل نجی محفل رہی اور اس کے بعد ان لوگوں نے مجھ سے وعدے لئے کہ میں کسی وقت ان کے گھر ضرور آؤں گا۔ میں نے وعدہ کرلیا تھا۔ رخسار سے اس دن جو الفاظ کہے تھے ان کے بارے میں سچی بات یہ ہے کہ بعد میں سوچنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔ بس وہ رات ذرا عجیب گزری تھی۔ ویسے رخسار کی غیر موجودگی ذرا سا عجیب سا احساس دلاتی تھی اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ اس لڑکی سے میں اپنے جن تعلقات کا اظہار کر چکا ہوں کیا انہیں جاری رکھ سکوں گا۔ دل کے گوشوں سے کوئی آواز نہیں ابھرتی تھی اور میں کسی آواز کا منتظر تھا حالانکہ میرے دل میں ایسا کوئی تصور نہیں تھا کہ میں رخسار کی جانب قدم بڑھاؤں۔ بس اس دن ایک جذباتی کیفیت پیدا ہو گئی تھی جو نجانے کہاں سے ابھر آئی تھی۔ اگر دل میں کوئی گنجائش ہوتی تو یقینی طور پر رخسار کی تلاش میں نکلتا اور اس تک پہنچ جانا میرے لئے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ یہ لوگ چلے گئے اور میں بہت دیر تک ان کے بارے میں سوچتا رہا۔ سارے کے سارے جانے پہچانے کردار تھے۔ سبھی کو اچھی طرح جانتا تھا۔ رومانہ باجی بھی یاد تھیں جو ان آنے والوں میں شامل نہیں تھیں اور بھی بہت سے لوگ تھے جو نہیں آئے تھے۔ آناماں تھیں جن کے لئے دل میں تصور آتے ہی ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہو جاتی تھی۔ ویسے یہ بات ذرا باعث حیرت تھی کہ اچانک ہی

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

ان لوگوں کو آزادی کیسے مل گئی تھی۔

غزنوی صاحب کے بارے میں' میں نے پوچھا تو نہیں تھا لیکن اتنا میں جانتا تھا کہ اس سے پہلے ان لوگوں پر میرے سلسلے میں خاصی پابندیاں عائد تھیں۔ یہ اچانک ہی غزنوی صاحب نے اپنے دل کا دروازہ کیسے کھول دیا۔ کیا اس کا تعلق اس دن کی ملاقات سے ہے جو مقدس انڈسٹریز میں ہوئی تھی لیکن اس دن جو گفتگو ہوئی تھی وہ تو بہت عجیب تھی۔ میں تانے بانے ملاتا رہا اور اس کے بعد ایک احساس میرے دل میں یہ پیدا ہوا۔ یقینی طور پر ان لوگوں کو غزنوی صاحب کی اجازت حاصل ہوگئی ہے ورنہ ایسا نہ ہو پاتا اور غزنوی صاحب ہو سکتا ہے میرے ان الفاظ سے ایک بار پھر الجھن میں پڑ گئے ہوں۔ میں نے بھی نہایت چبھتے ہوئے فقرے کہے تھے جن سے غزنوی صاحب کو ماضی یاد آجائے۔

اب دیکھنا یہ تھا کہ آگے کیا ہوتا ہے۔ ویسے کسی دن ان لوگوں کے ہاں چلے جانا برا نہیں ہوگا۔ تھوڑی سی تفریح ہی سہی۔ دو تین دن مزید گزر گئے۔ اس دوران ایسا کوئی قابل ذکر واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ بس زندگی کے وہی معمولات۔ ایک دو بار کلب چلا گیا پھر غالباً اس واقعہ کے پانچویں چھٹے دن کی بات ہے میں اپنے کاغذات میں مصروف تھا کہ ایک کارڈ کاغذات میں سے نکل کر باہر گر پڑا اور میں نے اسے زمین سے اٹھالیا۔ ایک نگاہ ڈالی تو اندازہ ہوا کہ یہ رفیق احمد جاگیردار کا کارڈ ہے۔ ایک عجیب سا احساس دل میں پیدا ہوا۔ اس شخص نے مجھ سے جو گفتگو کی تھی وہ بہت دلسوز تھی اور مجھے اس سے ملاقات کرنا چاہیے تھی۔ یقینی طور پر اس نے سوچا ہوگا کہ میں اس سے ملا اور اسے نظرانداز کر دیا۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ میں نے اس پر لکھا ہوا پتہ دیکھا۔ ٹیلیفون نمبر دیکھا۔ ایک لمحے کے لئے دل چاہا کہ اسے ٹیلیفون کروں لیکن پھر یہ خیال ملتوی کر دیا اور فیصلہ کیا کہ آج شام کو رفیق احمد جاگیردار کے گھر کا رخ کیا جائے اور اس فیصلے کے بعد میں مطمئن ہو گیا تھا۔

☆☆☆

شام کو تقریباً ساڑھے پانچ بجے میں تیار ہو کر باہر نکل آیا۔ میں نے ڈرائیور کو اس علاقے کا پتا دیا تھا۔ جہاں رفیق احمد جاگیردار کی کوٹھی تھی۔ میرے ذہن میں کوئی خاص تصور نہیں تھا۔ بس اس دن تقریب کے موقع پر رفیق احمد کے کہے ہوئے الفاظ یاد آ رہے تھے۔ اس دوران ایسا کوئی اتفاق بھی نہیں ہوا تھا جس سے رفیق احمد کا نام سامنے آتا اور میں اس شخص کے بارے میں کوئی اور معلومات حاصل کرتا۔ بات دراصل کچھ نہیں تھی۔ مصروفیات کی کمی بھی نہیں تھی۔ اگر کچھ کرنا چاہتا تو درجنوں کام بکھرے نظر آتے تھے لیکن چونکہ مزاج میں ایک ایسی کیفیت موجود تھی جس میں سوز و گداز تھا چنانچہ ایسے لوگوں کے لئے دل میں ہمدردی بیدار ہو جاتی تھی جو زمانے کے ستائے ہوئے تھے اور رفیق احمد جاگیردار نے اس دن جو گفتگو کی تھی اس میں ایسا ہی تاثر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا چنانچہ دل ایسے لوگوں کی جانب مائل ہو جاتا تھا۔ ویسے تو ابھی بہت سے منصوبے زیر نظر تھے۔ مشعل شاہ کے بارے میں اب بھی کبھی کبھی دل میں یہ احساس ہوتا تھا کہ کسی لمحے اچانک مشعل شاہ کا ٹیلیفون ملے گا یا وہ کسی شکل میں نمودار ہو جائے گا۔ ایسے لوگ اتنی گمنامی اور اتنی آسانی سے نہیں مرجاتے۔ بے شک جو کچھ ہوا وہ بہت ہی پراسرار تھا۔ خاص طور سے ڈان سینٹر کا مسئلہ جس کا نام مشعل شاہ نے لیا تھا۔ آج تک یہ بات نہیں معلوم ہو سکی تھی کہ ڈان سینٹر ہے کیا چیز۔ لیکن ہم نے اسے اپنی فہرست میں رکھا تھا۔ رشید ناگی سے دو تین بار اس موضوع پر بات چیت بھی ہوئی تھی اور اس نے کہا تھا کہ اگر ڈان سینٹر کا راز معلوم ہو جائے تو کم از کم یہ پتا چل سکتا ہے کہ شاہ صاحب کی موت کا کیا

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

پس منظر ہے۔ میں مغل شاہ صاحب کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ انہوں نے جو سرمایہ میرے نام بینکوں میں جمع کرایا تھا اور جس کے لئے ایک عظیم منصوبہ زیر عمل رہا تھا بے شک ابھی وہ بہت زیادہ تھا۔ لیکن اس میں سے جو کچھ خرچ ہو رہا تھا اس کی واپسی ابھی شروع نہیں ہوئی تھی اور ایسا کوئی بھی کام جس میں واپسی نہ شروع ہوئی ہو خطرناک ہی رہتا ہے۔ کم از کم محفوظ سرمایہ اتنا ہونا چاہیے کہ اگر کوئی بڑا مسئلہ درپیش آجائے تو اس میں رکاوٹ نہ ہو۔ جو منصوبہ میں نے اپنے ذہن میں بنایا تھا اور جس کا مختصر سا تذکرہ رشید ناگی سے ہو چکا تھا اس کے لئے ابھی تک کوئی آسامی ہمارے علم میں نہیں آئی تھی لیکن اتنے سارے کام بیک وقت نہیں ہو جاتے۔ رشید ناگی جس انداز میں کارروائیاں کر رہا تھا اس سے مجھے پوری پوری امید ہو چکی تھی کہ بہت جلد میں تمام وسائل پر قابو پانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ بہر طور اس وقت تک تو انتظار کرنا ہی تھا۔ رفیق احمد صاحب کی کوٹھی تلاش کرنے میں بہت زیادہ وقت نہیں ہوئی۔ میں نے کوٹھی کو باہر سے دیکھا اور دل میں یہ اعتراف کیا کہ کوٹھی کسی صاحب ذوق نے بنوائی ہے۔ اور ہاتھی لاکھ لٹ جانے پر بھی سوا لاکھ کا ہوتا ہے۔ کوٹھی کے دروازے پر کوئی چوکیدار نہیں تھا۔ ہم لوگ رکے ہارن بجایا تو کچھ دیر کے بعد ایک عمر رسیدہ عورت نے گیٹ کھولا اور ایک جانب ہٹ گئی۔ ملازمہ قسم کی خاتون تھیں۔ اس نے بس ایک کار دیکھی تھی جو بہت قیمتی اور شاندار تھی اور قیمتی اور شاندار کاروں کو کسی کوٹھی میں داخل ہونے میں کوئی دقت نہیں پیش آتی۔ ہاں اگر اس قیمتی اور شاندار کار کا مالک معمولی قسم کے کپڑے پہن کر پیدل ہی کوٹھی میں داخل ہونے کی کوشش کرے تو تمام نگاہیں اس جانب نگراں ہو جاتی ہیں۔ خیر زندگی کے یہ لاتعداد تجربات مجھے حاصل تھے۔ بلکہ اگر یہ کہو کہ میرا سرمایہ تھے تو غلط نہیں ہوگا۔ اور ان تجربات کے سہارے میں بہت سے مسائل چٹکی بجاتے حل کر لیا کرتا تھا۔ کار پورچ میں جا کر رک گئی اور وہی عورت جس نے دروازہ کھولا تھا تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی میرے قریب آگئی۔ اس کے لہجے میں مٹھاس اور انداز میں ادب تھا۔

"آپ کس سے ملنا چاہتے ہیں جناب.........؟"

"جاگیردار صاحب سے۔" میں نے جواب دیا۔؟

"معذرت خواہ ہوں۔ دراصل کسی مہمان کو دروازے سے نہیں ٹالا جاسکتا۔ آپ کو پہلے تشریف لانا ضروری تھا اور اگر زحمت ہوئی تو اس کے لئے معافی چاہتی ہوں۔ دراصل رفیق احمد صاحب اس وقت گھر میں موجود نہیں ہیں۔ آپ اگر ان کا انتظار کرنا چاہیں تو ڈرائنگ روم کھول دوں۔ کوئی پیغام دینا چاہیں تو میں ان تک پہنچا دوں گی۔"

میں نے معمر عورت کو گہری نگاہوں سے دیکھا اس کا کہا غلط نہیں تھا۔ "ان کی واپسی کب تک متوقع ہے؟"

"کوئی وقت متعین نہیں ہے۔ ویسے وہ بہت دیر گھر سے باہر نہیں رہتے۔ اور اب انہیں گئے ہوئے تقریباً دو گھنٹے گزر چکے ہیں۔ بڑی بی بی کے ہاں گئے ہیں۔ شاید بڑی بی بی کے ساتھ ہی واپس آجائیں۔ آپ چاہیں تو پندرہ بیس منٹ انتظار کر لیں کوئی حرج نہیں ہے۔" میں ابھی کوئی فیصلہ نہیں کر پایا تھا اور دل میں یہی سوچ رہا تھا کہ پیغام چھوڑ کر واپس چلا جاؤں کہ بڑے دروازے میں ایک عورت نظر آئی۔ میں اپنے الفاظ میں اسے عورت ہی کہہ سکتا تھا۔ حسن و دلکشی کا پیکر بڑی بڑی کشادہ اور روشن آنکھیں سرخ و سپید چہرہ ایسا کہ دیکھنے والے کی نگاہ اس پر سے ہٹ نہ پائے۔ پھر جو لباس استعمال کیا گیا تھا وہ جدید تقاضوں کو پورا کرتا تھا۔ یعنی جسم کی پردہ پوشی اور اس کی دلکشی کا مکمل اظہار خاتون دو قدم آگے بڑھیں اس کی نگاہیں مجھ پر جمی ہوئی تھیں۔ پھر اس کے ہونٹوں پر ایک دل آویز مسکراہٹ پھیل گئی اور یوں محسوس ہوا جیسے دہانے کے پیچھے ننھے ننھے بلب جل اٹھے ہوں۔ دانتوں میں بڑی خوبصورتی اور ایسی ہی چمک تھی۔ میں نجانے کیوں اس خاتون سے [illegible] ہو گیا تھا۔ تعارف پر پتا چلا کہ وہ رفیق احمد کی چھوٹی بیٹی عافیہ ہے۔"

عافیہ کچھ ہی دیر میں مجھ سے بے تکلف ہو گئی۔ میں بھی اس سے گفتگو میں اس طرح کھو گیا جیسے برسوں سے اسے جانتا ہوں لیکن اس کی گفتگو کا انداز بار بار مجھے حیرت میں مبتلا کر رہا تھا کبھی وہ بالکل ہی فلسفیانہ انداز میں گفتگو کرنے لگتی اور کبھی کسی معصوم بچی کا گمان ہونے لگتا تھا اس کی معیت میں مجھے وقت کے گزرنے کا احساس ہی نہ رہا۔ حتیٰ کہ ایک گھنٹہ بعد جب سماعت سے بہت سے لوگوں کے بولنے کی آواز ٹکرائی تو میں چونک اٹھا اور چائے کی پیالی میز پر رکھ کر بیرونی دروازے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

سب سے پہلے کمرے میں داخل ہونے والے رفیق احمد جاگیردار ہی تھے۔ ان کے پیچھے ایک خاتون دو لڑکیاں اندر آگئیں۔ انہوں نے حیران نگاہوں سے مجھے دیکھا اور

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

دوسرے لمحے ان کے چہرے پر خوشی کے تاثرات پھیل گئے..........

"اوہ میرے خدا۔ یہ آپ ہیں دانش منصور صاحب۔ افسوس میں آپ کی کار نہیں پہچان سکا تھا۔ لیکن لیکن میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس غریب خانے کو ایک دن یہ عظمت ملنے والی ہے۔" میں نے کھڑے ہو کر رفیق احمد سے مصافحہ کیا اور بولا.........

"آپ نجانے کیوں مجھے شرمندہ کرنے پر تل گئے ہیں رفیق صاحب........"

"خدا کی قسم بیٹے یقین جانو تمہارے آنے سے مجھے جتنی خوشی ہوئی ہے میں بیان نہیں کر سکتا۔ کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا میں نے کہ تم میری جانب رخ کرو گے کیسے ہی آئے ہو کوئی بھی مسئلہ ہو لیکن میرے غریب خانے میں تمہارے قدموں کا آنا مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے مجھے نجانے کہاں کہاں کی دولت مل گئی ہو۔ پھر وہ اپنے ساتھ آئی ہوئی لڑکی کی طرف متوجہ ہو کر بولے.........."

"جانتی ہو کون ہیں یہ۔"

"نہیں ڈیڈی میں نہیں جانتی۔" عورت نے کہا........"

"دانش منصور۔ وہ پراسرار کردار جس نے کاروباری دنیا میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ اور جس کا نام ہر جگہ سحرزدہ انداز میں لیا جاتا ہے۔"

پھر انہوں نے اس خاتون اور لڑکیوں کا تعارف کرایا تو پتا چلا کہ خاتون ان کی بیٹی اور دونوں لڑکیاں نواسیاں ہیں۔ میری آمد پر وہ بار بار حیرت کا اظہار کر رہے تھے۔ پھر جونہی ان کی نگاہ چائے کے برتنوں پر پڑی تو وہ شرمندہ سے لہجے میں بولے۔

"اوہ غالباً آپ خاصی دیر سے آئے ہوئے ہیں میں معذرت چاہتا ہوں آپ کو انتظار کی زحمت سے دوچار ہونا پڑا۔"

"جی ہاں۔ خاصی دیر ہو گئی رفیق صاحب اس دن آپ سے وعدہ کیا تھا اور یہاں آنا مجھ پر فرض تھا۔ پھر دل میں سوچا کہ آپ کو ٹیلیفون کر لوں لیکن پھر یہ سوچ کر ارادہ ملتوی کر دیا کہ آپ نجانے کیا سوچنے میں مصروف ہو جائیں۔ اس لئے بس بغیر بتائے ہی یہاں آ گیا........"

"اگر مجھے پتا چل جاتا تو میں آپ کا انتظار کرتا دانش صاحب' تاہم آپ کے آنے سے جو دلی مسرت مجھے حاصل ہوئی ہے بیان نہیں کر سکتا۔ اسی وقت ایک اور شخص اندر داخل ہوا۔ چھریرے جسم کا ایک جوان آدمی تھا اور بہت اسمارٹ نظر آ رہا تھا۔ رفیق احمد نے اس کا تعارف نیاز احمد کے نام سے کرایا اور بتایا کہ نیاز احمد ان کے داماد ہیں۔ ان لڑکیوں کے والد اور ان خاتون کے شوہر۔ پھر انہوں نے نیاز احمد صاحب کی طرف رخ کر کے کہا........"

"کہو نیاز میاں پہچان سکتے ہو انہیں........"

"میں تو شدت حیرت سے بیہوش ہونے کی کوشش کر رہا ہوں ڈیڈی۔ یہ یہ دانش منصور صاحب ہی ہیں نا کیوں دانش صاحب میں آپ سے براہ راست آپ کے بارے میں پوچھ سکتا ہوں........"

"جی میرا نام دانش منصور ہی ہے۔"

"انکساری اسی کو تو کہتے ہیں لیکن آپ یقین کریں کہ آپ کو یہاں کبھی دیکھنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا اور آپ کا نام تو بڑی بڑی محفلوں میں لیا جاتا ہے اور آپ کو کیا کہا جائے کہ لوگ آپ کے نام سے اپنی تقدیروں کا آغاز کرتے ہیں۔" "یعنی آپ لکشمی دیوتا ہیں۔"

"مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے آپ تمام لوگ مجھے کانٹوں میں گھسیٹ رہے ہیں۔"

رفیق احمد میرے نزدیک ہی آ کر بیٹھ گئے۔ عافیہ نے بھی وہاں سے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔ رفیق احمد صاحب پر مسرت لہجے میں بولے۔

"دانش صاحب فرمائیے کیسے مزاج ہیں۔ کیا ہو رہا ہے اس دن آپ سے ملاقات ہوئی اور کئی دن تک آپ کی گفتگو کا تاثر ذہن میں جما رہا۔ پہلے ہی اپنے بارے میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ ایک سادہ لوح آدمی ہوں اور کسی سے کوئی لالچ نہیں رکھتا۔ براہ کرم کبھی دل میں یہ تصور نہ لائیں کہ آپ کی اس محبت سے ہم کوئی ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔"

"کیسی باتیں کر رہے ہیں ڈیڈی۔ میں نے ابھی انہیں لکشمی دیوتا کہا تھا۔ آخر لکشمی دیوتا کی آمد سے کچھ نہ کچھ فائدہ تو ہونا ہی چاہیے ہمارا۔ بھئی دانش صاحب آپ تقدیریں بنانے والوں میں سے ہیں۔ خاص طور پر مقدس کریم کو دیکھتا ہوں تو دل میں یہ خیال ابھرتا ہے کہ کاش میرا نام غلطی سے مقدس کریم رکھ دیا جاتا۔ میں بھی ایک چھوٹا موٹا کاروباری

Scanned and Uploaded By
WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوں۔ لیکن ابھی چند دنوں قبل ذرا مشکلات کا شکار ہو گیا ہوں.........."

"نیاز بیٹے۔ مذاق ہی مذاق میں بعض اوقات کچھ باتیں ایسی ہو جاتی ہیں جس سے انسان کی ساری بنائی ہوئی دیواریں گر جاتی ہیں۔ میں نے ابھی ابھی تمہارے سامنے جو کچھ کہا ہے کیا تم نے اس پر غور نہیں کیا.........."

نہیں ڈیڈی بات دراصل یہ ہے کہ آپ تو اپنا وقت گزار چکے ہیں۔ اتنا کچھ کر چکے ہیں کہ آپ کو زندگی میں کسی شے کی طلب.......... نہیں رہی ہے۔ لیکن میرا مسئلہ ذرا مختلف ہے۔ بھئی آپ کو ہم بتائیں ہم بھی ضرورت مند ہیں۔

دانش منصور صاحب ماموں میاں۔ میرا مطلب ہے یہ ہمارے ڈیڈی صاحب جو در حقیقت ہمارے ماموں بھی ہیں اور سسر بھی کئی دنوں سے بینکوں کے چکر لگا رہے ہیں اوور ڈرافٹ کے سلسلے میں دراصل ایک ایل سی کا معاملہ ہے اور آپ یقین کریں کہ اگر وہ ایل سی کھل جائے تو ہماری تقدیر کے دروازے بھی ہم پر کھل جائیں گے.........."

"آپ بولتے ہیں تو بولتے چلے جاتے ہیں۔ کیا فوراً ہی یہ گفتگو مناسب ہے۔" اس بار رفیق صاحب کی بڑی بیٹی نے اپنے شوہر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا.........."

"عورت ہو بالکل عورت کاروباری باتیں پہلے کرلی جاتی ہیں اور اس کے بعد کوشش کی جاسکتی ہے کہ اپنائیت کے رشتے قائم کیے جائیں۔ تاکہ ان باتوں کا تاثر بھی ذہن میں رہے اور اپنا کام بھی بن جائے.........."

"میں تمہاری باتوں سے ناخوش ہوں نیاز۔" رفیق احمد صاحب بولے..........

"ٹھیک ہے۔ خاموش ہوئے جاتے ہیں۔ چونکہ زبردستی زبان بندی کی جا رہی ہے ورنہ ہم چاہتے تھے کہ فوراً ہی اپنا مطلب بھی ظاہر کر دیں.........."

"نہیں۔ میں نے جب دانش منصور سے گفتگو کی تھی تو اپنی نیت کے بارے میں بھی انہیں بتایا تھا اور تم ایک لمحے میں میری ساری عزت خاک میں ملائے دے رہے ہو۔ میں انتہائی معذرت چاہتا ہوں تم سے نیاز احمد کہ کوئی ایسی بات نہ کرو جس سے مجھے دلی رنج ہو.........."

"معافی چاہتا ہوں ڈیڈی۔ دراصل مذاق ہی مذاق میں فضول باتیں کر گیا۔ سوری دانش صاحب در حقیقت میں بہت ہی جذباتی قسم کا آدمی مشہور ہوں لیکن میں بد زبان نہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Scanned and Uploaded By Nadeem

ہوں۔ بلکہ جو دل میں ہوتا ہے فوراً زبان پر لے آتا ہوں میں.......... لوگوں کا خیال ہے کہ بڑی ہی بری ہوتی ہے۔ میں ہنس پڑا۔ میں نے کہا۔"

"نہیں۔ نیاز صاحب آپ کی باتوں سے مجھے کافی دلچسپی محسوس ہو رہی ہے۔"

"تاہم میری یہ درخواست ضرور قبول کر لی جائے گی کہ اس موضوع پر کوئی گفتگو مزید نہ کی جائے۔ رفیق احمد بولے اور پھر میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے۔"

"اب آپ نے ہمیں یہ عزت دے ہی دی ہے دانش منصور صاحب تو ہم آپ سے یہ درخواست کرنے کی مزید جرات کرنا چاہتے ہیں کہ آج آپ کھانے کے بعد یہاں سے جائیں گے۔"

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر رفیق صاحب۔ لیکن رات کے کھانے کے لئے آپ مجھے نہ روکیے گا۔ رات کی مصروفیات کچھ اور ہیں۔ ہاں یہ وعدہ آپ سے کیا جاسکتا ہے کہ دوبارہ آپ کبھی جب حکم دیں گے تو ضرور تعمیل کی جائے گی.........."

"یقیناً یقیناً۔ جانتا ہوں کہ آپ کی کیا مصروفیات ہوں گی۔ بہر طور ابھی کچھ دیر تو رکیں گے۔ میں دراصل صرف اس بات پر افسوس کر رہا ہوں کہ آپ کو آئے ہوئے اتنی دیر ہو گئی اور ہم یہ قیمتی لمحات کھو بیٹھے۔"

"آپ نے اس دن مجھ سے گفتگو کی تھی۔ اس گفتگو میں ایک بزرگانہ کیفیت تھی ایک محبت بھرا انداز تھا۔ اور بے لوث بے غرض یہاں چلا آیا۔ اس کے بعد اس بات کا خواہش مند ہوں کہ مجھ سے اتنے نیاز مندانہ انداز میں گفتگو نہ کی جائے۔ آپ کا کیا خیال ہے نیاز صاحب.........."

"بھئی ردیف اور قافیے کا مسئلہ ہے تو داد دیں گے آپ کو۔" نیاز احمد بولے اور پھر انہوں نے جلدی سے منہ بند کر لیا۔ انداز میں شوخی تھی۔ دونوں لڑکیاں مسکرا رہی تھیں اور ان کی نگاہیں بار بار میرا جائزہ لینے لگتی تھیں۔ نیاز احمد خاموش ہوئے تو رفیق احمد نے کہا..........

"خیر کوئی بات نہیں۔ دوبارہ سہی۔ اچھا تو آپ آپ یہ فرمایئے دانش صاحب کہ تھرس آٹوز کے معاملات کیسے چل رہے ہیں۔ ویسے آپ سے ایک عرض ضرور کروں گا۔ بلکہ تحسین آمیز لہجے میں کہوں گا کہ آپ نے جہانگیر کو جس طرح چت کیا ہے وہ ایک

ناقابل یقین سی بات تھی۔ آٹو کنگ کہلاتے تھے یہ حضرت اور لوگ ان کے سامنے آنے سے گریز کرتے تھے۔ بارہا کچھ لوگوں نے اس طرف قدم بڑھانے کا فیصلہ کیا لیکن آٹو کنگ یعنی جہانگیر خان کے سامنے ان کے قدم نہ ٹک سکے۔ آپ نے مقدس کریم جیسے شخص کو اس قابل بنا دیا کہ آج جہانگیر خان ان کے سامنے گردن خم کرتے ہیں.........."

"بات دراصل یہ نہیں ہے۔ رفیق صاحب مقدس کریم اس کام میں آگے بڑھنے کا حوصلہ رکھتے تھے اور صرف مالی مشکلات کا شکار تھے۔ اس کے علاوہ انہیں جس طرح بس کر دیا گیا تھا وہ بات مجھے پسند نہیں آئی۔ میں نے پہلے ہی یہاں کے کاروباری حلقوں میں اس بات کا اعلان کیا تھا کہ میں براہ راست کچھ نہیں کرنا چاہتا۔ ہاں اگر محفوظ سرمایہ کاری ہو سکے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا........"

"بلاشبہ اس وقت آپ کی یہ بات مضحکہ خیز سمجھی گئی تھی۔ لیکن آج ہر شخص تسلیم کرتا ہے کہ آپ کا منصوبہ نہایت ہی موثر تھا آپ نے ابھی ایک ہی قدم اٹھایا ہے لیکن اتنا کامیاب کہ اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ اور آج بے شمار افراد اس انداز میں سوچ رہے ہیں کہ آپ کا طریقہ کار منفرد ہے۔ اور انتہائی سنسنی خیز بھی۔ میں ہنسنے لگا۔ میں نے کہا........"

"ہاں کچھ لوگوں نے کسی بھی شعبے پر اپنی اجارہ داری قائم کر رکھی ہے۔ دیانت داری سے اگر کوئی بھی شعبہ چلایا جائے تو یقینی طور پر دوسرا آدمی دوسرے شعبے سے منسلک ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر کسی شخص کو بے بس میرا مطلب ہے مالی طور پر بے بس پا کر اگر اس کے خلاف باقاعدہ منصوبہ بندی کر لی جائے تو میں اسے مناسب نہیں سمجھتا اور میں سمجھتا ہوں یہ چیز ملکی ترقی میں رکاوٹ بن سکتی ہے۔ معاف کیجئے گا دراصل آپ کو شاید میرے بارے میں تفصیلات کا علم نہیں ہے۔ زیادہ تر ملک سے باہر رہا ہوں۔ نیروبی میں میں نے وقت گزارا ہے۔ میرے والد بھی وہیں کاروبار کرتے تھے۔ اور جب ان کا انتقال ہو گیا تو میں نے اپنا تمام سرمایہ یہاں منتقل کر لیا۔ یہاں آنے کے بعد میں نے یہاں کے حالات سے واقفیت حاصل کی تو مجھے پتا چلا کہ یہاں خاصی ہنگامہ خیزیاں ہیں اور ایک عجیب سا مقابلے کا دور چل رہا ہے۔ لیکن میں اس مقابلے کو تعمیری مقابلہ نہیں سمجھتا۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ صنعتیں لگائی جائیں لوگوں کو روزگار دیا جائے۔ اور ملکی ترقی میں اہم

کردار ادا کیا جائے۔ مقابلہ یہ ہونا چاہیے کہ ملک میں جو چیزیں موجود نہیں ہیں اور جن کے لئے ہمیں کروڑوں بلکہ اربوں روپے بیرونی طور پر خرچ کرنا پڑتے ہیں ان کا یہاں دور دورہ ہو جائے اور ہمارا ملک اس سلسلے میں جہاں تک ممکن ہو سکے خود کفیل ہو جائے۔ ایک ہی چیز کو باہر سے منگوا کر یہاں اس کی قیمتوں میں کمی بیشی کرنا میرے خیال میں ایک صحت مندانہ قدم نہیں ہے........"

"بالکل ٹھیک کہا تم نے۔ ملک کو لاتعداد صنعتوں کی ضرورت ہے۔ ہمارے بے روزگار نوجوان جو آج سڑکوں پر نعرے لگاتے پھرتے ہیں اور قتل و غارت گری کر رہے ہیں اگر سرمایہ داروں کی نگاہوں میں آجائیں تو آپ یقین کریں کہ ملک میں امن و امان بھی قائم ہو جائے اور ملک کی روشن پیشانی پر مزید ستارے جگمگا اٹھیں۔ صنعتیں کسی ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور اس کی تعمیر میں بہت بڑا کردار ادا کرتی ہیں۔ اس طرح اگر ہم مختلف صنعتوں پر توجہ دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ فائدہ ہوگا........"

"میرا نظریہ بھی یہی ہے کہ اپنے وطن میں صنعتوں کو فروغ دیا جائے اور کسی ایک کی اجارہ داری کسی ایک صنعت پر قائم نہ ہونے دی جائے اور اس سلسلے میں میں نے کھلے عام یہ بات کہی تھی کہ کوئی بھی ایسا موثر منصوبہ اگر میرے سامنے آیا تو میں اس میں سرمایہ کاری کرنے کے لئے تیار ہوں........"

"بھئی مجھے یہ سب کچھ بہت عجیب محسوس ہو رہا ہے۔ ایک اتنا سا بچہ معاف کیجئے گا دانش منصور صاحب میں اپنی عمر کے لحاظ سے یہ بات کہہ رہی ہوں اور اس کی اتنی بڑی بڑی باتیں آپ لوگ جو باتیں دانش منصور کے سلسلے میں کر رہے ہیں میرے ذہن سے نہیں اتر رہی۔" اس بار عافیہ کی بڑی بہن اور نیاز احمد کی بیگم صاحب نے کہا۔

"یہی تو سب سے زیادہ حیران کن بات ہے۔ محترمہ کہ حضرت نے اس چھوٹی سی عمر میں بڑے بڑوں کے دانت کھٹے کر دیئے ہیں۔" نیاز احمد بولے اور پھر جلدی سے منہ بند کر لیا۔

"آپ مسلسل شرارتیں کر رہے ہیں۔ نیاز میاں۔"

"بولوں۔ کوئی حرج تو نہیں ہے۔" نیاز احمد صاحب نے کہا۔

"صرف اتنا ہی جتنا جائز ہو۔"

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"بہت بہتر۔ کوئی ایسا اشارہ مقرر کیے لیتے ہیں کہ جہاں میں ضرورت سے زیادہ بولنے لگوں آپ لوگ مجھے اشارہ کر دیں میں خاموش ہو جاؤں گا۔"

"نہیں۔ اب ایسی بات بھی نہیں ہے۔" میں نے کہا اور سب ہنسنے لگے۔ پھر میں نے کہا۔

"آپ یقین کیجئے۔ رفیق صاحب اب مجھے اس بات پر افسوس ہو رہا ہے کہ اس سے پہلے میں یہاں پر کیوں نہیں آیا۔"

"شادی مرگ میں مبتلا کر دو گے۔ یہ الفاظ کہہ کر مجھے۔ دراصل بات یہ نہیں ہے کہ تم ایک دولت مند انسان ہو اور میں دولت مند کی یہاں آمد سے خوش ہوں۔ بس یوں سمجھ لو کہ میرا دل تمہاری جانب مائل ہوا تھا۔ میری بے تکلفی کو معاف کرنا۔ بیٹے آپ آپ کہتے ہوئے کچھ غیریت کا سا احساس ہوتا ہے۔"

"آپ مجھے نہایت بے تکلفی سے مخاطب کریں۔ مجھے بے حد خوشی ہوگی۔" میں نے کہا اور رفیق صاحب افسردگی سے گردن ہلانے لگے۔

"تو چونکہ مجھے اجازت مل گئی ہے آپ سے گفتگو کرنے کی اور بہت سی باتیں میرے سامنے بھی آگئی ہیں اس لئے میں مزید کچھ بولنا چاہتا ہوں۔" نیاز احمد نے کہا۔

"جی۔ جی ضرور۔"

"میں اپنی خدمات آپ کو پیش کرنے کا خواہش مند ہوں۔ دانش صاحب مثلاً صرف اس حد تک اور آپ یقین کیجئے کہ ایک پیسہ معاوضہ نہیں مانگوں گا آپ سے۔ خدمات یہ ہوں گی کہ میں آپ کو ان صنعتوں کے بارے میں تفصیلات فراہم کروں جن کی ہمارے ہاں شدت سے کمی محسوس کی جا رہی ہے۔ آپ غور فرمایئے ہو سکتا ہے آپ کے ذہن میں کوئی ایسی تجویز آجائے جو کارآمد ہو۔"

"یقینی طور پر مجھے اس سے خوشی ہوگی۔" میں نے کہا۔

"اب ہمیں کچھ اور باتیں بھی کر لینے دو۔ ان حضرات سے۔ ساری باتیں تم خود ہی کر لو گے۔" رفیق صاحب بولے۔

"نہیں نہیں۔ آپ باتیں کیجئے۔ میرے ذہن میں اگر کوئی بات آئی تو درمیان میں بول پڑوں گا۔"

"بس کوئی اہم بات نہیں ہے۔ میں صرف اپنی اس مسرت کا اظہار کرنا چاہتا تھا۔"

"اور میں ان سے ان کے خاندان کے بارے میں معلوم کرنا چاہتی ہوں۔" بیگم نیاز احمد نے کہا۔

"اس سلسلے میں یہ مشہور زمانہ ہیں۔ والد صاحب انتقال کر چکے ہیں۔ اب تنہا ایک کوٹھی میں رہتے ہیں اور سب کا ناک میں دم کیے ہوئے ہیں۔" رفیق احمد نے ہنستے ہوئے کہا۔ ایک عجیب سا احساس ان کی آواز سے جھلکتا تھا۔ جس سے میں بہت متاثر ہوا تھا۔ بہت دیر تک یہ دلچسپ گفتگو جاری رہی اور اس کے بعد میں نے کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھ کر کہا۔

"اب اجازت چاہوں گا۔ پھر دوسری ملاقات یقینی طور پر ہوگی۔ اپنے گھر بھی آپ کو مدعو کروں گا لیکن ابھی نہیں۔"

"مجھے تمہارے گھر آکر دلی مسرت ہوگی۔" رفیق احمد بولے۔

"بہت جلد میں آپ کو اس سلسلے میں زحمت دوں گا۔ پھر وہ سب بھی باہر تک چھوڑنے آئے۔ اس دوران ان لوگوں کے آنے کے بعد عافیہ خاتون مسلسل خاموش رہی تھی۔ لیکن اس کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات نہیں تھے۔ بلکہ سب کی گفتگو سنتی رہی تھی کئی بار مسکرائی بھی تھی البتہ جب میں اپنی کار میں بیٹھنے لگا تو وہ چند قدم آگے بڑھی اور جھک کر کار کی کھڑکی سے منہ لگا دیا۔ پھر آہستہ سے بولی۔

"پھر آؤ گے نا۔"

"جی ضرور۔"

"جلدی آنا۔ میری بینائی کے جانے سے پہلے آجانا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں انتظار کرتے کرتے اندھی ہو جاؤں۔"

"میں نے حیرانی سے اسے دیکھا اور خاموشی سے گردن ہلا دی۔ یہ الفاظ ویسے اس نے سرگوشی کے انداز میں کہے تھے اور اس لہجے کو میں بالکل نہیں سمجھ پایا تھا۔ میں نے ان سب کے سامنے ہاتھ ہلایا اور ڈرائیور نے گاڑی ریورس کر کے واپس موڑ لی۔ اس کے بعد سیدھے کوٹھی ہی کا رخ کیا تھا لیکن ذہن پر ایک عجیب سا تاثر تھا۔ رفیق احمد اور اس کا چھوٹا سا خاندان کافی اچھا تھا۔ تمام کے تمام لوگ جن سے میری ملاقات ہوئی تھی خوش

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

اخلاق تھے۔ نیاز احمد صاحب کافی دلچسپ آدمی تھے اور انہوں نے جو الفاظ کہے تھے وہ قابل غور بھی تھے۔ لیکن عافیہ کا مسئلہ بالکل ہی انوکھا تھا میرے لئے۔ اچھی خاصی عمر کی خاتون تھی۔ لیکن جو کچھ میں نے دیکھا سنا وہ بہت ہی تعجب خیز تھا۔ نجانے کیوں مجھے کوٹھی واپس آتے وقت تک ایک عجیب سا احساس رہا۔ اور پھر میں نے آہستہ آہستہ وہ سب کچھ ذہن سے نکال دیا۔ روزی سے بہت دیر تک بات چیت ہوتی رہی۔ اس کے بعد کہیں جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ آرام کرنے لیٹ گیا اور دوسری صبح جونہی ناشتے سے فارغ ہو کر باہر ٹہلنے کی غرض سے نکلا تو یہ دیکھ کر دل کو خوشی ہوئی کہ رخسار گیٹ میں داخل ہو رہی تھی۔ تنہا تھی میں نے اس کے عقب میں نگاہیں دوڑائیں اور کسی کو نہ پا کر اس کے استقبال کے لئے آگے بڑھ آیا۔ رخسار معمول کے مطابق بہت خوبصورت نظر آرہی تھی۔ مجھے دیکھ کر اس کے چہرے پر حیا کی سرخی پھیل گئی۔ میں نے آگے بڑھ کر اس کا پرتپاک استقبال کیا تھا۔

"آیئے مس رخسار۔ کیسے کیسے مزاج ہیں آپ کے۔"

"کتنے رسمی الفاظ ہیں یہ سب کچھ۔ کیا ان میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔" رخسار نے کہا۔

"آپ مجھے تبدیل کر کے بتا دیجئے گا آئندہ آپ کو انہی الفاظ سے مخاطب کیا کروں گا۔"

"بدقسمتی یہ ہے کہ آپ صرف انگریزی زبان استعمال کرتے ہیں۔ ہاں ہاں اردو میں تو اس کے متبادل بہت سے الفاظ رائج ہیں۔"

"بس اب یوں سمجھ لیجئے کہ اب دوسرا کام میں یہی کرنے والا ہوں یعنی اردو سیکھنا۔"

"نجانے کیوں اب تک آپ اسے ٹالتے رہے ہیں۔"

"بس میری مصروفیات سمجھ لیجئے۔ میں نے کہا اور رخسار کو لے کر اندرونی حصے میں آگیا۔"

"آپ ناشتہ کر چکی ہیں؟"

"جی بالکل بالکل۔ لیکن چائے ضرور پیوں گی میں نے دل میں یہ سوچا تھا کہ چائے

آپ کے ساتھ ہی پیوں گی۔"

"مجھے انتہائی مسرت ہوئی۔ میں نے کہا اور اس کے بعد میں نے چائے کا اہتمام کیا۔

رخسار کہنے لگی۔"

"معاف کیجئے گا بہت زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکوں گی آپ کے پاس۔ اس وقت ایک ایسا موقع مل گیا تھا مجھے کہ میں فوراً ہی ادھر چلی آئی۔"

"یہ موقع کیسے ملا آپ کو؟"

"بس اتفاق سے سبھی لوگوں کو کچھ نہ کچھ کام تھے۔ اور صبح صبح وہ سب ان کی تیاریوں کے سلسلے میں نکل پڑے۔ میں نے سوچا کہ چلنے میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں۔ خاص طور سے آپ سے ایک درخواست بھی کرنا تھا۔"

"جی فرمایئے۔"

"وہ میری سالگرہ ہونے والی ہے تین دن کے بعد۔ کارڈ تقسیم ہو رہے ہیں۔ آپ کے پاس بھی کارڈ آئے گا ضرور تشریف لائیں گے۔"

"ضرور حاضری ہوگی۔ آپ کا کارڈ ہی کافی ہوتا۔ مزید کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ خصوصاً اس لئے کہ سالگرہ آپ کی ہوتی۔"

"شکریہ۔ میں نے سوچا کہیں آپ ٹال نہ جائیں۔"

"جی نہیں۔ میرا خیال ہے یہ فن آپ کو آتا ہے۔"

"کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں۔" رخسانہ نے کہا۔

"اس دن تمام لوگ یہاں آئے تھے آپ ان میں نہیں تھیں۔"

"جان بوجھ کر نہیں آئی تھی۔" رخسار نے کہا۔

"کیوں۔"

"آپ کے آتش شوق کو بھڑکانا چاہتی تھی۔ لیکن بھڑکنے نہیں پائی۔"

"اب میں آپ سے وہی سوال کروں گا کہ کیا مطلب۔"

"مطلب یہ کہ مجھے ان کے ساتھ نہ پاکر آپ کے دل میں تجسس کے جذبات نہیں ابھرے ورنہ آپ ہمارے ہاں ضرور آجاتے۔"

"بتا چکا ہوں رخسار کہ وہاں آنے میں مجھے کیا مشکل درپیش ہے۔ ورنہ جب بھی

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

فرصت ملتی ضرور آتا۔"

"اس مشکل اور رکاوٹ کو دور کیجئے نا۔" رخسار نے ناز بھرے انداز میں کہا اور میں ہنسنے لگا۔ پھر میں بولا۔

"افسوس تو یہی ہے رخسار کہ یہ فن نہیں آتا مجھے۔"

"سیکھنا ہوگا آپ کو۔ ویسے ایک بات بتاؤں۔ آپ کے سلسلے میں میں درحقیقت بڑی الجھن میں ہوں۔"

"یقیناً" ہوں گی۔ اگر بتانا پسند کریں تو بتا دیجئے گا۔"

"ہمارے ہاں ایک لہر سی آئی ہے میرا مطلب ہے ہمارے گھر میں۔ کبھی کبھی کچھ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سب لوگ آپ کی جانب متوجہ ہوں۔ آپ پر توجہ دے رہے ہوں۔ آپ سے قربت چاہتے ہوں۔ اور اس کے بعد اچانک ہی سب خاموش ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ ویسے آپ کو یہ سن کر افسوس ہوگا کہ آپ نے جو ذمہ داری میرے سپرد کی تھی میں اس میں بالکل ہی تل رہی۔ کوئی بھی تو ایسا نہیں ہے جو اس سلسلے میں کچھ بتانے کو تیار ہو جائے۔ آپ کے ہم شکل کے بارے میں سب اسی لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ نجانے کیا پراسرار کہانی پھیلا کر کہیں گم ہو گیا ہے۔ جو ہم سے بڑے ہیں وہ کہتے ہیں کہ فیصل ایک ملازم تھا۔ آنا ماں اسے بے حد چاہتی تھیں۔ بس بڑے غزنوی صاحب اس سے الرجک رہتے تھے۔ پھر وہ چلا گیا اور اس کے بعد کہانی ختم ہو گئی۔ لیکن کوئی بھی نہیں جانتا کہ دادا جان کو ان سے کیوں نفرت تھی۔ جبکہ وہ محض ایک بچہ تھا۔ ہاں یہ بات صرف غزنوی صاحب یا زیادہ سے زیادہ آنا ماں کو معلوم ہے کہ وہ کون تھا کہاں سے آیا اور کیوں چلا گیا لیکن ایک بات بتایئے دانش صاحب آپ کو آخر اس بات سے اتنی دلچسپی کیوں ہے یہ گھر والوں کا معاملہ ہے۔ آپ کیوں اس معاملے میں خواہ مخواہ ٹانگ اڑاتے ہیں۔ چھوڑیئے ہوگا کوئی ہمیں اس سے کیا۔"

"ہاں تمہاری بات درست ہے۔ لیکن جس انداز میں اس کا تذکرہ میرے سامنے آیا اس نے مجھے تجسس میں مبتلا کر دیا اگر وہ مجھے کہیں مل گیا تو آپ یقین کریں کہ میں اسے بڑی عزت بڑے احترام سے اپنے ساتھ لاؤں گا۔ اور اپنے ساتھ ہی رکھوں گا۔ کم از کم دیکھنے والوں کے لئے ایک تفریح کا سامان ہی رہے گا۔" رخسار ہنسنے لگی پھر اس نے کہا۔

"تو جناب آپ کو تشریف لانا ہے۔ میں بہت زیادہ دیر تک نہیں ٹھہروں گی آپ کی اس چائے کا بے حد شکریہ۔ اور اب مجھے اجازت دیجئے۔"

"میں نے بھی اسے روکنا مناسب نہ سمجھا پھر اسے رخصت کرنے دروازے تک آیا۔ وہ چلی گئی تب بھی اسے دور تک جاتے ہوئے دیکھتا رہا اور اس کے دبے دبے اظہار محبت کے بارے میں سوچتا رہا۔

آج کا دن بڑا خاموش اور ویران ویران سا گزرا تھا۔ روزی کے ساتھ ہی زیادہ تر بات چیت رہی تھی۔ کوئی بھی نہیں آیا تھا۔ ویسے رشید ناگی سے میں چاہتا تو رابطہ کر سکتا تھا لیکن اس سے بھی رابطہ کرنے کا دل نہ چاہا۔ بہت سے لوگ تھے جن سے میری شناسائی تھی۔ رات کو البتہ میں کلب ضرور پہنچ گیا تھا اس طرح دن بھر کی کوفت یہاں آکر دور ہو گئی۔ دوسرے دن بازار گیا اور کافی دیر تک بازار کے چکر لگاتا رہا۔ پھر رخسار کو دینے کے لئے ایک ایسا قیمتی ہار خریدا جو میری حیثیت کے شایان شان تھا۔ قیمت کا تذکرہ خصوصی طور پر کرنا بیکار ہے۔ جاننے والے جان سکتے تھے کہ یہ ہار کس قدر قیمتی ہے۔ رشید ناگی سے رات کو ملاقات ہوئی اور اس نے بتایا کہ الیکشن کے ہنگامے شروع ہو گئے ہیں اور اس نے ایک خفیہ سیل بنایا ہے جس کا کام شاہنواز کے لئے راہیں ہموار کرنا ہوگا۔ رشید ناگی نے کہا۔

"ہو سکتا ہے اس سلسلے میں ہمیں کچھ ہنگامے بھی کرنے پڑیں۔ دانش صاحب چنانچہ میں آپ سے یہ اجازت لینے آیا ہوں کہ کچھ عرصے کے لئے اس سلسلے میں مکمل طور پر آزادی عنایت فرما دیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کی جانب رخ نہ کروں۔ یہ بغرض احتیاط ہوگا۔" میں نے رشید ناگی کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس کے باوجود اگر کبھی کوئی مشکل پیش آئے تو تم یہاں آنے سے گریز نہیں کرو گے۔ میرا مطلب سمجھ رہے ہو نا۔"

"میں جانتا ہوں۔ لیکن اگر صورت حال ایسی ہوئی کہ میرے سنبھالے نہ سنبھلی تو پھر آپ کا سہارا لوں گا۔"

"یقیناً۔ یقیناً۔" میں نے جواب دیا اور پھر کہا۔

"الیکشن کے لئے بہت سے اخراجات بھی ہوں گے اور یہ تم سے کہنا بے مقصد

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

بات ہے کہ اس سلسلے میں کوئی کمی نہیں رہنی چاہیے۔"

"دراصل دانش صاحب ہم جو پودا اگا رہے ہیں اس کا پھل پوری طرح حاصل کریں گے اور ہمیں اس سلسلے میں اخراجات یقینی طور پر کرنا ہوں گے۔"

"ناگی سے اس موضوع پر خاصی دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ اس کے بعد وہ مجھے کچھ تفصیلات بتا کر رخصت ہو گیا۔ کوئی خاص سوچ ذہن میں نہ تھی۔ ویسے سوچنے کے لئے تو اتنا کچھ تھا میرے پاس کہ اگر سوچنے ہی بیٹھ جاتا تو دن رات ختم ہو جاتے اور سوچیں ختم نہ ہوتیں۔ نجانے کون کون ان سوچوں میں شامل تھا پھر وہ وقت آ گیا جب مجھے سالگرہ میں شرکت کرنا تھا۔ میں نے بھی خاصی ٹپ ٹاپ کی تھی۔ دعوت نامہ بھی مجھے بڑے اہتمام سے دیا گیا تھا۔ چنانچہ اسی اہتمام سے شرکت بھی ضروری تھی۔ ویسے کوٹھی میں کچھ تبدیلیاں رونما ہوئی تھیں۔ جن کا مجھے اس دوران اندازہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اور یہ کوٹھی اور خوشنما ہو گئی تھی۔ پورے غزنوی خاندان نے میرا استقبال کیا اور ان سب کی نگاہوں میں تحسین کے ساتھ تجسس کے تاثرات بھی تھے۔ کاش مجھے یہ بات معلوم ہو جاتی کہ یہاں ایسا کون کون ہے جو اس راز میں شریک ہے جس کا تعلق صرف غزنوی صاحب ہی سے سمجھا جاتا ہے لیکن ایسا کوئی چہرہ میری دسترس میں نہیں تھا۔ آنا ماں البتہ آج بھی موجود تھیں اور اس کے علاوہ کافی مہمان آ چکے تھے۔ مقدس کریم کی تقریب میں جن مہمانوں نے شرکت کی تھی یہاں غزنوی صاحب کی اس تقریب میں بھی وہی تمام تقریباً موجود تھے۔ سوائے الیاس بھائی وغیرہ کے 'خاص طور سے جہانگیر خان میری توجہ کا مرکز بنا اور اس نے بھی خصوصی طور پر میری ہی جانب قدم بڑھائے اس دفعہ غزنوی صاحب میرے بالکل قریب موجود تھے۔ جہانگیر خان نے آگے بڑھ کر مجھ سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔"

"آہا۔ تقدیر گر۔ بھئی آپ کے لئے نت نئے نام سوچتا ہوں اور ہر بار ایک نیا نام ذہن میں آ جاتا ہے۔ کہیے یہ نام کیسا لگا آپ کو۔"

"آپ کے مخصوص طرز گفتگو کے عین مطابق۔" میں نے جواب دیا اور جہانگیر خان چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔

"میں سمجھا نہیں۔"

"آپ نے مجھے تقدیر گر کہا جہانگیر صاحب۔ حالانکہ یہ لفظ صرف ایک ہی ذات کے لئے مخصوص ہے اور وہ ہے اس مالک کی ذات جس نے ہم سب کو تخلیق کیا۔ چنانچہ اس کے علاوہ اگر کسی کے لئے یہ الفاظ کہے جائیں تو یا تو کفر کی حد میں داخل ہو جاتے ہیں یا پھر بے پناہ طنز کا نتیجہ ہوتے ہیں جو دل میں چھپا ہوا ہوتا ہے۔"

"ارے۔ نہیں بھئی۔ معافی چاہتا ہوں۔ درحقیقت نہ یہ طنز تھا اور نہ ہی کفر سمجھ کر ادا کیا تھا۔ بس کچھ ایسے حالات واقعات پیش آ گئے ہیں کہ نجانے کیوں تمہیں دیکھ کر عجیب عجیب سے الفاظ ذہن میں آتے ہیں۔ ویسے غزنوی صاحب اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نے تو اپنے پڑوس میں دولت کا درخت لگا لیا ہے۔ اور اب آپ کے تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔"

"میری سمجھ میں نہیں آ رہا جہانگیر تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔" غزنوی صاحب نے بڑے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے میں دو چار گلاس پی لوں اس کے بعد آپ لوگوں سے گفتگو کروں گا۔" جہانگیر خان نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ غزنوی صاحب میرا چہرہ دیکھنے لگے تھے۔ پھر انہوں نے کہا۔

"یہ شخص شاید آپ سے کچھ پرخاش رکھتا ہے۔ دانش صاحب۔"

"میں نہیں جانتا غزنوی صاحب کہ مجھ سے کون کون پرخاش رکھتا ہے۔ اور کیوں رکھتا ہے۔ کاش یہ لوگ مجھے اس بارے میں کچھ بتا دیں۔ تو یقینی طور پر میں ان کی غلط فہمیاں دور کر دوں۔" یہ چوٹ غزنوی صاحب پر بھی تھی۔ جس کا اندازہ مجھے ان کے چہرے سے ہو رہا تھا کچھ عجیب سے تاثرات ان کے چہرے پر پھیل گئے تھے۔ پھر انہوں نے بات ٹالنے کے لئے کہا۔

"آؤ اور مہمانوں سے بھی ملاقات کراؤں۔ ویسے یقینی طور پر آپ کے طریقہ کار سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔"

"کون سے طریقہ کار سے غزنوی صاحب؟"

"نیروبی سے واپس آنے کے بعد آپ نے جس طرح خود کو اس ماحول میں روشناس کرایا اسے تجربہ کار لوگ شاید بچپنا کہتے ہیں۔ لیکن آج ان کا سارا تجربہ دھرا رہ گیا اور

Scanned and Uploaded By Naeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

انہوں نے اپنی نگاہوں سے یہ دیکھا کہ آپ اس ملک یا کم از کم اس شہر کے صنعتی طبقے کے مقبول ترین انسان بن گئے۔ آپ کی اپنی کوئی صنعت نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی ان تمام صنعت کاروں پر فتح حاصل کر چکے ہیں۔ ان سب کی نگاہیں آپ کی جانب نگراں ہیں۔"

"یہ ان کا اپنا مسئلہ ہے۔" میں نے بے پروائی سے موضوع بدل دیا۔ بہت سے لوگوں سے ملاقات ہوئی۔ ہاں خصوصاً یہ تذکرہ بھی کرنا ضرور سمجھتا ہوں کہ اس نشست میں رفیق احمد جاگیردار شریک نہیں تھے۔ لیکن اس کے بارے میں سوال کرنے کا مجھے کوئی حق نہیں تھا۔ اعلیٰ سرکاری حکام سے ملاقات ہوئی اور سب کا رویہ میرے ساتھ بہترین رہا۔ اس کے بعد مقامی سیاست زیر بحث آ گئی۔ الیکشن کا مسئلہ سامنے آیا اور لوگ اپنی اپنی رائے کا اظہار کرنے لگے۔ حکام بھی اس سلسلے میں اپنی چھوٹی موٹی رائے دینے سے گریز نہیں کر رہے تھے۔ اور ان کا خیال تھا کہ الیکشن بڑے ہنگامہ خیز رہیں گے۔ اور اس سلسلے میں بہترین نتائج سامنے آئیں گے۔ ویسے بدلنے والی حکومت کے بارے میں ان لوگوں کے انداز میں تشویش بھی پائی جاتی تھی۔ جہانگیر خان ایک بار پھر ہمارے درمیان آ کر شامل ہو گئے اور میں نے مسکراتی نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

"کہئے جہانگیر خان صاحب۔ پائی نے آپ کو فائدہ پہنچایا یا نہیں۔"

"بہت بہت۔ میرا خیال ہے اب میں کوئی فضول بات کہنے سے گریز کروں گا۔ ہاں ایک لفظ ضرور کہنا چاہتا ہوں اگر اسے سچائی سے قبول کرو۔"

"جی جی۔ ارشاد۔" میں نے کہا۔

"میں نے آٹو فیلڈ سے دستبرداری کا اعلان کر دیا ہے۔ درحقیقت اس فیلڈ میں میں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میرا مطلب ہے کہ تم نے جس طرح مقدس کریم کو سامنے پیش کیا ہے وہ بہت مضبوط بنیادوں پر ہے۔ ہو سکے تو اس سلسلے میں مقدس کریم سے میری مفاہمت کرا دو۔ میں اب اس سے مقابلہ نہیں چاہتا۔ ہاں کچھ اور کاروبار میں کر رہا ہوں اور اس کے بارے میں تم سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں کہ کہیں مستقبل میں تم اس جانب کا رخ تو نہیں کرو گے۔"

"جہانگیر صاحب آپ اس سلسلے میں مجھ سے ایک میٹنگ کر سکتے ہیں۔"

"میں خلوص دل سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ میں تم سے ایک میٹنگ کرنا چاہتا ہوں۔"

"تو اس کے لئے آپ جو دن بھی مقرر کریں گے میں حاضر ہو جاؤں گا۔"

"خدا کی قسم ایسی عمدہ بات کہی ہے تم نے کہ دل و دماغ منور ہو گئے ہیں۔ بھئی دراصل ابتداء ہماری لڑائی سے ہوئی تھی۔ لیکن انتہا عظیم ترین دوستی پر ہونا چاہیے۔ میں تمہیں دعوت دیتا ہوں دانش کہ مجھے اپنے اچھے مشوروں سے نوازو اور اس بات سے بالکل مطمئن رہو کہ میں کسی بھی طرح تم سے کوئی مالی فائدہ حاصل کرنے کی کوشش نہیں کروں گا۔ دراصل اس فیلڈ میں ہوں اور اپنی بقا بھی چاہتا ہوں لیکن یہ اندازہ ہو گیا کہ تم سے لڑ کر زندہ رہنا مشکل ہے۔"

"آپ مجھے کانٹوں میں گھسیٹ رہے ہیں۔ بہرحال میں خلوص دل سے آپ کی جانب قدم بڑھاؤں گا۔ اطمینان رکھیے بہت جلد میری آپ سے ملاقات ہو گی۔"

جہانگیر خان کا انداز تبدیل ہو گیا تھا۔ پھر گھریلو معاملات میں پھنس گیا۔ سالگرہ کا وقت بھی قریب آتا جاتا تھا۔ رخسار ابھی محفل میں نظر نہیں آئی تھی۔ البتہ تمام اہل خانہ موجود تھے اور میں ان کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔ پھر رخسار نظر آئی۔ بہت ہی خوبصورت لباس میں ملبوس۔ یقینی طور پر بے حد حسین نظر آ رہی تھی۔ میں نے اسے گہری نگاہوں سے دیکھا۔ رخسار شرمائی شرمائی سی تھی۔ اس نے بھی عجیب سے انداز میں مجھے دیکھا تھا یعنی رخسار نے ایسی کوشش کی۔ سالگرہ کی تقریب ہوئی۔ میں نے بھی اس میں دلچسپی سے حصہ لیا اور اس کے بعد تحائف پیش کئے جانے لگے۔ میں نے اپنا تحفہ بھی رخسار کو پیش کر دیا تھا۔ ظاہر ہے تحفہ باقاعدہ پیک کیا ہوا تھا۔ اس لئے کوئی اس کی جانب خصوصی طور پر متوجہ نہیں ہوا۔ نہ ہی میں اس کی کوئی فوری طور پر مدد چاہتا تھا۔ محفل بہت خوبصورتی سے جاری تھی۔ کہ دفعتاً کچھ ہنگامہ سا ہوا کوئی آیا تھا۔ نیلے رنگ کی کار سے خوبصورت لڑکی نیچے اتری جو دبلے پتلے بدن کی مالک تھی۔ اور نیلی ہی ساڑھی میں ملبوس شعلہ جوالہ نظر آ رہی تھی۔ بال گہرے سیاہ اور آنکھیں پورے چہرے میں سب سے زیادہ حسین کیفیت کی مالک تھی۔ بہت ہی اسمارٹ اور شوخ سی نظر آ رہی تھی۔ خصوصی طور پر وہ رخسار کی جانب بڑھی اور اس نے رخسار کے رخسار کو بوسہ دیا۔ میں کچھ فاصلے سے اس کا جائزہ لے رہا تھا۔ لڑکی شاید ان لوگوں سے خاصی قریب دکھائی دیتی تھی۔ کیونکہ رخسار

WWW.PAKSOCIETY.COM

اسے گھیرے ہی رہی۔ اور لڑکی سے گھل مل کر باتیں کرتی رہی۔ یہ کوئی ایسی اہم بات نہ تھی بہت دیر تک رخسار کے ساتھ رہی اور اس کے بعد مختلف لوگوں سے گفتگو کرتی رہی۔ پھر اچانک ہی میں نے اسے اپنے قریب پایا۔"

"سلام پیش کرتی ہوں۔ جناب دانش منصور صاحب کو۔" اس نے کہا اور میں گردن گھما کر اسے دیکھنے لگا۔

"ہیلو۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"اوہ۔ سوری ہاں۔ معافی چاہتی ہوں۔ لیکن کتنی بری بات ہی اتنے حسین مشرقی خدوخال مردانہ وجاہت کا شاہ کار ہونے کے باوجود آپ مقامی زبان میں گفتگو نہیں کرتے یہ بہت ہی پریشان کن بات ہے۔ ہم آپ پر بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں کیونکہ یونان ہمارے شہر میں سمٹ آیا ہے۔" اس نے انگریزی زبان میں کہا اور میں گھبرائی ہوئی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ تبھی ایک اور خاتون میرے پاس پہنچ گئیں۔

"یقینی طور پر شائل خان آپ کو فضول باتوں سے بور کر رہی ہوگی۔" میں آپ کو بچانے کے لئے آئی ہوں۔

"محترمہ بچائیے۔" جس لڑکی کا نام شائل خان لیا گیا اس نے چیلنج کرنے والے انداز میں کہا۔

"بھئی دیکھو اکھاڑا نہ بناؤ۔ بات دراصل یہ ہے مسٹر دانش منصور کہ شائل خان بہت ہی چنچل اور شوخ مشہور ہیں۔ کسی کو بھی چٹکیوں میں اڑا دینا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ آپ ٹھہرے سیدھے سادے آدمی۔ میں اس طرف اس لئے متوجہ ہوئی کہ کہیں یہ آپ کو پریشان نہ کر رہی ہو۔"

"آنٹی ذرا یہ تو فرمائیے کہ آپ کا جناب دانش منصور صاحب سے کیا رشتہ ہے۔"

"محبت کا رشتہ۔" عورت نے جواب دیا۔ ویسے وہ اتنی عمر رسیدہ بھی نہیں تھی کہ اسے فوری طور پر آنٹی کہہ کر مخاطب کیا جائے۔ بس ایک مناسب عمر کی عورت تھی۔ جیسے تیس یا پینتیس سال۔ اس لفظ نے اسے یقینی طور پر نروس کر دیا تھا۔ میں شائل کی شرارت محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا اور میں نے مسکراتی ہوئی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"چلئے ہنگامی طور پر ہی سہی۔ لیکن مجھے آپ کا نام تو معلوم ہوگیا۔ آپ شائل خان

ہیں۔"

"جی ہاں۔ اور میرے والد کا نام جہانگیر خان ہے۔" لڑکی نے جواب دیا۔

"وہ جہانگیر خان۔" میں نے ایک سمت اشارہ کر کے کہا۔

"جی ہاں۔ وہی جہانگیر خان۔ جو پچھلے کافی عرصے سے آپ کے باعث بحران کا شکار ہیں۔" شائل خان نے بے خوفی سے کہا۔

"اوہو اوہو۔ واقعی آپ کے بارے میں کچھ الفاظ تو ان خاتون نے بالکل درست کہے۔ یعنی آپ بڑی ہنگامہ خیز شخصیت کی مالک ہیں اور آپ کی زبان کے آگے وہ تمہیں ہے وہ جو گھوڑے میں لگی ہوئی ہوتی ہے۔"

"جی ہاں۔ جی ہاں ویسے یورپ میں شاید گھوڑوں کو لگام نہیں دی جاتی۔"

"مس آپ نے یورپ کبھی نہیں دیکھا؟" میں نے سوال کیا۔

"جی نہیں میں نے آدھی زندگی یورپ میں گزاری ہے۔"

"تب یورپین گھوڑا نہیں دیکھا ہوگا۔" میں نے کہا اور شائل ہنس پڑی۔

"بھئی واہ لوگ بلاوجہ کہتے ہیں کہ آپ بہت سیدھے سادے آدمی ہیں اور ذرا کم بولتے ہیں۔ آپ نے تو ایک ہی لفظ بڑا بھاری قسم کا دے مارا میرے سر پر۔"

"خیر اگر آپ نے محسوس کیا تو دوسری بات ہے۔ میں آپ کی زبان کی بات محسوس کر رہا تھا۔"

"اور میں ڈیڈی کے بحران کی بات کر رہی تھی۔"

"اس موضوع پر اس وقت کوئی گفتگو نہیں ہوگی۔ کیونکہ ہمارے درمیان مفاہمت ہو گئی ہے۔"

"کیا مطلب۔" شائل نے حیرانی سے کہا۔

"مطلب یہ کہ جہانگیر خان اور میں دوست بن گئے ہیں اور آج سے اس کا آغاز ہوا ہے۔"

"یہ سب میرے قدموں کی برکت ہے۔" شائل نے جواب دیا۔ اور پھر بولی۔ "آپ رخسار سے ملے۔ میرا مطلب اس لڑکی کی بات کر رہی ہوں جس کی آج سالگرہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
Scanned and Uploaded By Nadeem

"جی ہاں۔ ارے ہاں۔ افوہ۔ یہ تو بری بات ہے۔ آپ کے پڑوس میں ایک بہت خوبصورت لڑکی رہتی ہے۔ یعنی آپ مسلسل خطرے میں ہیں۔" شمائل نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔ اور میں بات ٹال گیا۔ رخسار بہت دور سے میری ہی جانب دیکھ رہی تھی۔ میں اس وقت بے دھڑک اس کی جانب بڑھ گیا۔ رخسار کو کسی دکھ کا شکار نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اور غالباً یہ میرے دل میں پہلا احساس تھا جو اس وقت بیدار ہوا تھا۔ شمائل میرے پیچھے پیچھے لپکی چلی آئی تھی۔ رخسار کے قریب پہنچ کر وہ بولی۔

"کمال ہے اس کشش کا مجھے اس سے پہلے کبھی احساس نہیں ہوا تھا رخسار۔"

"کس کشش کا۔" رخسار نے سوال کیا؟

"اچھے خاصے کھڑے مجھ سے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے جونہی تمہاری جانب متوجہ کر کے کوئی سوال کیا تو اس طرف دوڑ پڑے۔ کمال ہے۔" رخسار مسکرا کر خاموش ہو گئی تھی۔ میں نے رخسار سے کہا۔

"رخسار یہ شمائل ہیں۔"

"ارے میں تو انہیں اچھی طرح جانتی ہوں۔ ہم دونوں تو بہت عرصے کے شناسا ہیں۔"

"ہوں۔ یہ گویا ہم پر چوٹ کی جا رہی ہے۔ مگر جناب ہم بھی بڑے مضبوط ہیں کسی چوٹ سے نقصان نہیں پہنچتا ہمیں۔ کیا سمجھے آپ۔" شمائل نے کہا۔

"چوٹ۔ میں سمجھا نہیں۔"

"آپ الٹا ہم سے تعارف کرا رہے ہیں۔ حالانکہ ہم نے آپ کو ان کے بارے میں بتایا تھا۔"

"اور میں نے آپ سے یہ عرض کیا تھا کہ یہ میری پڑوسن ہیں۔"

"اور ہم نے بھی یہ عرض کیا تھا کہ یہ ایک خطرناک بات ہے۔" شمائل درحقیقت بہت منہ پھٹ تھی۔ میں مسکراتی نگاہوں سے رخسار کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"رخسار آپ نے بڑی بڑی خطرناک دوست بنا رکھی ہیں۔"

"شمائل کا آپ سے پہلے تعارف نہیں تھا۔ دانش صاحب۔"

"نہیں بھئی۔ جبکہ جہانگیر خان صاحب سے ہمارا تعارف بہت پرانا ہے۔"

"صرف تعارف۔ آپ نے ان کا ناک میں دم کر کے رکھ دیا ہے۔ کسی اور وقت ذرا آپ سے تفصیل سے بات کروں گی اس بارے میں۔" شمائل نے کہا اور رخسار ہنسنے لگی پھر بولی۔

"اگر واقعی آپ کا تعارف نہیں ہے دانش صاحب تو آپ یوں سمجھیے کہ اس ملک کی سب سے خطرناک لڑکی ہے یہ۔ جس کا نام شمائل خان ہے۔"

"بڑی اچھی بات ہے۔ لڑکیوں میں عموماً خطرناک لڑکیاں نہ ہونے کے برابر ہوتی ہیں کم از کم ہمارا ملک اس دولت سے مالا مال ہے۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ سے تو ذرا دو دو ہاتھ رہیں گے ذرا ابھی اور سنئے آپ آج تک ہمارے گھر نہیں آئے۔"

"اگر یہ جرم ہے تو میں اس کا اعتراف کرتا ہوں اور معافی چاہتا ہوں۔"

"جی نہیں......... صرف معافی سے کام نہیں چلے گا۔ بلکہ آپ کو آنا ہوگا وعدہ کرنا ہوگا آج ہی اسی وقت اور رخسار کے سامنے۔" شمائل نے کہا

"جی نہیں۔ اس وقت بالکل معذرت خواہ ہوں چونکہ میں رخسار کا مہمان ہوں۔"

"ہم تو مستقبل کی بات کر رہے ہیں کوئی آج کی بات تھوڑی کی جا رہی ہے۔ شمائل نے کہا۔"

"اوہو اچھا۔ میں سمجھا کہ آپ شاید مجھے اس تقریب سے اٹھا کر اپنے گھر لے جانا چاہتی ہیں۔" شمائل کچھ کہنے ہی والی تھی کہ لڑکیوں کا ایک غول وہاں پہنچ گیا اور اس نے اس کو گھیر لیا اور شمائل مجبوراً آگے بڑھ گئی تھی۔ رخسار میرے قریب ہی کھڑی رہی اور اس نے آہستہ سے کہا۔

"ہوشیار۔ دانش صاحب ہوشیار۔" اور اس کے بعد وہ دوسروں کی جانب متوجہ ہو گئی۔ میں سمجھتا تھا کہ مجھے کس سلسلے میں ہوشیار کیا گیا۔ بہرحال یہ دوسرا رخ بھی برا نہیں تھا۔ اس تقریب میں کافی لطف رہا۔ غزنوی صاحب اور ان کے اہل خاندان بھی لطف دیتے رہے اور بات صرف انہی لوگوں کی نہیں تھی بلکہ آج بھی کچھ نئے لوگوں سے تعارف حاصل ہوا۔ البتہ رفیق احمد کے بارے میں میں نے کوئی معلومات حاصل نہیں کی تھی کہ غزنوی فیملی کے ان سے تعلقات نہ ہوں۔ جب تقریب ختم ہوئی اور مہمان

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

رخصت ہونے لگے تو خود غزنوی صاحب نے مجھ سے کہا۔

"بھئی دانش آپ مہمانوں کی مانند آئے اور مہمانوں کی مانند جارہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو مہمانوں سے زیادہ ایک اچھے پڑوسی کا کردار ادا کرنا چاہیے۔"

"حکم دیجئے غزنوی صاحب میں حاضر ہوں۔"

"آپ کچھ دیر ہمارے ساتھ رہیں۔ یہ تمام لوگ چلے جائیں اس کے بعد آپ کے ساتھ نشست رہے گی۔"

"میں نے اس پر کوئی اعتراض نہ کیا اور اس کے بعد خاصی دیر تک مجھے وہاں رکنا پڑا۔ ادھر خواتین بھی اپنے اپنے معمولات میں مصروف تھیں۔ پھر کافی دیر کے بعد مجھے واپسی کی اجازت ملی اور میرا آنے پر شکریہ ادا کیا گیا۔ رخسار نے خود کو خاصا سنبھالے رکھا تھا اور بہت زیادہ بے تکلفی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا جس سے لوگوں کو کسی قسم کا شک ہوتا۔ یہ بات مجھے پسند آئی تھی۔ رخسار ویسے بھی ذرا پروقار فطرت کی مالک تھی اور یقینی طور پر اگر وہ ضرورت سے زیادہ بے تکلفی کا اظہار کرتی تو میرے لئے مشکل ہو جاتی۔ ویسے اور بھی بہت سے ایسے معاملات تھے جن پر مجھے توجہ دینی تھی۔ تاہم یہ تقریب ایک دلچسپ اور یادگار تقریب رہی۔ اس میں بہت سی ایسی باتیں ہوئی تھیں جو میرے لئے دلچسپی کا باعث تھیں۔ مثلاً جہانگیر خان اور شائل جس سے میری پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ مقدس کریم کی تقریب میں شائل موجود نہیں تھی اور پھر یہاں اس تقریب میں جہانگیر نے میرے سامنے ہتھیار ڈالے تھے۔ لیکن احمق تھا اگر یہ سوچ رہا تھا کہ میں ناتجربہ کار نوجوان ہوں اور وہ مجھ پر دہرا جال استعمال کرے گا۔ اس کی اطلاع مجھے مسز اختر خان سے مل گئی۔ درحقیقت یہ زندگی بڑی دلچسپ تھی۔ یہاں سب ایک دوسرے کی کھوج میں رہا کرتے تھے۔ ایسے لوگ جو کسی سے متعلق ہوتے اور ایسے جو کسی سے متعلق نہیں ہوتے تھے۔ مسز اختر خان کا ذریعہ معلومات کیا تھا۔ میں نہیں جانتا تھا لیکن دوسرے ہی دن کلب میں انہوں نے مجھ سے خصوصی طور پر ملاقات کی اور کہنے لگی۔"

"کہیے جناب کل کی تقریب کیسی رہی؟"

"اوہو۔ آپ تو اس تقریب میں شریک نہیں تھیں؟"

"ہاں۔ غزنوی فیملی سے ہمارے اچھے تعلقات نہیں ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ ہمارا ان سے واسطہ ہی نہیں رہا۔ لیکن یہ دیکھ لیجئے کہ ہم کتنے باخبر ہیں۔ نیلاب شمشاد بیگ اپنے مشن میں ناکام ہوگئی۔ جہانگیر خان اپنا اصل مہرہ سامنے لے آیا۔"

"اصل مہرہ۔" میں نے مسز اختر خان کو دیکھتے ہوئے کہا؟

"جی۔ شائل۔" میں حیران نگاہوں سے مسز اختر خان کو دیکھنے لگا تو انہوں نے کہا۔ "غلط تو نہیں کہا ہم نے۔"

"مسز اختر آپ نے تو مجھے حیران کر دیا۔ درحقیقت کل کی پارٹی میں میری ملاقات شائل سے ہوئی تھی اور بہت بعد میں پتہ چلا کہ وہ جہانگیر کی بیٹی ہے۔ لیکن آپ کو یہ تمام معلومات۔"

"جناب عالی۔ آپ نے دراصل خود کو ابھی تک سمجھا ہی نہیں ہے۔ اس وقت میرا خیال ہے شہر میں آدھے درجن صنعت کار بزنس مین بلکہ میں تعداد اس سے کچھ بڑھائے دیتی ہوں۔ آپ کی کھوج میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ آپ پر بھرپور نگاہ رکھتے ہیں اور آپ کی ہر لمحے کی خبر حاصل کرنے کی کوششوں میں مصروف رہتے ہیں۔ آپ نے دراصل ایک ایسے پراسرار طریقہ کار کی بنیاد ڈالی ہے جو سب کے لئے اچھوتا ہے اگر آپ یہاں لاتعداد صنعتیں فیکٹریاں اور کارخانے لگا دیتے یا امپورٹ ایکسپورٹ کے سلسلے میں کوئی بہت بڑا کام سرانجام دیتے تو یہ لوگ آپ سے مقابلہ کرتے اور ہو سکتا ہے آپ کے خلاف کوئی محاذ بنا لیتے لیکن آپ تو اندھیرے کا تیر ثابت ہو رہے ہیں جو نامعلوم سمت سے آکر دل چھید دیتا ہے۔"

"بہرحال مسز اختر آپ کو اس معلومات کے سلسلے میں داد دیتا ہوں ویسے شائل کے بارے میں مجھے کچھ اور تفصیلات بتا سکتی ہیں آپ۔"

"بہت ہی ذہین اور تیز قسم کی لڑکی ہے جہانگیر کا بزنس بھی اس نے سنبھالا ہوا ہے اسے آپ کے قریب دیکھ کر بہت سی آنکھوں میں تجسس پیدا ہوگیا ہے۔ ویسے ایک بات میں ذاتی طور پر ضرور کہوں گی۔"

"جی جی۔ فرمائیے۔"

"شائل میں خامیاں تو شاید کچھ ہوں لیکن خوبیاں زیادہ ہیں۔ مجموعی طور پر وہ ایک اچھی ستھری فطرت کی مالک ہے اب یہ دوسری بات ہے کہ بعض معاملات میں کچھ گڑبڑ

WWW.PAKSOCIETY.COM

بھی کر جاتی ہو۔ میرا مطلب ہے دوسروں کے ساتھ۔"

"ویسے کاروباری حلقوں میں اس کا مجھ تک پہنچنا قابل ذکر قرار دیا گیا ہے۔"

"بہت زیادہ جناب۔ دراصل جہانگیر کے سلسلے میں آپ اتنی پبلسٹی حاصل کر چکے ہیں کہ اب اگر کوئی آپ کو ذاتی طور پر نہیں بھی جانتا تب بھی اسے اتنا علم ضرور ہے کہ جہانگیر کو آپ کے ہاتھوں شکست ہوئی ہے۔ جہانگیر نے خود ہی محفلوں میں بیٹھ کر یہ بتایا کہ مقدس کریم جیسا معمولی سا آدمی بھلا اس کے مقابلے پر کیا آسکتا تھا۔ جو اس کے ٹکڑوں پر پلتا رہا ہے اور جس کے سلسلے میں اس نے ذرا سا بھی ہاتھ اٹھایا تو وہ سڑکوں پر آگیا۔ اگر تقدیر سے اسے یہ سہارا نہ حاصل ہو جاتا تو پھر اس کی حیثیت دیکھنے کے قابل ہوتی لیکن دانش منصور نے اسے زمین سے اٹھا کر آسمان تک پہنچا دیا ہے۔ جہانگیر ان دنوں یہی تذکرے کرتا پھر رہا ہے کہ اب وہ اپنا طریقہ کار تبدیل کر دے گا اور دوسری فیلڈ میں کام کرے گا۔"

"اس اطلاع کا شکریہ مسز اختر اور اس کے صلے میں آپ کو جو بھی طلب ہو آپ بے دھڑک مجھ سے فرما دیجئے گا۔"

"برا مت مانا بھئی ہم نے بھی ابتداء کی تھی۔ دراصل چمکتی ہوئی چیز کی جانب کون نہیں دوڑتا۔ مگر اب یہ خیال دل سے نکال دیا ہے بعض جگہ دوستیاں بھی بڑی قیمتی ہوتی ہیں۔ ہمیں بس اپنے دوستوں میں شامل رکھنا کبھی دشمنوں میں شمار نہ کرنا۔ تمہارے خلاف وعدہ کرتے ہیں کچھ نہیں کریں گے اور اگر کبھی کوئی سامنے آیا ہم سے کام لینے کے لئے تو ہم تمہارے لئے کام کریں گے اس کے لئے نہیں۔"

"تو پھر آج نئے سرے سے آپ کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں۔" میں نے مسز اختر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا اور انہوں نے آہستہ سے کہا۔

"اس اعزاز کا شکریہ۔"

☆☆☆

زندگی کے معمولات پھر سے اسی طور جاری ہو گئے۔ ہنگامہ خیزیاں اگر نہ ہوں تو پھر اس زندگی میں لطف ہی کیا آئے۔ مقدس کریم کی طرف سے اطمینان بخش اطلاعات تھیں۔ بہت زیادہ اس پر مسلط بھی نہیں ہونا چاہتا تھا۔ تاکہ وہ یہ نہ محسوس کرسکے کہ میں اس پر نگاہ رکھتا ہوں ادھر الیکشن کے معاملات تیز سے تیز تر ہوتے جا رہے تھے۔ اخبارات کے ذریعے ہی تمام تفصیلات علم میں آتی تھیں۔ ہر حلقے پر نگاہ رکھ رہا تھا۔ اور گہری نظروں سے جائزہ لے رہا تھا کہ کون کون کہاں کہاں کس انداز میں کام کر رہا ہے۔ رشید نالی کی مصروفیات کا کوئی علم نہیں تھا۔ میں نے اسے کچھ عرصے کے لئے بالکل آزاد چھوڑ دیا تھا۔ شاہنواز کے سلسلے میں جو کارروائیاں وہ کر رہا تھا یقینی طور پر اطمینان بخش تھیں۔ کیونکہ اخبارات بہت سی اطلاعات فراہم کر رہے تھے اور یقینی طور پر اس وقت شاہنواز کو رشید نالی کا بہترین تعاون حاصل تھا۔ اسی دوران ایک دن صبح دس بجے رخسار پھر میرے پاس آگئی۔ وہی شرمائی شرمائی سی جھجکے جھجکے سے انداز میں۔ میں نے اس کا معمول کے مطابق استقبال کیا تھا۔ اس نے کہا۔

"اب میں یہ تو نہیں کہوں گی کہ اس کے بعد آپ نے ہماری جانب رخ ہی نہیں کیا۔ ہر شخص کا اپنا ایک مقام ہوتا ہے۔ لیکن آپ یوں سمجھئے کہ زندگی کے بعض معاملات میں آدمی اپنی سطح سے بہت نیچے آکر بھی سوچنے لگتا ہے۔"

"اب آپ اپنی اس منطق کا ترجمہ بھی فرما دیجئے۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کچھ لوگوں کے لئے آپ بہت بڑی شخصیت ہیں۔ نجانے کیا کیا کہانیاں منسوب کی

WWW.PAKSOCIETY.COM
Scanned and Uploaded By Nadeem

جاتی ہیں آپ سے خود شائل بھی دو تین بار آپ کے سلسلے میں مجھے فون کر چکی ہے۔ اور نجانے کیا کیا باتیں کرتی ہے۔ لیکن میں نجانے کیوں یہ محسوس کرتی ہوں کہ آپ کا مجھ سے ملتے رہنا بے حد ضروری ہے اور میری وجہ سے آپ اپنی مصروفیات میں سے کچھ لمحات نکال لیں گے۔" میں نے سنجیدگی سے رخسار کو دیکھا اور کہا۔

"رخسار ابھی میں کسی ایسی کہانی کا متحمل نہیں ہو سکتا جسے میری زندگی میں ایک الگ داستان کی حیثیت دی جاسکے۔" رخسار ایک دم سنجیدہ ہوگئی پھر اس نے کہا۔

"معافی چاہتی ہوں۔ شاید میں نے کوئی ایسی بات کہہ دی ہے جو آپ کو پسند نہیں آئی۔"

"نہیں رخسار ایسی کوئی بات نہیں لیکن بس تم یوں سمجھ لو کہ ابھی میں دل کے مجبور کرنے کے باوجود کسی ایسی راہ پر نہیں چل سکتا۔ بس کچھ مجبوریاں آڑے آرہی ہیں۔"

"میں سمجھ رہی ہوں۔ دانش صاحب میں سمجھ رہی ہوں۔ البتہ ایک سوال کرتی ہوں آپ سے۔"

"ہاں کہو۔ کیا؟"

"آپ کا سفر کتنا طویل ہوگا۔"

"اس کی طوالت کا کوئی تعین نہیں کیا جاسکتا رخسار۔ ہو سکتا ہے تمہیں میری جانب سے مایوسی ہی ہو۔"

"نہیں نہیں پلیز۔ اتنے ناراض نہ ہوں۔ سارا تاج محل گرا رہے ہیں آپ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ نجانے کمبخت زبان سے کیا نکل گیا۔ ویسے آپ نے مجھے تحفہ بہت قیمتی دیا ہے۔ یہ تحفہ بھی موضوع بنا دیا ہے اور اس کی گہرائیوں میں جھانکنے کی کوشش کی گئی ہے۔" میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے کہا۔

"کون کون۔ اس کے کنارے کھڑے ہو کر جھانک رہا ہے؟"

"غالباً سب ہی۔ اور کچھ دبی دبی آوازیں بھی ابھر رہی ہیں۔ لیکن دادا کا رویہ حیران کن ہے۔"

"کیا مطلب۔"

"مطلب یہ کہ وہ آپ کے بارے میں اپنی زبان بدل رہے ہیں اور ان کے انداز میں اپنائیت پیدا ہوتی جارہی ہے۔"

"میں بھی آپ لوگوں سے بڑی اپنائیت رکھتا ہوں رخسار۔ میرا مطلب ہے آپ کے خاندان سے اور جہاں تک آپ کی بات رہی تو آپ ہی سمجھ لیجئے کہ میرے اور آپ کے درمیان وہ گفتگو ہو چکی ہے جو بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ آپ اس پر غور ضرور کیجئے گا۔"

"نہیں۔ معافی چاہتی ہوں۔ آپ کے ان الفاظ کی تردید کروں گی۔ میں آپ پر اس غور نہیں کرنا چاہتی۔ میرے دل میں آپ کے لئے جو مقام پیدا ہوگیا ہے بس یوں سمجھ لیجئے کہ میں اسے قائم رکھنا چاہتی ہوں اور خدا کی قسم اگر آپ کسی وقت مجھے دھکے دے کر اپنی اس کوٹھی سے نکال دیں گے تو یہ مقام میرے دل سے کبھی ختم نہیں ہوگا۔" رخسار کی آواز بھرا گئی۔ میں نے کہا۔

"میں جانتا ہوں آپ کو میری باتیں بری لگی ہیں لیکن رخسار نجانے کیوں میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کو ایک لمحہ بھی دھوکا نہ دوں۔ درحقیقت یوں سمجھ لیجئے کہ میرا ایک مقصد ہے ایک مشن ہے۔ جس کی تکمیل کے بعد ہی میں اپنے بارے میں کچھ غور کروں گا اور اس کے لئے میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ لمحہ کب آئے گا آپ لڑکی ہیں تھوڑے دن کے بعد آپ کے سلسلے میں گھر کے بزرگ کچھ نہ کچھ سوچیں گے۔ ہو سکتا ہے اس وقت تک میری منزل نہ ملی ہو۔" رخسار عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی پھر اس نے کہا۔

"تب میں آپ سے ایک بات کہہ کر یہاں سے چلی جانا چاہتی ہوں۔"

"لیکن کیوں جانے کے بارے میں کیوں سوچ رہی ہیں"

"نہیں پلیز۔ اب مجھے جانے دیں۔ بات یہ ہے کہ مجھ سے جہاں تک مدافعت ہو سکی کوشش کروں گی اور اور.........." اس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"ہاں رخسار کہو"

"بس میں آپ کے سفر کے اختتام کا انتظار کرنے کی کوشش کروں گی اور اگر مجھے اس پر مجبور کیا گیا تو شاید ہو سکتا ہے لوگوں کو کسی المیے سے دوچار ہونا پڑے۔ لیکن میں آپ کا سہارا چاہتی ہوں۔ آپ بس اتنا کہہ دیجئے کہ زندگی میں اگر کبھی آپ نے کسی کو

WWW.PAKSOCIETY.COM
Scanned and Uploaded By Nadeem

اپنی دنیا میں داخل ہونے کا موقع دیا تو وہ رخسار ہو گی۔" میں ایک بار پھر عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گیا تھا۔ پھر میں نے آہستہ سے کہا۔

"رخسار۔ الفاظ محفوظ ہی رہنے دیئے جائیں تو زیادہ بہتر ہوتے ہیں لیکن میں نے آپ کو اپنے دل میں ایک خاص مقام دیا ہے۔" رخسار چند لمحات مجھے دیکھتی رہی پھر بولی۔

"اچھا چلتی ہوں۔ خدا حافظ۔" میں نے اسے روکنا چاہا لیکن وہ نہیں رکی تھی۔ میں چند لمحات افسردگی کا شکار رہا اور اس کے بعد میں نے یہ افسردگی ذہن سے جھٹک دی۔ ہاں میں کسی کے ہاتھ میں اپنی باگ دوڑ نہیں دے سکتا تھا کوئی بھی نہیں کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو میری باگ دوڑ سنبھال لیتا۔ مجھے تو خود اپنی زندگی پر اتنا اعتماد نہیں تھا پھر یہ ناکارہ زندگی کسی کے حوالے کیوں کروں۔ اگر اس کا مقام اسے مل جائے تو دوسری بات ہے ورنہ ورنہ میں میں........"

"میں خاموش نگاہوں سے رخسار کو جاتے دیکھتا رہا اور پھر میرے دل نے مجھے احساس دلایا کہ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ بالکل غلط نہیں ہے۔ رخسار ہو یا اور کوئی میرا مالک نہیں بن سکتا۔ جب تک کہ میری حیثیت کا تعین نہ ہو جائے اور اس کا مجھے پورا پورا حق حاصل تھا۔ دل میں میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب ذرا رخسار سے محتاط رہوں گا۔ میرے اردگرد کتنے کردار پھیل گئے تھے کہ یکے بعد دیگرے کوئی نہ کوئی مجھے ڈسٹرب کرتا ہی رہتا تھا۔ شمائل کا براہ راست ٹیلیفون مجھے موصول ہوا اور ریسیور میں نے ہی اٹھایا تھا۔"

"دیکھیے مجھے دانش منصور صاحب سے بات کرنی ہے۔"

"شمائل کی خدمت میں آداب پیش کرتا ہوں۔" میں نے کہا۔

"ارے آپ ہی بول رہے ہیں۔ آپ نے میری آواز پہچان لی۔"

"ہاں کیوں نہیں۔"

"ذرا پوچھوں تو سہی کہ بھلا کیسے یہ آواز آپ کے ذہن میں رہ گئی ہے؟"

"پوچھنا ضروری ہے۔" میں نے کہا؟

"ہاں ہاں۔ بس خوش ہونا چاہتی ہوں۔ اچھا خیر چھوڑیئے آپ بھی کیا یاد کریں گے کہ میں نے آپ کو معاف کر دیا۔ لیکن صرف اس آواز کے سلسلے میں۔ ذرا یہ تو بتایئے ... دن ہو گئے ہماری آپ کی ملاقات کو۔"

"کل ہی کی تو بات ہے۔" میں نے کہا۔

"اوہو اس کا مطلب ہے کہ میں آپ کے ذہن پر کوئی اثر ڈالنے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔"

"جی نہیں ایسی بات نہیں ہے۔" میں نے یونہی رواروی میں کہا۔

"یعنی یعنی۔ آپ تو مجھے آسمان کی بلندیوں پر پہنچا رہے ہیں۔ گویا اگر ایسی بات نہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ مجھے یاد کرتے رہے ہیں ویسے یہ جملہ میں نے اس لئے کہا کہ آپ نے ہماری ملاقات کو کل کی بات کہا تھا۔ حالانکہ وہ کل کی بات نہیں تھی بعض ... سے دوسری ملاقات کے لئے اس قدر تشنگی محسوس ہوتی ہے کہ ان سے پہلے ... صدیوں پرانی معلوم ہوتی ہے۔" میں نے ایک گہری سانس لی اور آہستہ سے ...

"نہیں شمائل میں صدیوں کی کہانی کا قائل نہیں ہوں اور نہ ہی میں روایتوں کی دنیا میں رہنے والوں میں سے ہوں۔ بس زندگی کچھ اسی انداز میں گزری ہے کہ مجھے کہانیوں سے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔"

"ہاں ظاہر ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ اتنے نامور کیسے ہوتے۔ خیر چھوڑیے ان باتوں کو جانتے ہیں آپ کہ میں نے آپ کو کیوں فون کیا؟"

"کیسے جان سکتا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"دراصل میں بہت کم دوستیوں کی قائل ہوں اور کہیں کہیں مجھے چیلنج کر دیا جاتا ہے یعنی یہ کہ فلاں شخص کو دوست بنا کر دکھاؤ۔ آپ کے سلسلے میں بھی مجھے چیلنج کیا گیا ہے۔ مگر آپ یہ نہ سمجھئے گا کہ میں آپ سے دوستی کی بھیک مانگ رہی ہوں بلکہ ایک سوال کرنا چاہتی ہوں۔ کیا میں آپ کی دوستی کے قابل ہوں۔"

"کیسی باتیں کرتی ہیں۔ شمائل۔ آپ بہت نفیس خاتون ہیں اور آپ کے ساتھ گزرنے والا ہر لمحہ دلکش ہوتا ہے۔"

"ثبوت دیں گے آپ اس کا۔"

"فرمایئے۔ کیسے۔"

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"کل شام ہمارے ہاں چائے پیجئے گا۔" میں ایک لمحے کے لئے خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا تو وہ بولی۔

"کیوں کوئی مصروفیت ہے۔ ویسے دیکھئے نا یہ تو ہمارا حق ہے ہم دوستوں کی مانند ملے ہیں۔ اور دوستوں کو فرصت کے وقت ایک دوسرے سے ملتے رہنا چاہیے۔ اگر کوئی مصروفیت ہے تو پھر میں آپ کو مجبور نہیں کروں گی۔ لیکن اس کے بعد جب بھی آپ میرے لئے وقت نکال سکیں۔"

"نہیں یہ بات نہیں ہے۔" مس شائل میں یہ سوچ رہا تھا کہ کیا آپ کے ہاں آنا مناسب ہو گا۔

"کیوں نامناسب کیوں ہے۔"

"معاف کیجئے گا برا تو نہیں مانیں گی میری ایک بات کا۔"

"نہیں وعدہ کرتی ہوں۔" شائل نے جواب دیا۔

"آپ نے اس دن گفتگو کرتے ہوئے مجھ سے فرمایا تھا کہ اچھا تو آپ ہیں دانش منصور جس نے میری ڈیڈی کا ناک میں دم کر دیا ہے۔ یہ ایک سچ ہے۔ کچھ ایسے کاروباری معاملات درمیان میں آگئے تھے مس شائل جن کے سلسلے میں جہانگیر صاحب کو مجھ سے شکایتیں پیدا ہوئیں اور کافی دن تک وہ مجھ سے ناراض بھی رہے اور اب بھی دوران گفتگو وہ تلخ اور طنزیہ گفتگو اختیار کر لیا کرتے ہیں۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ کہیں ان کے دل کی یہ تلخی آپ کے لئے مشکل نہ بن جائے۔ آپ نے تو ایک مخلصانہ انداز میں میری جانب دوستی کا قدم بڑھایا لیکن کہیں یہ جہانگیر صاحب کے مزاج کے خلاف نہ ہو اس طرح میں بھی اپنی توہین محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکوں گا۔"

"ہوں۔ تو یہ بات ہے۔ سنئے وہ چیلنج مجھے ڈیڈی نے کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ آپ ہمارے ہاں نہیں آئیں گے۔ کیونکہ آپ ہم سے ذہنی طور پر متفق نہیں ہیں۔"

"یہ الفاظ ان کے ہیں۔"

"بالکل آپ یقین کیجئے کہ میں دوستوں سے جھوٹ نہیں بولتی۔"

"بڑی مشکل پیش آگئی ہے آپ کو۔ اچھا رہنے دیجئے۔ کوئی بات نہیں ہے ہم اس وقت آپ سے اپنے گھر آنے کی فرمائش کریں گے جب اپنے آپ کو اس قدر مضبوط پالیں گے۔"

"آپ بلاوجہ غلط فہمیوں کا شکار ہو رہی ہیں شائل ٹھیک ہے آپ حکم دیجئے کل کس وقت پہنچ جاؤں۔"

"کیا واقعی۔" اس کی آواز میں خوشی تھی۔

"ہاں ہاں۔ کیا حرج ہے۔ ظاہر ہے میں کوئی آسمانی مخلوق نہیں ہوں کہ بلاوجہ نخرے کروں۔ کل شام میری کوئی اہم مصروفیت نہیں ہے۔ دل میں جو بات تھی میں نے آپ سے کہہ دی اگر آپ یہ محسوس کرتی ہیں کہ جہانگیر صاحب میری وہاں آمد برداشت کر لیں گے تو میرے لئے مشکل ہے آپ اس محبت سے حکم دے رہی ہیں تو میں حاضر ہو جاؤں گا۔"

"تو کل پانچ بجے۔"

"نہیں ساڑھے پانچ بجے۔" میں نے جواب دیا۔

"میں انتظار کروں گی۔" وہ بولی اور اس کے بعد رسمی گفتگو ہوئی پھر میں نے فون رکھ دیا۔ رات ایک بار پھر رشید ناگی سے ملاقات ہوئی وہ غیر متوقع طور پر آیا تھا۔ جبکہ اس سے کہہ دیا تھا کہ ہو سکتا ہے اس دوران ملاقات نہ ہو پائے۔ کیونکہ وہ مجھ سے براہ راست متعلق ظاہر ہونا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن اس وقت رشید ناگی کے چہرے پر تشویش کے آثار تھے۔ میں نے معمول کے مطابق اس کا پرجوش خیر مقدم کیا اور رشید ناگی نے آہستہ سے کہا۔

"سر۔ کچھ الجھنوں کا سامنا ہے۔ ان کے لئے کوئی حل دریافت کرنا ہوگا۔ حالانکہ میں یہ چاہ رہا تھا کہ اپنے طور پر عمل کر ڈالوں لیکن بات چونکہ خطرناک ہے اس لئے آپ کی اجازت لینا بے حد ضروری تھا۔ میں نے سنسنی خیز نگاہوں سے ناگی کو دیکھا تو اس نے آہستہ سے کہا۔"

"شاہنواز بہترین جا رہا ہے اور اسے مکمل تعاون حاصل ہے۔ اس کے حلقے میں اس کا بہترین نام چل رہا ہے۔ لیکن ایک بہت خطرناک آدمی اس کا مدمقابل ہے۔ اور اس نے کچھ ایسے ہتھکنڈے استعمال کیے ہیں کہ بات کچھ بگڑتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے۔"

"کون ہے وہ؟" میں نے سوال کیا۔

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

”فیروز رانا۔ ویسے تو وہاں دو اور امیدوار بھی ہیں۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ وہ دونوں دست بردار ہو جائیں گے اور مقابلے کی کوشش نہیں کریں گے لیکن فیروز رانا کا مسئلہ ذرا ٹیڑھا ہو رہا ہے۔ وہ ان دونوں تک بھی پہنچ گیا ہے اور اس کے علاوہ اس نے انتہائی اعلیٰ پیمانے پر کچھ ایسے انتظامات کیے ہیں جن سے الیکشن میں پولنگ والے دن گڑبڑ کی جائیگی اور ہمارے بیلٹ بکس خطرے میں پڑ جائیں گے۔ ہمیں انتہائی معتبر ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ وہ کوئی بہت ہی گہری منصوبہ بندی کر رہا ہے۔“

”یہ فیروز رانا ہے کیا چیز۔؟“

”سر۔ کافی عرصے سے اس کا نام منظر عام پر ہے۔ خطرناک آدمی تصور کیا جاتا ہے۔ ویسے کاروباری ہے لیکن اس کے کاروبار سے اس کی دولت کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ میں چند لمحات سوچتا رہا پھر میں نے کہا۔“

”تم نے اس کے سلسلے میں کیا منصوبہ بنایا ہے ناگی؟“

”سر۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کیا جاسکتا کہ خاموشی سے اس کا کام تمام کرا دیا جائے۔ وہ دراصل اس قسم کے لوگوں میں سے نہیں ہے کہ سمجھانے بجھانے یا کسی اور طریقے سے کوئی مسئلہ حل ہوسکے۔ میں نے بہت غور کیا ہے۔“

”یعنی اس کی چھٹی کرنا چاہتے ہو۔“ میں نے سوال کیا۔؟

”جی سر۔ میں نے شاہنواز سے بھی بات کی تھی۔ وہ فیروز رانا کے مسئلے میں خاصا الجھا ہوا نظر آتا ہے۔“

”ہوں۔ سوچنے کی بات ہے۔ دراصل میں یہ نہیں چاہتا رشید کہ شاہنواز کے سلسلے میں کوئی ایسی صورت حال پیش آجائے جو بعد میں ہمارے سنبھالے نہ سنبھل سکے۔ کام بے شک ہونا چاہیے........ ہم نے جو قدم اٹھایا ہے اس کی تکمیل یقینی طور پر کرنا ہوگی۔ لیکن کافی سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا پڑے گا۔ یہ فیصلہ میرے اپنے خیال میں مناسب نہیں ہے۔ اگر وہ اس طرح منظر عام سے ہٹ گیا تو شبہ صرف تین افراد پر جاسکتا ہے۔ میرا مطلب ہے شاہنواز پر یا ان دو امیدواروں پر اور چونکہ شاہنواز کی پوزیشن زیادہ محفوظ ہے اس لئے بات شاہنواز کی طرف رخ کرے گی۔“

”مجھے ان تمام باتوں کا احساس تھا۔ سر اور ہم اس سلسلے میں کافی گفتگو کر چکے ہیں۔ طریقہ ایسی پلاننگ کرنا ہوگی کہ شاہنواز کو اس مسئلے میں ملوث نہ کیا جاسکے۔“

”ایسی کوئی پلاننگ ہے تمہارے پاس؟“

”جی ہاں‘ شاہنواز کو عین اس وقت جب یہ ساری ہنگامہ خیزیاں ہو رہی ہوں گی کسی ایسی اعلیٰ ترین سرکاری شخصیت کے پاس پہنچا دیا جائے گا جو اس سلسلے میں موثر حیثیت رکھتی ہوگی۔ شاہنواز وہاں ہوگا اور اس کے عقب میں یہ سب کچھ ہو جائے گا۔“ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے کہا۔

”رشید ناگی تمہاری ذہانت پر میں کوئی شبہ نہیں کرتا لیکن یہ ہتھکنڈے اب بہت پرانے ہوگئے ہیں اور انہیں قابل اعتبار نہیں سمجھا جاسکتا اس طرح صرف ایک کام ہو سکتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ تم نے یقینی طور پر وہ سوچا ہوگا یعنی شاہنواز پر کم از کم قتل کا الزام نہ آئے۔ لیکن دوسری صورت حال تو یقینی ہے۔“

”جی سر۔ میرا بھی یہی اندازہ ہے۔ اگر شاہنواز۔ براہ راست اس سلسلے میں ملوث نہیں ہوتا تو پھر الیکشن تو وہ لڑ ہی لے گا باقی اگر کوئی تحقیقات ہوگی تو اس کا فیصلہ بعد ہی میں ہوگا۔ اور بعد میں ہم صورت حال کو باآسانی سنبھال لیں گے۔“

”تمہارا یہ کہنا سو فیصد درست ہے۔ لیکن تمہیں یہ اندازہ ہوگا کہ الیکشن کے بعد بھی اب مسائل کھڑے رہتے ہیں اور کسی بھی الیکشن کے نتیجے کو رکوایا جاسکتا ہے۔ اس طرح ہم خطرہ مول لیں گے اور انتظار کرنا پڑے گا میں چاہتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہ ہو اور ہم جو قدم اٹھائیں وہ یقینی ہو جائے۔“

”ایک عرض کروں۔ دانش صاحب۔ میں نے یہ تجویز سوچی تھی اور اس پر عمل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن آپ کے مشورے کے بغیر نہیں۔ اور یہ بہت اچھا ہوا کہ اس وقت میں آپ کے پاس پہنچ گیا۔ میں تو پورے اعتماد سے یہ کام کرتا لیکن نتائج یقینی طور پر کہیں نہ کہیں غلط بھی ہو سکتے تھے۔ اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے تاہم ایک بات بہت ضروری ہے وہ یہ کہ کسی بھی شکل میں ہمیں فیروز رانا کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کیونکہ وہ نہایت خطرناک ہوتا جارہا ہے اور اس نے جو لوگ پالے ہوئے ہیں انہوں نے ان دو امیدواروں کو بھی خوفزدہ کر دیا ہے خطرہ یہ ہے کہ کہیں وہ دونوں فیروز رانا کے حق میں دست بردار نہ ہو جائیں۔ ظاہر ہے زندگی اور موت کا معاملہ ایسے ہی شدید ہوتا ہے اور یہ

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

بات فیروز رانا سے بعید نہیں ہے کہ وہ کوئی ایسا قدم اٹھالے جو ان دونوں کے لئے خطرناک ہو۔ جہاں تک شاہنواز کا تعلق ہے تو خیر اس کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ شاہنواز کو کوئی نقصان پہنچا سکے۔ کیونکہ معاملہ آٹھ یونینوں کا بھی ہے اور ان آٹھ یونینوں میں جتنے افراد ہیں وہ شاہنواز کے لئے پورے شہر کو الٹ پلٹ کر کے رکھ سکتے ہیں۔" میری آنکھوں میں ایک چمک سی پیدا ہو گئی چند لمحات میں رشید ناگی کو دیکھتا رہا سوچتا رہا پھر میں نے کہا۔"

"حملہ فیروز رانا پر نہیں بلکہ شاہنواز پر ہو اور شاہنواز تھوڑا سا زخمی بھی ہو جائے اس کے فوراً بعد یہ ہنگامہ شروع کر دیا جائے جو لوگ شاہنواز کو زخمی کرنے کا ذریعہ بنیں وہ تمہارے اپنے آدمی ہوں گے۔ ایسے آدمی جو اس وقت تمہارے لئے کام نہیں کر رہے لیکن انہیں گرفتار بھی کر لیا جائے گا اور انہیں عام لوگوں سے بچایا بھی جائے گا پھر اس کے بعد وہ لوگ جو بیان دیں گے وہ سو فیصد یہی ہو گا کہ شاہنواز کو قتل کرنے کے لئے انہیں بھاری رقومات ادا کی گئی تھیں اور یہ ذمہ داری ان کے سپرد فیروز رانا نے کی تھی۔ اس کے بعد رشید ناگی ان یونینوں سے کام لو جن کا تم تذکرہ کر چکے ہو۔ ان کارخانوں میں ہڑتال کرادو شہر میں ہنگامہ توڑ پھوڑ کراؤ اور اس کے بعد یہ یونینیں مطالبہ کریں کہ شاہنواز پر حملہ کرنے والوں کو سزا دی جائے۔ تحقیقات تو لازی ہو جائیگی۔ ہنگاموں کے لئے تمہیں آدمی تیار کرنا ہوں گے اور پھر یونین والے خود ان کا ساتھ دیں گے۔ سمجھ رہے ہو نا میری بات۔ ہنگامے ہوں گے تو بات اعلیٰ پیمانے پر چلی جائے گی اور اس کے بعد جو تحقیقات ہوگی اس کا نتیجہ سامنے آجائے گا جبکہ وہ دو امیدوار بھی یہ گواہی دیں گے کہ فیروز رانا انہیں ہراساں کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور اس کی کوشش یہ تھی کہ شاہنواز کو بھی منظر عام سے ہٹا دے۔ تم حکومت کی طاقت بھی اپنے ساتھ شامل کر لو اور اس کے بعد لازمی امر ہے کہ ایک ایسے شخص کو الیکشن میں حصہ لینے کی اجازت نہیں دی جائے گی بلکہ ہو سکتا ہے اس قاتلانہ حملے کے الزام میں فیروز رانا کی گرفتاری بھی عمل میں آجائے اور اس کے لئے میں بھی اپنے وسائل سے خفیہ طور پر کام لوں گا۔"

"رشید ناگی عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ بہت دیر تک وہ مجھے اسی طرح دیکھتا رہا اور اس کے بعد اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔"

"سر۔ اب اس سلسلے میں تعریفی الفاظ کیا ادا کروں۔ میں اپنا خراج عقیدت آپ کو اسی شکل میں پیش کروں گا کہ جو الفاظ آپ کی زبان سے نکلے ہیں وہ حرف بہ حرف عمل میں آجائیں۔"

"گویا تم میرے اس پروگرام سے متفق ہو۔"

"سر۔ آپ نے تو صورت حال ہی تبدیل کر دی۔ بلاشبہ شاہنواز اس طرح بہت سی ہمدردیاں حاصل کر لے گا۔ اپنے ووٹروں کی بھی اور یونینیں تو ان کے ساتھ ہیں ہی۔ بہترین سر۔ خدا کی قسم بے مثال پروگرام ہے بس اب آپ اطمینان رکھیے باقی سارے معاملات میں سنبھال لوں گا۔"

"تم اسی انداز میں کام کرو گے نا جس انداز میں میں نے کہا ہے۔ مجھ سے کم از کم اس موضوع پر مزید گفتگو کر لو۔"

"آپ ضرور گفتگو کیجئے سر لیکن یوں سمجھ لیجئے کہ آپ کا کہا ہوا ایک ایک لفظ میرے ذہن میں بیٹھ گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ درحقیقت یہ کام پہلے سے زیادہ موثر ہوگا۔ اس وقت شاہنواز مشکوک ہو جاتا ہے اور ہم بھی پورے اعتماد سے کام نہ کر پاتے۔ جگہ جگہ احتیاط برتتے اور اب صورت حال بالکل مختلف ہو جائے گی لیکن ایک عرض کروں آپ سے کہ شاہنواز کو میں اس بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گا بلکہ صرف ان لوگوں کو تیار کروں گا۔ دو افراد حملہ کرنے کے لئے کافی ہوں گے اور باقی تھوڑے سے افراد ان یونینوں کو اکسانے پر جو ہڑتال کرنے کے لئے میدان میں آئیں گے۔ اور اس کے بعد ... کریں گی۔"

"گڈ تو پھر تم اس سلسلے میں اپنی پلاننگ مکمل کر لو۔ ابھی تمہارے پاس کافی وقت ہے۔"

ناگی کے جانے کے بعد میں اس کارکردگی کے بارے میں غور کرتا رہا جس کے تحت یہ مرحلہ سر انجام دیا جائے گا۔ ویسے شاہنواز کو یقینی طور پر اس الیکشن میں کامیاب کرانا تھا اس سے بہت سی امیدیں وابستہ تھیں۔ تعلیم یافتہ آدمی تھا۔ پر جوش تھا۔ نوجوان تھا۔ اگر اسے ہمارے مطلب کی وزارت مل گئی تو اس کے بعد ہمارے مسائل آسان ہو جائیں گے۔ اس سلسلے میں بھی میرے ذہن میں منصوبے تھے اور پھر ان لوگوں سے بھی کام لینا تھا

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

جن سے اب تک تعلقات پیدا کئے تھے اور جو میرے کام آنے کے لئے بخوشی تیار تھے۔ چنانچہ اس موضوع پر نجانے کتنی دیر تک غور کرتا رہا۔ دوسرا دن معمول کے مطابق تھا۔ ناگی سے گفتگو ہوتی رہی۔ پھر مقدس کریم سے کافی دیر تک فون پر گفتگو ہوتی رہی اور اس سے صورت حال کے بارے میں پوچھا۔ وہ اپنی کارکردگی سے بہت مطمئن تھا۔ اس نے کہا کہ وہ کچھ عرصے کے لئے جاپان جارہا ہے اور وہاں از سرنو اس سلسلے میں مزید کام کرے گا۔ اس سلسلے میں بھی اس سے دیر تک گفتگو ہوتی رہی تھی اور میں اس سے متفق ہوگیا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ وہ اطمینان سے جاپان جا سکتا ہے۔ اگر میری خدمت کی ضرورت پیش آئی تو میں گریز نہیں کروں گا۔ اس نے کہا۔"

"سر آپ نے مجھے ایک ہیرا دیا ہے۔ آصف نور کی صورت میں آپ یقین کیجئے کہ اس نوجوان نے کمال کر دکھایا ہے۔ بہترین کاروباری ذہن رکھتا ہے۔ اور جو مشورے مجھے دیتا ہے وہ ایسے حیرت ناک ہوتے ہیں کہ میں اس پر حیرت کرتا رہ جاتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ میرا کام باآسانی سنبھال لے گا۔ تاہم اگر اور کوئی حکم ہو۔"

"بس۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ میں تمہاری طرف سے بالکل مطمئن ہوں۔

شام کو جہانگیر کے ہاں جانے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ یہ شخص میرا بد ترین دشمن تصور کیا جاتا تھا اور میں اپنے اسی دشمن کے گھر جارہا تھا۔ شمائل سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرنا اور اس کے علاوہ بھی جہانگیر کی قربت حاصل کرنا میرے لئے ضروری تھا۔ اس کے تمام الفاظ جو اس نے غزنوی کی دعوت میں ادا کیے تھے چنانچہ میں تیار ہو کر مقررہ وقت پر جہانگیر کی عظیم الشان کوٹھی پر جا پہنچا۔ جیسا کہ مجھے یقین تھا کہ میرا استقبال خود جہانگیر ہی کرے گا میں نے دیکھا کہ جہانگیر اپنے اہل خاندان کے ساتھ سامنے ہی موجود ہے۔ شمائل بھی اپنی تمام تر حسن و رعنائی کے ساتھ ان کے درمیان موجود تھی۔ میں نیچے اترا اور جہانگیر آگے بڑھ کر میرے قریب پہنچ گیا شمائل بھی جھجکتی ہوئی آگے بڑھ آئی تھی جہانگیر نے میرے دونوں بازو پکڑے اور اس کے بعد مجھے سینے سے لگاتا ہوا بولا۔"

"بعض اوقات بہت بڑا دشمن بھی پیارا ہو جاتا ہے۔ اور اس وقت نجانے کیوں مجھے تم پر اتنا ہی پیار آرہا ہے۔ مجھے معاف کرنا میرے دوست میں نے جہانگیر سے مصافحہ کیا۔ شمائل کہنے لگی۔"

ڈیڈی نے مجھ سے بہت بڑی شرط لگائی ہے ان کا کہنا تھا کہ آپ ہمیں اسی طرح ڈیل کریں گے مقررہ وقت پر ہم آپ کے استقبال کے لئے تیار ہوں اور آپ نہ آئیں۔""

"جہانگیر صاحب کا سوچنے کا اپنا انداز ہے۔ بھلا میں کیوں نہیں آتا۔ ویسے مس خان آپ نے دیکھا کہ اپنی دہلیز پر بھی جہانگیر صاحب نے مجھے دوست کی حیثیت سے نہیں دشمن کی حیثیت سے خوش آمدید کہا ہے۔" جہانگیر میرے اس جملے پر بری طرح چونک گیا تھا۔"

"ارے نہیں نہیں۔" وہ تیزی سے بولا۔ "بھئی دیکھو الفاظ انسان کے جذبات کو بعض اوقات بالکل گڑبڑ کر دیتے ہیں۔ بھلا دوستوں کو گلے لگایا جاتا ہے۔ یا دشمنوں کو۔ میں ہنسنے لگا۔ پھر جہانگیر خان بولا۔"

"آؤ بھئی آؤ۔ دراصل میرے خیال میں کسی دانشمند کا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ انسان کو کم مگر سوچ کر بولنا چاہیے۔ میں زیادہ بول جاتا ہوں اور بغیر سوچے بول جاتا ہوں کیوں شمائل غلط تو نہیں کہہ رہا۔"

"پتا نہیں ڈیڈ آپ کیوں بولتے ہیں اور کیسے بولتے ہیں۔ میرے خیال میں بہتر طریقہ یہ نہیں ہے کہ کم بولا جائے۔"

"ہاں ہاں بھئی وہی تو ابھی میں نے کہا۔ چلو چلو اندر چلو۔" جہانگیر نے میرے بیٹھنے کے لئے بہت ہی خوبصورت ہال کا انتخاب کیا تھا ہال کی ہر شے سے امارت اور نفاست جھلک رہی تھی۔ میں نے بھی اس کی تعریف و توصیف میں کسی بخل سے کام نہیں لیا۔ واقعی وہ باذوق گھرانہ تھا میری تعریف پر جہانگیر کے ہونٹوں پر فخریہ مسکراہٹ پھیل گئی شمائل بھی مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا۔"

"میرے خیال میں اب ڈیڈ اس ہال میں داخلے کے تمام دروازے بند کر دیں گے۔ انہیں اب اس کی قدر و قیمت کا صحیح طور پر اندازہ ہوا ہوگا۔" جہانگیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بے شک بے شک۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ جاننے والی نگاہیں اگر زبان سے قیمت ادا کر دیں تو پھر یوں سمجھ لو کہ اس سے بڑی قیمت کہیں اور وصول نہیں ہوتی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

تشریف رکھیے۔ مسٹر دانش۔" وہ ایک صوفے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا اور خود بھی میرے قریب بیٹھ گیا۔ شائل بھی میرے بالکل سامنے بیٹھ گئی تھی۔ بہر طور وہ تھوڑا بہت تکلف برت رہی تھی۔ دوسرے اہل خاندان میں کوئی ایسی قابل ذکر شخصیت نہیں تھی جس کا تذکرہ کیا جائے۔ کچھ اچھی صورتیں ضرور تھیں۔ جہانگیر کی بیگم تھیں۔ جن کا تعارف جہانگیر نے بڑے سرسری انداز میں کرایا اور خاتون مسکرا کر گردن خم کر کے رہ گئیں۔ کچھ اور نوجوان لڑکیاں تھیں۔

بہت دیر تک مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ دوسرے لوگ گاہے گاہے گفتگو میں حصہ لیا کرتے تھے لیکن زیادہ تر جہانگیر ہی مجھ سے باتیں کر رہا تھا۔ میں نے شائل کے چہرے پر بیزاری کے آثار دیکھے۔ اس کے بعد چائے کا اہتمام کیا گیا اور اس دوران بھی گفتگو کا سلسلہ جاری رہا پھر گفتگو گھومتے گھماتے الیکشن کے موضوع پر آگئی۔

"یہ بتائیے دانش صاحب کہ اس بار کسے برسراقتدار لا رہے ہیں۔"

"میں تو خود ہی برسراقتدار رہنا پسند کرتا ہوں۔" جہانگیر صاحب میں نے کہا اور جہانگیر ایک قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ پھر بولا۔

"بھئی سچ بات کہہ رہے ہیں اور دل سے کہہ رہے ہیں۔ اگر کبھی آپ نے الیکشن لڑا اور خود حکومت کے لئے کوشاں ہوئے تو ہم سے بڑا مددگار آپ کو اور کوئی نہیں ملے گا۔ ہم سب یہی چاہیں گے کہ آپ برسراقتدار آجائیں۔"

"کیا آپ اب مجھے برسراقتدار نہیں سمجھتے۔ جہانگیر صاحب۔" میں نے پراسراری مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور جہانگیر چونک کر مجھے دیکھنے لگا پھر بولا۔

"کیا بات کہی ہے۔ واقعی کیا بات کہی ہے اور یہ حقیقت ہے ایک حقیقت۔ سرمایہ دار طبقہ ہمیشہ ہی برسراقتدار ہوتا ہے۔ حکومت میں جو لوگ شامل ہو جاتے ہیں بس یوں سمجھ لیجئے کہ ہمارے ہی بل پر وہ اپنا وقت گزارتے ہیں۔ بے شک اس میں کوئی شک نہیں دانش کہ آپ اس وقت صاحب اقتدار ہیں اور یہ بات تو میں اپنے تمام دوستوں میں بیٹھ کر کہتا ہوں کہ معاف کیجئے گا ذرا بے تکلفی کے الفاظ استعمال کر رہا ہوں میں ان سے کہتا ہوں کہ اس ننھے سے بچے نے ہم لوگوں کی ناک کاٹ کر ہماری ہتھیلیوں پر رکھ دی ہے۔ بلاشبہ دانش آپ نے کمال کر دکھایا ہے۔ کچھ بھی محنت نہیں کی کوئی صنعت نہیں لگائی۔

ہاں نہیں توڑے بس اشارے بازی سے کام لیتے ہوئے لوگوں کو ایک عجیب ذہنی انتشار میں مبتلا کر دیا۔ ویسے یہ بات آپ سے ضرور کہیں گے کہ ہمیں بھی جینے کا موقع دیں۔"

میں نے چونک کر اسے دیکھا تو وہ گردن ہلاتے ہوئے کہنے لگا۔

"ہاں۔ مقدس کریم کی زندگی بنا کر آپ نے ہم سے ہماری زندگی واقعی چھین لی۔ اس سے پہلے آٹو کنگ کہلاتے تھے۔ لوگوں میں بڑی حیثیت تھی لیکن اب ایک بے سایہ درخت کی مانند ہو گئے ہیں۔ بہرطور آپ یوں سمجھ لیجئے کہ ہمیں اس بات کا بڑا شکوہ ہے۔"

"پلیز ڈیڈ۔" شائل مداخلت کرتے ہوئے بولی۔ کیا ساری باتیں آج ہی کر لیں گے آپ۔ کیا آپ کے خیال میں اس کے بعد دانش صاحب ہمیں نہیں مل سکیں گے۔ وہ یہاں نہیں آئیں گے۔ ہم ان کے گھر نہیں پہنچ سکیں گے۔ میں احتجاج کرتی ہوں ڈیڈی دراصل یہ میرے مہمان تھے۔ آپ کی خواہش تھی کہ آپ سب بھی چائے کی اس دعوت میں شریک ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ تو نہیں ہوا تھا کہ آپ ہی ان پر پوری طرح قبضہ جمالیں گے۔ تھوڑا بہت انہیں ہمارے لئے بھی چھوڑ دیجئے۔ جہانگیر ہنسنے لگا پھر بولا۔

"بھئی دل میں بہت سے چھالے ہیں پھوڑ لینے دو۔ جب یہ تمام چھالے پھوٹ جائیں گے تو خود بخود سکون آجائے گا۔

"سوری آپ مسلسل دانش سے اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں جن سے میرے خیال میں انہیں کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے۔ میں ان کے چہرے کے تاثرات پڑھ رہی ہوں۔ آپ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ آئندہ وہ ہم سے ملاقات کرنے سے گریز کریں۔"

جہانگیر نے دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں نہیں بھئی۔ اگر یہ بات ہے تو ہم معذرت خواہ ہیں۔"

"ارے نہیں جہانگیر صاحب۔ یہ تمام باتیں تو زندگی سے تعلق رکھتی ہیں آپ بے دھڑک جو بھی کہنا چاہتے ہیں فرماتے رہیں۔"

"ہرگز نہیں جناب برداشت کی بھی ایک حد ہوتی ہے ان سب کے چہرے دیکھیے۔ ان میں سے کون ان کاروباری باتوں سے خوش ہو رہا ہے۔ بھئی آپ لوگ بہت بڑے کاروباری ہیں بہت بڑے کاروباری لیکن کاروبار کے لئے مختلف اوقات مقرر ہوتے ہیں۔

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

بعد میں آپ جتنی کاروباری باتیں چاہیں کر سکتے ہیں۔ اس وقت میرے خیال میں انہیں ترک کر دینا مناسب ہوگا۔"

"تو کہہ تو دیا مائی ڈیئر اب تمہارا جو دل چاہے کرو۔ ہم تو معذرت کر چکے ہیں۔"

"آیئے دانش یہ عمارت بہت وسیع ہے یہاں صرف یہی ایک کمرہ نہیں ہے۔ جہاں آپ محدود ہو جائیں۔ میں آپ کو اپنا گھر دکھانا چاہتی ہوں۔"

"جیسی آپ کی مرضی۔" میں نے کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جہانگیر نے خاموشی اختیار کرلی تھی۔ میں اور شائل باہر نکل آئے۔ کسی اور نے ہمارے ساتھ آنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ البتہ میں نے اس انداز میں دوسروں کو دیکھا جیسے انہیں بھی اپنے ساتھ آنے کی دعوت دے رہا ہوں اور شائل کو اس سلسلے میں کوئی فوقیت دینے پر تیار نہ ہوں لیکن کوئی بھی اٹھ کر نہیں آیا۔ چنانچہ میں اور شائل باہر نکل آئے۔ شائل مجھے لان کے ایک گوشہ تنہائی میں لے آئی ہم کافی دیر تک ادھر ادھر کی ہانکتے رہے۔ اس نے میری ہر بات پر ذہانت کا ثبوت دیا تھا پھر میں نے اس سے دوبارہ ملنے کا وعدہ کر کے رخصت کی اجازت چاہی اور اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ میں نے دوبارہ جہانگیر سے ملنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ ڈرائیور نے جلدی سے دروازہ کھول دیا تھا۔ ابھی میں اندر بیٹھا بھی نہیں تھا اور شائل سے گفتگو ہی کر رہا تھا کہ ایک اور کار اندر داخل ہو کر میری کار سے تھوڑے فاصلے پر اس انداز میں رک گئی کہ میری کار کو واپس مڑنے کا موقعہ مل جائے۔ اس کار سے ایک چھریرے بدن کا دراز قامت لیکن عمر رسیدہ آدمی نیچے اترا۔ بہت ہی اسمارٹ شخصیت تھی۔ میں نے ایک نگاہ اسے دیکھا اور اس کے بعد شائل کے سامنے گردن خم کر کے اپنی کار کی عقبی نشست پر بیٹھ گیا۔ میرے ڈرائیور نے کار ریورس کر دی تھی اور شائل میری جانب مسکراتی ہوئی نگاہوں سے دیکھتی ہوئی ہاتھ ہلانے لگی تھی کچھ دیر کے بعد میری کار کوٹھی سے باہر نکل آئی۔ آنے والے شخص کے بارے میں میرے ذہن میں کوئی تجسس نہیں ابھرا تھا۔ البتہ واپسی کے راستے میں شائل کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اس بات کو قطعی طور پر ذہن سے نہیں نکال سکتا تھا کہ وہ جہانگیر کی بیٹی ہے اور جہانگیر کے لئے میرے ذہن میں بہت سے سوالات تھے۔ مثلاً اگر سب سے زیادہ خطرناک بات سوچی جاتی تو جمال آراء کا قتل تھا۔ جس کے بارے میں مسز اختر اور دوسرے تمام لوگوں کا خیال تھا کہ وہ جہانگیر ہی کا شکار ہوئی ہے۔ جہانگیر سے گفتگو کرتے ہوئے یہ احساس نہیں ہوتا تھا کہ یہ شخص اتنا خطرناک ہے۔ لیکن کاروباری دنیا میں چہرے بدلنا سب سے بڑا فن تصور کیا جاتا تھا اور ہو سکتا ہے جہانگیر نے اپنا چہرہ کسی نئے منصوبے کے تحت بدلا ہو۔ ہونا یہی چاہیے کہ میں کسی کے فریب نہ آؤں۔ کسی پر غلط فہمی میں آکر اتنا اعتماد نہ کروں کہ......... وہ مجھے باآسانی گردن سے دبالے۔ شائل بہت خوبصورت تھی۔ بہت اچھی گفتگو کرتی تھی۔ حالانکہ رخسار نے مجھ سے کہا تھا کہ میں اس شہر کی سب سے خطرناک شخصیت سے مل رہا ہوں لیکن بظاہر ایسی کوئی بات نظر نہیں آتی تھی۔ تاہم اگر یہ سب چہرے بدلے ہوئے ہیں تو انہیں اس وقت مایوسی کا سامنا کرنا پڑے گا جب انہیں یہ احساس ہوگا۔ کہ میں ان میں سے کسی بھی چہرے سے متاثر نہیں ہوا ہوں۔ شائل کی گفتگو میں ایسی بے نیازی تھی جیسے وہ جہانگیر کے تمام منصوبوں سے ناواقف ہو۔ اس نے مسز آٹوز کے مسئلے میں جہانگیر کی ذہنی کیفیت کا تذکرہ بھی اس سادگی سے کیا تھا کہ میں اس غلط فہمی کا شکار ہو جاؤں کہ اسے حقیقت کا کوئی علم نہیں ہے لیکن ان تمام باتوں کے پس پردہ ایک گہری سازش بھی ہو سکتی تھی۔ چنانچہ ان لوگوں سے ملنا اپنی جگہ' لیکن اپنے طور پر محتاط رہنا بے حد ضروری تھا۔ رشید ناگی نے بالآخر اپنا کام شروع کر دیا۔ جو اشارے میں نے اسے دیئے تھے وہ اس نے بخوبی اپنا لئے تھے اور پھر اس پر کام شروع کر دیا تھا۔ اخبارات میں میں نے کافی بڑی سرخی اور خبر دیکھی تھی ساری کارروائی منصوبے کے عین مطابق ہوئی تھی۔

"میں ان تمام کارروائیوں سے پوری طرح مطمئن تھا۔ اور اپنی کوٹھی میں مقیم باقی تمام معاملات سے کٹ کر ان حالات کا جائزہ لے رہا تھا۔ ویسے بہت زیادہ سرگرمی کا اظہار کسی طور مناسب نہیں تھا۔ کیونکہ ابھی تک میں پس پردہ یہ سب کچھ کر رہا تھا اور میں نے اس بات کا کہیں بھی اظہار نہیں کیا تھا کہ میں شاہنواز کی پشت پر ہوں۔ اسی دوران ایک اور دلچسپ واقعہ پیش آگیا جس کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہیں ہوگیا۔ دن کے تقریباً گیارہ ساڑھے گیارہ بجے کا وقت تھا کہ ایک خوبصورت کار کوٹھی میں داخل ہوئی۔ میں نے کار کو فوراً ہی پہچان لیا۔ اسے میں نے جہانگیر کی کوٹھی میں دیکھا تھا اور یہ وہی کار تھی جس سے وہ اسمارٹ سا آدمی نیچے اترا تھا۔ لیکن اس شخص کے ساتھ ایک اور شخصیت کو

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

گاڑی سے اترتے دیکھ کر میں چونک پڑا اور پھر میرے ذہن میں ایک چرخی سی چلنے لگی۔ یہ شخصیت ایک خوبصورت لڑکی کی تھی اور یہ خوبصورت لڑکی نیلاب کے علاوہ اور کوئی نہیں تھی۔ وہی نیلاب جو چند لمحات کے لئے ہوا کے جھونکے کی مانند میرے قریب آئی تھی۔ اور اس کے بعد گم ہوگئی تھی۔ میں اپنی جگہ سے اٹھا اور باہر نکل آیا۔ میرے ملازمین ان لوگوں سے بات چیت کر رہے تھے۔ پھر جب میں آگے بڑھا تو نیلاب نے مجھے دیکھ لیا اور مسکراتی ہوئی آگے بڑھ آئی۔

"ہیلو۔ دانش۔"

"ہیلو نیلاب۔ آپ کیسی ہیں۔ کہاں غائب ہیں آپ اتنے عرصے سے اور یہ صاحب؟"

آپ نہیں جانتے۔ میرے ڈیڈی شمشاد بیگ۔

میں پہلے ہی سمجھ چکا تھا کہ یہ شخص شمشاد بیگ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ میں نے بڑے پرتپاک انداز میں شمشاد بیگ سے مصافحہ کیا تھا۔

"آپ کا نام تو میرے علم میں تھا شمشاد صاحب اور اس دن غالباً میں نے آپ کو جہانگیر کے ہاں دیکھا بھی تھا۔ لیکن اس وقت تعارف نہ ہو سکا اور اس سے پہلے بھی کبھی اس کا موقع نہیں آسکا۔ ہاں نیلاب سے ملاقات ہوئی تھی۔"

"ہاں بس یوں سمجھ لیں دانش صاحب کہ میں......... مصروف انسان ہوں۔ لیکن اتنا بھی نہیں کہ آپ سے ملاقات نہ کرتا۔ بات دراصل یہ ہے کہ میں آپکی سطح کا انسان نہیں ہوں۔"

"تشریف لائیے۔ کسی نے آپ کو غلط فہمی کا شکار کر دیا۔ میری کوئی سطح نہیں ہے۔ ایک عام سا آدمی ہوں اور آپ تمام لوگوں سے ملاقات کا خواہشمند۔ اب یہ میری بدنصیبی ہے کہ میں آگے بڑھ کر کسی سے تعارف حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ ورنہ میرا تو دل چاہتا ہے کہ اس شہر کی ان تمام معزز ہستیوں سے ملاقات کروں جو اس شہر کی روح رواں ہیں۔" شمشاد بیگ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"افسوس ہم ان میں نہیں ہیں۔"

"میرا خیال ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آیئے تشریف لائیے۔" میں نے اپنے

ان سے ڈرائنگ روم کا دروازہ کھول کر انہیں آنے کی پیشکش کی۔ نیلاب ایک خوبصورت ساڑھی میں ملبوس ہمیشہ کی مانند حسین نظر آرہی تھی۔ یہ لڑکی بھی بہت دلکش تھی اور اس میں کچھ ایسی جاذبیت تھی کہ میں نے اسے بخوبی محسوس کیا تھا۔ بہرطور وہ دونوں اندر آگئے۔ میں نے شمشاد بیگ کو بیٹھنے کی پیشکش کی اور پھر ان کی خاطر مدارت کے لئے اپنے ملازمین کو حکم دے دیا۔

"مجھے علم نہیں تھا کہ آپ اس طرح میری پذیرائی کریں گے۔"

"کیوں۔ ایسی کیا بات ہے۔ ظاہر ہے آپ میرے لئے انتہائی محترم ہیں۔"

"بس۔ بات تو تھی کچھ۔ خیر چھوڑیئے۔ فوراً" ہی اس کا تذکرہ مناسب نہیں لگتا۔ آپ سنایئے مقدس آٹوز کے معاملات کیسے جا رہے ہیں۔"

"مناسب ہی ہے مقدس کریم ایک باصلاحیت آدمی ہیں اور ان کے اندر ہر کاروبار کو اپنے آپ میں جذب کرلینے کی ہمت بھی موجود ہیں۔ اور صلاحیت بھی۔ میرے خیال میں انہوں نے بڑے اعلیٰ پیمانے پر کام شروع کیا ہے۔"

"صرف آپ کے خیال میں۔" شمشاد بیگ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سمجھا نہیں؟"

"آپ نے مقدس کریم کو اپنی آغوش میں بٹھا کر یہ ساری کارروائی کی ہے۔ آپ اس سے کیوں انکار کرتے ہیں۔"

"میری آغوش تو اس وقت بھی خالی ہے۔ شمشاد صاحب۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو مقدس کریم میری آغوش میں ہوتے میں نے بات کو مذاق میں ٹال دیا۔"

"نہیں اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ اگر آپ ان کی پشت پر نہ ہوتے تو بھلا اس بیچارے کی کیا مجال تھی کہ وہ ایک قدم بھی آگے بڑھ سکتا اور وہ بھی رانا جہانگیر خان جیسے آدمی کے سامنے۔"

"خیر۔ کسی کے شانے پر ہاتھ رکھ دینا کوئی بری بات نہیں ہے لیکن شرط یہی ہے کہ وہ خود بھی آگے بڑھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ میں نے تو پہلے ہی اعلان کر دیا تھا کہ میں ہر اس کاروبار میں سرمایہ کاری کرنا پسند کروں گا جسے چلانے کی صلاحیتیں کاروبار کرنے والے میں موجود ہوں اور یہ میری پیشکش آج بھی ہر شخص کے لئے موجود ہے۔ ہاں یہ دوسری

Scanned And Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

بات ہے کہ اپنا سرمایہ کسی کاروبار میں شامل کرتے ہوئے میں اپنے طور پر اپنے آپ کو مطمئن کرنا پسند کرتا ہوں۔"

"ایک جائز بات ہے۔ اس میں کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ویسے میں آپ کے پاس جس مقصد کے لئے حاضر ہوا ہوں اسے سننے کے بعد آپ مجھے کوئی اچھا آدمی تصور نہیں کریں گے۔"

"اس کا فیصلہ مجھ پر چھوڑ دیجئے۔" شمشاد صاحب۔ آپ اس کے لئے کیوں پریشان ہوتے ہیں۔ آپ یہاں تشریف لائے آپ نے میری عزت افزائی کی۔ نیلاب سے تو میری شناسائی بھی ہے۔ یہ مجھے ملیں اور پھر اس طرح گم ہوگئی کہ میں انہیں تلاش کرتا ہی رہ گیا۔ دراصل کسی ایسی معزز خاتون کو تلاش کرنے کے لئے بہت زیادہ کوششیں بھی غیر مناسب ہوتی ہیں۔ جو ایک باعزت گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں۔ البتہ ان کی کمی میں نے ہمیشہ محسوس کی۔ نیلاب کے چہرے پر ایک رنگ آکر گزر گیا۔ اس نے عجیب سی نگاہوں سے اپنے باپ کو دیکھا اور نجانے کیوں شمشاد بیگ کی نظریں جھک گئیں۔ اسی دوران ملازم کھانے پینے کی اشیاء لے آیا اور میں نے بڑی محبت سے ان لوگوں کی خاطر مدارت شروع کردی۔ نیلاب کے چہرے پر بدستور ویسے ہی تاثرات تھے۔ شمشاد بیگ نے کہا۔

"سب سے پہلے میں آپ کے سامنے اپنے ایک جرم کا اعتراف کرنے آیا ہوں دانش صاحب۔"

"جرم۔" میں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا؟"

"سو فیصدی جرم۔"

"اگر آپ محسوس کرتے ہیں کہ یہ جرم برا تھا۔ تو براہ کرم اس کا تذکرہ مجھ سے نہ کیجئے میں اپنے خیالات آپ کی جانب سے خراب نہیں کرنا چاہتا۔"

"نہیں۔ میں بتانا ضروری سمجھتا ہوں اور ایک مجبوری ہے۔ جس کے تحت میں یہ سب کچھ بتا رہا ہوں۔"

"آپ کی مرضی ہے۔ میں آپ کو مجبور نہیں کرتا۔ میری خدمات آپ کے لئے ہر طرح سے حاضر ہیں۔"

"جہانگیر دراصل بہت بڑی حیثیت کا مالک ہے۔ اور بہت سے لوگوں کو اس نے

اپنے شکنجے میں کس رکھا ہے۔ میں ذرا تفصیلی گفتگو کروں گا۔ ایسا تو نہیں ہے کہ آپ بہت زیادہ مصروف ہوں۔"

"نہیں نہیں۔ آپ میرے معزز مہمان ہیں اور آپ کو آپ کی خواہش کے مطابق مکمل وقت دینا میری ذمہ داری۔"

"شکریہ۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ اس قدر خوش اخلاق بھی ہیں۔ دراصل آپ کی غلط تصویر شروع ہی سے میرے سامنے پیش کی گئی تھی اور پھر میں کسی کو کیوں مجرم قرار دوں۔ میں خود مجرم ہوں اور اس کا اعتراف آپ کے سامنے کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں خاموشی سے شمشاد بیگ کی صورت دیکھتا رہا۔ شمشاد بیگ نے سامنے رکھی ہوئی چائے کے چند گھونٹ لیے اور پھر ہونٹوں کو خشک کرتا ہوا بولا۔"

"اس دن آپ کو جہانگیر کے گھر دیکھا تو مجھے احساس ہوا کہ میں کس قدر نقصان کا شکار ہوا ہوں۔ یعنی بلاوجہ مجھے ایک غلط کام پر لگا دیا گیا اور اس کے بعد خود اس کے الٹ کام شروع کردیا گیا۔ خیر یہ سرمایہ دارانہ سازش تو ہمیشہ ہی رہتی ہے۔ اور سرمایہ دار کی بقا اسی میں ہے۔ بہر طور جہانگیر کے بارے میں بتا رہا تھا۔ جہانگیر نے مقدس کریم کو بھی اپنے آلہ کار کے طور پر استعمال کیا تھا اور طویل عرصے تک اس سے فائدہ حاصل کرتے رہے۔ یہ ایک باقاعدہ صنعتی بحث شروع ہو جائے گی۔ مقدس کریم کے ذریعے آٹو پارٹس کا جو سلسلہ شروع کیا گیا تھا۔ اس میں بیچارے مقدس کریم کو میرا خیال ہے پانچ پرسنٹ سے زیادہ نہیں ملتا تھا اور باقی پچانوے فیصد کے مالک جہانگیر تھے۔ مقدس کریم نے اس سلسلے میں احتجاج کیا تو جہانگیر نے اسے بالکل ہی مارکیٹ سے غائب کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کے بعد ایسی کارروائیاں کیں کہ مقدس کریم چوپٹ ہو کر رہ گیا۔ اس وقت اس شخص کو سہارا دینے والا اس دھرتی پر کوئی نہیں تھا۔ لیکن ہر شخص کو خدا کا سہارا حاصل ہوتا ہے اور خدا نے آپ کو اس کی پشت پر پہنچا دیا۔ جس کی بناء پر مقدس کریم کہیں سے کہیں پہنچ گیا اور آج جہانگیر اپنے آپ کو اس کے سامنے پست پاتا ہے اور بے شمار مسائل کا شکار ہو چکا ہے۔ مجھے معاف کیجئے دانش صاحب میں بھی جہانگیر کے اشاروں پر چل رہا تھا۔ وہ جب بھی چاہتا مجھے بس مقدس کریم ہی کی طرح تباہ و برباد کر سکتا تھا اور میرے اندر یہ مجال نہیں تھی کہ میں اس کے سامنے گردن اٹھا سکتا۔ جہانگیر کو جب مقدس کریم کے ہاتھوں شکست

WWW.PAKSOCIETY.COM

اٹھانا پڑی تو اس نے مجھے آپ کے پیچھے لگایا اور یہ چاہا کہ کسی بھی طرح آپ کو اپنے شکنجے میں جکڑ کر مجبور کر دیا جائے کہ آپ مقدس کریم کی پشت پر سے اپنا ہاتھ اٹھالیں۔ اس سلسلے میں اس نے مجھے جو مشورے دیئے وہ بے شک شرمناک تھے اور ان کا تذکرہ کرتے ہوئے آج میری گردن شرم سے جھکی جارہی ہے۔ اس نے کہا کہ میں نیلاب کے ذریعے آپ کو اپنے جال میں پھانس لوں۔ اور میری آنکھوں پر پٹی بندھ گئی۔ میں نے نیلاب کو آپ تک پہنچا دیا۔ اس بیچاری کو بالکل نہیں معلوم تھا کہ اس کا کام کیا ہے۔ یہ آپ تک پہنچی اور اس کی بعد آپ سے گفتگو ہوئی۔ لیکن اتفاق کی بات یہ کہ جس وقت یہ آپ سے متاثر ہوکر آپ کی دوست بننے کی کوشش میں مصروف تھی ایک رات جہانگیر کا ٹیلیفون مجھے موصول ہوا۔ میرے ہاں ٹیلیفون کی دو لائین ہیں اور میری ڈائریکٹ لائن خراب تھی اس لئے جس ٹیلیفون پر میں نے گفتگو کی اس کے دوسرے کنکشن دیگر کمروں میں بھی موجود ہیں اور اتفاق سے نیلاب نے میری اور جہانگیر کی گفتگو سن لی۔ جس میں یہی تذکرہ تھا کہ نیلاب نے کس حد تک اپنا کام سرانجام دیا ہے۔ بس جناب اس کے بعد یہ بگڑ گئی اور اس نے آپ سے ملاقاتیں ترک کر دیں۔ کیونکہ اسے یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ ہم لوگوں نے اسے اپنا آلہ کار بنایا ہے۔ میری لاکھ کوششوں کے باوجود یہ دوبارہ آپ سے ملاقات کے لئے تیار نہیں ہوئی اور پھر مجھے خود بھی احساس ہوگیا کہ میں نے کوئی آبرو مندانہ طریقہ اختیار نہیں کیا ہے لیکن نیلاب کے اس طرح پیچھے ہٹ جانے سے جہانگیر ناراض ہوگیا اور اس نے مجھے دھمکیاں دیں۔ میں خاموشی سے یہ سب کچھ برداشت کرتا رہا۔ نیلاب کو تیار کرنا اب میرے بس سے باہر تھا۔ چنانچہ یہ سلسلہ ختم ہوگیا اور اب جہانگیر نے اپنی بیٹی شائل کو آگے بڑھایا ہے۔ میں نے جب آپ کو اور شائل کو یکجا دیکھا تو مجھ سے برداشت نہیں ہو سکا۔ کیونکہ اس دوران جہانگیر میرے خلاف کام کرنے پر آمادہ ہوگیا تھا اور مجھے اس کے ہاتھوں چند چھوٹی چھوٹی سی پریشانیاں اٹھانا پڑی ہیں بات دراصل یہ نہیں ہے کہ ان پریشانیوں سے گھبرا کر میں آپ کے پاس کوئی مدد طلب کرنے آیا ہوں۔ آپ اطمینان رکھیے میں آپ سے ایک پیسے کی مدد نہیں مانگوں گا لیکن میرے ضمیر نے یہ گوارا نہیں کیا کہ آپ کو جہانگیر کے چنگل میں پھنس جانے دوں میری بیٹی نے میرا ضمیر جگا دیا ہے اور میں اپنا فرض پورا کرنے آیا ہوں اور اسی لئے نیلاب نے بھی یہاں آنے میں

پورا ساتھ دیا ہے۔" میں خاموش نگاہوں سے شمشاد بیگ کو دیکھ رہا تھا۔ پھر میں نے آہستہ سے کہا۔

"شمشاد صاحب آپ کے اس جرات مندانہ اقدام کی تعریف نہ کرنا کم ظرفی ہوگی۔ میں آپ کا دلی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ان واقعات سے آگاہ کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انسان بعض اوقات بھٹک جاتا ہے اور ایسے کام کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے جس کا اسے خود بھی احساس رہتا ہے۔ تاہم اتنا عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس سے قبل آپ نے جہانگیر کے ساتھ مل کر کچھ کیا میں خلوص دل سے اسے معاف کرتا ہوں۔ کیونکہ آپ "فوراً" ہی سنبھل گئے۔ جہاں تک جہانگیر کا تعلق ہے تو آپ بے فکر رہیں۔ میرے خلاف سازش کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔"

"وہ بہت خونخوار آدمی ہے اور اپنے مقاصد پورے کرنے کے لئے ہر طریقہ کار اختیار کرلیتا ہے۔ پچھلے دنوں اس کا رابطہ ایک ایسے شخص سے رہا ہے جو بہت ہی خوفناک شخص ہے اور جہانگیر یقینی طور پر اس کے ذریعے آپ کے خلاف بھی کوئی نہ کوئی عمل ضرور کریگا۔"

"آپ مجھے اس کا نام بتانا پسند کریں گے۔"

"ہاں کیوں نہیں۔ میں آپ کو سب کچھ بتانے ہی آیا ہوں۔ تو پھر کچھ چھپانے سے کیا فائدہ اس کا نام فیروز رانا ہے۔ آج کل الیکشن لڑ رہا ہے اور اس الیکشن کے سلسلے میں جہانگیر کا سرمایہ خرچ ہو رہا ہے۔ جہانگیر کی خواہش ہے کہ اسے الیکشن میں کامیاب کرا کے اس سے اپنے مفادات حاصل کر سکے۔ چنانچہ جہانگیر درپردہ اس شخص کے لئے سب کچھ کر رہا ہے۔ میرے دماغ میں سنسنی کی ایک لہر اٹھی تھی لیکن میں نے اس کا اظہار نہیں کیا یہ بہت ہی انوکھی خبر تھی۔ بہت دلچسپ اور میرے لئے انتہائی کارآمد بھی چند لمحات میں نے اپنے اعصاب پر قابو پانے میں صرف کئے اور اس کے بعد نرم لہجے میں کہا۔"

"گویا فیروز رانا جہانگیر کے سرمائے سے الیکشن لڑ رہا ہے۔ ویسے یہ فیروز رانا کس قسم کا آدمی ہے۔"

میں نے کہا نا ایک خطرناک آدمی۔ جس کے پاس بہت سے لوگ کام کرتے ہیں اور جو ہر قسم کی مجرمانہ کارروائیوں میں ملوث رہتا ہے۔ آپ سے اب چونکہ کوئی بات چھپانا

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

نہیں ہے مجھے چنانچہ میں آپ سے یہ بھی عرض کردوں کہ وہ بہت بڑا اسمگلر ہے۔ خاص طور سے منشیات کی اسمگلنگ کرتا ہے اور اس سلسلے میں بھی جہانگیر اس کا شریک کار ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ جہانگیر خان نے براہ راست اپنے آپ کو اس میں ملوث نہیں کیا اور ساری کارروائی اسی کے ذریعے ہوتی رہی ہی اور اب میں آپ کو ایسی بات بتانے جارہا ہوں۔ جو میرے ان تمام انکشافات کا آخری ثبوت ہوگی۔"

"جی۔ جی۔ فرمایئے۔"

"انڈسٹریل ایریا میں سرخ گوداموں کے نام سے ایک سلسلہ مشہور ہے اور اس کے بارے میں تقریباً" تمام ہی لوگ جانتے ہیں سرخ گوداموں میں گودام نمبر بارہ فیروز رانا کی ملکیت ہے اور گودام نمبر بارہ پر اگر پولیس ایک کامیاب چھاپہ مارے تو یقینی طور اسے وہاں منشیات کے ذخائر مل جائیں گے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی اس کے خلاف بے شمار ثبوت۔ اگر فیروز رانا کو کسی طرح قابو کر لیا جائے تو جہانگیر کی کمر خود بخود ٹوٹ سکتی ہے اور اس بات کے بھی امکانات ہیں کہ فیروز رانا کے ذریعے جہانگیر کے جرائم کا انکشاف بھی ہو جائے گا۔ میں انتہائی افسوس کے ساتھ ایک اور خبر آپکو دے رہا ہوں۔ وہ یہ کہ جہانگیر ایک قتل میں بھی ملوث ہیں۔ جو اس نے فیروز رانا کے ذریعے کرایا ہے اور یہ قتل ایک معزز خاتون جمال آراء بیگم کا ہے۔ جہانگیر نے جمال آراء کو بھی آپ کے خلاف اپنا آلہ کار بنانے کی کوشش کی تھی۔ کیونکہ سنا گیا تھا کہ جمال آراء آپ کے حلقہ احباب میں ہے۔ بہرطور یہ وہ ساری باتیں ہیں جو میرے علم میں تھیں اور میں نے ان کی پردہ پوشی کی تھی۔ لیکن اب میں مجبور ہوگیا ہوں آپ کو ان حالات سے آگاہ کرنے کے لئے اور مجھے ان انکشافات کا کوئی صلہ درکار نہیں۔ سمجھ رہے ہے نا آپ۔"

میں سکتے کے سے عالم میں بیٹھا ہوا تھا۔ جو کچھ مجھے معلوم ہوا تھا میرے لئے ان حالات میں کس قدر قیمتی تھا اس کا اندازہ شاید شمشاد بیگ کو نہیں تھا۔ بہرحال میں نے فوراً" ہی خود کو سنبھالا اور بولا۔

"آپ نے جو کچھ کیا ہے۔ شمشاد صاحب اسے میں اپنے دل کہ گہرائیوں سے محسوس کرتا ہوں۔ لیکن ایک خوف مجھے اور ہے۔"

"کیا۔" شمشاد بیگ نے پوچھا۔

"اگر ان کے خلاف فوری طور پر کوئی کارروائی کی جاتی ہے تو کہیں جہانگیر کا خیال آپ کی جانب نہ جائے۔ ان حالات میں آپ خطرے میں پڑ سکتے ہیں۔"

"میری فکر نہ کیجئے۔ اول تو جہانگیر شاید اس بارے میں نہیں سوچے گا۔ کیونکہ اس کے خیال......... کے مطابق میں گردن گردن تک دلدل میں دھنسا ہوا ہوں اور اگر وہ میرے خلاف کچھ کرنے پر آمادہ ہو بھی گیا تو بہت سے ایسے ثبوت مہیا کر سکتا ہے جو اسے نقصان پہنچانے میں معاون ثابت ہوں گے لیکن خیر کوئی حرج نہیں ہے۔ میں یہ خطرہ مول لے چکا ہوں۔ تاہم اپنی بچت کی میں کوششیں کروں گا اور محتاط رہوں گا۔ ویسے ایک بات آپ کے کانوں تک اور پہنچا دوں وہ یہ کہ بظاہر آپ مجھے ان کا معاون پائیں گے اور ان کے حاشیہ برادروں میں دیکھیں گے لیکن درحقیقت میں دوسرا کام کر رہا ہوں۔ آپ سمجھ رہے ہیں نا۔"

"ہاں۔ بالکل بالکل۔ میں آپ کے اس انداز سے خوش ہوں۔ آپ میرے خلاف بھی جہانگیر کے ساتھ کام کرتے رہیں۔ یہ بات صرف میرے اور آپ کے درمیان رہے گی کہ ہم دوست ہیں۔"

"میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ جب کسی کو آخری حد تک پہنچانا ہو تو تھوڑی سی چالاکی سے بھی کام لینا پڑتا ہے۔"

"میں آپ کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں شمشاد صاحب اور آپ اطمینان رکھیے اب آپ کا تحفظ بھی مجھ پر فرض ہوگیا ہے۔"

"بہت بہت شکریہ۔ آپ اطمینان رکھیے میری ذات سے آپ کو دکھ کبھی نہیں پہنچے گا۔ کیوں نیلاب اب تو تم مطمئن ہو۔"

"جی ڈیڈی۔ میں اپنے طور پر کسی فرد یا دانش صاحب کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتی۔ بہت اچھے انسان تھے۔ ان سے میری ملاقات بہت مختصر رہی ہے لیکن انہوں نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے اور میں نے اسی پر احتجاج کیا تھا۔ اب آپ نے دیکھ لیا ہو گا کہ یہ کس قسم کے انسان ہیں۔"

"میں پہلے ہی ان کے سامنے اپنی شرمندگی کا اظہار کر چکا ہوں۔ تو پھر اب آپ مجھے اجازت دیجئے۔ میں زیادہ دیر یہاں نہیں رکوں گا۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کیا میں آپ کو احتیاط سے واپس بھجوانے کا بندوبست کروں۔"

"نہیں آپ اطمینان رکھیے اب میں اتنا کچا بھی نہیں ہوں برائیوں میں الجھا رہا ہوں اور بروں سے نمٹنا بھی جانتا ہوں۔ شمشاد بیگ نے کہا اور اس کے بعد وہ دونوں کھڑے ہو گئے۔ میں نے نیلاب سے کہا۔"

"مس نیلاب حالات درست ہوتے ہی آپ سے دوسری ملاقات میں خود کروں گا۔ تاہم آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے اپنے ڈیڈی کو میرے ساتھ تعاون کرنے پر آمادہ کیا۔ نیلاب نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں انہیں باہر تک چھوڑنے آیا اور تھوڑی دیر کے بعد ان کی کار باہر چلی گئی۔ لیکن شمشاد بیگ جو انکشافات کر گیا تھا وہ اتنے سنسنی خیز تھے کہ میرے اعصاب ابھی تک کشیدہ ہو رہے تھے۔ میں واپس مڑا تو روزی کو وہاں پایا۔ میں نے مسکراتے ہوئے اس سے اپنے لئے مشروب لانے کو کہا وہ خاموشی سے گردن جھکا کر باہر نکل گئی تھی۔ میں ایک بار پھر ڈرائنگ روم میں آ بیٹھا اور شمشاد بیگ کے انکشافات میرے ذہن میں گردش کر رہے تھے۔ لال گودام کے بارے میں معلومات بڑی کار آمد ثابت حاصل ہو گئی۔ شاہنواز کے سلسلے میں بھی بڑا کام آ سکتا تھا یہ لال گودام۔ یوں سمجھا جائے تو غلط نہیں ہو گا کہ یہ شاید فیروز رانا کے تابوت میں آخری کیل ہی ثابت ہوتی۔ بشرطیکہ اس سلسلے میں کوئی کامیاب قدم اٹھایا جا سکتا۔ مشروب کے گھونٹ لیتے ہوئے میں نجانے کب تک اس بارے میں سوچتا رہا۔ بہت سوچنے سمجھنے کے بعد کوئی قدم اٹھانا ضروری تھا تا کہ میرا اٹھایا ہوا قدم بیکار نہ جائے لیکن کیا ہونا چاہیے۔ یہ سارا دن انہی سوچوں میں گزر گیا تھا اور پھر رات کو بھی نجانے کب تک اسی سلسلے میں غور کرتا رہا۔ رشید ناگی سے کوئی رابطہ قائم نہیں ہوا تھا اور یہ ضروری بھی نہیں تھا جو کام اس نے شروع کر رکھا تھا وہ بہت موثر تھا اور اب میں اس کے بارے میں مزید جائزہ لینا چاہتا تھا۔ میرے لئے معلومات کا ذریعہ اخبارات ہی تھے آج کی اطلاعات مزید سنسنی خیز تھیں اور میں ان سنسنی خیز اطلاعات میں بری طرح کھو گیا۔ ان تین افراد کو اغوا کر لیا گیا تھا جنہیں شاہنواز پر قاتلانہ حملے کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ اور اغوا کا یہ سلسلہ بھی بے حد سنسنی خیز تھا۔ ادھر مزدوروں کے ہنگامے جاری تھے اور ان آٹھوں ملوں اور کارخانوں میں مسلسل ہڑتال چل رہی تھی جو شاہنواز کے زیر اثر تھیں جن کی بنا پر ان کا شدید نقصان ہو رہا تھا اور ان

سرمایہ داروں کی طرف سے بھی پولیس پر اور حکام پر دباؤ ڈالا جا رہا تھا کہ شاہنواز کے سلسلے میں کارروائی مکمل کی جائے۔ مزید یہ کہ ان تین افراد کا اغوا جلتی پر تیل کا کام کر گیا تھا۔ انہیں اغوا کرنے کے لئے زبردست کارروائی کی گئی تھی اور پولیس کے چند اہلکار بھی زخمی ہو گئے تھے۔ پولیس کے اعلیٰ ترین حکام کا بیان بھی ان خبروں کے ساتھ ہی شامل تھا۔ جس میں بتایا گیا تھا کہ ان تین افراد کے بیانات لے لئے گئے ہیں ان کی بازیابی کے ساتھ ساتھ ہی ان کے بیانات کی روشنی میں مزید کارروائیاں بھی متوقع تھیں۔ میں ان خبروں کو بغور دیکھتا رہا اور میں نے اپنے طور پر ایک پلان بنانا شروع کر دیا۔ اب اس سلسلے میں رشید ناگی سے ملاقات کرنا بے حد ضروری تھا۔ ان تین آدمیوں کے اغوا کی تشویش مجھے بھی ہو گئی تھی۔ رشید ناگی سے ملاقات کے لئے پہلے میں نے اس شخص کو ٹیلیفون کیا جسے ہمارے درمیان رابطے کے لئے مخصوص کیا گیا تھا چنانچہ رشید ناگی میرے پاس ٹھیک ایک بجے پہنچ آ گیا۔

"اس سلسلے میں بعد میں تمہاری تعریف کروں گا رشید ناگی تم نے بلاشبہ بہترین انداز میں کام شروع کیا ہے لیکن ان تین افراد کے اغوا کی خبر نے مجھے پریشان کیا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ فیروز رانا انہیں اغوا کرنے کے بعد اپنا بیان بدلنے پر مجبور کر دے یا ان کے ذریعہ یہ بات معلوم کر لے کہ ان کے پس پشت کون ہے۔" رشید ناگی کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔

"یہ بات ایسے ہی ناممکن ہے جیسے سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہو۔"

"وہ کیسے؟"

"سر انہیں اغوا بھی تو ہم نے ہی کیا ہے۔"

"کیا۔" میں اچھل پڑا۔

"جی ہاں یہ بھی میرے پروگرام کا حصہ تھا ان تینوں کو میں نے اغوا کرایا ہے اور اب وہ میری تحویل میں ہیں۔" میں حیران نگاہوں سے رشید ناگی کو دیکھتا رہا تو رشید ناگی نے ہنستے ہوئے کہا۔" "دراصل سر آپ نے ایک پوائنٹ دیا تھا مجھے اور اسی پر میں نے مختلف طریقے سے عمل کیا ہے۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ اس میں مسلسل شاخیں پھوٹ رہی ہیں۔"

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"بہت خوب ناگی لیکن میں تم پر ایک اور انکشاف کرنا چاہتا ہوں۔"

"وہ کیا سر۔"

"کیا تمہیں انڈسٹریل ایریا میں سرخ گوداموں کے سلسلے میں کچھ معلومات حاصل ہے۔"

"سرخ گودام۔ نہیں سر مجھے اس بارے میں کچھ نہیں معلوم۔"

"انڈسٹریل ایریا میں گودام کا ایک بڑا سلسلہ پھیلا ہوا ہے جو سرخ گودام کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں گودام نمبر بارہ فیروز رانا کی ملکیت ہے۔ جہاں منشیات کے ذخائر موجود ہیں۔ اگر اس گودام پر ایک کامیاب چھاپہ پڑ جائے تو میں سمجھتا ہوں فیروز رانا کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوگا۔ رشید ناگی کا چہرہ سرخ ہوگیا تھا۔ وہ گہری گہری سانسیں لیتا ہوا بولا۔"

"یہ اطلاع آپ کو کہاں سے ملی؟"

"اس بات کو جانے دو ناگی لیکن جو کچھ میں نے کہا ہے میرا خیال ہے وہ بالکل درست ہے۔" رشید ناگی آنکھیں بند کر کے کسی سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"تو پھر میں زیادہ دیر آپ کے پاس نہیں رک سکوں گا۔ میرے خیال میں پولیس حکام تک یہ اطلاع پہنچانے کے لئے مجھے فوری طور پر عمل کر دینا ضروری ہے۔" میں نے رشید ناگی سے بڑا پرجوش مصافحہ کیا اور اس کے بعد اسے خاموشی سے رخصت کر دیا۔

میرے ذہن میں عجیب سے جال بن رہے تھے۔ بڑا کام کا آدمی ہوگیا تھا......... مجھے اس سلسلے میں اس نے جو کچھ کر دکھایا تھا وہ قابل تحسین تھا۔ کیا کیا جانا دور ہی یہی ہے۔ اپنا کام کرنے کے لئے ان تمام اژدھوں کو چت کرنا پڑتا ہے جن کی پھنکاریں پورے ماحول کو زہر آلود کئے ہوئے ہیں۔ رشید ناگی کے جانے کے بعد میں آنکھیں بند کر کے اپنے بستر پر لیٹ گیا۔ ذہن میں عجیب سی سنسنی ہو رہی تھی۔ دماغ کی ساری چولیں ہل کر رہ گئی تھیں بلاشبہ یہ واقعات اتنے ہی سنسنی خیز تھے۔"

"دل میں عجیب سے خیالات جنم لے رہے تھے یونہی گاڑی کو دوڑاتا رہا۔ صدر پہنچا اور صدر سے پھر مسجد خضرا' روزی میرے ساتھ تھی۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں میں گاڑیاں دھویا کرتا تھا۔ یہاں کافی رش تھا زندگی معمول کے مطابق تھی موسم بہتر ہونے کی وجہ سے چل پہل بھی کچھ زیادہ ہوگئی تھی' عین اسی جگہ جہاں میں گاڑیاں دھویا کرتا تھا۔ بہت کچھ یاد آیا اور اس کے بعد آگے بڑھتا ہوا کافی دور نکل آیا' جہانگیر روڈ پر پہنچ کر میں نے روزی سے کہا۔

"تھک تو نہیں گئیں روزی؟"

"بالکل نہیں سر آپ پر غور کر رہی ہوں۔"

"کیا؟"

"یہی کہ' یہی کہ آپ اپنے ماضی کی کہانیاں تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔"

"تمہارا خیال بالکل درست ہے روزی' ماضی انسان کی زندگی سے کبھی دور نہیں ہوتا لیکن افسوس میرے ماضی میں ایک ایسا خلاء ہے جو آج تک پورا نہیں ہو سکا اور مستقبل میں مجھے امید بھی نہیں ہے کہ یہ خلاء پر ہو جائے گا۔" روزی خاموشی سے مجھے دیکھتی رہی پھر اس نے کہا۔

"میں آپ سے اس خلاء کے بارے میں نہیں پوچھوں گی سر جانتی ہوں کہ جو کچھ آپ بتا سکتے ہیں ضرور بتا دیتے ہیں۔" میں ابھی روزی سے یہ گفتگو کر ہی رہا تھا کہ دفعتاً سامنے والے فٹ پاتھ پر میری نگاہ پڑی اور میں نے ایک دم سے گاڑی کے بریک پر دباؤ ڈال دیا ایک جانا پہچانا چہرہ تھا' یہ نیاز احمد تھا۔ نیاز احمد جو رفیق احمد کے داماد تھے اور اس دن رفیق احمد جاگیردار کی کوٹھی پر اس سے میری ملاقات ہوئی تھی یہ شخص مجھے کافی دلچسپ محسوس ہوا تھا' چنانچہ میں نے روزی کو اشارہ کر کے کہا۔

"روزی میں ادھر گاڑی روک رہا ہوں وہ صاحب جو جا رہے ہیں ان سے کہو کہ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔" روزی نے گردن ہلائی اور میں نے گاڑی ایک سائیڈ پر پارک کر دی' جگہ سنسان تھی بہت زیادہ ٹریفک بھی نہیں گزر رہا تھا یہاں سے روزی سڑک عبور کرنے لگی اور تھوڑی دیر کے بعد نیاز احمد صاحب کے قریب پہنچ گئی' نیاز احمد صاحب سے گفتگو کرتے ہوئے اس نے میری جانب اشارہ کیا اور میں نے نیاز احمد کو عجیب سے انداز میں اپنی جانب لپکتے ہوئے دیکھا۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ نیاز منہ پھاڑے ہوئے میرے قریب پہنچ گیا' پہلے اس نے گاڑی کو دیکھا' پھر مجھے' پھر گاڑی کو' پھر روزی کو اور اس کے بعد گردن اندر کر کے بولا۔

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

”بخدا یقین نہیں آرہا اپنی آنکھوں پر محلوں کا راجا فٹ پاتھ پر کیسے نظر آرہا ہے؟“ انہوں نے کہا۔

”نیاز احمد صاحب آپ یہاں کہاں گھوم رہے ہیں؟“

”بھئی ہماری بات نہ کریں اپنی بتائیں‘ ہم تو ہیں ہی سڑکوں کے راجا کیا خیال ہے؟“

”آپ کے پاس کوئی کنوینس ہے؟“ میں نے سوال کیا۔

”کک.........کیا مطلب؟“

”میرا مطلب ہے آپ کی گاڑی کہاں ہے؟“

”نہیں اس وقت کوئی گاڑی نہیں ہے میرے پاس‘ میں ایسے ہی ذرا ادھر کام سے آیا تھا کہ تم کہاں جارہے ہو؟“ اس نے انتہائی بے تکلفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کی تلاش میں پھر رہا تھا۔“

”اماں نہیں‘ مذاق مت کرو۔“ نیاز احمد عجیب سے انداز میں بولا اور مجھے ہنسی آگئی۔

”آپ کے پاس کچھ وقت ہے۔“

”کمال کررہے ہو تقدیر کو وقت دینے میں کیا آدمی کو کوئی اعتراض ہوسکتا ہے؟“

”آپ خواہ مخواہ کی باتیں کرتے ہیں‘ آئیے بیٹھے میرے ساتھ۔“ میں نے کہا اور نیاز احمد صاحب جلدی سے ادھر ادھر دیکھنے لگے پھر بولے۔

”کہاں بیٹھوں؟“ میں نے برابر کا دروازہ کھول دیا تھا‘ روزی پچھلی سیٹ پر چلی گئی اور میں نے گاڑی اسٹارٹ کرکے آگے بڑھا دی۔

”یہ دن دہاڑے اغوا تو نہیں ہے۔“ نیاز احمد نے کہا۔

”جی ہاں‘ لیکن کیا آپ اغواء ہونے کو تیار نہیں ہیں؟“

”کمال کرتے ہو بھئی میں اور تیار نہ ہوں چلو چلو جہاں دل چاہے لے چلو میں تو آنکھیں بند کیے لیتا ہوں۔“ نیاز احمد نے پر مزاح انداز میں کہا اور میں نے ہنستے ہوئے گردن ہلا دی۔ پھر اس لے کر میں سیدھا اپنی کوٹھی کی جانب چل پڑا تھا نیاز احمد کا اس وقت مل جانا نجانے کیوں ذہن پر ایک خوشگوار اثر چھوڑ رہا تھا۔

☆☆☆

نیاز احمد نے تعریفی نظروں سے کوٹھی کو دیکھا اور بولے۔ ”ماشاء اللہ خوبصورت بھی ہے اور اعلیٰ ذوق کی حامل بھی۔“ میں انہیں ڈرائنگ روم میں لے آیا اور وہ بڑی اپنائیت سے صوفے پر بیٹھ گئے۔ پھر بولے۔

”معاف کرنا دانش میاں ہم بے تکلف آدمی ہیں جو دل میں ہوتا ہے زبان پر آنے سے نہیں روکتے اور پھر اگر کوئی دل کو چھولے تو......... خیر چھوڑو تم سناؤ کیسی گزر رہی ہے۔“

”جی ہاں۔ میں آپ سب کو یاد کرتا رہا ہوں۔“

”خوب مگر بات کچھ ہضم نہیں ہو رہی چلو ٹھیک ہے اتنا کہہ دیا کافی ہے۔ ملاقات وقت پر ہوتی ہے۔“

”نہ جانے آپ کس کام سے نکلے ہوں گے؟“

”کوئی نقصان نہیں ہوا۔ مارکیٹ کا جائزہ لینے نکلے تھے کچھ کمپنیوں سے رابطہ ہے سپلائی کردیتے ہیں اور کام چلا رہے ہیں۔“

”اس دن آپ کسی ایل سی کا تذکرہ کررہے تھے۔“

”ایں.........وہ.........ہاں مرحوم ہوگئی۔“

”کیا مطلب؟“

”بس کام نہیں ہوسکا۔ بینکوں سے سرمائے کا حصول مشکل رہا ہم نے تو ماموں میاں سے کہا کہ یہ سب بیکار باتیں ہیں۔ ابھی اتنے بڑے پیمانے پر کوئی کام مناسب نہ ہوگا

WWW.PAKSOCIETY.COM
Scanned and Uploaded By Nadeem

لیکن..........."

"کیا منگوایا تھا آپ نے؟"

"سپلائی سے ہی متعلق کچھ کرنٹ آئٹم تھے۔ ہم تو یہیں سے خرید کر تھوڑے سے منافع سے کام چلالیا کرتے تھے۔ ماموں میاں نے کہا کہ اگر یہ آئٹم امپورٹ کرلیں تو بہت سستے پڑیں گے مگر معاملہ بیس لاکھ کا تھا بندوبست نہیں ہو سکا۔"

"آپ مجھ سے مل لیتے نیاز احمد۔"

"ارے نہیں میاں' مذاق اپنی جگہ' ہم ہنستے کھیلتے زندگی گزارنے کے عادی ہیں تمہیں بھلا کیوں تکلیف دی جاتی۔"

"کوئی حرج بھی نہ تھا ظاہر ہے آپ وہ رقم مجھے واپس کردیتے۔"

"چھوڑو دانش میاں محبت سے مل لئے تم.......... ہماری عزت بڑھ گئی یہی ہمارے لیے کافی ہے۔"

"رفیق صاحب سے گفتگو کرکے اندازہ ہوا کہ آدمی تجربے کار ہیں مگر.......... ویسے ان کے کاروبار کو کیا ہوا؟"

"گردش دوراں کی کہانیاں یکساں ہوتی ہیں۔ وقت اوپر نیچے ہوتا رہتا ہے۔ تمہارے بارے میں بڑی کہانیاں سننے کو ملتی ہیں کیا قصہ ہے۔" نیاز احمد نے چابکدستی سے گفتگو کا رخ بدل دیا۔

"پتا نہیں وہ کہانیاں کیا ہوتی ہیں؟"

"یہی کہ تم پراسرار انسان ہو۔ بہت بڑے سرمایہ دار ہو مارکیٹ پر چھا جانے کی اہلیت رکھتے ہو۔"

"جو کچھ بھی ہوں آپ کے سامنے ہوں۔"

"شادی وادی نہیں کی؟"

"نہیں.........."

"وجہ.........."

"کوئی تجربہ نہیں ہے اس سلسلے میں ویسے آپ جیسے کسی دوست سے معلومات کرنا چاہتا ہوں۔"

"شادی کے سلسلے میں۔"

"ہاں' آپ کا تجربہ کیسا رہا۔" نیاز احمد ہنس پڑے پھر بولے۔

"تمہاری ذہانت کو مان گئے ہم نے بڑی محنت سے گیند تمہاری طرف اچھالی تھی مگر تم نے اسے راستے سے ہی واپس بڑی ہوشیاری سے پھر ہماری ہی طرف پھینک دیا۔ رفیق احمد صاحب ہمارے ماموں ہیں۔ کسی زمانے میں بہت بڑے کاروباری آدمی تھے۔ ویسے خاندان محدود ہے۔ انہوں نے ہمیں اس قابل سمجھا اور ہماری شادی بڑی بیٹی سے کردی۔ ساتھ ہی رکھنا چاہا مگر ہمیں یہ نہ گوارا ہوا اور نہ ہماری اہلیہ کو بس بہت مختصر فاصلے ہیں ان کے اور ہمارے درمیان۔"

"محسوس ہوتا ہے۔"

"ویسے شادی بری چیز نہیں ہے کرلو۔" انہوں نے کہا اور میں ہنسنے لگا۔ نیاز احمد بہت دلچسپ انسان تھے۔

"یہ رفیق احمد کا سلسلہ کیا ہے؟" بظاہر تو ان کے ٹھاٹ باٹ بہت شاندار ہیں۔ لیکن ان کی باتوں سے کچھ عجیب سے احساسات ہوتے ہیں۔" اس بات پر نیاز احمد کے چہرے پر تھوڑے سے غم کے تاثرات پھیل گئے۔ کہنے لگے۔

"بہت بڑے آدمی تھے کسی زمانے میں حالات کا شکار ہوگئے۔ دراصل کاروبار اچھے انداز میں کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ دور ذرا گڑبڑ ہوگیا ہے۔ لوگ ہر طریقہ استعمال کرلیتے ہیں۔ ماموں میاں کو صحیح طور پر لڑنا نہیں آیا۔ ایسے ایسے داؤ لگاتے رہے جن میں چت ہونا ہی تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سرمایہ ختم ہوگیا۔ اور بس عزت بچا کر رہ گئے۔ یہی اللہ کا شکر ہے مقروض نہیں ہیں۔ ورنہ قرض خواہ تو زندگی برباد کردیتے۔ بڑا کام کیا انہوں نے کہ اپنے تمام قرضے ادا کردیے۔ اب نہ بینک کا ان پر کوئی قرضہ ہے نہ اور کوئی چکر ہے۔ زندگی بے شک گزار رہے ہیں۔ کچھ مسائل بھی ہیں لیکن نہ ہونے کے برابر ہیں۔"

"ہوں میاں چائے وائے میں بڑی دیر ہوگئی ذرا آواز تو لگاؤ۔" نیاز احمد نے کہا اور مجھے بے اختیار ہنسی آگئی۔ مگر اسی وقت روزی ٹرالی گھسیٹتی ہوئی اندر آگئی۔ میں نے ان کی خاطر مدارت کی اور وہ بھی ہر چیز کے ساتھ پورا پورا انصاف کرتے رہے۔ ہم لوگ خاموشی سے کھاتے پیتے رہے۔ جب یہ کھانے پینے کا سلسلہ ختم ہوگیا تو انہوں نے خود ہی

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

اپنے لیے ایک پیالی چائے بنائی اور بولے۔

"ہاں کیا پوچھا تھا؟ کوئی بات ہو رہی تھی نا؟"

"جی آپ رفیق صاحب کے گھر کے حالات بتا رہے تھے۔"

"ہاں میاں دانش' ماموں میاں نے حالات سے بڑی لڑائی کی مگر اپنی شرافت سے مار کھا گئے۔ دیکھو شریف آدمی کو کسی سے لڑنا نہیں چاہیے۔ مگر ماموں میاں چند چھوٹی چھوٹی باتوں کو انا کا مسئلہ بنا بیٹھے اور مارے گئے۔ کاروبار کا کباڑا ہوگیا۔ ہماری شادی تو خیر اور معاملہ تھی۔ ورنہ اس وقت جب ہماری شادی ہوئی تو ماموں میاں کا اور ہمارا کوئی جوڑ نہیں تھا۔ مگر ان کی اکلوتی بہن مرتے ہوئے کہہ گئی تھیں کہ رفیق احمد' نیاز احمد کو اپنے ہمراہ ہی رکھنا اور ماموں میاں نے قول نبھایا۔ ہمارے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کر دی۔ ہم نے اپنی زندگی کا آغاز کیا۔ ہم تو چھوٹے راستوں کے مسافر تھے گاڑی دھکیلتے رہے۔ مگر ماموں میاں بڑے بڑے داؤ لگاتے رہے اور پھر ان کے یہ داؤ ناکام ہو گئے۔ چھوٹی بیٹی کی شادی یعنی عافیہ بیگم کی تو ان سے کچھ نااتفاقی ہوگئی اور وہ سلسلہ قائم نہیں رہ سکا۔ بس اس کے بعد ماموں میاں کا دل ٹوٹ گیا۔ کچھ ایسے بددل ہوئے کہ ڈوبتے ہی چلے گئے۔ یہاں تک کہ وہ وقت آگیا جب دیوالیہ ہو گئے۔ جو کچھ جمع تھا۔ لوگوں کے حوالے کر کے قرضوں سے جان چھڑائی اور کوئی خاص کام نہیں کر سکے دو بیٹیاں ابھی باقی ہیں۔ جن کی شادیاں کرنی ہیں۔ اچھی خاصی عمریں ہو گئی ہیں کوشش کرتے ہیں۔ مگر ہمت نہیں کر پاتے۔ دراصل وہی دوہری کیفیت جو وقت گزار چکے ہیں اس سے کم پر اپنے آپ کو تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہیں اور جب عمل کی دنیا میں نکلتے ہیں تو ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ ہم نے انہیں بہت سمجھایا ہے کہ وقت سے آنکھیں چرانا آسان کام نہیں ہے۔اس کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتے رہو۔ لیکن بزرگ ہیں اور اس سے زیادہ ہم لوگ کہہ بھی نہیں سکتے۔"

"عافیہ بیگم وہی ہیں نا؟"

"ہاں وہی ہے۔" نیاز احمد ہنس پڑے اور میں بھی مسکرانے لگا۔

"ان کا ذہنی توازن درست نہیں ہے۔"

"کیا؟" میں اچھل پڑا۔

"ہاں اس شادی کی نااتفاقی کی وجہ سے بیچاری ذہنی مریضہ ہو کر رہ گئی ہیں۔ بظاہر کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ لیکن کچھ عرصے ساتھ رہنے کے بعد پتہ چل جاتا ہے کہ ایسی کوئی بات ہے۔"

"مگر یہ نااتفاقی کیوں ہوگئی آخر اس کی کیا بنیاد تھی اور کیا ان کے شوہر یہاں موجود ہیں؟"

"دانش میاں بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا راز میں رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ تم سے کتنا ہی بے تکلف سہی مگر میری حیثیت اس گھر میں کچھ بھی ہو مگر میرے منہ سے نکلی ہوئی بات اگر ماموں میاں کے کانوں تک پہنچ گئی تو نامعلوم وہ کیا محسوس کریں تو اس کے لئے اگر معاف ہی رکھو تو بہتر ہے۔"

"نہیں.......... نہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ رفیق صاحب کے گھریلو معاملات کرید کر مجھے کوئی خاص فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ میں نے یونہی برسبیل تذکرہ پوچھ لیا تھا۔"

"ہاں میاں جو ہونا تھا سو ہوگیا۔ اب اس کا اثر ان دونوں چھوٹی بچیوں پر پڑ رہا ہے۔ ماشاء اللہ پڑھی لکھی ہیں اچھی خاصی شکل وصورت کی مالک ہیں۔ مگر مسائل ہیں کہ ساتھ نہیں چھوڑتے اور ماموں میاں اپنی سطح سے نیچے آنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ خیر ہو جائے گا ان کا بھی۔ اللہ مالک ہے میں نے جیسا کہ تمہیں بتایا نا کہ چھوٹی موٹی سپلائی کرلیا کرتا ہوں۔ اچھے خاصے پیسے بچ جاتے ہیں۔ خدا کے فضل سے کوئی پریشانی نہیں ہے۔ مگر ماموں میاں کی جو خواہشات ہیں انہیں پوری کرنا میرے بس کی بات نہیں ہے۔"

"تو پھر ایل سی کا مسئلہ تو ختم ہی ہوگیا۔"

"بالکل ختم ہوگیا اب اس کا کیا سوال ہے۔"

"ویسے نیاز احمد مجھے افسوس ہوا ہے۔"

"کیوں۔"

"یہ چھوٹا سا کام تو میں بھی کر سکتا تھا۔"

"نہ بھائی نہ۔ زبان ایک الگ چیز ہے۔ ہم تو مذاق کرنے کے عادی ہیں۔ جو منہ میں آیا بک گئے۔ مگر یہ معاملہ بڑا ٹیڑھا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہمیں جس قدر معلوم ہے وہ

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

یہی ہے کہ تمہاری ملاقات ماموں میاں سے ایک تقریب میں ہوئی۔ ماموں میاں تمہیں اچھی طرح جانتے تھے۔ بلکہ ماموں میاں ہی کیا پورا شہر ہی تمہیں اچھی طرح جانتا ہے۔ اب اتنی سی بات پر کہ تم اتفاقاً ہمارے گھر آگئے کیا ہم تم سے فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ وہ صرف زبان کی حد تک تھا اس سے آگے کچھ نہیں اور نہ ہم ایسا کبھی کریں گے۔ اس بات کو ذہن میں رکھنا بھیا بات اصل میں یہ ہے کہ عزت سے اگر محبت بھی مل جائے تو زیادہ اچھی ہوتی ہے۔ اور عزت گنوا کر اگر محبت پائی جائے تو بیکار ہے اور پھر وہ رہتی بھی نہیں ہے' کوئی نہ کوئی کھپلا ہو ہی جاتا ہے بیچ میں۔"

"خیر آپ سے مل کر واقعی بہت خوشی ہوئی ہے۔ مگر اس دن آپ کی باتیں سن کر ایک خیال آیا تھا اور سوچا تھا کہ اس موضوع پر آپ سے بات کروں گا۔ بلکہ اس وقت بھی آپ کو اس چکر میں لے کر آیا ہوں۔ دیکھیے نا ہر شخص مفاد پرست ہے ہم نے محبت کی باتیں کی ہیں۔ لیکن میں اس بات سے انکار نہیں کروں گا کہ میرے ذہن میں اپنے لیے تھوڑا سا مفاد بھی ہے۔"

"ہم سے کوئی مفاد وابستہ ہے تمہارا؟" نیاز احمد نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر کہا۔

"جی ہاں' ہے۔ لیکن اس وقت آپ سے اس کے بارے میں گفتگو کرنا میرے خیال میں مناسب نہ ہوگا۔ میں خود کسی وقت آپ کے گھر آؤں گا اور اس وقت اپنا مقصد آپ کے سامنے پیش کروں گا۔"

"ہوں ٹھیک ہے ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"

"آپ کا کوئی ٹیلی فون نمبر وغیرہ؟"

"ہاں۔ ہے نوٹ کرلیں۔" نیاز احمد نے کہا۔ اچانک ہی میں نے اپنا منصوبہ بدل دیا تھا۔ غور کرلینا زیادہ بہتر تھا اور اس کے بعد عمل کرنا مناسب تھا۔ چنانچہ میں نے نیاز احمد سے ان کا فون نمبر لے لیا اور پھر دوسرے موضوعات پر گفتگو ہونے لگی۔ جو کچھ اس نے عافیہ بیگم کے بارے میں بتایا تھا۔ وہ میرے لیے باعث حیرت تھا۔ لیکن اس نے مزید تفصیلات بتانے سے معذوری ظاہر کر دی تھی اور پھر مجھ سے اجازت طلب کرلی' میں نے اپنے ڈرائیور سے کہا کہ انہیں جہاں وہ جانا چاہیں چھوڑ دے۔ میں ان کے بارے میں بہت دیر تک سوچتا رہا تھا۔

یوں تو زندگی میں ہنگامے ہی ہنگامے تھے۔ مگر اب کوئی ایسا مسئلہ نہیں تھا۔ جو میرے لیے الجھن کا باعث بنتا۔ رشید ناگی نے میرے لیے بہت سی آسانیاں پیدا کر دی تھیں۔ دل میں بار بار یہ خیال آرہا تھا کہ ابھی تک میں پس منظر میں رہ کر کام کر رہا ہوں۔ کوئی ایسا کارہائے نمایاں سرانجام نہیں دے سکا جو دنیا کو حیران کر دے۔ لیکن دل و دماغ میں کافی ٹھہراؤ پیدا ہوگیا تھا۔ اور میں نے اچھی طرح سوچ لیا تھا کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں وہ ایک انداز میں بالکل درست ہے۔ اگر بہت زیادہ دوڑوں گا تو تھک جاؤں گا۔ ابھی تو مجھے زندگی کی ایک طویل مسافت طے کرنی ہے۔ اخبارات روزانہ نئی نئی خبریں سنا رہے تھے۔ ادھر شاہنواز اور فیروز رانا کا مسئلہ برق رفتاری سے چل رہا تھا۔ تیسرے دن اخبارات نے بڑی بڑی سرخیاں لگائیں کہ فیروز رانا کو گرفتار کرلیا گیا۔ وہ اسمگلر اور قاتل ہے۔ اس لیے کسی اسمگلر اور قاتل کے ہاتھ میں ملک کی باگ ڈور نہیں دی جاسکتی۔ فیروز رانا کو الیکشن کے لیے نااہل قرار دیا جائے اور اس کے بعد تفصیلات لکھی گئی تھیں۔ اور اس طرح فیروز رانا پر زبردست جرم عائد ہوگیا تھا۔ گوداموں کے بعد اس کے گھر اور مختلف ٹھکانوں پر چھاپے مارے گئے۔ جہاں سے اس کے خلاف اس قدر جرائم کا مواد ملا جو خود پولیس کے لیے ناقابل یقین تھا۔ اس کے کاغذات میں کچھ ایسے شواہد بھی ملے جن سے جمال آراء کے قتل کا الزام بھی عائد ہوتا تھا۔

یہ سارا دن میں نے گھر پر ہی گزارا اور اس طرح مزید دو دن اور گزر گئے۔ تیسرے دن رشید ناگی خود ہی میرے پاس آگیا اس دن صبح کے اخبارات نے ایک نئی کہانی سنائی تھی۔ فیروز رانا کو اس الیکشن کے لیے نااہل قرار دیا گیا تھا اور اس پر بے شمار مقدمات قائم ہو چکے تھے۔ جہانگیر خان کا نام البتہ ابھی تک منظر عام پر نہیں آیا تھا اور میں یہ سوچنے پر مجبور ہوگیا تھا کہ وہ جیسا بھی ہے بہرحال ذہین ہے اور ویسے بھی میں ابھی اسے منظر عام سے نہیں ہٹانا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ میرا بہترین مدمقابل بھی تھا اور ہمارے درمیان جو نئے رابطے ہوئے تھے میں ان سے پوری طرح لطف اندوز ہونا چاہتا تھا دشمن کے زیادہ قریب رہ کر اس پر نگاہ رکھنا آسان کام نہیں ہوتا لیکن رشید ناگی اس رات مجھ سے ملا اور اس نے مجھے مبارک باد دی اور کہا۔

"سر! سارے کام ہمارے مرضی کے مطابق ہوگئے۔ الیکشن پر کوئی اثر نہیں پڑے

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

گا۔ کیونکہ وہ دونوں امیدوار اب مقابلے کے لئے تیار ہیں۔ جو اس حلقے سے کھڑے ہوئے تھے۔ پھر فیروز رانا منظر عام سے ہٹ گیا اور ان دونوں کا شاہنواز خان سے کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ چنانچہ شاہنواز کی کامیابی کے امکانات روشن ہیں۔"

"اس کے باوجود ابھی ہمیں بہت احتیاط سے کام کرنا ہے۔ اس وقت تک جب تک الیکشن نہ ہو جائیں۔ ویسے تم نے بہت بہتر انداز میں کام سرانجام دیا ہے۔ اب سارے مسائل تقریباً ختم ہو چکے ہیں۔ الیکشن ہو جائیں تو ہمارا یہ کام ختم ہو جائے گا۔"

"نہیں ہمارا کام تو ابھی نجانے کب تک جاری رہے گا۔"

"سر! زندگی تو مسلسل تحریک کا نام ہے۔ کام تو ہم کرتے رہیں گے۔ میرا مطلب ہے کہ کم از کم ایک چیپٹر کلوز ہو جائے گا۔"

"ہاں یہ تو ٹھیک ہے۔"

"تو پھر چند روز کی فرصت میں دوسرے کام نمٹا لیتا ہوں۔ اور ادھر سے مطمئن ہو جانے کے بعد آگے کا لائحہ عمل تیار کریں گے۔"

"ٹھیک ہے ویسے ایک بار پھر تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ پوری طرح شاہنواز کا تحفظ کیا جائے۔ بے شک فیروز رانا پولیس کی تحویل میں پہنچ چکا ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ کسی طرح کوئی رابطہ بیرونی دنیا سے قائم کر کے اپنے دشمن کو ختم کرانے کی کوشش کرے اور ابھی جہانگیر خان بھی ہمارے سامنے ہے جو اس کے دست راست کی حیثیت رکھتا ہے۔ بلکہ جہانگیر کے ہی اشارے پر فیروز رانا نے یہ تمام کھیل کھیلے تھے یہ سب ذہن میں رکھنا چاہیے۔"

"بہت بہتر چیف آپ کی اس ہدایت پر عمل کیا جائے گا۔ اب اجازت چاہتا ہوں۔"

وہ مسکراتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

جہانگیر خان اس لسٹ میں تھا جس میں' میں نے یہ طے کیا تھا کہ بعض لوگوں کو سیدھے سیدھے راستے پر لانے کے لئے اعلیٰ' قسم کے سبق سکھاؤں گا لیکن شمائل خان نے ان تمام باتوں میں ایک رکاوٹ ڈال دی تھی۔ یہ ایسے باپ کی بیٹی تھی جس کے لیے میرے خیالات اچھے نہیں تھے لیکن اب یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ جہانگیر خان کے خلاف جو کارروائی ہو گی اس کا اثر براہ راست شمائل ہی پر پڑے گا۔ بہرحال یہ سب کچھ

آنے والے وقت پر ہی منحصر ہے۔"

آصف نور سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اسے دور سے دیکھا تھا۔ مقدس کریم کی کار میں بیٹھ کر آیا تھا۔ اور پورچ میں کار سے اترا ایک خوبصورت سوٹ میں ملبوس بلند و بالا قدو قامت کا مالک ہاتھ میں بریف کیس لیے ہوئے میں نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔

میں بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر نیچے آگیا اور ڈرائنگ روم میں ہماری ملاقات ہوئی آصف نور نے مودبانہ انداز میں مجھے سلام کیا اور میں نے اس سے ہاتھ ملا کر اسے بیٹھنے کی پیش کش کی۔

"مقدس کریم صاحب نے مجھے بھیجا ہے کہہ رہے تھے کہ ٹیلیفون پر بات کروں گا۔ تو آپ اس بات کے لئے منع کر دیں گے لیکن ان کی درخواست ہے کہ آپ ذرا اب تک کے حسابات دیکھ لیجئے گا۔"

"اس کی ضرورت کیوں پیش آئی بھئی اور ابھی سے۔"

"بس میں کیا عرض کر سکتا ہوں جناب مالک کا حکم تھا۔"

"ہوں۔ آصف یہ بتاؤ کیسے ہیں حسابات بالکل درست ہیں نا۔" آصف نور کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"جی سر۔ بالکل درست ہیں اور ان میں کہیں بھی کوئی گڑبڑ نہیں ہے۔"

"تو بس یار ٹھیک ہے۔"

مقدس صاحب نے کہا کہ حسابات دکھاؤ اور اس کے بعد کاغذات واپس لے آؤں یا اگر آپ رکھنا چاہیں تو آپ رکھ لیں۔"

"بات کروں گا میں۔ بیوقوف آدمی ہے' تمہارا کیا خیال ہے آصف نور میں نے اتنا سرمایہ صرف کیا ہے تو کیا اس سرمائے پر میری نگاہ نہیں ہوگی۔ بس اس سے ایک بات یہ کہہ چکا ہوں کہ وہ اگر اس میں کوئی گڑبڑ بھی کرنا چاہے گا تو اس کے لیے ممکن نہیں ہوگا۔ چنانچہ خاموشی سے اپنا کام جاری رکھے۔" میرے لہجے میں بے حد اعتماد تھا جسے آصف نور نے محسوس کیا اور وہ تحسین آمیز نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔

"ہوں کچھ گھر بسانے کی باتیں کرنا چاہتے ہو۔"

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"جی۔" اس نے جواب دیا۔

"بھئی میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا کہ اس سلسلے میں اپنے طور پر جو بھی کوشش کر سکتے ہو کرو۔ ہاں بس اتنا کہنا چاہتا ہوں میں کہ کہیں بھی یہ نہ ظاہر ہو کہ یہ میری جانب سے کوئی کوشش ہے۔"

"میرا ایک خیال ہے۔ شاید میں نے پہلے بھی آپ سے عرض کیا تھا۔ یہ بات ہمارے درمیان ہوئی تھی کہ ان معاملات سے فراغت حاصل ہو جائے تو ہم اس سلسلے میں کچھ کریں گے۔"

"ہاں کیا تھا تو پھر؟" میں نے سوال کیا۔

"میرا خیال تھا کہ نازاں صاحبہ سے میں خود ملاقات کر لیتا تو اچھا ہوتا۔"

"کیا حرج ہے۔"

"اس طرح ایک جواز بن جائے گا اور آپ کا مقصد پورا ہو جائے گا۔" میں نے سوچتے ہوئے گردن ہلا دی تھی۔ پھر میں نے سوال کیا۔"

"کرو گے کیا؟"

"بس وہی فلمی قسم کی کوشش جس کا تعلق کم از کم مجھ جیسے آدمی سے نہیں ہو سکتا لیکن بعض معاملات میں انسان کو بہت سی باتیں ایسی کرنا پڑتی ہیں جن کے بارے میں خود نہیں سوچ سکتا۔"

آصف سے بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں اور اس کے بعد وہ چلا گیا۔ اس وقت ایک اور بات محسوس کی تھی۔ وہ یہ کہ میرا زیادہ تر وقت بس یونہی لوگوں سے ملنے ملانے میں گزرتا ہے اور باہر کی دنیا سے میرا تعلق بہت کم ہے۔ مگر میری شناخت بڑھتی جا رہی تھی اور اس کے حوالے بھی مل رہے تھے لیکن میں نے خود بھی اس سلسلے میں کوئی بھرپور کوشش نہیں کی تھی۔ بہت سے منصوبے تو تھے ذہن میں لیکن کچھ ایسے معاملات ادھر ادھر سے الجھے ہوئے تھے جن کا سلجھنا بے حد ضروری تھا اور شاید اس میں آخری کام شاہنواز کی کامیابی کا تھا۔ مجھے اس کے لیے انتظار کرنا تھا۔ میں اپنے مخصوص کمرے میں آ بیٹھا اور بہت دیر تک اس انداز سے سوچتا رہا اس وقت میرے ذہن میں منصوبوں کی بھرمار ہو گئی تھی۔ واقعی کرنے کے لیے تو بہت سے کام ہیں لیکن اس کے لیے اپنے آپ پا جانا بے حد ضروری ہے۔ ابھی تو میرے سارے مہرے بساط پر بکھرے ہوئے تھے۔ اور وہی کام کر رہے تھے۔ میں نے عمل کی دنیا میں ابھی تک باقاعدہ قدم نہیں رکھا تھا۔

مشعل شاہ کا معاملہ کس طرح تاریکی میں گم ہو گیا ہے اس کے بارے میں آج بھی خیال نہ صرف میرے بلکہ روزی اور رشید ناگی کے ذہن میں موجود تھا۔ کہ ہم اس کی موت کی آخری تصدیق نہیں کر سکتے۔ اس وقت تک جب تک کہ ہمیں تمام صورت حال معلوم ہو جائے مثلاً ڈان سینٹرو ایک نام تھا جو بڑی اہمیت رکھتا تھا لیکن ابھی تک اس کے بارے میں کچھ نہیں معلوم ہو سکا تھا۔ مجھے بھی ہاتھ پیر ہلانا چاہیے کب تک دوسروں پر انحصار کرتا رہوں گا۔ ذہن پر جب بہت زیادہ بوجھ طاری ہوا تو نہ جانے کیوں غزنوی صاحب کی کوٹھی یاد آئی۔ دل میں کچھ ایسی ہوک بھی اٹھی کہ میں وہاں جانے کے لیے تیار ہو گیا۔ میں یہ بات اچھی طرح جانتا تھا کہ میرے وہاں جانے سے سب کے سب خوش ہو جائیں گے۔ لباس پہنا اور پھر چھتری ہاتھ میں لے کر چھیلالی اس جانب چل پڑا تھوڑا سا تو دوری تھا۔ کچھ دیر بعد میں کوٹھی کے گیٹ پر پہنچا گیا اور کھلے دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔ بیرونی حصہ سنسان پڑا ہوا تھا۔ ملازموں کے کوارٹر کے سامنے کچھ بچے کھیل رہے تھے میں ان سب کو پہچانتا تھا۔ یہ نئی پود تھی کچھ وہ تھے جو بڑے ہو گئے تھے۔ صدر گیٹ پر پہنچ کر میں نے ایک ملازم کو اشارے سے بلایا اور وہ دوڑتا ہوا میرے پاس پہنچ گیا۔

"کسی کو اطلاع دو کہ میں آیا ہوں۔ میرا نام جانتے ہو؟" ملازم نے نفی میں گردن ہلائی تو میں نے اس سے کہا۔

"جاؤ' اندر جا کر کہو۔ دانش منصور آئے ہیں۔" ملازم اندر چلا گیا اور پھر ہر شخص اپنی اپنی جگہ سے نکل کر دوڑتا ہوا چلا آیا۔ میرے گرد لوگوں کا جمگھٹا ہو گیا تھا لیکن سامنے آنے والی شخصیت کو دیکھ کر میرے دل میں محبت اور احترام کے جو جذبات پیدا ہوئے انہیں ناقابل بیان سمجھتا ہوں۔ یہ انا ماں تھیں۔ جو سامنے سے چلی آ رہی تھیں۔ بہت دن کے بعد انہیں دیکھا تھا۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ ایک لمحے کے لیے میرے قدم تیزی سے ان کی جانب بڑھنے لگے لیکن پھر میں نے اپنے آپ کو روک لیا۔ انا ماں سے اس قدر محبت کا اظہار بھی مشکوک ہو سکتا تھا۔ پتہ نہیں غزنوی صاحب گھر میں اس وقت موجود تھے یا نہیں لیکن باقی تمام افراد بھی تھے۔ دوسری شخصیت جو مجھے نظر آئی وہ

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

رومانہ باجی کی تھی۔ ان کی گود میں ایک بچی دبی ہوئی تھی۔ میں حیران تو ہوا مگر اپنی کیفیت کا اظہار نہ ہونے دیا رخسار کے ہونٹوں کی دھیمی دھیمی مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ اسے میرے آجانے سے بڑی حیرت ہوئی اور خوشی بھی اور میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا اناماں کے پاس پہنچ گیا۔ وہ چلتے چلتے رک گئی تھیں اور خاموش نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھیں۔ میں نے انہیں سلام کیا اور گردن خم کر دی تو انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور بولیں۔

"کیسے ہو بیٹے۔"

"ٹھیک ہوں میڈم۔" میں نے جواب دیا۔

"میڈم نہیں۔ اناماں۔"

"ٹھیک ہوں انا ماں۔" میں نے ذرا کسی قدر غلط تلفظ کے ساتھ کہا۔ انہوں نے دوسرے لوگوں کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا کھڑے ہوئے ہو تم لوگ' بیٹھو کہیں بیٹھنے کا انتظام کرو۔"

"دانش صاحب ڈرائنگ روم میں چلتے ہیں۔"

"چلو' ٹھیک ہے وہیں چلو۔ ڈرائنگ روم بہت وسیع تھا۔ سب لوگ صوفوں پر بیٹھ گئے اور میں اناماں کے پاس جا بیٹھا تھا۔ اناماں نے مجھ سے کہا۔"

"میرے پاس بیٹھ کر اچھا لگتا ہے۔"

"جی میڈم۔ مم......... میرا مطلب ہے اناماں۔" میں نے کہا۔

"صرف اناماں۔ میڈم نہیں۔" اناماں بولیں۔

"سوری........." میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ آج آپ کا آنا کیسے ہوگیا؟"

"آپ لوگ شکایت کرتے ہیں اور کبھی میں آجاتا ہوں تو آپ کہتے ہیں کہ میرا آنا کیسے ہوگیا۔"

"انوکھی باتوں پر ہی تو حیرت ہوتی ہے۔ آپ آتے ہی کب ہیں ہمارے ہاں۔" ایک اور خاتون نے کہا۔

"بھئی مجھے بھی گفتگو کر لینے دو۔ ان حضرت سے انگریزی تو بڑی شاندار بول لیتے ہیں ویسے دانش میری آپ سے کبھی تفصیلی ملاقات نہیں ہوئی۔ ذرا ایک بات تو بتایئے آپ

"جی پوچھیے۔" میں نے رومانہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کی شرارتیں ابھی تک برقرار ہیں یا ان میں کچھ کمی واقع ہوئی ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"میرے کمرے میں آگ لگا دی تھی۔ آپ نے کتابیں جلا دی تھیں میری.........
...اور"

"اوہ! کیسی باتیں کر رہی ہو رومانہ یہ سارے حربے ہم لوگ آزما کر دیکھ چکے ... مسز عرفان غزنوی نے کہا اور رومانہ ان کی جانب دیکھنے لگی۔

"آپ درمیان میں کیوں بول پڑتی ہیں۔"

"یہ ساری باتیں مناسب نہیں ہیں۔ دانش تمہارا کاروبار کیسا چل رہا ہے؟" اناماں ...خلت کی۔

"اول تو یہاں ایک بہت بڑی مصیبت ہے ہر شخص ایک دوسرے پر بازی لے ... کی کوشش کرتا ہے۔ ہمیں بھی تھوڑی سی باتیں کر لینے دیں۔" رومانہ نے کہا اور ... سامنے آگئی میں نے مسکرا کر اسے دیکھا اور بولا۔

"یہ بچی آپ کی ہے؟"

"ہاں میں نے کچھ کہا تھا۔ تم نے جواب نہیں دیا۔" میں ہنسنے لگا۔ پھر میں نے کہا۔

"میری تو دلی خواہش ہے کہ کاش میں وہی ہوتا جس کے دھوکے میں آپ مجھ سے ... پیار کرتے ہیں۔"

"...کون یہ کہہ سکے گا کہ تم وہ نہیں ہو' نہ مانو وہ دوسری بات ہے۔" رومانہ نے کہا ... میں ہنسنے لگا۔ پھر میں نے کہا۔

"اسے بھی میں اپنی بدقسمتی کہہ سکتا ہوں۔ میری اپنی ذات آپ لوگوں کے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور آپ مجھے ایک دوسرے کی شکل میں قبول کرتے ہیں اس لیے مجھے اکثر افسوس ہوتا ہے۔"

"نہیں ایسی بات نہیں ہے دانش۔ معاف کرنا بیٹے' یہ ساری لڑکیاں بالکل دیوانی ... اور اقدار کا تو ان کے پاس سے گزر ہی نہیں ہوا ہے تم ہمیں اپنی اس حیثیت ہی میں

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

پسند ہو۔"

یہاں خاصی حیرت کی باتیں ہوتی رہیں۔ رومانہ بار بار مجھ پر حربے آزما رہی تھی لیکن بیوقوف تھی۔ بھلا اس میں اتنی صلاحیت کہاں تھی کہ کہیں میری ذات میں کوئی تبدیلی تلاش کر لیتی۔ پھر میں نے آنا ماں سے کہا۔

"آپ کہ پاس تنہائی میں بیٹھنے کو دل چاہتا ہے۔"

"تو پھر آؤ۔ میں نے تو پہلے ہی کہا تھا۔ میرے کمرے میں چلو۔"

"دیکھو .... دیکھو........ یہ بات بھی شک والی ہے۔ کیا اب اس پر بھی اعتراض کرو گے۔ پہلے بھی تمہارا دل آنا ماں کے ساتھ بہت دیر تک بیٹھنے کو چاہتا تھا رومانہ نے کہا اور میں نے سرد نگاہوں سے اسے دیکھا پھر بولا۔"

"جی .... آپ کو میں اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتا ہوں۔" پھر میں خاموشی سے آنا ماں کے ساتھ ان کے کمرے میں چلا گیا اور انہوں نے محبت سے مجھے بیٹھنے کی جگہ دی کی اور دروازہ بند کر لیا۔ پھر وہ میرا چہرہ دیکھنے لگیں اور اردو میں بولیں۔

"اگر تم فیصل ہو تو بیٹے مجھ سے کچھ نہ چھپاؤ۔ تم نہیں جانتے میرے دل میں تمہارے لئے کیا جذبات ہیں تم شاید ہی سمجھ سکو۔" میں لرز کر رہ گیا تھا۔ یہ موقع تھا میں آنا ماں کی جذباتی کیفیت سے فائدہ اٹھا کر یہ پوچھتا کہ بھلا میرے اور ان کے درمیان میں کیا کہانی ہے۔ جو آج تک میرے علم میں نہیں آسکی۔ دل میں یہ بھی خیال تھا کہ ماں کی زندگی اگر ختم ہو گئی تو ایک ایسا گواہ ختم ہو جائے گا جو میری ذات کی شناخت پیش کر سکتا ہے۔ لیکن اس وقت میں اپنے آپ کو ان پر کھول دوں یا نہیں۔

ایک لمحے کے لئے دل نے کہا کہ اپنے آپ کو آنا ماں کے سامنے پیش کر دو ان سے اپنے بارے میں سوال کرو۔

لیکن .... لیکن کیا یہ کوشش میری پوری ذات کو فنا نہیں کر دیگی۔ میں نے جو تاج محل اتنے عرصے میں تعمیر کیا تھا۔ کیا زمین بوس نہیں ہو جائے گا یہ بھی ممکن ہے کہ وہ میرے راز کو راز ہی نہ رکھ سکیں۔ تو اس وقت کیا ہو گا۔ باہر کی دنیا میں کیا ہو جائے گا۔ غزنوی صاحب کیا کریں گے دوسرے لوگ کیا کریں گے۔ نہیں ابھی رکنا ہے۔ مسٹر دانش منصور ابھی رکنا ہے۔ میں

ان کو خاموش نگاہوں سے دیکھتا رہا تھا۔ پھر باہر سے دروازہ پیٹا جانے لگا۔ اور آنا ماں نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔ سب لوگ اندر آ گئے تھے۔

"چلئے۔ بس ہو چکی آنا ماں سے باتیں۔" میں ہنستا ہوا ان کے ساتھ باہر نکل آیا۔ اچھی تفریح رہی تھی۔ اور طبیعت کا بوجھ بہت حد تک کم ہو گیا تھا بہرحال دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن زندگی کے معمولات میں کوئی ردوبدل انسان کے بس سے باہر ہے۔

شاہنواز الیکشن نہایت شاندار پیمانے پر جیت گیا۔ ملک بھر میں الیکشن ہو چکے تھے اور ان کے نتائج سامنے آ گئے تھے۔ اور رشید ناگی کا کام ختم ہوا تو اس نے سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کی اور مجھے مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اب اگر اجازت ہو تو میں چند روز آرام کر لوں۔"

"آرام کرنا تمہارے لئے بہت ضروری ہے۔"

"ہمیں پہلی بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اور اس کے لئے بڑے جوڑ توڑ کرنے پڑے ہیں۔" میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی۔ رشید ناگی بولا۔

"شاہنواز جیت گیا ہے۔ اور اس کے بعد اس کی خواہش ہے کہ وہ آپ سے ملاقات کرے۔"

"اس سے کہو ابھی کچھ دیر آرام سے گزارے دوسرے معاملات سے نمٹے۔ مجھ سے ملاقات آخر میں کی جا سکتی ہے۔"

"یہ اس کی خواہش تھی ویسے اب کیا خیال ہے ان ہنگاموں سے نمٹنے کے بعد اب ہم دوسرے ہنگاموں کی جانب توجہ دیں۔ یہ بات میں ایک خاص مقصد کے تحت کہہ رہا ہوں۔"

وہ خاص مقصد کیا ہے؟" رشید ناگی"

"سر مقدس آنٹوز کے سلسلے میں جتنی بڑی رقومات آپ نے خرچ کی ہیں گو اس کے بعد الیکشن کے سلسلے میں جو رقم خرچ ہوئی ہے وہ اور مزید اتنے طویل عرصے کے اخراجات میرے خیال میں صرف اخراجات ہی کی حد تک ہیں اور ابھی تک آمدنی کچھ شروع نہیں ہوئی ہے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ آنے والا کوئی وقت آپ کا راستہ روکے اور آپ کو اپنے

WWW.PAKSOCIETY.COM

کسی ایسے کام میں مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے جسے آپ جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے آمدنی کا کوئی ذریعہ بھی انتہائی ضروری ہے۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔ ویسے ابھی میرے پاس سے بہت رقومات خرچ نہیں ہوئیں۔ لیکن اس کے باوجود ایک بات تم سے میں ضرور کہہ سکتا ہوں رشید ناگی وہ یہ کہ میرے پاس جو کچھ ہے مشعل شاہ کی امانت ہے۔ میں زندگی کے معمولات کو جاری رکھنے کے لئے اور وہ بھی مشعل شاہ کی اجازت کے مطابق جو کچھ خرچ کر سکتا ہوں ضرور کر رہا ہوں۔ لیکن یہ محسوس کرتا ہوں کہ ان کا حساب میرے پاس ہونا چاہیے۔ ہاں آمدنی میں سے خود بھی خرچ کرلیتے ہیں تو وہ کوئی نقصان کی بات نہیں ہوگی۔"

"میرا خیال ہے اب ہمیں اس دوسرے شعبے کی جانب متوجہ ہوجانا چاہیے۔ شاہنواز خان کو ہم نے ایک منزل تک پہنچا دیا ہے آگے وقت فیصلے کریگا۔ لیکن ہمیں اپنا کام شروع کر دینا چاہیے۔ مثلاً وہ لوگ جنہیں آپ نے مختلف جگہوں پر پہنچایا ہے۔ کیا آپ اب ان سے کام شروع کرانا پسند نہیں کریں گے۔"

"ہوں ٹھیک ہے ابتدائی طور پر تم ایسا کرو کہ ان لوگوں کی ایک میٹنگ کراؤ اور اس سلسلے میں یہ دیکھو کہ کس نے کیا کیا ہے۔ ویسے جن لوگوں کو تم نے وہاں تک پہنچایا ہے۔ وہ تو قابل اعتماد ہوں گے۔"

"سر۔ بڑی چھان بین کے بعد میں نے یہ سب کچھ کیا ہے۔ اور اس وقت گیارہ افراد ایسے ہیں جنہیں ہم خاص طور سے اپنا آدمی کہہ سکتے ہیں۔ ویسے تو ہمارے ان آدمیوں کی تعداد بہت بڑھ چکی ہے۔"

"فی الحال تم ان گیارہ آدمیوں پر تکیہ کرو اور انہیں ایک جگہ طلب کرلو۔ وہاں بارہواں آدمی میں ہوں گا۔"

"میں سمجھا نہیں!"

"بھئی وہ سب ایک دوسرے کے شناسا تو نہیں ہوں گے۔ میں بھی ایک ایسے ہی آدمی کی حیثیت سے وہاں پہنچوں گا۔ جسے تم نے کہیں ملازم کرا دیا ہے اور اس طرح میں اس میٹنگ کی کارروائی براہ راست دیکھ سکوں گا۔"

"جیسا آپ مناسب سمجھیں سر۔"

"تو پھر اس کام کو جلد از جلد پورا کرو۔" میں نے کہا رشید نے اس کام میں بھی بہت زیادہ دیر نہیں لگائی تھی۔ لیکن جن گیارہ آدمیوں کو کانفرنس ہال میں طلب کیا گیا تھا وہ سب کے سب بہترین صلاحیتوں کے مالک تھے جنہوں نے اپنے ملک میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی۔ لیکن جب عملی دنیا میں قدم رکھا تو انہیں اپنے چاروں طرف تاریکی ہی تاریکی پھیلی ہوئی نظر آئی۔ نہ یہاں کی صنعتوں میں ان کے لئے وہ مقام تھا جس کے وہ حقدار تھے۔ میری ہدایت پر رشید ناگی نے ان لوگوں سے رابطے قائم کیے تھے۔ اور انہیں ہر اس جگہ اپنا شعبہ سنبھالنے کی ہدایت کی تھی جہاں وہ سنبھال سکتے تھے۔ انہیں اس سلسلے میں جو کچھ آمدنی وہاں سے ہو رہی تھی اس سے چار گنا سرمایہ ہمارا ادارہ فراہم کر رہا تھا۔ ان لوگوں کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ ان صنعتوں میں کہیں جہاں کوئی گڑبڑ کوئی گھپلا ہو رہا ہے وہ اس کی نشاندہی کریں یہ کام بہت ہی پراسرار اور سنسنی خیز تھا۔ اور اس کا آغاز ان گیارہ افراد سے کیا گیا تھا۔ جو پہلی بار یکجا ہوئے تھے اور ایک دوسرے کو مشکوک نگاہوں سے دیکھ رہے تھے میں بھی انہیں میں شامل تھا۔ اور میں نے اپنے حلئے میں تھوڑی سی تبدیلی پیدا کرلی تھی تاکہ کوئی مجھے پہچان نہ سکے۔ کسی نے ایک دوسرے کا تعارف حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ پھر رشید ناگی کمرے میں داخل ہوا اور لوگ کھڑے ہوگئے۔ وہ اس کا احترام کرتے تھے۔ رشید ناگی نے ان لوگوں سے بیٹھنے کے لئے کہا۔ اور پھر بولا۔

"آپ لوگوں کے انداز میں ایک خاص بات محسوس کر رہا ہوں میں وہ یہ کہ سب ایک دوسرے سے محتاط ہیں۔ میرا خیال ہے یہ انداز ترک کر دیا جائے چونکہ جو آرگنائزیشن ہم نے ترتیب دی ہے اس کے تحت آپ سب اس آرگنائزیشن کے اہم ترین کارکن ہیں۔ اور کارکنوں کو ایک دوسرے پر بھروسہ ہونا چاہیے۔ آپ یہاں ایک دوسرے کے شناسا ہیں۔ باہر کی دنیا میں بھی اگر یہ شناسائی جاری ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ بس رازداری شرط ہے۔ آپ سب ایک دوسرے کے رازدار بے شک ہو جائیں۔ لیکن آرگنائزیشن کی وفاداریوں کے تحت میری خواہش ہے کہ آپ ایک دوسرے پر اعتماد کریں۔ کوئی کسی کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ میرا مطلب ہے ایک دوسرے پر پورا پورا بھروسہ کیجئے۔ اور اب میں باری باری آپ سب کا تعارف ایک دوسرے سے کراتا ہوں۔" رشید ناگی نے کہا اور پروگرام کے مطابق وہ ایک ایک فرد کا تعارف دوسرے افراد

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

سے کرانے لگا۔ اور اس نے یہ بھی بتایا کہ یہ شخص کس جگہ کیا کام کر رہا ہے۔" اس کے بعد اس نے مختصر الفاظ میں کہا۔

"دراصل آپ لوگوں کو آپ کا صحیح مقام دلانے کے لئے ہم نے جس کام کا آغاز کیا ہے اس میں ہمیں ایک طویل جہاد کرنا ہے۔ جس میں بہت وقت صرف ہو گا اس میں ہمیں آپ کا تعاون لمحہ لمحہ درکار ہو گا۔ بلاشبہ آپ کو جس حیثیت سے جہاں ملازمت ملی ہے وہ آپ کے لئے انتہائی افسوسناک ہے۔ لیکن ہم نے اس مسئلے کو کسی حد تک حل کرنے کی کوشش اپنی بساط کے مطابق کی ہے۔ باقی آگے بڑھ کر کام کرنا آپ کا کام ہے۔ میں زیادہ طویل گفتگو نہیں کروں گا۔ بس یہ جاننا چاہتا ہوں کہ جس مقصد کے تحت آپ کو ان جگہوں پر بھیجا گیا تھا اس میں آپ کو کسی حد تک کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ یا نہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تمام لوگ کامیاب ہو چکے ہوں گے۔ لیکن بہرحال آپ میں سے کچھ نہ کچھ نے تو ضرور کام کیا ہو گا۔ مجھے یہ بتائیے کہ آپ میں سے کون کون اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر چکا ہے۔" سارے کے سارے ہاتھ بلند ہو گئے تھے۔ رشید ناگی کے ہونٹوں پر مسرت مسکراہٹ پھیل گئی۔

"مجھے یقین تھا کہ آپ لوگ دل جلے ہیں۔ اور دل جلے ہمیشہ لگن سے کام کرتے ہیں۔ خاموش ہو کر نہیں بیٹھتے۔"

ان میں سے ہر شخص ان شعبوں کے بارے میں تفصیلات بتانے لگا۔ جس میں وہ کام کر رہا تھا۔ اور انہوں نے اپنے مالکان کے بارے میں بھی تفصیلات بتاتے ہوئے یہ انکشاف کیا کہ کون کون کہاں کہاں کیا کیا گڑبڑ کر رہا ہے۔ میں رشید ناگی کے ساتھ خود بھی یہ کہانی سن رہا تھا۔ میرے اپنے پاس بھی ایک کہانی تیار تھی۔ جو مجھے سب کے سامنے رشید ناگی کو سنانی تھی۔ لیکن جو جو انکشافات اس وقت ہو رہے تھے وہ اتنے سنسنی خیز تھے کہ بعض اوقات بدن لرز جاتا تھا۔ دولت کے حصول کے لئے دولت مند کیسی کیسی مکروہ کارروائیاں کر رہے تھے یہاں وہ تمام اقدار کھو بیٹھے تھے اور صرف دولت کے حصول کے لئے اپنے آپ کو وقف کئے ہوئے تھے۔ دنیا جہنم میں جائے لوگوں کے ساتھ کچھ بھی بیتے ان کی تجوریوں میں نوٹوں کے انبار بڑھتے رہنے چاہیں۔ ان تمام تفصیلات کو باقاعدہ کاغذات پر نوٹ کیا گیا۔ اور ان پر غور کرنے کے لئے کچھ نوٹس وغیرہ لکھے گئے۔ تمام لوگ

اپنی اپنی داستان بیان کر چکے اور میں نے بھی اپنی کہانی انہی کے درمیان سنا دی۔ پھر رشید ناگی نے کہا۔

"آپ لوگوں کی یہ محنت ضرور بار آور ثابت ہو گی۔ اس میٹنگ میں ہمیں یہ اندازہ ہوا کہ ہمارا کام برق رفتاری سے آگے بڑھ رہا ہے۔ بہر طور اب آپ کے لئے تھوڑی سی ضیافت کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس کے بعد آپ کو رخصت ہو جانا ہے۔ یہ میٹنگ نہایت کامیاب رہی تھی۔ میں بھی وہاں سے نکل آیا تھا۔ لیکن پروگرام کے مطابق مجھے رشید ناگی کے ساتھ بیٹھ کر کچھ گفتگو کرنی تھی۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد میں اس عمارت میں داخل ہو گیا جہاں اب رشید ناگی اور کچھ کارکنوں کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے میرا خیر مقدم کیا۔ اور ہم دونوں آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ رشید ناگی نے وہ کاغذات میرے سامنے پیش کر دیئے۔ جو تھوڑی دیر قبل تیار کئے گئے تھے۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔"

"میرا خیال ہے اس کام کی ابتدا تو بہت شاندار ہوئی ہے۔ یہ ایک بڑا سلسلہ ہے۔ اور ہمیں جس پیمانے پر کام کرنا ہے یوں لگتا ہے جیسے ہماری عمر اس کے لئے ناکافی ثابت ہو گی۔ تاہم اس سلسلے میں جو بھی کوشش ہو گی ہم ضرور کریں گے ان میں یہ تین نام اہم ہیں جنہوں نے ایک ہی انداز میں یہ سلسلہ شروع کر رکھا ہے میرے خیال میں پہلے انہیں سے اپنا حق وصول کرو۔"

"سر۔ عجیب بات ہو کہ میری اور آپ کی سوچ اس قدر ملتی جلتی ہے کہ بعض اوقات میں حیران رہ جاتا ہوں۔ میں نے خود بھی ان تینوں ہی کو منتخب کیا تھا۔ میرا خیال ہے آپ اگر مجھے اس سلسلے میں ہدایات دے دیں تو بہتر ہے۔ کہ میں ان سے کیا گفتگو کروں۔"

"فی الحال ہم ایک ہی انداز میں کام کرنا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں ان کے تحت انہیں جو آمدنی حاصل ہو رہی ہے اس میں سے چالیس پرسنٹ ہمارا ہونا چاہیے۔ میرا خیال ہے اگر ہم یہ سلسلہ مسلسل جاری رکھیں تو انکا یہ طریقہ کار ناکام ہو کر رہ جائے گا۔ ویسے اس سلسلے میں جو تفصیلات درکار ہیں پہلے تمہیں ان کا بندوبست کرنا ہو گا۔ اور ساتھ ہی تمہیں اپنے آدمیوں میں اضافہ کرنا ہو گا کیونکہ ان لوگوں پر بھی نگاہ رکھنا ضروری

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہے۔ حالات کے ہاتھوں مجبور ہو کر جب انسان بازار میں بکنے کے لئے آجاتا ہے۔ تو ہر شخص اس کا خریدار بن سکتا ہے۔ میرا خیال ہے یہ باتیں تمہاری سمجھ میں آنے کے لئے کافی ہوں گی۔" رشید ناگی پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا پھر بولا۔

"بے شک سر۔ لیکن کام اتنی سست رفتاری سے کیا جائے گا کہ فی الحال ہمیں اس کی ضرورت نہیں پیش آئے گی۔ ان تین افراد کو ذہن میں رکھنے کے بعد ہم اپنے پہلے مرحلے کا آغاز کرتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ جیسا تم مناسب سمجھو۔ لیکن اپنا تحفظ بھی ضروری مقدم رکھنا۔"

"یقیناً جناب۔" پھر میں باہر نکل آیا۔ اور اپنی کوٹھی واپس پہنچ گیا۔ آج کی اس کارروائی سے جو نتیجہ میں نے اخذ کیا تھا اس کے تحت یہ انتہائی ضروری ہو گیا تھا کہ ایک سمت رشید ناگی عملی دنیا میں آئے تو دوسری سمت میں بھی پیچھے نہ رہوں۔ البتہ اس کے لئے مجھے مزید کچھ کارروائیاں کرنا تھیں۔ جن کا علم میرے علاوہ کسی کو نہ ہو۔ ہاں یہ حالات کا تقاضہ تھا کہ چاروں طرف سے مطمئن ہونے کے باوجود اپنے آپ سے غیر مطمئن رہو۔ دنیا سے چونکتے رہنا جاگتے رہنا زندگی کی علامت ہے۔ سو گئے تو پتہ بھی نہیں چلے گا کہ کب زندگی سے محروم ہو گئے۔ اس تصور کے تحت میں نے کافی محنت سے چند خاکے تیار کئے تھے۔ اور ان کے سلسلے میں باقاعدہ پلاننگ کرنا چاہتا تھا۔ نیلاب شمشاد بیگ بہت دن کے بعد آئی تھی۔ مخلصانہ انداز میں مجھ سے ملی اور بہت دیر تک مجھ سے گفتگو کرتی رہی۔ شمائل خان کے بارے میں پوچھا اور میں نے اسے قطعی یہ نہیں بتایا کہ شمائل خان سے ذہنی رابطے ہو گئے ہیں۔ اس طرح زندگی کی داستان آگے بڑھتی ہے۔ نیلاب شمشاد بیگ کے ذہن میں جو کچھ تھا وہ میں بہت سے ذہنوں میں پڑھ چکا تھا۔ میں زندگی کی گاڑی میں سست رفتاری نہیں چاہتا تھا۔ اب تک کی زندگی میں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اپنے آپ کو تعمیر کرنے کی کوششوں میں مصروف رہا تھا۔ لیکن رفتار بے حد سست رہی تھی۔ مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے میں ایک مجرمانہ کوتاہی کر رہا ہوں۔ جو مقصد میں نے اپنے ذہن میں زندہ کیا تھا۔ اس کی جانب سے غفلت برت رہا ہوں۔ لیکن اب یہ کرنا ممکن نہیں تھا۔ جو خاکے میں نے اپنے ذہن میں ترتیب دیئے تھے ان کا تعلق صرف میری ذات سے تھا اور مجھے اس سلسلے میں اپنے طور پر ہی تمام کام سر انجام دینے تھے۔ اس دوران

ایک رات شاہنواز میرے پاس پہنچ گیا۔ تمام تر کام ہو چکے تھے اس لئے اب وہ پر سکون تھا۔ رشید ناگی اس کے ساتھ تھا اور دونوں خفیہ طور پر میرے پاس آئے تھے نہایت معمولی حالت میں جبکہ اب شاہنواز کی کیفیت کافی مختلف تھی۔ وہ میرے قریب آیا مجھے دیکھتا رہا اور پھر آگے بڑھ کر میرے سامنے دو زانوں ہو گیا۔

"ارے.......... بھئی.......... یہ کیا ڈرامہ ہے؟"

"ڈرامہ نہیں سر۔ میں دل میں آپ کے لئے جو جذبات رکھتا ہوں زبان سے نہیں ادا کر سکتا۔ کیونکہ یہ میری فطرت کے خلاف ہے۔ لیکن آپ نے میری زندگی کا ایک بہت بڑا مقصد پورا کر دیا ہے۔" میں نے گہری نگاہوں سے شاہنواز کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا مقصد تھا تمہاری زندگی کا شاہنواز؟"

"کہوں گا تو شاید آپ یقین نہیں کریں گے۔"

"کر لوں گا۔" میں نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔

"اصل میں جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ لیبر قسم کا آدمی ہوں جس طبقے سے میرا تعلق رہا ہے اس میں میں نے بھوک بے روزگاری' افلاس بیماری وہ سب کچھ دیکھا ہے۔ جو اس وقت انسان کے ساتھ اس کائنات کا سب سے بڑا المیہ ہے۔ ہم اپنے وطن کے لوگوں کو دیکھتے ہیں۔ کتنے لوگ ہیں جو خوشحال زندگی گزار رہے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ میں ان سب کی جھولیاں نہیں بھر سکتا لیکن جو کچھ میرے ہاتھوں کے اختیار میں ہوا اس کو پورا کر دینا تو کم از کم میری ذمہ داری ہے۔ اگر آپ کسی ایسے گھر کی داستان مجھے سنائیں جس میں بچوں کو دو وقت کی روٹی میسر نہ ہوتی ہو جہاں لالٹین میں پورا تیل نہ ہو' جہاں سونے کے لئے چارپائیاں نہ ہوں' جہاں آندھی اور طوفان کے عالم میں گھر کے لوگ صحن میں کھڑے اس بات سے خوفزدہ ہوں کہ کہیں ان کی جھونپڑی بہہ نہ جائے۔ تو آپ یقین کیجئے وہ میرے گھر کی کہانی ہے۔ اور میں اس داستان کے ایک ایک پہلو سے واقف ہوں۔"

میں تحسین آمیز نگاہوں سے شاہنواز کو دیکھ رہا تھا۔ پھر میں نے مسرور لہجے میں کہا۔"

"اس کا مقصد ہے شاہنواز میں نے تمہارے لئے جو کچھ بھی کیا ہے غلط نہیں کیا

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہے۔ سارا قرض ان الفاظ سے ادا ہو گیا ہے اور اب ہم کہانیوں کی دنیا سے عملی دنیا میں آنا چاہتے ہیں۔"

"میں آپ کی راہنمائی کا منتظر رہوں گا۔" شاہنواز نے کہا۔ میں دیر تک اس سے مختلف موضوعات پر گفتگو کرتا رہا۔ ملکی سیاست موجودہ صورتحال بہت سی چیزیں زیر بحث آئیں۔ اور اس کے بعد میں نے شاہنواز کو رخصت کر دیا۔ اس شخص کی جانب سے دل کو کافی اطمینان ہو گیا تھا۔ ایک دن آصف نور ٹہلتے ہوئے نکل آئے۔ چہرے پر شرمیلی مسکراہٹیں پھیلی ہوئی تھیں۔ رخسار گلابی ہو رہے تھے۔ اور آنکھوں میں چمک تھی۔ میں اسے دیکھ کر ہنس پڑا۔

"ارے بھئی تمہیں آج کیا ہو گیا۔" وہ حیرانی سے اپنے آپ کی دیکھتے ہوئے بولا۔

"سمجھا نہیں!"

"یہ چہرہ گلنار کیسے ہو رہا ہے۔" میں نے کہا اور وہ جھینپتے ہوئے انداز میں ہنس پڑا۔

"کیا بتاؤں زندگی میں جو کچھ نہیں کیا تھا وہ اب کرنا پھر رہا ہوں۔"

"مطلب؟" میں نے سوال کیا۔

"اصل میں جس اسکول میں مس نازاں پڑھاتی ہیں اس کی پرنسپل میری ایک شناسا نکل آئیں۔ ایک دوست کی پھوپھی ہیں۔ اس دوست کو پکڑا اور ان کے پاس جا پہنچا۔ پھر بالکل ہی اجنبی انداز میں نازاں صاحبہ سے ملا اور میں نے انہیں بتایا کہ میں نے انہیں مقدس کریم کے فنکشن میں دیکھا تھا۔ بڑی بولڈ قسم کی خاتون ہیں۔ بہت سادہ اور صاف لہجے میں مجھ سے گفتگو کی۔ میرے تو اوسان خطا ہو گئے۔ لیکن جناب عالی آپ نے میرے سپرد جو ذمہ داری کی تھی اس کو پورا کرنا بھی ضروری تھا اور ایک موقع نکال کر الیاس بھائی سے ملنے ان کے گھر پہنچ گیا۔"

"واہ اس میدان کے خاصے ہونہار کھلاڑی معلوم ہوتے ہو۔" میں نے مسکراتے ہوئے آصف نور سے کہا اور وہ ایک بار پھر جھینپتے ہوئے انداز میں ہنس پڑا۔

"اب آپ جو کچھ بھی کہہ لیں۔ میں منع تھوڑی کر سکتا ہوں۔ خیر تو میں الیاس بھائی کے پاس پہنچ گیا۔ یہاں بھی نازاں صاحبہ ہی نے میرا استقبال کیا تھا۔ الیاس بھائی موجود نہیں تھے۔ انہوں نے مجھے اندر بیٹھنے کی پیشکش کی۔ اور بس جناب اس سے آگے بات نہیں بتا سکوں گا۔ ویسے ان خاتون سے ٹکر لینا گویا ہاتھی کے منہ سے گنا چھیننا ہے۔"

"مسٹر آصف نور آپ کو یہ گنے چھیننا ہیں۔"

"کہہ تو رہا ہوں کہ اس حد تک تو بات ہو گئی ہے اب دیکھیے نہ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ میں ان محترمہ کو بھی اپنی طرف راغب کر لوں۔ ان میں تو یہ جراثیم نظر ہی نہیں آتے۔ لیکن کم از کم اپنی کیفیت کا اظہار تو کر سکتا ہوں۔"

"تو کرو بھائی منع کون کر رہا ہے۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اب اس سے زیادہ میرا خیال ہے میں کچھ نہیں کر سکوں گا۔ آپ مقدس کریم صاحب سے بات کیجئے۔"

"ایں.......... کیا بات کروں بھئی میں ان سے؟"

"آپ ان سے کہیے کہ میں کیا چاہتا ہوں۔"

"میں کیوں!"

"م.......... میں کیسے کہہ سکتا ہوں۔" آصف نور نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں آصف۔ میں نے تمہیں ایک خاص بات بتائی تھی نا۔ اس مسئلے میں کہیں بھی میری ٹانگ الجھی ہوئی نظر نہیں آنی چاہیے۔ ہو سکتا ہے آنے والا وقت ہمیں اس بات کی اجازت دے کہ میں تمہیں اس کا مقصد بتا دوں۔ نازاں میرے لئے سگی بہنوں کی مانند ہے۔ لیکن کچھ ایسی مجبوریاں ہیں کہ میں آگے بڑھ کر ان سارے معاملات میں کوئی مداخلت نہیں کر سکتا۔ تم مقدس کریم سے بات کرو۔ اور میرا خیال ہے وہ تمہارے لئے جو جذبات رکھتا ہے ان کے تحت تمہاری گھریلو زندگی میں بھی وہ تمہارے ساتھ تعاون کرنا پسند کرے گا۔"

"ہر چند کہ یہ ایک مشکل کام ہے لیکن آپ کا حکم ہے تو ٹھیک ہے۔" آصف نور نے کہا۔ اور میں اسے بہت سی باتیں سمجھاتا رہا۔ پھر ایک دن مقدس کریم کا فون مجھے ملا۔ اور اس نے کہا۔

"سر! ایک دلچسپ بات میرے علم میں آئی ہے۔"

"کیا؟"

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"وہ آصف نور ہے نا الیاس صاحب کی بہن سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ میں اس سلسلے میں ان کی مدد کروں۔ کیونکہ ان کے بزرگ نہیں ہیں۔ صرف ایک والدہ ہیں جو بیچاری اس سلسلے میں زیادہ کام نہیں کر سکتیں۔ کیا خیال ہے آپ کا؟"

"یہ تو بہت اچھا اور نیک کام ہے۔ آپ کو باقی تمام کام چھوڑ کر اس طرف توجہ دینی چاہیے۔" میں نے کہا۔

"میں خود بھی یہی چاہتا ہوں۔ وہ لڑکا اتنا اچھا ہے کہ اس کے لئے دنیا کا ہر کام کرنے کو جی چاہتا ہے۔ اگر اس نے یہ چھوٹی ذمہ داری میرے سپرد کی ہے تو میں خلوص دل سے اس کے لئے تیار ہوں۔ آپ سے پوچھنا چاہتا تھا۔"

"میری طرف سے بھی اجازت ہے۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا اور مقدس کریم مطمئن ہو گیا۔ میرے دل میں خوشی کی ایک لہر بیدار ہو گئی تھی۔ نازاں باجی کو اگر ایک اچھا مستقبل مل جائے تو درحقیقت یہ میرے لئے بہت ہی خوشی کی بات تھی۔ ویسے بھی آصف نور اس قابل تھا کہ نازاں باجی اس کی زندگی میں شامل ہو جائیں چنانچہ میں اس بات کے فیصلے کا منتظر رہا۔ اسی دوران رشید ناگی نے اپنے پہلے کام کی ابتدا کی۔ مجھے تمام تفصیلات بتاتا رہتا تھا۔ اور مجھے خوشی بھی ہوتی تھی اس نے مجھے بتایا۔

"سر میں نے ایک شکار کو دانتوں میں دبا لیا ہے۔ اور اب اس کے ناک تلے ڈھیلے کر رہا ہوں۔ تڑپ رہا ہے اچھل رہا ہے۔ مچل رہا ہے۔ مگر میں نے بھی دانتوں کی گرفت کافی مضبوط رکھی ہے۔" میں ہنسنے لگا پھر میں نے کہا۔

"کون ہے وہ۔ رشید ناگی۔"

"جمال خاں۔ یہ ان تینوں میں سے ایک ہے۔ جن کے بارے میں ہم نے فیصلہ کیا تھا جمال خان سابقہ حکومت سے شوگر مل لگانے کا اجازت نامہ حاصل کر چکا ہے اور اس نے اس سلسلے میں بہت بڑے بڑے آرڈر دے رکھے ہیں۔ ایک بہت وسیع و عریض زرعی زمین اس کے قبضے میں ہے۔ جو دراصل اس کی ملکیت نہیں ہے۔ بلکہ اس نے بڑے جوڑ توڑ کر کے چند لوگوں کی زمین پر قبضہ کیا ہے جو بیچارے زیادہ صاحب حیثیت نہیں تھے۔ اور اس زمین کی واپسی کے لئے ان کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے لیکن وہ مسلسل کوششوں

میں مصروف تھے۔ میں نے دو طرفہ کارروائی کی ہے۔ یعنی ان سے بھی سودے بازی کی ہے۔ اگر یہ زرعی زمینیں انہیں واپس مل جائیں تو وہ اس کے لئے پانچ کروڑ روپے خرچ کرنے پر تیار ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ یہ پانچ کروڑ روپے ہمیں مل سکتے ہیں۔ ادھر میں نے جمال خان کے سلسلے میں جو کارروائیاں کی ہیں وہ یہ ہیں کہ اگر اس نے ہماری باتوں پر عمل نہیں کیا تو وہ دیوالیہ ہو جائے گا۔ نہ صرف یہ شوگر مل کا معاملہ اس کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ بلکہ اس کی اور کئی صنعتیں جو درحقیقت اس نے غلط طریقے سے حاصل کی ہیں اور لگائی ہیں ختم ہو جائیں گی اور وہ کوڑی کوڑی کو محتاج ہو جائے گا۔ میں نے اسے تمام رخ دکھا دیئے ہیں۔ اور فیصلہ کرنے میں تین چار دن سے زیادہ نہیں لگیں گے۔ ادھر دوسری پارٹی وہ رقم لیے ہوئے تیار ہے۔ اس طرح میں نے یہ کوشش کی ہے کہ براہ راست کوئی ایسا موقع کسی کو نہ دیا جائے کہ وہ ہم تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ یہ ذرائع کمائی ہے اور اس کمائی کے تحت نہ ہمیں کوئی نقصان ہو گا نہ کسی دوسرے کو۔ میرا مطلب ہے کہ ان لوگوں کو ان کی زمین مل جائیگی۔ جو بلاشبہ بہت زیادہ مالیت کی ہے۔ جمال خان نے چونکہ غلط طریقے سے اس پر قبضہ کر رکھا تھا چنانچہ اس سے اسے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔ اور ہمیں پانچ کروڑ روپے کا منافع ہو جائے گا۔" میں نے کہا۔

"ٹھیک ہے تمہارا یہ قدم بالکل درست ہے۔"

رشید ناگی کا منصوبہ بلاشبہ شاندار تھا ویسے یہ شخص بھی میرے لئے بڑی حیرتوں کا باعث تھا۔ اس سے پہلے مشعل شاہ صاحب نے اسے اپنی مجرمانہ کارروائیوں کی تکمیل کے لئے رکھا تھا۔ مجرمانہ کا لفظ میں اس لئے استعمال کر رہا ہوں کہ طریقہ کار ایسا نہیں تھا جسے قانونی کہا جا سکے۔ غیر قانونی طریقے سے بہت سے ایسے کام سرانجام دیئے جاتے تھے۔ جو درپردہ کسی کی بھلائی کے لئے ہی ہوا کرتے تھے۔ لیکن ان کی نوعیت تو غیر قانونی ہی کہلائی جا سکتی تھی۔ آصف نور کے مسئلے میں اس وقت میری توجہ بہت زیادہ تھی۔ جن میں نجانے کیا کیا حسرتیں تھیں۔ نازاں باجی کے لئے میرے دل میں کیا کچھ تھا جن کا نہ تو میں اظہار کر سکتا تھا اور نہ ہی اس پر عمل جس کام کا آغاز کیا تھا اس کے لئے میں نے روزی کو بھی اپنے ساتھ مصروف کر لیا۔ میں اپنے بہت سے منصوبوں کے تحت مختلف کام کر رہا تھا اور روزی انہیں سرانجام دے رہی تھی۔ چنانچہ جاپان کے صنعت کاروں سے بھی میرا

WWW.PAKSOCIETY.COM
Scanned and Uploaded By Nadeem

رابطہ ہوا اور روزی کے ذریعے ان سے خط و کتابت ہونے لگی۔ میں نے انہیں اپنے مقاصد سے آگاہ کیا تھا اور ان کے جواب کا منتظر تھا۔ ادھر آصف نور کی طرف سے مجھے تفصیلات کا انتظار تھا اور پھر ایک دن آصف نور شرمایا شرمایا سا میرے پاس آگیا اور میں اس کا چہرہ دیکھ کر مسرور ہوگیا۔

"کہو آصف بات آگے بڑھی۔"

"وہی اطلاع دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔"

"میں تو اطلاع کا انتظار کر رہا تھا۔"

"مقدس صاحب نے بڑی دلچسپی سے اس پورے مرحلے پر کام کیا پہلے انہوں نے الیاس بھائی سے خود گفتگو کی اور الیاس بھائی حیران رہ گئے۔ کہنے لگے کہ یہ سب کیسے ممکن ہے۔ تب انہیں مختصر تفصیل بتائی گئی۔ یعنی اس اسکول اور پرنسپل کا حوالہ بھی دیا گیا جہاں میں ایک کام سے گیا تھا۔ اور نازاں صاحبہ سے میری ملاقات ہوئی تھی۔ الیاس بھائی نے کہا کہ وہ سوچ کر جواب دیں گے۔ پھر تین چار دن کے بعد انہوں نے اس سلسلے میں جواب دیا کہ اگر آصف اور اس کے گھر والوں کی یہ خواہش ہے تو پھر باقاعدگی سے اس کام کا آغاز کیا جائے۔ چنانچہ میں نے اپنی والدہ کو ان پرنسپل صاحبہ کے ساتھ الیاس بھائی کے گھر بھیجا۔ اور وہاں یہ رشتہ منظور کرلیا گیا ہے۔ مقدس صاحب کی الیاس بھائی سے مزید گفتگو ہوئی ہے اور انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ ایک بار پھر میں اپنی والدہ کو بھیج کر ان سے رشتہ کی تاریخ وغیرہ طے کرلوں۔ کیونکہ الیاس بھائی بہت زیادہ انتظار نہیں کرنا چاہتے۔ ان کا کہنا ہے کہ جب یہ بات آگے بڑھی ہے تو اس کو پایہ تکمیل تک پہنچ جانا چاہیے۔"

"نازاں صاحبہ کا بھی کوئی خیال معلوم ہوسکا۔" میں نے سوال کیا۔ اور آصف نور مسکرانے لگا۔

"جی سر۔ مقدس صاحب نے یہ بات پوچھی تھی نازاں صاحبہ سے۔ انہوں نے یہ کہا کہ وہ ان کے بھائی ہیں ان کے سرپرست ہیں......... جو بھی میرے لئے سوچیں گے بہتر ہی ہوگا۔"

"ویری گڈ۔ اس کا مقصد ہے کہ بات مکمل ہوگئی۔"

"جی سر۔"

"تو پھر میرا خیال ہے شادی کی تاریخ کے سلسلے میں تمہیں بھی کوئی دیر نہیں کرنی چاہیے۔ اور ہاں اب یہ کہنا تم سے بیکار ہے کہ انتظامات کے لئے فکر مت کرنا۔ تمام انتظامات میں کروں گا۔ اور شادی کا تمام خرچ میرے ذمے ہے۔ تمہاری طرف سے۔"

"آپ کی اس محبت کے صلے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"دیکھو ایک بات کو ذہن میں رکھو۔ میں اگر تمہارے لئے کچھ کر رہا ہوں تو اس کے پس پردہ کچھ اور بھی ہے۔ ہاں مجھے اس کے لئے کبھی مجبور نہ کرنا کہ میں تمہیں اس کچھ اور کے بارے میں بتاؤں۔ وہ خاتون جن سے تمہاری شادی ہو رہی ہے میرے لئے بہت بڑا درجہ رکھتی ہیں۔ بہن سمجھ لو ماں سمجھ لو۔ جو کچھ بھی سمجھ لو۔ اتنی بڑی حیثیت ہے ان کی میری نگاہوں میں کہ میں الفاظ میں تمہیں نہیں بتا سکتا لیکن ایک بات کا خیال رکھنا میرے جذبات تمہارے سینے میں دفن رہنا چاہئیں۔ وقت آنے پر سب سے پہلے تمہیں کو بتاؤں گا۔ میں پوشیدہ رہ کر نازاں باجی کے لئے بہت کچھ کرنا چاہتا ہوں۔ اور تم اس میں میرے معاون ہوگے۔ الیاس بھائی کا اتنا احترام کرنا کہ اس کے بعد احترام کا تصور ختم ہو جائے۔" آصف نور کی آنکھوں میں آنسو آگئے اس نے کہا۔

"سر۔ آپ اس سے زیادہ میرے لئے اور کیا کریں گے۔ آپ نے ایک ذرے کو آفتاب بنا دیا ہے۔ میں نہیں سمجھ پاتا کہ کوئی کسی کے لئے اتنا کچھ کر سکتا ہے۔" میں نے آصف نور کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"اب تمہاری تمام تر توجہ اس سلسلے میں صرف ہونی چاہیے مقدس کریم کو میں ہدایات دیئے دیتا ہوں۔ وہ اس بارے میں تمام کام کرائیں گے۔"

آصف چلا گیا اور میرے دل میں جذبات کا طوفان پھٹنے لگا۔ جذبات کچھ اس طرح ابھرے کہ میں بے قابو ہوگیا اور اپنے ذہن میں ایک پروگرام ترتیب دینے کے بعد میں نے اس پر عمل کا آغاز کر دیا۔ شہر کے ایک انتہائی خوبصورت علاقے میں ایک حسین ترین ایک ہزار گز کی کوٹھی خریدی اور پھر اس کوٹھی کو دلہن کی طرح سجانے لگا۔ کوٹھی کے صدر دروازے پر میں نے نازاں کاٹیج کا نام پیتل کی ایک پلیٹ پر کندہ کرا کے آویزاں کرایا۔ میں اس سلسلے میں کئی دن تک شدید مصروف رہا تھا۔ کثیر سرمایہ صرف کر کے میں نے کوٹھی کے ایک ایک حصے کو اس طرح سجا دیا کہ دیکھنے والے دیکھیں تو دیکھتے رہ

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

جائیں۔ پھر کوٹھی کے لئے ایک دربان رکھا۔ گھر کی صفائی ستھرائی کے لئے چار ملازم رکھے اور انہیں خصوصی طور پر ہدایات دے دیں کہ انہیں کس انداز میں کام کرنا ہے یہ تمام کام میں نے تقریباً پندرہ دن میں مکمل کرلیے تھے۔ ادھر آصف نور کی طرف سے مجھے مسلسل اطلاعات مل رہی تھی۔ اور آج کل گویا باقی تمام معاملات بھول کر میں اسی کام میں مصروف ہوگیا تھا۔ رشید ناگی نے بھی مجھے بتایا تھا کہ معاملہ ذرا اس کی توقع سے آگے بڑھ گیا ہے اور اس میں اب کچھ وقت لگ جائے گا۔ بہرطور وہ جو کچھ کر رہا تھا۔ مجھے اس کی پروا نہیں تھی۔ شاہنواز کا معاملہ سیاسی طور پر حل ہو رہا تھا۔ اس کے علاوہ ایک بار... سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔

کچھ دن اور گزر گئے۔ پھر ایک دن آصف نور نے مجھے بتایا کہ شادی کی تاریخ طے ہوگئی ہے۔ اس نے کہا۔

"اس سلسلے میں میرے لیے اور کیا ہدایات ہیں سر۔ ویسے میں نے ایک ... کرائے پر حاصل کرلیا ہے"

"بہت اچھا کیا تم نے۔ مقدس کریم اس سلسلے میں تمہارے ساتھ ہوں گے۔ میں انہیں ہدایات کردوں گا۔ تم خود بھی اس کے لئے بھرپور تیاریاں شروع کردو۔"

"جی سر" اس نے کہا۔ میں نے اسے کوٹھی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔

"الیاس بھائی ایک دن شام کو تقریباً ساڑھے چھ بجے میری کوٹھی میں پہنچ گئے۔ میں کوٹھی کے لان میں بیٹھا ہوا روزی سے گفتگو کر رہا تھا۔ الیاس بھائی کو دیکھ میرے دل کو جھٹکا سا لگا اور الیاس بھائی میرے قریب پہنچ گئے۔ انہوں نے بڑے ادب سے مجھے سلام کیا۔ میں نے ان سے پرجوش مصافحہ کرکے انہیں احترام سے کرسی پر بٹھایا۔ تو انہوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑے بریف کیس سے ایک کارڈ نکالا اور میرے سامنے رکھ دیا۔

"سر میری بہن کی شادی ہے اور میں آپ کی شرکت کا خواہش مند ہوں۔"

"اوہو! الیاس صاحب، مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی۔ آپ کی مراد انہی خاتون سے ہے ناجو........"

"ہاں نازاں سے۔" الیاس بھائی کے لہجے میں اب بھی وہی بے یقینی تھی میں نے کارڈ کھول کر دیکھا اور پھر تاریخ وغیرہ کے بارے میں ان سے گفتگو کرنے لگا اور وہ...

...نے کا وعدہ لے کر چلے گئے۔ پھر شادی بڑے اہتمام سے ہوئی اور الیاس بھائی نے تمام ...انتظامات خود ہی کیے تھے۔ نازاں باجی رخصت ہوکر اس عمارت میں پہنچ گئیں جو آصف نور ...کرائے پر حاصل کی تھی۔ مجھے نازاں باجی کی شادی کی بے حد خوشی تھی۔ اس لئے میں ...لاہور کے ایک بہت بڑے مصور ذاکر حسین سے درخواست کی کہ وہ کراچی آکر اس ...میں جو نازاں باجی کے لیے خریدی تھی ان کی تصویر بنائیں اور وہ اپنے کام میں مصروف ہوگئے اسی دوران زندگی پھر اپنی ڈگر پر واپس آگئی۔ دوستوں سے ملاقاتیں، کلب، ...سے چھوٹے چھوٹے واقعات ہوئے تھے کلب میں جاتا رہتا تھا۔ شناساؤں میں جانا ...شمائل خان حیران کن طریقے سے کچھ عرصے سے غائب تھی۔ میں نے ٹیلیفون کر ...جہانگیر خان کی کوٹھی سے فون اٹھالیا گیا اور کسی غیر معروف شخص نے یہ فون ریسیور ...اٹھایا۔

"ہیلو۔"

"مس شمائل خان موجود ہیں۔"

"جی نہیں، وہ امریکہ گئی ہوئی ہیں۔"

"کب۔ خیریت۔ اچانک ہی پروگرام بن گیا۔"

"دراصل جہانگیر خان بہت سخت بیمار ہوگئے تھے انہیں لے کر امریکہ جانا پڑا۔"

"اچھا، بہت بہت شکریہ۔" میں نے ٹیلیفون بند کردیا۔

اس رات مسز اختر خان سے ملا کیونکہ جہانگیر خان کے سلسلے میں اس سے زیادہ ...ات اور کوئی نہیں رکھتا تھا۔ میں نے مسز اختر خان سے کہا۔

"کیا آپ کو معلوم ہے کہ جہانگیر خان بیمار ہوکر علاج کے لیے امریکہ گئے ہوئے ہیں۔"

"حیران کن بات یہ ہے کہ پچھلے دنوں جہانگیر خان بالکل ہی منظر عام سے غائب ...ہے۔ اتفاق سے مجھے کل ہی اس بارے میں تفصیلات معلوم ہوئی ہیں۔"

"کیا ہوا انہیں، کیا بیماری ہے۔"

پھر انہوں نے فیروز رانا والے کیس کے بارے میں بتایا کہ کس طرح اسے شکست ...اور جہانگیر بیمار ہوا اور اسے علاج کے لئے امریکہ لے جایا گیا۔ میں نے پرخیال انداز

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

میں گردن ہلائی۔

میری زندگی میں بکھرے ہوئے کردار مسلسل گردش کر رہے تھے اور میں ان پر نگاہیں رکھ رہا تھا۔""

☆☆☆

روزی نے ایک دن اس سلسلے میں لٹریچر دیا اور میں اس میں پورا دن مصروف رہا اور میں نے اس کے لیے کچھ پوائنٹ بنائے اور اپنے طور پر ایک پورا لائحہ عمل تیار کرلیا۔ اب اس کے بعد لازمی تھا کہ میں رفیق احمد جاگیردار کے گھر جاؤں اور ان سے اس موضوع پر بات کروں۔ پہلے وہ ٹیلیفون نمبر تلاش کیا جو نیاز احمد نے مجھے دیا تھا اور پھر اس نمبر پر رنگ کرنے لگا۔ دوسری طرف سے آواز جو سنائی دی وہ نیاز احمد کے علاوہ کسی اور کی نہیں تھی۔

"ہیلو۔" انہوں نے کہا۔

"آپ کا خادم بول رہا ہے۔"

"ہمارا خادم!" نیاز احمد کے لہجے میں بدستور ظرافت تھی۔

"جی ہاں۔" میں نے جواب دیا۔

"تعجب کی بات ہے۔ ہمارے سارے خادم ہماری نگاہوں میں ہیں پھر ایسا کون سا خادم ہے جو ہماری نگاہوں سے بچ کر کہیں اور بھاگ گیا ہے اور وہاں سے ہمیں ٹیلیفون کر رہا ہے۔"

"پہچانیے' تو ہم بھی آپ کو تسلیم کریں۔"

"نہیں پہچانے' ہار مان لی۔" نیاز احمد نے کہا۔

"تو پھر ہمارا نام دانش منصور ہے۔" دوسری طرف ایک لمحے کے لئے خاموشی چھا گئی اور پھر نیاز احمد کی آواز ابھری۔

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"ارے...... اس کا مقصد ہے یہ مذاق ہو رہا تھا ہم سے بھلا ایسے خادم ہم نے رکھ لیے تو پھر ہم اس زمین پر رہیں گے میاں چاند کالونی میں سب سے پہلے اپنا مکان بنائیں گے۔ کہو کیسے ہو"

"ٹھیک ہوں۔"

"بہت دن کے بعد ٹیلیفون کیا۔" نیاز احمد بولے۔

"آپ نے بھی تو خبر نہیں لی۔"

"خبر تو ہم اچھی طرح لیتے تمہاری مگر کیا کریں ذرا حیثیتوں کا فرق ہے ٹیلیفون کرتے تو سوچتے کہ اگلا پیچھے ہی لگ گیا بس ذرا سی لفٹ کیا دے دی جان کو آگیا۔"

"آپ اچھے آدمی نہیں ہیں نیاز احمد۔"

"میاں کس نے کہا ہے کہ ہم اچھے آدمی ہیں۔ کسی ایک سے کہلوا دو مان لیں گے تمہیں۔"

"میں آپ کو اچھا آدمی سمجھتا تھا۔"

"چلو ٹھیک ہے تمہاری یہ غلط فہمی بھی دور ہوگئی۔ ویسے برا مت ماننا اس لیے ٹیلیفون نہیں کیا کہ تم بے حد مصروف آدمی ہو محبت کرنے والے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنی مصروفیات ترک کرکے ہمیں گھاس ڈالو' میاں ہم تو گھاس کھانے کے شوقین ہیں بس کھاتے چلے جاتے ہیں' کھاتے چلے جاتے ہیں جب تک کہ دوسرا لات مار کر نہ ہٹا دے۔"

"آپ فضول باتیں کیے جائیں گے یا میری بات بھی سنیں گے۔" میں نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ یہ ہوئی نا بات۔ کہئے کیا حکم ہے ہمارے لیے۔"

"اس وقت ساڑھے چار بج رہے ہیں اور ٹھیک پانچ بجے آپ رفیق احمد جاگیردار صاحب کی کوٹھی میں داخل ہو جائیں گے۔"

"ارے اچھا واقعی میرے علم میں تو یہ بالکل نہیں تھا۔" نیاز احمد بولے۔

"اور اب آپ کے علم میں آچکا ہے۔"

"بالکل آچکا ہے۔ کیا وہاں کوئی تقریب وغیرہ ہے؟"

"تقریب یہ ہے کہ میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔"

"واہ خوشی ہوئی۔ ٹھیک ہے جناب۔ پہنچ جائیں گے' اور کوئی حکم۔"

"جی بالکل نہیں" میں نے کہا اور ٹیلیفون بند کر دیا۔ نیاز احمد کی باتوں پر ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی تھی۔ اس کے بعد تیاریاں کیں وہ تمام کاغذات ساتھ لیے اور میں رفیق احمد جاگیردار کی کوٹھی کی جانب چل پڑا۔ وہاں میری آمد کی کوئی اطلاع نہیں تھی لیکن خوش بختی یہ تھی کہ رفیق احمد گھر میں موجود تھے۔ اور اس وقت لان پر نظر آرہے تھے۔ گاڑی کا ہارن دیا تو گیٹ کھل گیا۔ اور میں گاڑی اطمینان سے لیے ہوئے اندر داخل ہوگیا۔ غالباً" رفیق احمد صاحب نے میری کار پہچان لی تھی۔ وہ تیزی سے پورچ کی جانب چلے اور میرے قریب پہنچ گئے۔ میں نے بڑے احترام سے نیچے اتر کر ان سے مصافحہ کیا تھا رفیق احمد جاگیردار خوش ہوگئے۔

"بہت دن کے بعد ملاقات ہوئی لیکن خوب ہوئی۔"

"کہئے کیسے مزاج ہیں آپ کے۔"

"بالکل ٹھیک ہیں۔" انہوں نے جواب دیا اس وقت دو لڑکیاں باہر نکل آئیں اور مجھے دیکھ کر ٹھٹک گئیں۔ میں نے ان کے بارے میں اندازہ قائم کرلیا تھا کہ یہ رفیق احمد صاحب کی وہ دو غیر شادی شدہ بیٹیاں ہو سکتی ہیں جن کا تذکرہ میرے سامنے آچکا ہے۔ پہلے ان سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ وہ دونوں حیران سی کھڑی ہوئی تھیں کہ رفیق احمد صاحب نے انہیں اشارے سے آگے بلاتے ہوئے کہا۔

"آؤ بھئی تم لوگ رک کیوں گئیں۔ آؤ میں تمہیں دانش منصور سے ملاؤں۔ وہ علمی شخصیت جس کے بارے میں اکثر گفتگو ہوا کرتی ہے۔ کیوں بھئی دانش میاں باہر بیٹھیں یا اندر چلنے کا پروگرام ہے۔"

"آپ کی کوٹھی کا لان بہت خوبصورت ہے کہ اسے چھوڑ کر اندر جانے کو جی نہیں چاہتا۔ ویسے جو بھی آپ کا حکم۔"

"نہیں نہیں یہیں انتظام ہو جاتا ہے۔ چلو فوزیہ تم جاؤ اور لان پر بیٹھنے کا انتظام کرو۔ آؤ بھئی ہم تمہیں اپنے پودے دکھائیں گے۔" رفیق احمد جاگیردار نے کہا اور پھر دوسری لڑکی کو ساتھ آنے کا اشارہ کرکے آگے بڑھ گئے۔

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"یہ نازیہ ہے اور وہ فوزیہ۔ میری ذہنی کیفیت اتنی اچھی نہیں رہی ہے کہ ہر چیز کا خیال رکھوں کوئی بات درمیان سے گڑبڑ ہو جائے تو خیال نہ کرنا۔"

"جی بہتر۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ نازیہ نے میری جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کے بارے میں تو بڑے قصے کہانیاں سنی ہیں ہم کو بڑا اشتیاق تھا آپ سے ملاقات کا۔ یہ بھی پتا چلا تھا کہ آپ ہمارے اس غریب خانے پر تشریف لا چکے ہیں۔"

"بھئی ایک مرتبہ حاضری دی تھی۔ آپ سے ملاقات نہیں ہو سکی۔ ویسے اپنے بارے میں مشہور قصے کہانیوں کے سننے کا مجھے بھی اشتیاق رہا ہے کہ کبھی یہ کہانیاں میرے کانوں تک پہنچیں۔" نازیہ ہنسنے لگی پھر اس نے کہا۔

"اب اگر ہم آپ کو کہانیاں سنانے بیٹھ جائیں گے تو ہمارے یہ ابو جان ناراض ہو جائیں گے۔ اس لیے جانے دیں۔"

"آؤ بھئی میں تمہیں اپنے پودے دکھاؤں، دیکھو میں نے یہ پودے بالکل نئے لگائے ہیں ویسے میں سمجھتا ہوں یہ ایک احمقانہ حرکت ہے۔ کیونکہ تم عمر کی جس منزل سے گزر رہے ہو وہ پودوں میں دلچسپی لینے کی نہیں ہے۔ تم تو اس وقت نہ جانے کیا کیا کر رہے ہو۔ اس لیے تھوڑی دیر کے لیے مجھے میری اس بچکانہ حرکت پر معاف کر دینا۔"

"نہیں جناب یہ شوق تو زندگی کی علامت ہے پھول اور پودوں سے رابطہ صاحب ذوق لوگوں کا ورثہ ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے ہم اس سے محروم ہوں یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آنے والا وقت ہمیں ان کی جانب متوجہ کر دے۔"

"آپ اردو نہیں جانتے۔" نازیہ نے اچانک سوال کیا۔

"اس بدنصیبی پر انتہائی شرمندہ رہتا ہوں اور دلی خواہش ہے کہ اپنے وطن میں آکر وطن کی زبان اچھی طرح سیکھوں لیکن وقت مہلت دے تب نا۔"

"ویسے آپ کی انگریزی بہت شاندار ہے۔ ظاہر ہے ہونی بھی چاہیے۔" اس دوران لان پر انتظام ہوگیا تھا۔ چنانچہ رفیق احمد نے مجھے وہاں پہنچنے کے لیے کہا لان تک پہنچے بھی نہیں تھے کہ نیاز احمد آندھی طوفان کی طرح اندر داخل ہوئے ٹیکسی اندر آگئی تھی۔ اور وہ ٹیکسی سے اتر رہے تھے۔ ان کے ساتھ ان کی اہلیہ بھی تھیں۔ چنانچہ وہ مسکراتے ہوئے اسی سمت آگئے۔ اس دوران فوزیہ واپس آگئی تھی۔ میری نگاہوں نے بیگم کو تلاش کیا تھا لیکن وہ نظر نہیں آئی تھیں نہ ہی ان کا کوئی خاص تذکرہ ہوا تھا۔ پھر لوگ لان پر پڑی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ نیاز احمد نے مجھ سے پر خلوص انداز میں مصافحہ کیا تھا۔ پھر وہ مجھ سے میری خیر و عافیت دریافت کرنے لگے اور اس کے بعد انہوں نے کہا۔

"ابو میں نے آپ کو بتایا تھا نا کہ میری ان سے ملاقات ہوئی تھی۔"

"ہاں مگر یہ تو کافی دن پہلے کی بات ہے۔"

"جی ہاں بس اتنے دن تک انہیں یہاں آنے کا فیصلہ کرنا پڑا اور بالآخر فیصلہ ہمارے حق میں ہوا۔"

"جی نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ کاروباری مصروفیت بہت زیادہ تھی اس لئے نہ آسکا جیسے ہی فراغت ہوئی آگیا۔"

"بہر حال سر آنکھوں پر۔ کہو بیٹے کیسی گزر رہی ہے۔ کوئی نیا ہنگامہ نہیں شروع کیا تم نے۔" رفیق احمد جاگیردار بولے۔

"مشورہ ہی نہیں مل سکا کوئی۔ میں تو منتظر ہی رہتا ہوں کہ مجھ سے رابطے کیے جائیں اور گفتگو کی جائے لیکن بس لوگ لفٹ ہی نہیں دے رہے۔"

"ارے نہیں بھئی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"آپ لوگوں کی کیا مصروفیات ہیں؟" میں نے سوال کیا اور رفیق احمد جاگیردار ہنس پڑے پھر بولے۔

"فراغت کی زندگی بسر کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بس گزر رہی ہے۔"

"جی اور نیاز احمد آپ؟"

"بھائی ہم نے تمہیں اپنے چھوڑے ہوئے کاروبار کے بارے میں بتا دیا تھا بس ہمارا کام بھی ہو رہا ہے۔" نیاز احمد نے کہا۔

پھر کچھ دیر بعد چائے کا اہتمام ہوا اور میں نے بڑی بے تکلفی سے ان لوگوں کے ساتھ چائے میں حصہ لیا نیاز احمد کہنے لگے۔

"اور سناؤ بھئی واقعی کوئی ہنگامہ نہیں ہو رہا آج کل۔"

"ہنگامہ ہونے میں دیر کتنی لگتی ہے۔ بس آپ تیار ہو جائیں۔"

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہم۔" انہوں نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں اور پھر بولے

"نہیں بھئی ہم تمہیں شرافت کی سند پیش کر سکتے ہیں ہم تو بڑے عمل پسند آدمی ہیں۔"

"دراصل رفیق صاحب میں آپ سے کچھ باتیں کرنے کی لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ جیسے تجربے کار صنعت کار سے مجھے جو مشورے مل سکتے ہیں میں جانتا ہوں کسی اور سے ممکن نہیں اور اس کے لیے میں آج ناوقت بغیر کسی پروگرام کے آپ کے پاس حاضر ہو گیا۔"

"خیر یہ تمہاری محبت ہے بیٹے اور تم نے ہمیں ایک بڑا صنعت کار کہا اسے بھی ہم صرف تمہاری محبت ہی کہہ سکتے ہیں کیونکہ ہم بڑے صنعت کار کہاں ہیں۔ ہم تو وہ ہیں جو اپنا سب کچھ لٹا کر بیٹھ گئے ہیں۔" رفیق احمد جاگیردار کے لہجے میں ایک حسرت تھی۔ میں نے کہا۔

"اس کے باوجود میرے ذہن میں آپ کے لئے جو تصور ہے میری آرزو ہے آپ اسے ختم نہ کریں۔ یہ کاروبار ہے اور زندگی کے ان شعبوں سے تعلق رکھتا ہے۔ جہاں اونچ نیچ چلتی رہتی ہے کسی اونچ نیچ پر آخری فیصلہ کر لینا میرے خیال میں غیر مناسب بات ہے۔ صنعت کار اور کاروباری شخص زندگی کے آخری سانس تک مصروف عمل رہتا ہے اور میں تو آپ لوگوں سے رہنمائی حاصل کرنا چاہتا ہوں اگر آپ نے یہ مایوسی کی باتیں کیں تو کیا میرے راستے بند نہیں ہو جائیں گے؟"

"ایک بات کی اگر اجازت ہو تو کہوں بیٹے برا تو نہیں مانو گے۔"

"قطعی نہیں۔"

"یہاں تو بڑے بڑے کامیاب و کامران لوگ پڑے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کو نظر انداز کر کے تم نے مجھ جیسے ناکارہ آدمی کی طرف توجہ کیوں دی؟"

"اس لیے کہ جو لوگ کامیاب و کامران تصور کیے جاتے ہیں ان کی پرواز اتنی بلند ہے کہ وہ مشورے کیا دیں گے۔ آپ چونکہ فارغ وقت گزار رہے ہیں اور زندگی سے لڑنا چھوڑ چکے ہیں اس لئے کم از کم وہ داؤ پیچ آپ مجھے ضرور سکھا سکتے ہیں۔ جن کے ذریعہ میں اپنا کام مکمل کر لوں۔"

"خیر اب یہ تم پر منحصر ہے اگر تم اس سلسلے میں مجھ سے کوئی مشورہ چاہتے ہو تو میں جس قابل بھی ہوں انکار تو نہیں کروں گا۔"

"بے حد شکریہ' نہ صرف مشورہ بلکہ آپ کا تعاون بھی درکار ہے مجھے۔" انہوں نے متحیرانہ نگاہوں سے نیاز احمد کو دیکھا اور وہ آنکھیں پھیلانے لگے۔ پھر بولے۔

"یوں لگتا ہے ماموں میاں کوئی لاٹری نکلنے والی ہے اپنی۔"

"بھئی ہر وقت فضول باتیں نہ کیا کرو۔" انہوں نے انہیں ڈانٹ دیا اور وہ بچوں کی طرح منہ بسور کر خاموش ہو گئے۔ میں نے رفیق احمد سے کہا۔

"میں ذرا تمہید میں تھوڑی سی طوالت اختیار کروں گا۔ آپ محسوس نہ کریں۔"

"نہیں بھئی بالکل نہیں بلکہ ایسا ہے کہ خواتین یہاں سے رخصت ہونا چاہیے۔ معاملہ دوسرا ہو گیا ہے اور اس میں کوئی دلچسپی نہیں لیں گی۔ لڑکیاں اپنی جگہ سے اٹھ گئیں تو رفیق احمد بولے۔"

"ہاں بھئی اب کہو اور بے دھڑک کہو۔"

"محترم جس تمہید کا میں نے ذکر کیا تھا وہ یہ ہے کہ نیروبی سے آنے کے بعد میں نے یہاں کے بہت سے مناظر کا گہری نگاہوں سے جائزہ لیا ہے میں نے اس ملک کے رہنے والوں پر غور کیا میں نے اتنا کچھ دیکھا کہ اگر اس کی تفصیل بیان کرنے بیٹھ جاؤں تو میرے خیال میں گفتگو بہت طویل ہو جائے گی لیکن مجموعی طور پر جو اندازہ میں نے قائم کیا ہے وہ یہ کہ ہم ایک بہترین قوم میں شمار ہوتے ہیں ہمارے یہاں صنعت کار' ڈاکٹر' انجینئر ہر شعبے کے کام کرنے والے اتنی اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہیں کہ اگر انکی صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے تو ہم دنیا کے بہترین ممالک میں شمار ہو سکتے ہیں۔ ہمارے اپنے حالات سے مجبور ہو کر لوگ نقل مکانی کا رجحان پیدا کر چکے ہیں ہر چیز کی نقل کی جاتی ہے لیکن میں نے یہ نقل دیکھی ہے اس پر غور کیا ہے اور یہ اندازہ لگایا ہے کہ گو یہ ایک غلط کام ہے لیکن جو لوگ یہ کام سرانجام دے رہے ہیں وہ ذہانت کی دولت سے مالا مال ہیں اگر ان کی مجبوریوں کو ختم کر کے انہیں صحیح راستوں پر لگا دیا جائے تو یہ ایک بے مثال روایت قائم کر سکتے ہیں اور ایسی ایسی چیزیں ہمارے ملک کو پیش کر سکتے ہیں کہ دنیا اس پر حیران رہ جائے۔ آپ یقین کیجئے یہ صرف لفاظی نہیں ہے بلکہ میرا گہرا تجربہ اور مشاہدہ ہے میں نے

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

ان تمام نقلی چیزوں کو بغور دیکھا ہے بعض اوقات ان پر اصلیت کا گمان ہوتا ہے اور کسی چیز کی نقل کرنا بھی عقل سے تعلق رکھتا ہے اس کا مقصد یہ ہے ہمارے ہاں کے صنعت کار اور وہ تمام لوگ جو یہ سارے کام کر رہے ہیں ذہانت میں کسی بھی ملک کے بہترین افراد سے کم نہیں ہیں۔ بس ان کے پاس وسائل نہیں ہیں۔ جن کی بنا پر وہ یہ سب کچھ کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ انسان کا اگر پیٹ بھر جائے تو آپ یقین کیجیے کہ وہ جرم کی جانب راغب نہیں ہوگا۔ مسئلہ صرف یہ ہے کہ مخلصانہ انداز میں ان کا پیٹ بھرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ میرے پاس جو تھوڑا بہت سرمایہ ہے میری آرزو ہے کہ میں اسے ایسے نیک کاموں میں صرف کروں۔ میں یہ سرمایہ ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ جو کچھ لگانا چاہتا ہوں اس سے بہترین منافع کے ساتھ وصول کرنا چاہتا ہوں تاکہ اسے رولنگ میں رکھنے میں مجھے کوئی دقت پیش نہ آئے۔ سرمایہ صرف کرنے کا مطلب تو یہ ہے کہ میں بے شمار غریبوں کو یہ سب کچھ دے دوں اور اس کے بعد میں خود قلاش ہو کر بیٹھ جاؤں مگر اس طرح کیا آئندہ آنے والے وقت میں انہیں کوئی فائدہ ہو سکتا ہے۔ عارضی طور پر وہ سب کچھ خرچ کر لیں گے اور اس کے بعد ان کا مستقبل جوں کا توں تاریک رہے گا۔ میرے ذہن میں ایک ایسا منصوبہ ہے جس کی تکمیل میں آپ کے ذریعہ کرنا چاہتا ہوں۔"

"میرے ذریعہ۔" رفیق احمد جاگیردار نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"جی میں نے بہت غور کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ اپنے نئے منصوبوں میں آپ کے شانے کا سہارا لوں میرے ان الفاظ پر نیاز احمد بری طرح اچھل پڑے۔ ان کے چہرے پر جوش کے آثار پیدا ہوئے لیکن رفیق صاحب نے انہیں سنجیدہ نگاہوں سے دیکھا تو وہ ایک بار پھر سنبھل کر بیٹھ گئے۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔"

"ایک بات بتاؤ دانش بیٹے۔ تم نے درحقیقت ایک ذہین باپ سے تربیت پائی ہے اور ان کا اظہار جگہ جگہ ہو رہا ہے۔ لوگوں کی زبان پر یہ بات پہنچ چکی ہے اور ظاہر ہے لوگ جو کچھ کہتے ہیں بلا وجہ نہیں کہہ دیا کرتے۔ پھر کچھ حقائق میری نگاہوں کے سامنے ہیں۔ جہانگیر خان جیسے شیر کو پچھاڑ دینا کسی عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے اس کا مقصد ہے کہ تم ذہین انسان ہو پھر تم نے اپنے کسی منصوبے کے لیے ایک لنگڑے گھوڑے کا انتخاب کیسے کیا؟" میں نے بدستور مسکرا کر انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ مجھے ایک تجربہ کار اور ذہین انسان سمجھتے ہیں تو پھر آپ یہ کیوں نہیں تسلیم کرتے کہ میں نے کسی لنگڑے گھوڑے کا انتخاب نہیں کیا بلکہ جو کچھ کیا ہے اچھی طرح سوچ سمجھ کر کیا ہے۔"

"خیر میں نہیں سمجھتا کہ یہ سب کچھ کیا ہے۔ تاہم ایک بات میں تم سے پہلے تم سے کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ میں کاروباری دنیا میں اپنا سب کچھ لٹانے کے بعد بالکل قلاش ہو کر بیٹھ گیا ہوں۔ مگر میں اپنے اس اکلوتے داماد کے ساتھ کچھ نہ کچھ کرتے رہنے پر غور کرتا رہا ہوں۔ اگر تمہاری طرف سے یہ پیشکش مجھے ہوتی ہے تو یہ میری آرزوؤں کی تکمیل ہے اور اگر واقعی مجھ پر اعتماد کیا جاسکتا ہے اور کوئی کام میرے سپرد کیا جاسکتا ہے تو رفیق احمد جاگیردار ایک بار پھر جوان بن کر دکھا دے گا۔ اتنی محنت کرے گا وہ کہ کسی کے تصور سے باہر ہوگی۔ اور لوگ سوچ بھی نہیں سکیں گے کہ اس میں ایک بار پھر نئی زندگی دوڑ سکتی ہے۔ چنانچہ اس طرح میری اپنی خواہش تم سے پہلے اس میں شامل ہوگئی ہے اور میں آرزو مند ہوں اس بات کا کہ میرے ذریعے کوئی کام کیا جائے۔ اب تم جو کچھ کہنا چاہتے ہوں روشنی میں کہو۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"آپ کے ان الفاظ نے میری بڑی ہمت بندھائی ہے۔ میں نے اب سے کچھ دیر قبل اپنے ملک کے ان فنکاروں کا تذکرہ کیا تھا جو میری نگاہوں میں ہیں۔ اور اپنا کام سر انجام دے رہے ہیں۔ میں ان فنکاروں کو یکجا کر کے ایک ایسا ورک کرنا چاہتا ہوں جو بہت بڑے پیمانے پر ہو میں یہ نہیں کہتا کہ اس میں کامیابی حاصل ہوگی لیکن میں نے کامیابی کا تناسب صرف تیس فیصد رکھا ہے۔ اور اگر اس میں سے مجھے پچیس فیصد بھی کامیابی حاصل ہو جاتی ہے تو میں اپنے قدم کو کامیاب ترین قرار دوں گا۔ میں یہاں کی پسماندہ بستیوں سے ابھی روشناس نہیں ہوا ہوں لیکن جو اندازے میں نے قائم کیے ہیں جن لوگوں کو میں نے بھری پری سڑکوں پر دیکھا ہے ان کے بارے میں یہ نظریہ ہے کہ وہ شدید کسمپرسی کا شکار ہیں۔ اور انہیں ان کی ضرورت کے مطابق نہیں مل پاتا۔ میں کسی کی تقدیر بدلنے کی طاقت نہیں رکھتا لیکن خود میں تھوڑا بہت کام کرلوں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ثواب بھی ہوگا اور ملک کے لیے بہتر بھی۔ چنانچہ جو منصوبہ میں نے بنایا ہے ابھی تک وہ ایک شیخ چلی کا خواب ہی ہے لیکن اس خواب کی تکمیل کے لیے ہمارے پاس ذرائع موجود

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہیں اور اہم ان کے لئے خطرہ مول لے سکتے ہیں۔"

"یقیناً۔ کیوں نہیں۔" انہوں نے میری بات کی تائید کی تھی۔ میں نے نیاز احمد صاحب کی طرف دیکھا اور بولا۔

"اس سلسلے میں جو منصوبہ میں نے ترتیب دیا ہے اسے شکل بھی دے دی ہے۔ اس سے آپ یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ کوئی جذباتی بھوت نہیں ہے۔ بلکہ سوچے سمجھے عمل کا نتیجہ ہے۔" میں نے اپنے ساتھ لائے ہوئے کاغذات سامنے رکھے اور ان میں سے ایک کاغذ نکال کر اپنے سامنے رکھ لیا۔ پھر اسے پڑھنے لگا۔

"میری خواہش ہے کہ اپنے ملک میں چھوٹی چھوٹی صنعتوں کا آغاز کروں۔ جاپان سے دنیا بھر کی چیزیں منگوائی جاتی ہیں اور اس پر کثیر زر مبادلہ خرچ ہوتا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ زرمبادلہ خرچ ہو لیکن ایسے مقاصد کے لیے جن کی تکمیل کے لیے ہم ملک اور ملک میں رہنے والوں کو کچھ دے سکیں۔ ضروریات زندگی ہمارے ہاں ترقی یافتہ ممالک سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ ہمارے ہاں سرمائے کی کمی بھی نہیں ہے اور بے شمار سرمایہ دار اپنے اپنے مقاصد کے مطابق ہر چیز طلب کرلیا کرتے ہیں۔ بے شمار اشیاء بیرون ملک سے منگوائی جاتی ہیں۔ اور ان کا استعمال کیا جاتا ہے بہت سی ایسی چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں جو زندگی کے عام استعمال میں آتی ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں ان کی تیاری نہیں ہوتی۔ اور یہ چھوٹی چھوٹی اشیاء باہر سے منگوانے کے لیے ہمیں نجانے کیا کیا کچھ جتن کرنا پڑتے ہیں ان اشیاء کی قیمتیں ہماری ضرورت سے کہیں زیادہ ہیں۔ اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ سرمایہ دار انہیں یہاں تیار نہیں ہونے دیتے اور باہر سے منگوا کر انہیں یہاں فروخت کرکے انہیں بہترین منافع حاصل ہوتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ ان اشیاء کی تیاری کے لیے ہمیں چھوٹے چھوٹے یونٹ یہاں منگوانے چاہیں۔ اور اس کے بعد انہیں گھروں تک پہنچا دینا چاہیے۔ اس کا ایک مخصوص طریقہ کار ذہن میں ہے۔"

"جہاں تک میرا اندازہ ہے یہاں ایک گھر میں اگر دس افراد ہیں تو ان میں سے صرف دو فرد پورے گھر کی کفالت کرنے کے لیے محنت مزدوری یا نوکری کرتے ہیں باقی آٹھ افراد کچھ نہیں کرتے۔ ان میں بچے اور عورتیں بھی شامل ہیں۔ اگر گھر کے ان افراد کو ایسی چھوٹی صنعتوں میں مصروف کر دیا جائے تو گھریلو طور پر اتنا کام ہو سکتا ہے کہ وہ

لوگ اپنی آمدنی میں مناسب اضافہ کر سکتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ ہمارے ہاں آل پن باہر سے منگوائے جاتے ہیں۔ چھوٹے کلپ' جیولری کا سامان اس قسم کی بیشمار اشیاء ایسی ہیں جن کی ضرورت ہر قیمت پر برقرار رہتی ہے لیکن انہیں باہر سے منگوانا پڑتا ہے۔ ان اشیاء کی تیاری کے لیے بہت چھوٹی چھوٹی مشینیں جنہیں صرف ایک میز پر لگایا جاسکتا ہے جاپان سے برآمد کی جاسکتی ہیں اور اس کے بعد ایک طریقہ کار کے تحت انہیں ان گھروں تک پہنچایا جاسکتا ہے جو ان لوگوں کے لیے بھی آسان ترین ہو۔ یہاں زیادہ تر تعداد ایسے افراد کی ہے جو کھانا اور کپڑا حاصل کرنے کے بعد اتنے پیسے اپنے پاس نہیں رکھتے کہ وہ کوئی چھوٹی موٹی سی چیز ہی خرید سکیں۔ ان مشینوں کی درآمد تو ایک بہت ہی مشکل کام ہے ان کے لیے........ لیکن سرمایہ دار اور خصوصاً وہ جو اپنے ملک سے مخلص ہوں اس قسم کے کاموں میں آگے بڑھ کر حصہ لے سکتے ہیں۔ مثلاً میں آپ کے سامنے وہ تجویز پیش کرتا ہوں جو میرے ذہن میں ہے۔ قسطوں پر مختلف اشیاء دی جاتی ہیں۔ ان میں گھریلو سامان فرنیچر' ٹیلی ویژن وی سی آر وغیرہ شامل ہیں۔ بہت سے ایسے لوگ مل جاتے ہیں جو انہیں یکمشت حاصل نہیں کر سکتے۔ وہ اپنی ماہانہ آمدنی میں سے کچھ نہ کچھ ان پر صرف کرنے کی ہمت رکھتے ہیں اگر ایسے ہی افراد کو ہم یہ چھوٹی مشینیں باہر سے منگوا کر قسطوں پر فراہم کر دیں یا پھر اگر ایسا بھی ممکن نہ ہو تو ہم ایک انڈسٹریل کی حیثیت سے اس کام کو سر انجام دیں اور ان لوگوں کو یہ چیزیں مہیا کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اس کام کے کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اب رہا باہر کے معاملات کا مسئلہ تو ایک ایسا ادارہ بنایا جاسکتا ہے جو یہ اشیاء بہت تھوڑے سے منافع پر ان سے خریدے اور اس کے بعد ان کی برآمد اور ملکی طور پر ان کے استعمال کا معقول بندوبست کرے۔ یوں ان گھروں کو چھوٹی صنعتوں کا تحفظ حاصل ہو جائے گا اور اس کے ساتھ ساتھ ہی وہ ادارہ جو یہ کام سرانجام دے گا خود بھی ایک معقول منافع حاصل کر سکے گا۔ ٹیلی ویژن وی سی آر کاریں اور ریفریجریٹر اور بیشمار چیزیں باہر سے منگوائی جاتی ہیں۔ اگر ان کے ساتھ ساتھ ہی ایک چھوٹا سا حصہ اس کام کے لیے وقف بھی کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں یہ ملک کے لیے بھی بہترین ثابت ہو سکتا ہے۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں رفیق صاحب کہ آپ اس سلسلے میں آگے بڑھ کر قدم اٹھایئے۔"

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

”میں!“ وہ متحیرانہ انداز میں بولے۔

”جی آپ.........“

”لل......... لیکن......... مم......... میں......... میرا مطلب ہے کہ.........“ رفیق صاحب نے بوکھلائی ہوئی نگاہوں سے نیاز احمد کی طرف دیکھا اور ان کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا مگر آنکھیں چمک رہی تھیں۔ خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گئے۔

”دانش میاں بھئی اب تم سے کیا کہیں۔“

”آپ کو علم ہے کہ میں نے براہ راست کوئی صنعت کبھی نہیں لگائی بلکہ صنعتوں کو فروغ دینا میں نے اپنے میں شامل کر رکھا ہے۔ چنانچہ اگر ہم یہ کام آپ کے ساتھ مل کر کرتے ہیں تو اس سلسلے میں انتہائی صاف گوئی کے ساتھ کچھ ایسی باتیں طے کرلی جائیں گی جس میں کبھی نہ آپ کو اعتراض ہوگا نہ مجھے اور ہم اس کے تحت اپنا یہ کام سرانجام دے سکتے ہیں۔“ انہوں نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا گیا۔ پھر بولے۔

”بلاشبہ یہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ لیکن۔“ وہ اپنا جملہ پورا نہیں کرسکے تھے۔ میں نے فورا" کہا۔

”اس لیکن سے آگے میں گفتگو شروع کیے دیتا ہوں۔ میں آپ پر کوئی احسان نہیں کر رہا ہوں نہ اپنے آپ پر اور نہ کسی اور پر کاروبار برائے کاروبار کیا جاسکتا ہے میں آگے کچھ اور تفصیلات بتادوں ہم غریب افراد کا انتخاب کرکے انہیں ایک ایسی جگہ جمع کرلیں گے جہاں انہیں ان چھوٹی مشینوں پر تربیت دی جائے گی۔ اور پھر یہ مشینیں ہم جاپان سے منگوائیں گے۔ وہ لوگ ہمارے ایما پر یہ اشیاء فراہم کریں گے جہاں ہم ان کے لئے سیل پوائنٹ بنائیں گے اور ان سیلز پوائنٹ پر وہ تمام کام ہوگا جن کے ذریعے وہ اشیاء ملک میں اور ملک سے باہر پھیلائی جاسکیں۔ کوالٹی کنٹرول کے سلسلے میں بھی ہم نہایت مناسب اقدامات کریں گے۔ اس طرح اگر ہم اپنا اپنا ادارہ براہ راست ترتیب دے لیں اور اس میں ان تمام لوگوں کو اکٹھا کرلیں جو ہمارے لیے کارآمد ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ بے شمار افراد کو روزگار بھی مل جائے گا۔ اور اس کے بعد یہ صنعتیں آہستہ آہستہ گھر گھر پھیل جائیں گی۔ چین، جاپان، کوریا اور ایسے ممالک میں جہاں صنعتی ترقی حیرت ناک طور پر آگے بڑھ رہی ہیں۔ یہی انداز رائج کیا گیا ہے اور اسی کے ذریعے وہ لوگ دنیا بھر میں اپنی

مصنوعات کو پھیلانے میں کامیاب ہوسکے ہیں۔ وہاں بہترین پروڈکشن ہوتی ہے۔ اور عام آدمی گھر میں بیٹھ کر اتنا کام کرلیتا ہے کہ بعض اوقات باہر نکل کر کام کرنے والوں سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ بس معاملہ تربیت کا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی انہیں خام مال اور مشینوں کی فراہمی کا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ منصوبہ نہایت بہترین طریقے سے کامیاب ہو سکتا ہے۔ اور ہم اس سلسلے میں حکومت کی تمام تر توجہ بھی حاصل کرسکتے ہیں بات صرف یہ ہے کہ ان مشینوں کو منگوانے کے لیے ہمیں پہلے اپنے پاس سے اخراجات کرنا ہوں گے۔“

”یہ ایک بہترین منصوبہ ہے اور اگر مجھے اس پر کام کرنے کا موقع مل جائے تو میں اسے اپنی خوش نصیبی کی انتہا سمجھوں گا.........“

”آپ لوگ میرے معاون کار ہوں گے اب آپ دیکھیے نامقدس کریم نے مقدس [illegible]وز کے نام سے جو کچھ شروع کیا ہے ہمیں اس میں بہترین منافع حاصل ہو رہا ہے اور یہ تو ابھی ابتدا ہے ہم آٹو سٹی قائم کریں گے۔ اور ملک بھر میں کاروں کی درآمد برآمد کا سلسلہ جاری کرکے اپنا اس سلسلے میں ایک خاص پروگرام ترتیب دیں گے۔ ایک جانب مقدس کریم نے یہ تمام ذمہ داریاں سنبھال کر مجھے ذہنی طور پر فارغ کردیا ہے۔ تو دوسری جانب میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا اور نیاز احمد کا بہترین تجربہ اس سلسلے میں میرا معاون ہوگا۔ اور کچھ عرصے تک آپ کے ساتھ مصروف رہنے کے بعد میں بالکل آزاد ہو جاؤں گا۔ ہم اس سلسلے میں ایک طریقہ کار طے کرلیں گے۔ آپ سب مل کر اسے سنبھالیں گے۔ اور میں اپنی تیسری صنعت کے بارے میں غور کرنے کے لیے آزاد ہو جاؤں گا۔“ جاگیردار صاحب کے چہرے پر بے پناہ خوشی پھوٹی پڑی رہی تھی۔ انہوں نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں سمجھتا ہوں اس پیشکش کو قبول نہ کرنا دیوانگی ہے اور میں دیوانہ نہیں ہوں۔“

”تو پھر بسم اللہ کیجئے۔ میں بھی بہت زیادہ سوچنے کا قائل نہیں ہوں۔ جو بات ذہن میں جم جائے اور ذہن کو پسند آئے میں سمجھتا ہوں اس پر فوری عمل انتہائی ضروری ہوتا ہے۔“

رفیق صاحب نے مجھ سے ہاتھ ملایا میں ان کی آنکھوں میں نمی محسوس کر رہا تھا۔ میں نے کہا۔

”ہمارے درمیان ایک انتہائی مضبوط معاہدہ ہو گیا اور اب اس سلسلے میں میں مزید جو باتیں عرض کر رہا ہوں انہیں بھی کسی الجھن سے پاک سمجھا جائے۔ مثلاً ہم اس ادارے کا نام جاگیردار انڈسٹریل رکھیں گے۔ اسے اسی نام سے رجسٹرڈ کرایا جائے گا اور ابتدائی مرحلے کے طور پر ہم ایک بہت وسیع جگہ حاصل کریں گے اور وہاں اپنے منصوبے کے مطابق ایک عظیم الشان عمارت تعمیر کرائیں گے۔ یہی جگہ انڈسٹریل کا ٹیکنیکل سیکشن ہو گی۔ اس کے بعد ہم جاپان کو ان مشینوں کا آرڈر دیں گے اور نیاز احمد فوری طور پر جاپان روانہ ہو جائیں گے۔ جہاں سے وہ جلد از جلد ان مشینوں کی خریداری مکمل کر کے واپس آجائیں گے۔ ہم جاپانی ٹیکنیشن منگوائیں گے جو ان مشینوں کو یہاں نصب کریں گے۔ اس کے بعد مقامی باشندوں کو ان پر تربیت دیں گے۔ اس کے سلسلے میں ہم اخبارات میں اشتہارات شائع کرائیں گے جن کے تحت ایسے لوگوں کو بطور پرنس طلب کیا جائے گا جو ان گھریلو صنعتوں میں دلچسپی رکھتے ہوں گے۔ ایک مخصوص طریقہ کار منتخب کر لیا جائے گا۔ جتنی مشینیں منگوائی جائیں گی انہیں کی مناسبت سے ہم لوگوں کو تیار کرتے رہیں گے۔ اور پھر بہتر ضمانتوں کے ساتھ یہ مشینیں ان کے حوالے کر دی جائیں گی۔ اس طرح اس کام کا آغاز ہو گا۔ اس کے بعد ایک ہمارا سیلز پوائنٹ ہو گا اور اس سیلز پوائنٹ پر ہم ان اشیاء کی سپلائی کا بندوبست کریں گے۔ اور اس کے لیے جس طرح بھی ممکن ہو سکا ہم آرڈرز حاصل کریں گے۔ یوں ہمارے اس کام کا آغاز ہو جائے گا۔ نیاز احمد اس ادارے کے نگراں ہوں گے اور رفیق احمد جاگیردار چیرمین۔ آپ دونوں کی نگرانی میں یہ ادارہ کام کرے گا۔ بات یہیں تک محدود نہیں رہے گی۔ ہم اس کے بعد دوسری جانب بھی قدم بڑھائیں گے۔ یعنی مختلف قسم کی دوسری اشیاء کی تیاریاں۔ جیسے گارمنٹ کا مسئلہ ہے۔ گارمنٹ یونٹ لگائے جائیں گے اور دنیا بھر کے ممالک سے رابطے قائم کر کے ہم وہاں سے آرڈر لے کر یہاں کی تیار شدہ اشیاء سپلائی کریں گے۔“

رفیق احمد جاگیردار نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

”میں ان نیک جذبوں کو سلام کرتا ہوں۔ پہلے خواب ہی دیکھے جاتے ہیں اور اس کے بعد پھر ان خوابوں کی تعبیر حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کی جاتی ہے۔ اور یہی طریقہ کار ہوتا ہے لیکن اس کے لیے ہمیں جتنا پھیلاؤ اختیار کرنا پڑے گا دانش منصور اس کا تم نے اندازہ کر لیا ہے؟“

”اگر آپ لوگ میرے دونوں سمت کھڑے ہو جائیں تو میں اس منصوبے کو مکمل کروں گا۔ گو میں نے اسے مرحلہ وار رکھا ہے۔ اور فوری طور پر تمام کام ایک ساتھ کرنے کے بارے میں نہیں سوچا۔ چنانچہ ہم آہستہ آہستہ اس سلسلے میں قدم آگے بڑھائیں گے۔ تو کامیابی یقیناً ہمارے قدم چومے گی۔“

”تو پھر میں تم سے پوری طرح متفق ہوں۔ اگر تم نے اس ادارے کا نام جاگیردار انڈسٹریل رکھا ہے تو اس کے لئے بھی تمہارے ذہن میں کوئی نہ کوئی خیال ضرور ہو گا۔ اب بھلا مجھے اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ یہ تو میرے لئے ایک نئی زندگی کے مترادف ہے اور میں اسے خوشی سے قبول کر لوں گا۔ کیوں نیاز احمد؟“

”بالکل......... بالکل۔“ نیاز احمد نے کہا۔ اور پھر اپنے مخصوص انداز میں بولے۔

”میں نے تو ماموں میاں یہ پیشن گوئی اسی دن کر دی تھی کہ ہمارے گھر کے دروازے پر لکشمی دیوتا آئے ہیں۔“ رفیق احمد جاگیردار ہنس پڑے تھے۔ پھر وہ میری طرف رخ کر کے بولے۔

”یہ نیاز کوئی بھی موقع نہیں چھوڑتا۔ لیکن اب یہ بتاؤ کہ اس سلسلے میں ہمیں مزید کیا اقدامات کرنے ہیں۔“

”آپ کی منظوری اول حیثیت رکھتی تھی۔ اس کے بعد میرا اور نیاز احمد کا کام رہ گیا ہے۔ ہم لوگ پہلے کاغذی تیاریاں کریں گے۔ نیاز احمد آپ سے میں تنہائی میں بہت سی ملاقات کروں گا۔ اور اس سلسلے کا مکمل پروگرام ہم اور آپ مل کر ترتیب دے لیں گے۔ اس کے لئے فی الحال میری کوٹھی ہی مناسب رہے گی۔ اور پھر ہم اس پروگرام کی ترتیب کے بعد چیرمین صاحب سے مشورہ لیں گے اور آغاز کر دیا جائے گا۔ میں اس کے لئے بہت زیادہ وقت صرف نہیں کروں گا۔ آپ اطمینان رکھیے میں اب آپ سے اگلی بات کے بارے میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔“

”جی جب آپ کہیں جناب۔“ نیاز احمد صاحب نے ہنستے ہوئے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
Scanned And Uploaded By Nadeem

"ٹھیک ہے میں آپ کو ٹیلیفون پر اطلاع دے دوں گا۔"

"بہت بہتر۔" اس کے بعد ہم نے یہ موضوع ختم کر دیا۔ میں نے واپسی کی اجازت مانگی اور پھر چونک کر بولا۔

"محترمہ عافیہ خاتون کہاں ہیں۔ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"ارے ہاں عافیہ نہیں آئی۔ بھئی نیاز ذرا تکلیف کرو۔ عافیہ کو بلا لاؤ۔"

وہ اٹھ کر اندر چلے گئے۔ اور میں عافیہ کا انتظار کرنے لگا۔ چند منٹ خاموشی سے گزر گئے۔ رفیق صاحب بھی کسی سوچ میں ڈوب گئے تھے۔ پھر نیاز تنہا ہی واپس آئے اور بولے۔

"محترمہ عافیہ اپنے کمرے میں بند ہیں۔ جب انہیں یہ بتایا گیا کہ دانش منصور صاحب ان سے ملنا چاہتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ انہیں ان کے کمرے تک ہی پہنچا دیا جائے۔"

"کوئی حرج نہیں ہے میں چلا جاتا ہوں میں نے کہا اور نیاز نے میری راہنمائی کی۔ میں عافیہ بیگم کے کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ نیاز احمد صاحب نے پھر کہا۔

"محترمہ عافیہ خاتون دانش منصور تشریف لے آئے ہیں۔"

"تو پھر آپ تشریف لے جائیں۔ اور انہیں یہیں چھوڑ دیجئے۔ میں انہیں اندر بلائے لیتی ہوں۔" اندر سے عافیہ کی آواز ابھری اور نیاز احمد نے شانے ہلا دیئے۔

"کیا نیاز احمد صاحب چلے گئے؟"

"جی۔ اور میں کھڑا ہوا ہوں۔" میں نے کہا اور عافیہ نے دروازہ کھول دیا۔ اسے دیکھ کر میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں تھیں۔ عافیہ دلہن بنی ہوئی تھی۔ انتہائی خوبصورت سرخ لباس جو جگمگا رہا تھا ماتھے پر جھومر لگا ہوا چہرے پر میک اپ کیا ہوا۔ وہ بلاشبہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ اور اس انداز میں اس کی عمر کا کوئی احساس نہیں ہوتا تھا۔ اس نے شرمائی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولی۔

"اندر آؤ نا۔ جلدی کرو۔ کوئی دیکھ نہ لے۔" میں لرزتے قدموں سے اندر داخل ہو گیا اور عافیہ نے جلدی سے دروازہ بند کر لیا۔ پھر آہستہ سے ہنس پڑی۔ ایک کھنکتی ہوئی عجیب سی ہنسی۔ وہ چھم چھم کرتی ہوئی ایک جانب بڑھی اور پھر رک کر بولی۔

"آؤ نا وہاں کیوں کھڑے ہو۔" میں دو قدم آگے بڑھ گیا۔ اس بات کی قطعی توقع نہیں تھی کہ ایسی صورتحال دیکھنے کو ملے گی۔ عافیہ کے چہرے پر ایک عجیب سی شرمگیں مسکراہٹ نظر آ رہی تھی۔ آنکھیں جھکی جا رہی تھیں۔ اور وہ عجیب سی کیفیت میں محسوس ہو رہی تھی۔ پھر اس نے سیدھے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"کیسی لگ رہی ہوں۔"

"بب......... بہت خوبصورت۔" میں نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ آؤ بیٹھو نا۔ کھڑے کیوں ہو؟" میں ایک بار پھر آگے بڑھا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ میرے سامنے ہی ایک کرسی سے ٹک کر کھڑی ہو گئی تھی۔ جیسے اپنے آپ کی نمائش کرنا چاہتی ہو۔ میری جانب اس کی نگاہیں اسی انداز میں اٹھی ہوئی تھیں۔ جیسے اس بات کی طرف دار ہوں کہ میں پر شوق نگاہوں سے اسے دیکھوں گا۔ پھر اس نے کہا۔

"اتنے دن کہاں رہے.........؟"

"جی وہ۔ بس......... بس۔"

"کوئی بہانہ بنا دو۔ تم لوگوں کو بہانے بنانے تو خوب آتے ہیں۔"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بس مصروف رہتا ہوں۔ بہت مشکل سے وقت ملتا ہے۔ آپ سنائیے آپ کیسی ہیں۔"

"تم نے خود ہی تو کہا ہے بہت خوبصورت لگ رہی ہوں۔ میں۔"

"جی ہاں وہ تو ہے۔ میرا مطلب ہے کہ آپ کے مزاج کیسے ہیں۔"

"بس تمہیں دیکھنے کے بعد نجانے کیوں دل میں ایک بار پھر زندگی جاگ اٹھی ہے۔ میں نے تمہیں دور سے ہی دیکھ لیا تھا۔ اس وقت جب تم اندر داخل ہوئے تھے۔ اور پھر میں نے سوچا کہ بھلا تم مجھ سے ملے بغیر کیسے جا سکتے ہو۔ تب میں نے یہ لباس نکال کر پہن لیا۔ تمہیں پسند آیا ہے نا!؟"

"جی۔ بے حد خوبصورت ہے یہ لباس۔" میں نے جواب دیا۔ اب میں اپنی بوکھلاہٹ پر قابو پا چکا تھا۔ اور اسے گہری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے بارے میں جو اندازہ میں نے پہلے قائم کیا تھا وہ اب بھی قائم تھا۔ یقینی طور پر ذہین ترین خاتون تھیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

لیکن کسی ایسے حادثے کا شکار جس نے انہیں غیر متوازن کر دیا تھا۔

"اور سنائیے عافیہ صاحبہ کیسا وقت گزر رہا ہے آپ کا۔"

"وقت گزرتا کہاں ہے۔ گزارا جاتا ہے۔ اپنی پسند کے مطابق اور اپنی پسند کے خلاف۔ اچھا میں ابھی آئی۔" اچانک ہی اس کے چہرے پر سنجیدگی پھیل گئی تھی۔ میں کچھ کہنے بھی نہیں پایا تھا کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹی اور باتھ روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوگئی۔ میں گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ ایک عجیب سی کیفیت کا احساس ہو رہا تھا۔ کیا ہے یہ کیا ہے۔ جس کا نام عافیہ ہے۔ مجھے دیکھ کر وہ اس قدر بے اختیار کیوں ہو جاتی ہے۔ کچھ دیر ہوگئی اور اس کے بعد باتھ روم کا دروازہ کھلا اور وہ باہر نکل آئی۔ اس بار وہ ایک بالکل سفید ساڑھی میں ملبوس تھی۔ چہرے کا میک اپ بھی دھو کر خشک کرلیا گیا تھا۔ اور اب اس کا چہرہ بہت سنجیدہ نظر آرہا تھا۔ میں نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ ہنس پڑی۔

"بس انسانی احساسات ہیں نجانے کیوں تمہیں دیکھ کر دل میں ایک عجیب سی گزرش ہونے لگتی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ کچھ کیا جائے۔ کوئی ایسی انوکھی بات جو اچھی لگے اور میں نے جب یہ لباس پہنا تو مجھے بہت اچھا لگا۔ تمہاری آنکھوں میں یہ لباس دیکھ کر پسندیدگی کے تاثرات ابھرے میری عمر کتنی ہے۔ کیا میں ایسے لباس پہننے کے قابل ہوں۔ مگر انسان اپنے احساسات کو دبا نہیں سکتا اور کیسی اچھی بات ہے کہ میں جو میرا دل چاہا وہ کرلیا۔ اور اب اس دنیا کے سامنے ہوں۔ کیا خیال ہے۔"

"کیا بالکل ٹھیک۔"

"تم خود ٹھیک تو ہونا!"

"ہاں۔"

"اتنی مصروفیت کیوں ہے تمہیں۔ جینا سیکھو۔ جیا کرو' میرے پاس آجایا کرو۔ کبھی کبھی۔"

"جی ضرور ضرور۔"

"اور سنو زیادہ کام مت کیا کرو۔ صحت خراب ہو جائے گی۔"

"نہیں عافیہ خاتون میں بہت زیادہ کام نہیں کرتا۔"

"تو پھر کہاں مصروف رہتے ہو؟"

"بس یونہی چھوٹے موٹے کاروباری معاملات تو ہوتے ہی ہیں۔"

"اچھا چلو ٹھیک ہے۔ میں اب تم سے اس بارے میں کوئی سوال نہیں کروں گی۔ ہاں ایک بات ضرور کہوں گی۔ مان لو گے۔"

"جی ضرور۔"

"جب بھی یہاں آیا کرو مجھ سے ملے بغیر مت جانا۔"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں ابھی آیا تھا تو میں نے آپ کے بارے میں پوچھا۔ اور آپ سے ملنے آگیا۔"

"بہت بہت شکریہ تمہارا۔"

"تو اب آپ مجھے اجازت دیں گی۔"

"ہاں۔ جاؤ مصروف ہوگے۔ بلاوجہ میں تمہارا وقت ضائع کر رہی ہوں۔ لیکن آنا ضرور۔" میں کھڑا ہو گیا اور جیسے ہی میں کھڑا ہوا وہ تیزی سے چلتی ہوئی میرے قریب آئی اور اس نے میرا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لے لیا۔ ایک بار پھر مجھ پر بوکھلاہٹ طاری ہوئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔ اور اس کا چہرہ میرے چہرے کے اتنا قریب آچکا تھا کہ اس کی گرم گرم سانسیں مجھے اپنے چہرے سے ٹکراتی محسوس ہو رہی تھیں۔ تاہم میں کوئی ردعمل ظاہر نہ کرسکا۔ تب اس نے اپنے ہونٹ آہستہ آہستہ آگے بڑھائے اور میری پیشانی چوم لی۔ نجانے کیوں ایک لمحے کے لئے مجھے یوں محسوس ہو جیسے میرا دل پگھل رہا ہے۔ زندگی میں بہت سے دور گزرے تھے۔ میڈم خان یاد آتی رہتی تھیں۔ اور ان کے علاوہ اور بھی بہت کچھ۔ لیکن ہونٹوں کا یہ لمس میرے لئے بڑا اجنبی سا تھا۔ اور مجھے اپنے وجود میں پہلی بار اس کیفیت کا احساس ہوا تھا۔ میں نے عافیہ خاتون کے چہرے کی جانب دیکھا ان کے چہرے پر یہ چیز نہیں تھی۔ بس ایک سادہ سادہ سا انداز ہونٹوں پر مدھم مدھم سی مسکراہٹ۔ پھر انہوں نے کہا۔

"جاؤ نا اب رکے ہوئے کیوں ہو۔"

"خدا حافظ۔" میں نے کہا اور عافیہ خاتون مجھے دروازے تک لے آئیں۔ پھر انہوں نے دروازہ کھولا اور میرے ساتھ ہی باہر نکل آئیں۔ کچھ فاصلے پر فوزیہ اور نازیہ

Scanned And Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

موجود تھیں۔ نیاز ان سے باتیں کر رہے تھے۔ انہوں نے عجیب سی معنی خیز نگاہوں سے ہم دونوں کو دیکھا۔ نیاز مسکرا رہے تھے۔ پھر انہوں نے کہا۔

"اجازت مل گئی آپ کو محترمہ عافیہ خاتون سے۔"

"نیاز بھائی آپ انہیں باہر تک چھوڑ آیئے۔" عافیہ نے سرد لہجے میں کہا اور میں نے ایک بار پھر اسے خدا حافظ کہہ کر قدم آگے بڑھا دیئے۔ فوزیہ اور نازیہ میرے ساتھ ساتھ چل رہی تھیں۔ باہر رفیق صاحب موجود تھے۔ میں نے ان سب سے اجازت طلب کی اور کار میں بیٹھ گیا۔ کار اسٹارٹ ہو کر باہر نکل آئی۔

دوسری صبح اخبارات پڑھ رہا تھا اور میرے چہرے پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ اخبارات میں مختلف قسم کی سرخیاں تھیں لیکن ان میں ایک خبر میرے لئے باعث کشش تھی۔ وہ یہ کہ شاہنواز کو وزیر صنعت بنایا گیا ہے۔ اور وہ آج اپنے عہدے کا حلف اٹھائے گا۔ کیا ہی حیرت ناک بات تھی۔ میں نے شاہنواز کے لئے جو کچھ سوچا تھا۔ وہ میری زبان سے نکلے بغیر پورا ہو گیا تھا۔ اور اب شاہنواز سے مجھے وہ فائدے حاصل ہو سکتے تھے۔ جن کے لئے میں نے اس پر محنت کی تھی دن کو تقریباً ساڑھے دس بجے رشید ناگی کا فون آ گیا اور اس نے مسرور لہجے میں کہا۔

"سر۔ آپ نے اخبار پڑھ لیا ہو گا۔"

"ہاں۔ تمہیں بہت بہت مبارک۔"

"سر یہ تو ہمارے لئے بہت ہی کار آمد بات ہوئی ہے۔"

"یقیناً......... یقیناً" کہو کیا مصروفیت چل رہی ہے۔"

"سر بس اس پہلے شکار کو حلال کرنے کی فکر میں ہوں۔ بہت جلد آپ کو اس بارے میں کوئی اچھی قسم کی خوشخبری سناؤں گا۔"

"آئے نہیں تم بہت دن سے۔"

"اپنا کام تکمیل تک پہنچانا چاہتا تھا۔ اس نے جس جس انداز میں پینترے بدلے ہیں مجھے اس کے ہر وار کو بچانا تھا۔ اور ابھی تک مجھے کامیابی حاصل ہوتی رہی ہے۔ لیکن سر بہت سے تجربات بھی ہوئے ہیں اور اس کے لئے میں نے آئندہ کے لئے لائحہ عمل میں کچھ تبدیلیاں کی ہیں۔"

"کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے رشید ناگی۔ آرام آرام سے کام کرو اور اپنے آپ کو محفوظ رکھتے ہوئے۔"

"سر ابھی شاہنواز صاحب سے ملاقات مناسب نہیں ہے۔ آج وہ حلف اٹھا رہے ہیں۔ اور اس کے بعد اس کی مصروفیات کا آپ کو اندازہ ہو گا۔"

"جلدی کیا ہے۔ ہم آرام سے شاہنواز سے ملاقات کریں گے۔ ویسے تم ملتے رہے ہو۔"

"جی ہاں۔ میری اکثر بات ہوتی رہتی ہے۔ وہ آپ کے پاس آنے کے لئے بے چین ہیں۔ مگر میں نے ان سے کہا کہ ابھی انتظار کرنا زیادہ مناسب ہو گا۔"

"بالکل ٹھیک ہے۔ میں تم سے متفق ہوں۔" رشید ناگی سے فون کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور میں گہری سوچ میں ڈوبا رہا۔ پھر اسی دن ایک دوسرا واقعہ بھی رونما ہو گیا۔ جو میرے لئے کافی سنسنی خیز تھا۔ آصف نور اچانک ہی میرے پاس پہنچا تھا اور میں نے اس کے چہرے پر ایک عجیب سی الجھن کے آثار پائے تھے۔

"خیریت۔ آصف کیا بات ہے۔"

"جی سر۔ کچھ الجھن پیش آگئی ہے۔ خاصا الجھ گیا ہوں میں۔ ایک انوکھا واقعہ ہو گیا ہے۔"

"کیا ہوا خیریت۔ آؤ اندر آؤ۔" میں نجانے کیوں بے چین ہو گیا تھا۔ آصف نور کے چہرے کی افسردگی اور اس کی آنکھوں کی الجھن پہلی بار دیکھی تھی میں نے۔ کوئی یقینی طور پر ایک بات ہوئی تھی جس نے اسے اتنا پریشان کر دیا تھا۔

===☆☆☆===

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

آصف نور کی اس کیفیت نے مجھے پریشان کر دیا' میں نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "پہیلیاں کیوں بجھوا رہے ہو' آصف بتاتے کیوں نہیں' کیا بات ہے۔"

"نازاں ناراض ہو کر گھر چلی گئی ہیں۔"

"کیوں۔" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"کچھ غلطی مجھ سے بھی ہوئی' مقدس کریم کے بارے میں بات ہو رہی تھی کہ نازاں کا کہنا تھا کہ وہ فرشتہ صفت انسان ہیں' ورنہ اس دور میں کون اپنے ملازموں پر اس قدر احسانات کرتا ہے' میرے منہ سے نکل گیا کہ مقدس کریم برے انسان نہیں ہیں لیکن ان کی ڈور کہیں اور سے ہل رہی ہے۔" نازاں بہت چالاک ہیں' کسی سوچ میں ڈوب گئیں پھر انہوں نے کہا۔

"کہاں سے ہل رہی ہے ڈور آخر؟" میں فوراً بات نہ بنا سکا اور میں نے کہا۔

"دراصل دانش صاحب بہت اچھے انسان ہیں' مقدس کریم تو کاروباری طور پر برباد ہوگئے تھے' دانش صاحب کے شانوں پر وہ دوبارہ کھڑے ہوئے ہیں۔"

"آپ کو یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا۔" نازاں نے پوچھا اور مجھے بتانا پڑا کہ پہلے میں آپ کے پاس تھا اور آپ نے مجھے کہاں سے کہاں پہنچایا' نازاں بہت دیر تک خاموش رہیں' پھر وہ خاموشی سے اندر چلی گئیں اور کلام پاک لا کر میرے ہاتھوں پر رکھ دیا اور قسم دے کر پوچھا کہ اس شادی کا خیال میرے دل میں کیسے آیا' مجھے بتانا پڑا کہ اس کے لئے آپ نے کہا تھا' وہ خاموش ہوگئیں' پھر انہوں نے فون کر کے الیاس بھائی کو بلا لیا' جب وہ

آگئے تو نازاں نے الیاس صاحب سے کہا۔

"فیصل نے ہمارے احسانات کی ادائیگی کر دی ہے بھائی جان۔" الیاس بھائی حیران ہو گئے' انہوں نے تفصیل پوچھی تو نازاں نے انہیں سب کچھ بتا دیا اور پھر کہنے لگیں۔ "مگر مجھے اس کا یہ احسان قبول نہیں ہے' میں دھوکا کھا گئی تھی مگر اب یہ سب کچھ ممکن نہیں' پھر انہوں نے مجھ سے کہا" آپ بہت اچھے انسان ہیں آصف' لیکن میں آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتی براہ کرم مجھے طلاق دیدیں' میری حالت خراب ہوگئی' الیاس بھائی اور بھابی بھی سخت پریشان ہوگئے' انہوں نے نازاں کو سمجھایا مگر وہ بگڑ گئیں اور بولیں۔

"میں خودکشی نہیں کرنا چاہتی لیکن آپ لوگ مجھے مجبور کریں گے تو میں یہ بھی کروں گی' مجھے اس کا یہ احسان قبول نہیں ہے۔" نازاں کے جنون کے سامنے الیاس بھائی کی بھی نہ چلی وہ مجبور ہو کر بولے کہ نازاں جیسا پسند کریں' پھر میں نے ذرا سخت انداز اختیار کر کے کہا۔

"آپ پر دیوانگی طاری ہے نازاں' میں آپ کو طلاق کبھی نہیں دوں گا' ہاں آپ خلع کے لیے کوشش کر سکتی ہیں' یہ میری زندگی کا بھی مسئلہ ہے' الیاس بھائی سے میں نے کہا کہ وہ چلے جائیں' میں نازاں سے تنہائی میں کچھ بات کروں گا اور اگر بات نہ بن سکی تو انہیں جانے دوں گا' الیاس بھائی اور بھابی کے جانے کے بعد میں نے نازاں سے کہا۔ "ان ہمارے معاملات میں میرا صرف اتنا قصور ہے کہ میں نے صرف دانش صاحب کی نشاندہی قبول کی' اگر کسی دوسرے ذریعے سے آپ کا نشان ملتا تو بھی میں بڑی چاہت کے ساتھ آپ کی رفاقت قبول کرتا۔ آپ میرے لیے ایک موزوں ترین بیوی ہیں اور میں کوشش کروں گا کہ آپ کے معیار پر پورا اتروں' میری زندگی میں آپ پہلی بہار ہیں' میں اجڑ کر پھر کبھی آباد نہ ہو سکوں گا جس کے جواب میں انہوں نے کہا۔"

"آصف! میں زندگی بھر آپ کے لیے دکھی رہوں گی' مگر آپ نہیں جانتے یہ مسئلہ کیا ہے' آصف میں اپنی اولاد کے ہاتھوں ذلیل ہوئی ہوں' آصف میں کنواری تھی' لیکن اگر وہ مجھے ماں کہتا تو میں خود کو ماں قبول کر لیتی۔"

آپ بتایئے کیا ماں سے انحراف مناسب ہے' اصف وہ میری کوکھ سے پیدا ہوتا تب بھی' تب بھی آصف' میں کیا کروں' وہ میری کوکھ سے پیدا نہیں ہوا تو اس میں میرا کیا

WWW.PAKSOCIETY.COM
Scanned and Uploaded By Nadeem

قصور' میرے دل میں تو اس کے لیے وہی سب کچھ ہے' لیکن آصف مجھے معاف کر دو' میں یہ بوجھ برداشت نہیں کروں گی۔

"ٹھیک ہے نازاں آپ چلی جائیں' کچھ وقت گزار لیں' ہم اس فیصلے کو کچھ عرصہ کے لیے ملتوی کیے دیتے ہیں' بعد میں وقت جو فیصلہ کرے۔"

"وقت فیصلہ کر چکا ہے آصف۔"

"کیا۔؟"

"میں تمہاری زندگی میں ساتھ نہ دے سکوں گی' آج کل پرسوں تمہیں ایک ہی فیصلہ کرنا ہے' طلاق........ صرف طلاق........ اور پھر وہ چلی گئیں۔" آصف کی آواز بھرا گئی۔

میرا چہرہ بگڑ گیا' جبڑے بھنچ گئے تھے' نازاں باجی بہت پیار کرتی تھیں' مجھ سے' مگر اس وقت جب میں بحالت مجبوری وہاں سے گیا تھا تو میں نے ان سے کہا تھا۔

اپنی مجبوری بتائی تھی انہیں اور انہوں نے تسلیم کیا تھا' نازاں باجی کو اغواء کر لیا گیا تھا' الیاس بھائی کو مجبور کیا جا رہا تھا میں نے ان سب کے لیے' ان سب کے لیے اس جنت کو چھوڑ دیا تھا اور دربدر پھرتا رہا تھا اگر میری مجبوری مجھے زبان نہ کھولنے دے رہی تھی تو نازاں نے اتنا سخت رویہ کیوں اختیار کیا' انہیں یہ سب نہیں کرنا چاہیے تھا صرف اپنی ذات کے لیے ہی تو نہیں جی رہا ہوں میں دوسرے لوگوں کو بھی میں نے اس میں شامل کیا ہے میں تو تنہا ہوں میں نے دل میں جانے کیا کیا سوچا تھا' نازاں باجی صرف اپنی ذات پر ضرب پڑنے کی وجہ سے انتہا پسندی پر اتر آئی ہیں تو پھر میں ہی اپنے آپ کو بندشوں میں کیوں باندھے رکھوں۔" آصف نور میری صورت دیکھ رہا تھا میں نے اس سے کہا۔

"تم جاؤ آصف نور جاؤ میں اس سلسلے میں تم سے پھر بات چیت کروں گا۔" آصف نور نے سعادت مندی سے گردن جھکا دی' پریشان نظر آ رہا تھا' بیچارہ ظاہر ہے گھر لٹ رہا تھا اس کا' اس کا تو واقعی اس سلسلے میں کوئی قصور نہیں تھا' میں کچھ دیر سوچتا رہا' آصف نور چلا گیا تھا اور پھر دل ہی دل میں میں نے کچھ فیصلے کیے' یہ فیصلے صرف نازاں باجی کی اس انتہا پسندی سے منسلک نہیں تھے' بلکہ پچھلے دنوں سے جو خیال میرے ذہن میں چبھ رہا تھا اس کا بند ٹوٹ گیا تھا' نازاں نے یہ بند توڑ دیا تھا اور میں اس چیز کے لیے مجبور ہو گیا

تھا کہ میں نے جو طریق کار اختیار کر رکھا ہے اس میں تبدیلی کر لوں' ورنہ معطل ہو کر رہ جاؤں گا اور ہو سکتا ہے یہ فیصلہ کرنے میں مزید کچھ دیر لگ جاتی لیکن وقت گزر چکا تھا اور اس کے بعد کافی دیر تک میں مصروف رہا تھا' میں نے کچھ پرانے قصے ذہن میں تازہ کیے تھے' بہت سی ایسی باتیں سوچی تھیں' جو پچھلے کچھ عرصے سے گہرائیوں میں جاسوئی تھیں اور اس کے بعد میں نے مقدس کریم کے ہاں ٹیلی فون کر کے آصف کے بارے میں معلومات حاصل کیں' آصف آفس میں نہیں بلکہ گھر میں تھا' دوبارہ ٹیلی فون میں نے اسے اس کے گھر کیا اور اس سے ملاقات ہو گئی' میں نے اس سے کہا کہ وہ میرا انتظار کرے میں آ رہا ہوں اور تیار بھی ہو جائے' میں اسے اپنے ساتھ کہیں لے جانا چاہتا ہوں' جب میں پہنچا تو آصف مجھے سڑک پر ہی مل گیا' میں نے اسے ساتھ بٹھایا اور وہاں سے چل پڑا' کچھ دیر کے بعد میں الیاس بھائی کی رہائش گاہ پر تھا' دروازہ الیاس بھائی ہی نے کھولا تھا اور مجھے آصف کے ساتھ دیکھ کر بھونچکے رہ گئے تھے۔

"اوہ سر' آپ آپ یہاں تک........ کوئی ضرورت تھی تو مجھے طلب کر لیا ہوتا؟"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور الیاس بھائی کی صورت دیکھتا رہا۔

"تشریف لائیے سر' غریب خانہ آپ کے قابل تو نہیں ہے لیکن آپ نے یہ عزت بخشی ہے تو براہ کرم تشریف لے آئیے۔" میں خاموشی سے اندر داخل ہو گیا' آصف نور بھی میرے پیچھے پیچھے تھا' الیاس بھائی میرے سامنے بچھے جا رہے تھے' میں بیٹھ گیا اور الیاس بھائی مؤدبانہ انداز میں میری صورت دیکھنے لگے' میں نے کہا

"نازاں باجی کہاں ہیں؟" یہ جملہ میں نے اردو میں کہا تھا' الیاس بھائی کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے میری صورت دیکھتے رہے اور پھر خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولے۔

"آپ میری بہن کے بارے میں کہہ رہے ہیں نا سر؟"

"الیاس بھائی' نازاں باجی کو بلائیے۔" میں نے کہا اور الیاس بھائی ہونقوں کی طرح باہر نکل گئے' تھوڑی دیر کے بعد بھابھی بھی آ گئیں' میں خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا پھر الیاس بھائی اکیلے ہی واپس آ گئے۔

"نازاں' نازاں دراصل........"

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"کہاں ہیں وہ؟" میں اپنی جگہ سے اٹھ گیا' بھابھی بھی چونک کر مجھے دیکھنے لگی تھیں' غالباً" میرے حلق سے سلیس اردو برآمد ہوتے دیکھ کر انہیں حیرت ہوئی تھی' الیاس بھائی' آصف اور بھابھی بھی میرے پیچھے ہی پیچھے آگئی' میں جانتا تھا کہ نازاں کا کمرہ کونسا ہے میں بغیر کسی تکلف کے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوگیا' نازاں باجی ایک آرام دہ کرسی پر دراز ایک کتاب پر نگاہیں جمائے ہوئے تھیں' انداز بے خیالی کا سا تھا' مجھے دیکھا اور کتاب ان کے ہاتھ سے گر گئی وہ خاموشی سے میری صورت دیکھنے لگی تھیں' چہرے پر شدید غصے کے آثار نمودار ہوگئے تھے' میں ان کے سامنے کھڑا ہوگیا اور پھر میں نے کہا

"میں آپ سے ملنے آیا تھا' نازاں باجی۔"

"اوہ فیصل۔" نازاں باجی نے عجیب سے لہجے میں مجھے پکارا۔

"جی ہاں فیصل۔"

"یہ دانش منصور صاحب کون ہیں فیصل' جانتے ہو انہیں بالکل تمہارے ہمشکل ہیں' تمہارا جیسا ہی لباس پہنتے ہیں' تمہاری ہی مانند بولتے ہیں' مگر انگریزی میں کیونکہ انہیں اردو نہیں آتی۔"

"میں آپ سے کچھ باتیں کرنے آیا ہوں نازاں باجی۔"

"بہت عرصے کے بعد آئے' سوٹ تو بہت عمدہ پہن رکھا ہے تم نے' کیا کر رہے ہو آج کل' کہاں رہتے ہو؟ نازاں باجی کے لہجے میں طنز کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔"

"ڈیفنس میں رہتا ہوں اور دانش منصور کے نام سے مشہور ہوں' بہت سے لوگوں پر احسانات کرتا رہا ہوں اور مزید کچھ لوگوں پر احسانات کرنا چاہتا ہوں' آپ مجھے کچھ وقت دے سکیں گی؟"

"دانش منصور ہو تم' وہ دانش منصور جس سے میری ملاقات مقدس آلوز کے فنکشن میں ہوئی تھی' جو اردو نہیں جانتا تھا اور خود کو فیصل تسلیم نہیں کرتا؟"

"جی ہاں وہی ہوں۔"

""معافی چاہتی ہوں منصور صاحب' میرا تعلق فیصل سے تھا' دانش منصور سے میری کوئی واقفیت نہیں ہے' کیا باتیں کروں گی' آپ سے۔" نازاں باجی نے کہا۔

"مگر میں آپ کو بتا چکا ہوں باجی کہ میں دانش منصور نہیں درحقیقت فیصل ہوں

کچھ ایسی باتیں کرنا چاہتا ہوں آپ سے جو کرنا ضروری ہیں اور اگر آپ اس کے لیے تیار ہوں میں تو آصف گواہ ہے' الیاس بھائی گواہ ہیں' بھابی گواہ ہیں کہ بعد میں جو کچھ میں کروں گا آپ اس کے لیے کبھی مجھ سے یہ نہ کہہ سکیں گی کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا تھا' سمجھ رہی ہیں نا آپ۔" شاید یہ میرا لہجہ تھا اور میرا انداز تھا کہ نازاں باجی کو اپنے رویئے میں تبدیلی کرنے پر مجبور ہونا پڑا' میں ان کے سامنے ہی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا تھا میں نے ان تینوں سے کہا۔

"بیٹھیے آپ لوگ۔" میں نے سب کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر آصف کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔

"میں تمہاری سادہ لوحی اور وفاداری کا معترف ہوں کہ تم نے حدود سے تجاوز کرتے ہوئے کبھی مجھ سے میرے بارے میں تفصیلات نہیں معلوم کیں' حالانکہ بیشتر واقعات تمہاری نگاہوں میں آئے۔ خیر کوئی بات نہیں آج ایک دلچسپ کہانی سن لو۔ یہ کہانی اسی لڑکے کی ہے جس کا نام فیصل تھا اور جو بن ماں باپ کا بچہ تھا' ڈیفنس کی ایک کوٹھی میں کسمپرسی کے عالم میں پروان چڑھ رہا تھا' ایک عورت کو اس کی ماں کا نام دے دیا گیا تھا لیکن اس عورت کے رویئے میں ماں کی ہلکی سی جھلک بھی نہ تھی اور جب وہ بچہ سوچنے سمجھنے کے قابل ہوا کہ ماں کیا شے ہوتی ہے تو اسے حیرت ہوئی کہ اس کی ماں دیگر ماؤں سے مختلف کیوں ہے' وہ انہی پریشان کن خیالات کا شکار رہتا تھا' لوگ اسے نہیں بتاتے تھے کہ اس کی اصل ماں کون ہے' اس کا باپ کون ہے' بھٹکتا رہتا تھا وہ' پھر یوں ہوا کہ اس کی ماں ایک دن خود بخود غائب ہوگئی اور اس گھر میں جہاں اس کی حیثیت محض ایک گھٹیا ملازم کی تھی لیکن کچھ لوگ اس سے محبت بھی کرتے تھے' اس بچے کا رہنا محال ہوگیا' وہاں سے نکلا مسجد خضرا پر گاڑیاں دھو کر اپنا پیٹ بھرتا رہا پھر الیاس بھائی اسے اپنے ساتھ لے آئے' یہاں اسے ماں کی ممتا' بہن کا پیار اور باپ کی شفقت ملی' شاید یہ ایک بے سہارا یتیم بچے پر ترس کھانے کے مترادف تھا' نازاں باجی آپ نے مجھے' اس بچے کو علم کی روشنی دی اور اس کے بعد مزید کچھ لوگ' واقعات آگے بڑھے تو پتا چلا کہ وہ کچھ دشمنوں کے درمیان گھرا ہوا ہے' کچھ نادیدہ دشمن اسے سڑکوں پر پتھروں کی طرح پڑے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں' اس کے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ اپنے ان نادیدہ

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

دشمنوں کے بارے میں معلومات تو حاصل کرے یہ تو جانے کہ وہ کون ہیں اور کیوں ایک معصوم کی زندگی کے گاہک ہوگئے ہیں' اگر اس کائنات میں بسنے والے کروڑوں' اربوں انسانوں میں ایک ایسا بچہ کوئی بہتر زندگی پالیتا جس کا کوئی سہارا نہیں تھا تو کچھ لوگوں کا کیا بگڑتا لیکن ایک ایسے کمزور بچے سے جو ہاتھ اٹھا کر کسی کو تھپڑ بھی نہیں مار سکتا تھا' بد ترین دشمنی کی جانے لگی اور جب اسے اس کا مکمل احساس ہوا تو اس نے سوچا اپنے دشمنوں سے مقابلہ کرنا چاہیے' نازاں باجی آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی' الیاس بھائی کی عزت خطرے میں پڑ گئی تو میرے ضمیر نے یہ گوارا نہیں کیا کہ میں آپ لوگوں کو مصیبت میں ڈالوں اور اس کے بعد یہاں سے نکل کر میں ایک بار پھر زمانے کی ٹھوکروں میں چلا گیا' جنت چھوڑ کر دوبارہ جہنم میں جانا کتنا مشکل کام ہے اس کا اندازہ شاید مجھ جیسے ہی کچھ افراد کو ہو' جنہیں اپنی جنت چھوڑنا پڑتی ہے' میں نے جہنم میں زندگی بسر کی اور میری نگاہیں اپنے دشمنوں کی تلاش میں سرگرداں رہیں جب میں یہاں سے چلا تھا تو الیاس بھائی نے مجھے جرائم سے دور رہنے کو کہا تھا میں نے ان کی یہ نصیحت ہمیشہ ہر کام میں مدنظر رکھی' اب حالات نے مجھے فیصل سے دانش منصور بنا دیا' میں خود آپ سے ملنا چاہتا تھا مگر حالات اور دشمنوں کی ایک دیوار ہمارے درمیان حائل ہے' میں نہیں چاہتا تھا کہ میرے حوالے سے اس گھرانے پر الیاس بھائی جیسے شفیق انسان پر اور میری فرشتہ خصلت بہن پر کوئی آنچ آئے' آصف کو اسی لیے میں نے آپ کے لیے اپنے خاندان میں شامل کیا' میں نے بحیثیت بھائی آصف کو اپنی بہن کے لیے پسند کیا اس لیے میں چاہوں گا کہ میری بڑی بہن اپنے بھائی کی عزت رکھے' میں ان کے لیے کوٹھی بھی خرید چکا ہوں' آپ سب اب وہاں رہیں گے' اب جہاں تک میرا مسئلہ ہے میں نے الیاس بھائی سے کیا ہوا وعدہ توڑ دیا ہے' طویل فہرست ہے میرے دشمنوں کی اور اب الیاس بھائی تیار رہیں ہو سکتا ہے آپ کو عدالتوں میں میرے مخالف وکیل کی حیثیت سے کھڑا ہونا پڑے اور میرے ہاتھوں ہونے والے جرائم کی تفصیل آپ کو عدالت میں جج صاحب کو بتانا پڑے' نازاں باجی یہ آپ نے کیا ہے سمجھ رہی ہیں' نا' آپ نے مجھ سے تعاون نہیں کیا میں تو خود ہی آپ کے قدموں میں سر رکھ دیتا مگر اس وقت جب میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا' بیچ میں آپ نے روکا ہے مجھے قصور میرا نہیں ہے' بس اتنا ہی کہنا تھا مجھے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہوں

خدا حافظ۔"

میں تیزی سے اٹھا اور باہر نکل آیا' وہاں سب لوگ سکتے کے عالم میں کھڑے ہوئے تھے' کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میں فوراً ہی وہاں سے نکل کر چل پڑوں گا' جو کچھ کہنا تھا مجھے سو کہہ دیا تھا' سننا نہیں چاہتا تھا' باہر آکر میں نے اپنی کار اسٹارٹ کی اور برق رفتاری سے اسے آگے بڑھا دیا' دماغ سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ سوچنے سمجھنے کی قوتیں سلب ہو کر رہ گئی تھیں' گھر پہنچا تو بے کلی اور بڑھ گئی گھر کے در و دیوار مجھے کاٹنے کو دوڑنے لگے' کسی نہ کسی طرح خود کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی۔

آصف کے بارے میں خدشہ تھا کہ وہ کچھ دیر کے بعد ضرور پہنچے گا جو کچھ بھی کہانی ہوگی لیکن یہ مناسب نہیں ہے جو فیصلہ کیا ہے اب اس میں ردو بدل ممکن نہیں ہو سکتا' نازاں باجی نے اس کی گنجائش نہیں چھوڑی تھی' جب کوئی بات ذہن میں نہ آئی تو میں نے روزی کو بلا کر چیک بک طلب کی اور پھر پوری بک پر دستخط کر کے بک اسے تھما دی' روزی حیرت سے میرا چہرہ تکنے لگی لیکن میں نے اسے یہ کہہ کر خاموش کر دیا کہ شاید میں ایک طویل عرصہ ملک سے باہر رہوں' لہٰذا وہ بے کھٹکے بینک سے رقم نکال کر ملازمین کی تنخواہیں اور دیگر ضروریات پوری کر سکتی ہے' پھر میں نے اسے مزید کسی سوال کا موقع نہ دیا اور باہر نکل آیا وہ حیرت سے مجھے تکتی رہ گئی تھی وہ اب تک مجھ سے خاصی بے تکلف ہو چکی تھی مگر بہرحال وہ میری ملازم تھی' چنانچہ اس نے بھی جرح کرنے کی کوشش نہ کی۔

اپنی اس ذہنی کیفیت پر قابو پانا میرے لیے ناممکن ہو چکا تھا' واپسی پر میں نے گاڑی نہیں لی تھی' کوٹھی سے نکل کر کافی دور تک پیدل چلتا رہا اور ایسے راستے اختیار کیے کہ کوئی مجھے دیکھنے نہ پائے نجانے کون کون سے خیالات ذہن میں تھے' بہت دور نکل آیا' یہاں تک کہ میں نے ایک آٹو رکشہ خالی ہوتے ہوئے دیکھا' سواری اتر رہی تھی' میں آٹو رکشہ کے قریب پہنچ گیا اور اس آٹو رکشہ میں بیٹھ گیا۔

"کہاں چلوں صاحب۔"

"صدر........" میں نے کہا اور کچھ دیر کے بعد میں صدر پہنچ گیا' مسجد خضرا نگاہوں کے سامنے تھی' جانا پہچانا ماحول' جانی پہچانی جگہ وہ بسیں وہیں کھڑی ہوئی تھیں جن

WWW.PAKSOCIETY.COM
Scanned and Uploaded By Nadeem

کی میں صفائی کیا کرتا تھا اور جس میں سویا کرتا تھا' پتا نہیں مجھے اپنے اس ماضی سے پیار تھا یا نہیں' پتا نہیں میں اس منظر کو دیکھ کر دل میں کوئی ہوک محسوس کر رہا تھا یا نہیں' کون کون سی باتوں پر دل دکھتا' کون کون سی یادیں ذہن سے لگاتا' سب ہی اپنی جگہ ایک مضبوط حیثیت رکھتی تھیں' کچھ شناسا بھی تھے جنہیں میں جانتا تھا لیکن وہ بیچارے اگر مجھے دیکھتے تو سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ کبھی میں ان کے ساتھ کام کر چکا ہوں' یہاں رکنا بیکار تھا' چنانچہ میں نے وہیں سے ٹیکسی لی اور سپرہائی وے پر شاہد بھائی کے دفتر کی جانب چل پڑا۔

"دفتر کے سامنے ٹیکسی رکوا کر میں نیچے اتر گیا شاہد دور ہی سے اپنے شیشے کے کیبن میں نظر آ رہا تھا پیرو بھی ایک میز پر ان کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا آفس کو تو میں پہلے ہی دیکھ چکا تھا شاہد نے یہ آفس بہت شاندار بنا لیا تھا۔ میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا دفتر کے سامنے پہنچ گیا پتا نہیں اسے میری خوشبو آگئی تھی یا پھر شیشے کی دوسری طرف سے مجھے دیکھ لیا تھا پیرو سے کچھ کہہ کر اٹھا اور لپکتا ہوا باہر نکل آیا پیرو بھی اس کے پیچھے لپکا تھا شاہد بھائی نے آگے بڑھ کر مجھے گلے لگا لیا........"

"خدا کی قسم اس وقت خدا سے کچھ بھی مانگتا مل جاتا کتنے دنوں سے یاد کر رہا تھا تمہیں' دل تڑپ رہا تھا' دیکھا پیرو صبح کا بھولا شام کو گھر واپس آگیا........"

"کدر بھولا تھا ڑے" پیرو نے حسب عادت بے تکلفی سے کہا اور پھر وہ دونوں ہی مجھے سنبھالے ہوئے اندر لے گئے اندر دو چار افراد اور بیٹھے ہوئے تھے شاہد بھائی نے کہا۔

"پیر بخش ان سب کو نمٹا دو اور اس کے بعد ذرا تھوڑی دیر دفتر خالی کرا لو باہر کسی سے کہہ دو کہ ہم لوگ بہت مصروف ہیں ابھی کسی سے کوئی بات نہیں کر سکیں گے........"

"ٹھیک ہے بابا ابھی سب لوگ کو نمٹاتا ہے۔" پیرو نے کہا ادھر شاہد بھائی نے فوراً ہی ایک ملازم کو بلا کر چائے منگوائی تھی کیا ہی بے تکلفی کا ماحول تھا کتنے اپنے اپنے لگتے تھے یہ لوگ چائے پیتے ہوئے میں نے دل میں سوچا تمام دفتر خالی ہو گیا تھا اور پیرو اپنی کرسی میرے پاس لے آیا تھا۔

"اڑے ماں قسم تیرے کو ہمارا یاد کیسے آگیا ابھی شاہد بھائی آنسو آنکھ میں بھر کر بولا تھا کہ فیصل کا خبر نہیں ہے' کدر تلاش کرے اس کو اور خانہ خراب کم از کم ہمارے کو وہ جگہ تو بتا دے ہم تیرا یار ہے کبھی تیرے کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا........"

"نہیں پیرو ایسی کوئی بات نہیں ہے........"

"اڑے تیرے کو معلوم ہے اپنا فردوس بہن کا شادی ہونا پڑا ہے اور شاہد بھائی بولتا تھا کہ خدا قسم اگر فیصل اس شادی میں شریک نہیں ہوا تو ہم کو اتنا بھی خوشی نہیں ہوگی........"

"ایں........ شادی ہو رہی ہے فردوس کی........"

"ہاں بھئی تین چار دن باقی رہ گئے ہیں بس میں اور پیرو ان دنوں' اتنا مصروف رہے ہیں اور تمہیں برا بھلا کہتے رہے ہیں یہ وہ وقت تھا جب تم ہمارے شانہ بشانہ ہوتے کتنا یقین تھا ہمیں تم پر لیکن تم نے اپنے آپ کو اس طرح ہم سے الگ کر لیا ہے........ کہ بس کچھ کہتے ہوئے نہیں بن پڑتی' کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا لیکن خود ہمارے درمیان سے ہٹ گئے' دیکھو دوست پرانے دوست ہمیشہ دوست رہتے ہیں اور پرانی یادیں زندگی سے کبھی نکل نہیں سکتیں........"

"مجھے افسوس ہے شاہد بھائی کہ فردوس کے معاملے میں' میں آپ کا ہاتھ نہیں بٹا سکا لیکن اب تو میں آگیا ہوں اور اسے میں اپنی خوش بختی سمجھتا ہوں کہ میں وقت سے آگیا' اگر فردوس کی شادی ہو چکی ہوتی اور میں شریک نہ ہوتا تو آپ یقین کریں مجھے بھی اتنا ہی دکھ ہوتا جتنا آپ کو........"

"اڑے پھر ایک قسم کھاؤ ماں قسم۔" پیرو نے اپنے مخصوص انداز میں کہا........

"کیا پیرو بھائی........"

"ابھی تم فردوس کا شادی سے پہلے واپس نہیں جائے گا........"

"نہیں جاؤں گا........"

"ہمارے ساتھ رہیگا........"

"آپ کے ساتھ رہوں گا........"

"ہم دونوں کا سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاؤ' اوئے خانہ خراب میرا سر پر الٹا ہاتھ مت رکھ میرا جھوٹا قسم کھا کر کیا تم ہمارا جھٹکا کریں گا۔" پیرو نے کہا اور میں ہنس پڑا پھر میں نے

Scanned and Uploaded By Naveed
WWW.PAKSOCIETY.COM

کہا۔

"تم دونوں کی قسم میں اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک کہ فردوس کی شادی نہ ہو جائے........"

"دونوں کے چہروں پر خوشی کے جو آثار نظر آئے تھے ان کی کوئی قیمت نہیں تھی انمول تھے وہ یہ میرے چاہنے والے تھے ہاں بہت سے لوگوں نے مجھ سے چاہتوں کا اظہار کیا کوئی بھی ایسا نہیں تھا میرے اردگرد اتنے کردار بکھرے ہوئے تھے جن کے بارے میں مجھے اندازہ تھا کہ وہ مجھے چاہتے ہیں میرے لیے بہت کچھ کر سکتے ہیں' لیکن ' لیکن میری شخصیت میری اپنی نہیں تھی وہ مجھے دانش منصور کی حیثیت سے چاہتے تھے ایک ایسے فرد کی حیثیت سے جو ان کی تقدیریں بنا سکتا ہے' ان کی چاہتوں میں کھوٹ ہو سکتی تھی لیکن ان لوگوں کی........" ان لوگوں کی چاہتوں میں کھوٹ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا' شاہد بھائی نے کہا........۔

"بس اب تم آگئے ہو یار اور تم نے وعدہ کرلیا ہے کہ فردوس کی شادی میں شرکت کیے بغیر واپسی کا نام بھی نہیں لو گے تو میری ساری شکایتیں دور ہو گئیں اچھا ہے تمہارے سامنے ساری تفصیل رکھوں گا بھئی پیرو یا تم دفتر بند کردو اور کام منیجر کو سمجھا دو یا پھر ایسا کرو کہ تم یہاں رک جاؤ اور میں ان کے ساتھ چلا جاتا ہوں........"

"ارے کدھر جائے گا بابا........"

"گھر جاؤں گا اپنے اور کہاں جاؤں گا........"

"تو پھر ٹھیک ہے تم لوگ جاؤ ہم رات کو تمہارا پاس پہنچ جائے گا۔" پیرو نے کہا........

"ہاں بالکل تم آٹھ ساڑھے آٹھ بجے تک میرے پاس آجانا' شاہد بھائی نے کہا اور اس کے بعد میرے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے باہر نکل آئے' میرے ذہن میں جو آگ سلگ رہی تھی اس میں کافی ٹھنڈک پڑ گئی تھی شاہد بھائی مجھے اپنے ساتھ لیے ہوئے ایک سوزوکی کیری کے پاس پہنچے اور اس کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئے انہوں نے کیری اسٹارٹ کی اور چل پڑے میں خاموش بیٹھا ہوا تھا........" کہنے لگے۔

"تعجب ہے تمہیں فرصت کیسے مل گئی نجانے کیوں مجھے تمہارے وعدے پر یقین نہیں آ رہا........"

"کون سے وعدے پر شاہد بھائی........"

"یہی کہ........ یہی کہ تم میرے پاس رکو گے' کافی دن تک رکو گے........"

"نہیں شاہد بھائی آپ سے میں کوئی جھوٹا وعدہ نہیں کر سکتا۔" میں نے سنجیدگی سے کہا........

"سنو جو کچھ تم کر رہے ہو وہ کس پوزیشن میں ہے"

"بالکل ٹھیک ہے شاہد بھائی میں کر ہی کیا رہا تھا کوئی ایسی خاص بات نہیں تھی بس یوں سمجھ لیجئے کچھ انوکھی مصروفیات ہو گئی تھیں' میرا دل گھبرانے لگا تھا ان مصروفیات سے میں نے سوچا کہ کچھ وقت آپ کے ساتھ گزاروں گا لیکن یہاں یہ مسئلہ بالکل مختلف نکلا اور مجھے خوشی ہے کہ یہ فیصلہ میں نے صحیح وقت پر کیا........"

"خدا کی قسم میں تمہارے نہ ہونے سے بڑا دل برداشتہ تھا' شاید تم میرے اس خلوص پر یقین نہ کرو........"

"نہیں شاہد بھائی ایسی کوئی بات نہیں ہے میں جانتا ہوں کہ آپ کوئی بات غلط نہیں کہہ رہے' کیری نیو کراچی کی طرف جانے کے بجائے فیڈرل بی ایریا کی جانب مڑی تو میں نے شاہد بھائی کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا........" کہنے لگے۔

"ہاں بھئی مکان خرید لیا ہے میں نے........"

"گڈ مبارک ہو........"

"بیکار ہے تم سے نہ تو کوئی مشورہ کیا جا سکا اور........"

"جو کام آپ نے کیا شاہد بھائی وہ یقینی طور پر کسی مشورے کا محتاج نہیں تھا تھوڑی دیر کے بعد ہم گھر پہنچ گئے بڑا خوبصورت مکان تھا شاہد بھائی مجھے ساتھ لیے ہوئے اندر گئے اور دروازے ہی سے چیخنے لگے........"

"بھئی دیکھو کون آیا ہے فردوس' انہوں نے بہن کو آواز دی تو ان کی والدہ سامنے آگئیں........"

"ماں بیٹھی ہوئی ہے کیا اٹھ کر آجائے' ارے تم........ تم فیصل تم........ شاہد بھائی کی والدہ نے مجھے فوراً ہی پہچان لیا تھا اور پھر انہوں نے مجھے بے اختیار گلے لگا لیا کتنا

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

خلوص ہے کتنا پیار ہے ان لوگوں میں اور اس گھر میں آکر میں ان کی محبت ان کے خلوص میں ڈوب گیا بس یہی محسوس ہوا تھا جیسے شدید تھکن کے بعد ٹھنڈے پانی سے نہالیا جائے اور بڑی فرحت کا احساس ہو رہا ہو' بہرطور زندگی کے معمولات یہاں بالکل مختلف ہو گئے تھے' رات کے کھانے کے سے پہلے پیرو آگیا' اس دوران بیشمار باتیں ہو چکی تھیں' شاہد کی والدہ نے فردوس کے لیے کیے گئے تمام انتظامات کے بارے میں مجھے بتایا تھا اور میں نے ایک ایک چیز کو اس طرح دیکھا تھا جیسے اس سے پوری پوری دلچسپی لے رہا ہوں' حالانکہ زندگی کے اس رخ سے مجھے کوئی واقفیت نہیں تھی پیرو کے ساتھ بیٹھ کر سب نے رات کھانا کھایا اور اس کے بعد پیرو نے کہا۔

"اڑے ماں قسم اپن بھی ادھر ہی سوئے گا شاہد بھائی........"

"تو یار منع کس نے کیا ہے........"

پھر کافی دیر تک ادھر کی ادھر کی گفتگو کے بعد شاہد بھائی مجھ سے مخاطب ہو کر بولے۔

"سنو فیصل تمہارا حساب کتاب میں نے بڑی باقاعدگی سے الگ رکھا ہے چاہو تو پیرو سے پوچھ لو........"

"میرا حساب کتاب........ میں نے چونک کر شاہد بھائی کو دیکھا........"

"ہاں........ منافع میں جو رقم آتی ہے ہم اس میں باقاعدہ حساب کرتے ہیں تمہارے حصے کی رقم تمہارے اکاؤنٹ میں جمع ہے........"

"آپ کے ذہن پر آج تک وہی خناس سوار ہے شاہد بھائی میں نے آپ سے پہلے بھی کہہ دیا تھا کہ مجھے رقم کی ضرورت نہیں ہے اور ویسے بھی مجھے ضرورت ہوتی تو میں آپ سے بغیر حساب کے نہ مانگ لیتا........"

"بھائی دیکھو بات سنو حساب اپنی جگہ باقی ساری محبتیں اپنی جگہ کبھی کسی وقت کوئی گڑبڑ ہو گئی تو یار میں کیا منہ دکھاؤں گا تمہیں........"

"آپ آپ بیکار باتیں کر رہے ہیں شاہد بھائی........"

"آپ بیکار ہوں یا باکار لیکن تم کل صبح اپنے حسابات چیک کر لینا سمجھے........"

"ہوں ٹھیک ہے دیکھوں گا صبح کو" میں نے ٹالنے والے انداز میں کہا بہت دیر تک

میں شاہد بھائی اور پیرو باتیں کرتے رہے اور اس کے بعد شاہد بھائی نے گھڑی دیکھ کر کہا۔

"بھئی باتیں تو ابھی اتنی ہیں کہ کبھی دل نہیں بھرے گا لیکن سونا بھی ہے کل صبح سے نئے طریقے سے کام کا آغاز ہوگا میں تمہیں تمام تفصیلات بتادوں گا فیصل اس میں سے اپنی ذمہ داریاں نکال لینا اور اگر کسی کام میں کہیں اعتراض ہو تو اپنے طور پر کر ڈالنا مجھ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں' بالآخر شاہد بھائی سونے کے لئے چلے گئے پیرو میرے پاس رہ گیا تھا خوشی سے دیوانہ ہو رہا تھا ماضی کی باتیں یاد کرنے لگا اور اپنے احمقانہ انداز میں مجھے بولتا رہا۔" پھر کہنے لگا........

"اڑے یار ابھی اپنا بھی کام کر دے وہ تیرا بھائی انتظار کرتا پڑا' ابھی شاہد بھائی کو بولا تو شاہد بھائی میرے کو بولا کہ ابھی فردوس کا شادی سے فارغ ہو جائے تو پھر اپن کا دھندہ فٹ کر دے گا........"

"کیا مطلب........"

"اڑے کمال کرتا یار استاد پیرو کیا زندگی بھر کنوارا ہی رہے گا اڑے تم اپنا بھابی نہیں لائے گا' کیا بات کرتا ہے........"

"اوہو........ اچھا اچھا کوئی ارادہ ہے کیا' پیرو بھائی........"

"اڑے وہ حسینہ کو نہیں جانتا ڑے........"

"حسینہ........"

"اپن کا بچپن کا معشوق ہے' اپن اس سے وعدہ کیا تھا بچپن میں' شادی تیرے سے کرے گا ابھی اپن کے پاس مالک کا دیا بہت کچھ ہے نی اور یہ تیری مہربانی ہے تو ہم حسینہ کو بولا کہ تو یہ کھیال نہیں کرو' پیرو دولت مند ہو گیا ہے اڑے ماں قسم بچپن کا وعدہ نبھائے گا شادی کرینگا تو حسینہ سے اور پھر حسینہ کا باپ بھی ہم سے بہت خوش ہے بولتا ہے پیرو تم نے جو ترقی کیا ہم اس سے بہت خوش ہے۔" بس تھوڑے دن کے بعد اپن بھی کام بنالے گا" پیرو نے کہا........

"ویری گڈ اس سے پہلے تم نے مجھے حسینہ کے بارے میں کچھ نہیں بتایا........"

""ابھی کیا بتاتا یار جیب میں آٹھ آنہ نہیں ہوتا تھا اور عشق مشق کا بات کرتا تجھ سے تو مذاق اڑانے کے علاوہ اور کیا ہوتا" ابھی تو سنا یار کوئی دھندہ مندہ فٹ کیا یا

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

نہیں..........

"کیسا دھندہ مندہ.........."

"اڑے بنومت ابھی تم جوان ہے اور اپن کو تمہارا ہاتھ بھی نیلا کرنا ہے تم بولو کس سے آنکھ لڑایا۔" پیرو نے ایک آنکھ دبا کر کہا اور میں ہنس پڑا..........

"میرے ہاتھ نیلے کرو گے تم.........؟"

"تو نہیں کرینگا کیا.........."

"مگر نیلے تو نہیں ہوتے ہاتھ........."

"اڑے یہ کیسے نہیں ہوتا یار کمال کرتا ہے تم! عورتوں کا ہاتھ پیلا ہوتا ہے وہ جب باپ بولتا ہے کہ اپن کا بیٹی کا ہاتھ پیلا کرنا تو عورت لوگوں کا ہاتھ پیلا ہوتا ہے اور مرد لوگوں کا نیلا کیا سمجھا.........."

پیرو کے اس انکشاف پر مجھے بہت ہنسی آئی تھی بہر طور بڑی خوشی ہوئی تھی یہاں آکر نجانے کیوں میں نے یہ ماحول چھوڑ دیا تھا جو طبیعت کو اتنا ہلکا پھلکا کر دیتا تھا کہ کوئی بوجھ ذہن پر طاری نہیں رہتا تھا بیشک ڈیفنس کی اس اعلیٰ پائے کی کوٹھی میں بڑا سکون تھا دنیا کی ہر آسائش کی شے موجود تھی لیکن دل کے تقاضے عجیب ہوتے ہیں انسان جو کچھ نہیں ہوتا اس کی طلب میں ہاتھ مارتا رہتا ہے اور جب وہ سب کچھ مل جاتا ہے تو وہ اس کے بعد کی جستجو کرتا ہے اور بعض اوقات ایسی جگہ اس کو سکون ملتا ہے جہاں زندگی کی کوئی آسائش نہیں ہوتی فطرت انسانی درحقیقت خود اپنی سمجھ میں نہ آنے والی چیز ہے دوسری صبح بڑی ذمہ داری کے ساتھ شاہد بھائی نے فردوس کی شادی کے سلسلے میں مجھے تفصیلات بتائیں جو کچھ مہیا کر چکے تھے اس کی فہرست میرے سامنے رکھ دی ایک ایک چیز مجھے دکھائی گئی' حالانکہ اس سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں تھی لیکن ظاہر ہے ایک شخص اپنی محبت سے یہ سب کچھ میرے سامنے پیش کر رہا تھا مجھے اس میں دلچسپی لینا ہی تھی' میں ایک ایک چیز کو بغور دیکھتا رہا پھر شاہد بھائی نے رات کو جو الفاظ کہے تھے اس کی تکمیل کرنے پر تل گئے بینکوں کی پاس بکیں لاکر میرے سامنے رکھ دیں اور ان میں مجھے میرا اکاؤنٹ دکھانے لگے کافی بڑی رقم بنتی تھی اور درحقیقت شاہد بھائی نے ہر چیز بڑے حساب کتاب سے رکھی تھی میں نے پوری سنجیدگی سے اسے دیکھا اور کہا۔

"شاہد بھائی بہت بہت شکریہ کہ آپ نے میرے بارے میں اتنا سوچا.........."

"بھئی نہ سوچنے کا کیا سوال پیدا ہوتا تھا یہ تو ایک مشترکہ کاروبار تھا ہمیشہ سے اور تم تو صرف لگاتے ہی رہے ہو ہم نے تو اسی میں سے اپنے آپ کو بنایا ہے' تم نے ہم سے کیا لیا.........."

"شاہد بھائی جو کچھ آپ سے مجھے لینا تھا لے چکا آپ کی محبت آپ کا پیار' آپ جو پرسکون زندگی گزار رہے ہیں آپ کیا سمجھتے ہیں اس سے مجھے کوئی مسرت نہیں ملی.........."

"تمہارا شکریہ میرے بھائی بلاشبہ اس دنیا میں یہ باتیں اب قصے کہانیوں ہی میں مل جاتی ہیں حقیقی زندگی سے یہ محبتیں اتنی دور ہو چکی ہیں کہ جب ہم یہ کہانیاں کسی کو سناتے ہیں تو وہ انہیں حیرت ہی سے سنتا ہے اور کہانی ہی سمجھتا ہے لیکن بہر طور کہانیوں کا وجود بھی اپنی تمام داستانوں کا ایک حصہ ہے اگر زندگی میں یہ سب کچھ نہ ہو تو پھر کہانیاں کہاں سے ہوں.........."

"ٹھیک کہا آپ نے شاہد بھائی اس میں کوئی شک نہیں ہے بہرحال اب اگر میں آپ سے کچھ کہوں تو آپ اسے مان لیں گے.........."

"کیوں نہیں مانوں گا کہو۔" شاہد بھائی نے محبت بھرے لہجے میں کہا..........

"میرے اکاؤنٹ میں جو کچھ موجود ہے اسے فردوس کے اکاؤنٹ میں منتقل کر دیجئے جو چیز کم رہ گئی ہے وہ خرید کر اس کے حوالے کر دیجئے بجائے اس کے کہ یہ کام میں خود کروں بہتر ہے کہ آپ سب کے مشورے سے یہ کر ڈالیں۔" شاہد بھائی ایک دم سنجیدہ ہو کے مجھے گھورتے رہے اور بولے۔

"یہ قیامت تک نہیں ہوگا سمجھے فردوس کو اگر کچھ دینا ہے تو اپنی پسند سے دے دو باقی رہا جہاں تک تمہاری اس احمقانہ بات کا مسئلہ تو ایک بات ذہن نشین کر لو یہ میں کبھی نہیں مانوں گا فیصلہ بالکل غلط بات ہے بے وقوفی کی بات ہے زندگی میں اونچ نیچ آتی رہتی ہے ہو سکتا ہے تم اس وقت بہت بہتر زندگی گزار رہے ہو' میں نہ اس کے بارے میں تم سے کبھی کچھ پوچھوں گا کیونکہ اگر تم بتانا چاہتے ہو تو خود ہی بتا دیتے لیکن آنے والے وقت میں تمہیں کسی شے کی ضرورت پیش آجائے اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہا

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

جا سکتا تھا چنانچہ جذباتی ہونے کی ضرورت ہوئی تو تم کر ڈالنا مجھے اعتراض نہیں ہو گا کیونکہ میں تمہارے خلوص کو نظرانداز نہیں کر سکتا لیکن اس بیوقوفی کی بات کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.........“

”اچھا چھوڑیے اس مسئلے کو دیکھا جائے گا کر لیں گے جو کچھ بھی کرنا ہے اسے موضوع نہ بنائیے اس وقت مجھے بتائیے اب اس وقت میرے سپرد کیا ذمہ داریاں کی جا رہی ہیں.........“

”ہوں بس ٹھیک ہے میں تمہیں تفصیلات بتا دوں گا اور میں نے گردن ہلا دی شادی کے ہنگامے شروع ہو چکے تھے ان میں شدت پیدا ہوتی گئی اور بالآخر وہ دن بھی آ گیا جب فردوس کی شادی تھی میں نے اس سلسلے میں بھرپور حصہ لیا تھا اور اس طرح ذہنی کیفیت اس قدر معقول ہو گئی تھی کہ ہر وقت ہونٹوں پر مسکراہٹیں کھیلتی رہتی تھیں اوپر سے پیرو کی دلچسپ باتیں' اب احساس ہو رہا تھا کہ پیرو کیا مزے کی چیز ہے ہمیشہ ہنستا رہتا تھا اور میں اس ماحول میں ایکبار پھر اس طرح گھل مل گیا تھا کہ کچھ یاد ہی نہیں تھا سب کچھ چھوڑ آیا تھا' بہت سے وعدے کئے تھے لوگوں سے بہت سے کام تھے مجھے میری زندگی میں لیکن......... لیکن یہاں آنے کے بعد کچھ یاد نہیں رہا تھا دل چاہتا تھا یہ ماحول ہمیشہ قائم رہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہ ہو' شادی ہو گئی بہت اعلیٰ پیمانے پر شادی کی گئی تھی اور شاہد بھائی کی خوشیوں کی انتہا نہیں تھی دلہن کے رخصت ہو جانے کے بعد انہوں نے میرے گلے لگتے ہوئے کہا.........“

”یار میرے ذہن کے کسی گوشے میں یہ تصور نہیں تھا کہ کبھی اپنی بہن کی شادی اس طرح کر سکوں گا' بہت پرانی بات ہے فیصل ایک دفعہ' میری ماں بہت دکھی بیٹھی ہوئی تھی اور یہی کہہ رہی تھی کہ مستقبل کا کیا ہو گا چھوٹے بھائی ہیں بہن ہے زندگی کے لئے کوئی بڑا سہارا نہیں ہے تو میں نے جھنجلا کر ماں سے کہا تھا کہ تم اطمینان رکھو میں زندہ ہوں میری زندگی کی دعائیں مانگو ایسی شادی کروں گا فردوس کی کہ زندگی میں ایک یادگار رہے آج مجھے وہ الفاظ یاد آ رہے ہیں فیصل اور یہ سوچ کر اگر میرے دل میں تمہاری محبتیں کے درخت نہ اگ آئیں تو کیا ہو کہ میری اس شرط کو اور اس وعدے کو پورا کرنے میں تمہارا بہت بڑا ہاتھ ہے.........“

”جذباتی ہو رہے ہیں شاہد بھائی جذباتی ہو رہے ہیں' چھوڑیئے ان باتوں کو بہت خوشی کی بات ہے کہ آپ کی آرزوؤں کی تکمیل ہو گئی۔“ شاہد بھائی کچھ نہ بولے لیکن دوسرا تصور جو میرے ذہن میں ابھرا تھا وہ یہی تھا کہ میں آج تک تشنہ ہوں میں آج تک پیاسا ہوں میں اپنی ماں سے کوئی وعدہ نہیں کر سکتا میں اپنے باپ سے کچھ نہیں کہہ سکتا اس لئے کہ میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں کہاں ہیں مجھے جنم دینے کے بعد کہاں گم ہو گئے مجھے اس دنیا میں لاوارث چھوڑ دیا' کیا کہانی ہے میری' کیا میں بھی انہی بیشمار جانداروں میں سے ہوں جو نالیوں اور سڑکوں پر پڑے پائے جاتے ہیں اور اس کے بعد کوئی انہیں ازراہ ہمدردی سہارا دے دیتا ہے ان کی زندگی بچا لیتا ہے اگر ایسا بھی ہے تو کم از کم یہ ہی مجھے معلوم ہو جائے کہ میں گندی نالی کا وہ کیڑا ہوں جس کی مثالیں دی جاتی ہیں' آہ مجھے میری شناخت دے دو مجھ سے کائنات کی ہر شے لے لو' مجھے میرا نام دے دو مجھے یہ بتا دو کہ میں کون ہوں حالانکہ یہ صرف ایک جذباتی بات ہے میں زندہ ہوں پر عیش زندگی گزار رہا ہوں سب کچھ حاصل ہے......... مجھے سب کچھ حاصل ہے لیکن......... لیکن اس کے وجود میں صرف ایک چیز کے لئے تڑپ رہا ہوں اور اس قدر جذباتی حیثیت دے دی ہے میں نے نظرانداز کر سکتا ہوں تو کیوں نہ نظرانداز کر دوں بھول جاؤں کہ وہ سب کچھ بھی ہوتا ہے جو انسانی زندگی کی روایات میں شامل ہے لیکن' لیکن دل کی گہرائیوں میں ایک ہی آواز ابھرتی تھی' میرا ماضی مجھے دے دو میرا ماضی مجھے دے دو......... گھر کی فضاء سوگوار تھی فردوس کے رخصت ہونے کے بعد ہم شادی ہال سے گھر واپس آ گئے تھے اور گھر میں ایک عجیب سی اداسی پھیلی ہوئی تھی پیرو بھی کسی کام سے چلا گیا تھا آج رات کا وہ مجھ سے کہہ کر گیا کہ رات کو واپس نہیں آئے گا ادھر شاہد بھائی بھی اپنے کمرے میں جا چکے تھے میرے لئے بہت رہائش گاہ تھی لیکن میرا دل جن اداسیوں میں ڈوبا ہوا تھا وہ مختلف تھیں میری نگاہوں میں نجانے کیا کیا مناظر گھوم رہے تھے' میرے ذہن میں نجانے کیا کیا تصورات آ رہے تھے' تصورات کا یہ دائرہ نازاں باجی پر مرکوز ہو گیا انہوں نے پتا نہیں کیا فیصلہ کیا میرے جانے کے بعد لیکن وہ سمجھتیں تھیں کہ میں ان لوگوں کو نظرانداز کر چکا ہوں' نہیں میں گندی نالی کا کیڑا نہیں ہوں اگر گندی نالی کا کیڑا ہوتا تو میرے خمیر میں محبت اور سپاس گزاری کے وہ جذبات نہ ہوتے جو اس وقت موجود ہیں لوگ کہتے ہیں

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

کہ انسان کی فطرت کا تعلق اس کے خون سے ہوتا ہے اگر میرا خون گندا ہوتا تو میں کسی کے احسان کا صلہ اس طرح نہیں دیتا کہ اس کے لئے دنیا کی بادشاہت کو ٹھکرا دیا جائے مگر میرا خون' میرا خون' میری آنکھوں میں خون اتر آیا کچھ لوگوں نے مجھ سے میرا ماضی چھین لیا ہے اور ان میں چند نام منظر عام پر ہیں جیسے غزنوی صاحب' ہاں میری ابتداء تو وہیں سے ہوئی تھی وہ کیوں نہیں بتاتے کہ میں کون ہوں کہاں سے آیا ہوں اور کس طرح' کس طرح میں نے ان کے درمیان پرورش پائی' مجھ سے میرا ماضی کیوں چھپایا جاتا ہے یہ کیوں نہیں بتایا جاتا مجھے کہ میرے ماں باپ کون تھے' غزنوی صاحب آپ کو یہ سب کچھ بتانا پڑے گا کچھ دن پہلے کی بات ہے جب میں ایک مہذب اور نیک انسان تھا لیکن نازاں باجی' نازاں باجی نے ایک بار پھر مجھے اس دنیا میں دھکیل دیا' میں نے پہلے ہی سوچا کہ ایک نئی زندگی اپنانے کے بعد پہلے اپنے آپ کو اس قدر مضبوط کروں گا کہ میری آواز کے نتیجے میں وہی سب کچھ ہو جو میں چاہتا ہوں لیکن نازاں باجی وقت سے پہلے مجھے وہاں لے آئیں جہاں میں بہت دیر میں پہنچنا چاہتا تھا اور غزنوی صاحب یہ سب کچھ نازاں باجی کا دیا ہوا ہے جو میں آپ کو لوٹا رہا ہوں آپ........ آپ زبان کھولیں گے غزنوی صاحب آپ آج زبان کھول ہی دیں گے' میں خاموشی سے اپنی جگہ سے اٹھا رات بہت زیادہ نہیں گزری تھی لیکن پھر بھی کافی وقت ہو گیا تھا میں باہر نکل آیا خاموشی کے ساتھ ایک راستہ ایسا تھا جہاں سے میں براہ راست باہر جا سکتا تھا اور گھر والوں سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوتا چنانچہ میں خاموشی سے باہر نکلا اور کافی دور تک پیدل چلتا رہا بہت دور جانے کے بعد ایک ٹیکسی نظر آ گئی اور میں اس کے پاس پہنچ گیا........"

"چلنا ہے........"

"کدھر جائیں گا بابو........ ٹیکسی ڈرائیور نے پوچھا........"

"کلفٹن........"

"اڑے واہ ابھی تیرے کو کلفٹن جانے کی سوجھی ہے' ادھر سے واپسی کا سواری نہیں ملے گا" ٹیکسی ڈرائیور شاید پیرو بھائی کا رشتہ ناتے دار تھا میں نے اس سے کہا۔

"تم جس قدر پیسے چاہو گے میں تمہیں دے دوں گا........"

"دو سو روپے ہو گا چلینگا؟" اس نے پوچھا اور میں ٹیکسی کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا'

ٹیکسی ڈرائیور نے میری صورت دیکھی تھی' میں نے اس سے کہا........

"خاموشی سے کلفٹن چلو۔" ٹیکسی ڈرائیور نے میٹر ڈاؤن کر کے ٹیکسی آگے بڑھا دی تھی' راستے بھر خاموشی رہی بالآخر اس نے مجھے ساحل کلفٹن پر اتار دیا اور میں نے اسے خاموشی سے دو سو روپے کے نوٹ دے دیئے ٹیکسی ڈرائیور اس طرح پلٹ کا بھاگا تھا کہ جیسے اس کی بعد میں جو کارروائی کرنا چاہتا ہوں اس سے بچنے کی کوشش کر رہا ہے یقینی طور پر بیچارہ ڈر رہا ہو گا ساحل پر پہنچنے کے بعد میں کچھ دیر تک خاموش اور تاریک سمندر کو دیکھتا رہا جس کی تاریکیوں میں سفید سفید جھاگ ابھر رہے تھے اور جس کی آواز بڑی پر شور تھی اس کے بعد میں نے گردن گھما کر اس علاقے کو دیکھا جو میرا اپنا علاقہ تھا ہاں میں نے اسی علاقے سے اپنے بچپن کی ابتداء کی تھی اور اسی علاقے میں آج میں اب اس انداز میں کھڑا ہوا تھا غزنوی صاحب کی کوٹھی بہت زیادہ فاصلے پر نہیں تھی اور میری کوٹھی' میں نے اپنی کوٹھی کی جلتی ہوئی روشنیوں کو دیکھا وہاں نجانے کیا ہو رہا ہو گا لیکن' لیکن اب اس طرف رخ کرنا مناسب نہیں ہے ورنہ' ورنہ جو جذبات دل میں بیدار ہوئے ہیں ان کی نفی ہو جائے گی لیکن غزنوی صاحب کی کوٹھی........ میرے قدم آہستہ آہستہ غزنوی صاحب کی کوٹھی کی جانب اٹھنے لگے دل میں خوفناک ارادے تھے اور بدن میں انتہائی چستی اور پھرتی' اس کوٹھی کے ایک ایک چپے سے واقف تھا میں' میں جانتا تھا کہ کون سے راستے سے گیٹ کو نظرانداز کر کے داخل ہوا جا سکتا ہے ان راستوں سے تو میں بارہا اندر داخل ہو چکا تھا بھلا مجھے کیا دقت ہو سکتی تھی چنانچہ چند ہی لمحات کے بعد میں بغلی حصے کے اس احاطے میں تھا جہاں سے تھوڑے فاصلے پر چل کر وہ کوارٹر نظر آتے تھے جن میں میں نے ہوش سنبھالا تھا' ہاں ماحول جوں کا توں تھا اور ان تمام جگہوں کو دوبارہ دیکھا تھا لیکن اس وقت یہ جگہیں بدلی بدلی محسوس ہوتی تھیں البتہ آج........ آج یہ سب جانا پہچانا ماحول نگاہوں کے سامنے تھا جس سے بچپن کی لاتعداد یادیں وابستہ تھیں کہاں کہاں کیا کیا ہوتا تھا ایک ایک لمحہ یاد تھا وہ درخت بھی یاد تھا جس سے گزرنے کے بعد کوٹھی کے ایک مخصوص حصے میں چھت پر پہنچا جا سکتا تھا اور یہیں سے غزنوی صاحب کے کمرے کا رخ کیا جا سکتا تھا تمام جگہوں کو نظرانداز کر کے کسی سے ملے جلے بغیر' چنانچہ میں نے جوتے اتار کر جیب میں ٹھونسے اور درخت پر چڑھنے لگا پھر درخت کی اس پھیلی ہوئی شاخ نے

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

جسے کاٹنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی مجھے چھت پر پہنچا دیا' چھت پر باآہستگی اتر کر میں نے جوتے پہنے اور پھر بے آواز چلتا ہوا غزنوی صاحب کے کمرے کی جانب بڑھنے لگا' ماحول بالکل خاموش اور سنسان تھا سمندر کی لہروں کی آواز کا شور یہاں بھی باآسانی سنائی دے رہا تھا اور چھت کے اس حصے سے سمندر صاف نظر آتا تھا میں ذہن میں مجرمانہ ارادے لیے غزنوی صاحب کے کمرے کے قریب پہنچ گیا' کمرے کے اندر مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی میں جانتا تھا کہ آنا ماں اور غزنوی صاحب الگ الگ کمروں میں سوتے ہیں اور غزنوی صاحب اگر گھر میں موجود ہیں تو اس وقت اپنے کمرے میں تنہا ہوں گے اندر موجود روشنی اس بات کا اشارہ دیتی تھی کہ غزنوی صاحب بہر طور اپنے کمرے ہی میں ہیں پھر مجھے وہ کھڑکی یاد آئی جہاں سے اندر جھانکا جاسکتا تھا اور میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کھڑکی کے قریب پہنچ گیا میں نے اندر دیکھا غزنوی صاحب مسہری پر دراز تھے اور شاید گہری نیند سو رہے تھے میں چند لمحات سوچتا رہا کمرے پر دستک دینے کا مطلب یہ تھا کہ آس پاس کے لوگ بھی جاگ جائیں پھر مجھے کیا کرنا چاہیے' میں نے اسی کھڑکی کو تاکا جس میں سلائیڈنگ دروازے لگے ہوئے تھے اور اندر سے اگر چٹخنی بند نہیں کی گئی تو اسے باآسانی کھولا جاسکتا ہے' اس میں سلاخیں نہیں تھیں میں نے دروازے کو تھوڑا سا ہٹانے کی کوشش کی تو وہ باآسانی پیچھے ہٹ گیا اشاروں سے چلنے والے دروازے تھے اور اس آدھے دروازے سے اندر داخل ہونا میرے جیسی جسامت کے آدمی کے لئے مشکل نہیں تھا کیونکہ کھڑکی اچھی خاصی بڑی تھی کھڑکی پر چڑھ کر اندر کودنے میں مجھے کوئی دقت پیش نہ آئی اندر اتنا موٹا قالین بچھا ہوا تھا کہ اس پر اترتے ہوئے کسی قسم کی آواز کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا' چنانچہ میں اندر کھڑے ہو کر غزنوی صاحب کا جائزہ لینے لگا کھڑکی کو میں نے اسی انداز میں بند کر دیا دروازے کے قریب پہنچا اور اس کو اندر سے مضبوطی سے بند کر دیا اور اب غزنوی صاحب میرے سامنے تھے آج........ آج غزنوی صاحب کو زبان کھولنا پڑے گی' انہیں بتانا پڑے گا کہ میں کون ہوں........ میں کون ہوں........“

ذہن میں جلن اور تپش کے علاوہ کچھ نہیں تھا کوئی خوف نہیں تھا' کوئی تردد نہیں تھا' آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا ہوا بالآخر میں غزنوی صاحب کے نزدیک پہنچ گیا۔ اس سے پہلے غزنوی صاحب کا رویہ میرے ساتھ بہت ہی حاکمانہ بہت ہی ظالمانہ رہتا تھا۔ وہ مجھے

کبھی محبت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے' لیکن آج' آج میرے دل میں ان کے لئے کوئی ‘کوئی تاثر نہیں تھا' بلکہ یہ تو حساب تھا پرانی ساری کہانیوں کا حساب میں ان سے لینا چاہتا تھا۔

چند لمحات میں اسی طرح انہیں دیکھتا رہا' غزنوی صاحب گہری گہری سانسیں لے رہے تھے پھر میں نے آہستہ سے ان کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا اور دباؤ بڑھاتا رہا۔ پھر میں نے زور سے انہیں جھنجوڑ ڈالا۔ غزنوی صاحب ہڑبڑا کر جاگ گئے نیند سے بھری آنکھیں' اندازہ لگانے سے قاصر رہیں کہ اس وقت انہیں جگانے والا کون ہے' انہوں نے حیران نگاہوں سے مجھے اور پھر اردگرد کے ماحول کو دیکھا۔ پھر آنکھیں پھاڑنے لگے' پھر ہاتھ اٹھا کر آنکھیں ملیں اور غالباً" میرے چہرے پر غور کرنے لگے' اس کے بعد غالباً" ان کے ذہن جاگے اور دوسرے لمحے وہ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ ان کے چہرے پر شدید حیرت تھی انہوں نے متحیرانہ انداز میں ایک بار پھر اپنے کمرے کا جائزہ لیا اور آہستہ سے بولے........

”دانش........!“

میرے ہونٹوں پر ایک تلخ مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر میں نے کہا۔ ”مجھے بھول گئے بڑے مالک........ مجھے بھول گئے بڑے سرکار۔ غور سے دیکھیں اندازہ لگائیں کہ میں کون ہوں........

غزنوی صاحب کے چہرے پر مزید حیرتیں نظر آئیں۔ پھر وہ آہستہ سے بولے........

”دانش صاحب' دانش صاحب' آپ........“

”میرا نام دانش نہیں ہے مالک۔ فیصل ہے' فیصل رکھا تھا آپ نے میرا نام۔ زرا غور کیجئے۔ شاید نیند میں ڈوبی ہوئی آنکھیں فیصل کو پہچاننے سے منع کر رہی ہیں' غور سے میرا چہرہ دیکھیے........“ غزنوی صاحب کے بدن کو شاید کرنٹ لگ گیا۔ انہوں نے غور سے میرا چہرہ دیکھا اور آنکھیں پھاڑ کر بولے۔

”فیصل........ فیصل تم........“

”ہاں مالک' پہچان لیا آپ نے مجھے بڑے مالک آپ کا نمک خوار ہوں آپ کا فیصل

“

Scanned and Uploaded By Naeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"مگر......... تت تم۔ تم۔ سنو روشنی آن کرو' بتی جلاؤ' مجھے شاید اس قدر کم روشنی میں نظر نہیں آرہا........."

"نہیں مالک کافی ہے یہ روشنی' اس سے زیادہ روشنی آپ کے اور میرے لئے دونوں کے لئے نقصان دہ ہوگی........."

"تم یہاں کیا کر رہے ہو' تم یہاں داخل کیسے ہوگئے' تم یہاں کیسے آئے' دروازہ تو بند ہے.........؟"

"اس کھڑکی سے آیا ہوں مالک' یہ جو آپ کے پیچھے ہے' ذرا دیکھیے شیشہ بند کر دیا ہے میں نے' مگر آیا ادھری سے ہوں........."

"کیوں آئے ہو یہاں........." غزنوی صاحب کا پرانا لہجہ واپس آگیا.........

"آپ سے ملنا تھا مالک........."

"کیوں.........؟"

"بس مالک کام تھا آپ سے۔ اتنا ضروری کام تھا کہ اس کے بغیر میرا جینا ہی مشکل ہوگیا ہے........."

"میں کہتا ہوں کہاں مر گئے تھے تم اور آج تک کہاں غائب رہے اور اس طرح .... اس طرح میرے کمرے میں چوری چھپے آنے کا مقصد کیا ہے تم نے میرے کمرے میں داخل ہونے کی جرات کیسے کی' ہمارا تم سے کیا واسطہ ہے تم یہاں سے بھاگ گئے تھے۔ اس کے بعد تم نے اس کوٹھی میں قدم کیسے رکھے اور......... اور......... تم......... تم........."

وہ ابھی تک دوہری کیفیت کے شکار تھے اور میرا بھرپور طریقے سے جائزہ لے رہے تھے۔ میں سمجھ گیا کہ وہ کیا دیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں' لیکن اس وقت صرف اتفاق ہی سے میرا حلیہ بھی پوری طرح بدلا ہوا تھا' جسم پر بوسکی کا شلوار سوٹ تھا' جو پیرو نے میرے لیے خصوصی طور پر فردوس کی شادی پر بنایا تھا......... اس کے علاوہ میرے ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں مہندی لگی ہوئی تھی جو انہی رسومات کا ایک حصہ تھی اور پیرو نے مجھے ایک چوڑی سی سونے کی انگوٹھی بھی پہنائی تھی' گلے میں سونے کی چین تھی' دانش سے بہت مختلف تھا اور اس وقت درحقیقت کوئی سڑک چھاپ ہی معلوم ہو رہا تھا......... اور غزنوی

صاحب کو بھی میرا حلیہ دیکھ کر یقین آگیا کہ میں دانش نہیں بلکہ فیصل ہی ہوں اور اس یقین نے ان کے چہرے پر وہی درشتگی پیدا کر دی جو مجھے دیکھ کر ان کی شخصیت کا ایک حصہ بن جاتی تھی اور اب وہ پوری طرح مطمئن ہوگئے تھے بلکہ کسی قدر مسرور نظر آرہے تھے اور میں اس مسرت کی وجہ بھی سمجھتا تھا' آج تک وہ اسی کیفیت کا شکار تھے کہ کہیں دانش منصور درحقیقت فیصل نہ ہو۔ لیکن آج انہوں نے دونوں کو الگ الگ حیثیتوں سے الگ کر لیا تھا۔ فیصل بہت عرصے کے بعد ان کی نگاہوں کے سامنے آگیا تھا اور اس چیز نے انہیں سرور بخشتا تھا۔ یقینی طور پر وہ فیصل کو کسی اچھی حیثیت میں نہیں دیکھنا چاہتے تھے لیکن ہو سکتا ہے یہ صرف میرے احساسات ہوں اور اس وقت کی دین ہوں۔ میں نے ان کے درشت چہرے کو بغور دیکھا اور کہا.........

"میں صرف آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں بڑے مالک کہ میں کون ہوں........."

"مجھے تو تم کسی پاگل خانے سے چھٹے ہوئی قیدی معلوم ہوتے ہو......... کہاں رہے اتنے دن' کیا کسی پاگل خانے میں تھے' یقینی طور پر تمہارا قیام وہیں ہونا چاہیے تھا........."

"اس کے جواب میں کیا کہوں مالک' بس یوں سمجھ لیجیے کہ آپ کو اس سلسلے میں غلط فہمی ہوئی' یہاں اگر رہتا تو یقیناً" آپ مجھے کسی نہ کسی دن پاگل خانے میں بھجوا دیتے مگر میں پاگل خانے میں نہیں تھا' بلکہ زندگی کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا اور جب زندگی کو سمجھ لیا تو ایک احساس ہوا مالک' وہ یہ کہ انسان کے لئے سب سے پہلے اپنی شناخت بے حد ضروری ہے اپنے آپ کو جاننا بے حد ضروری ہے اور میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں ہے بڑے مالک کہ آپ مجھے میرے بارے میں بتائیں' مجھے بتائیں کہ میں کون ہوں' کیا ہوں اور میرے ماں باپ کون ہیں' میری زندگی کو یہ کون سا روگ لگ گیا ہے' مجھے جواب دیں مالک' آپ کا رویہ میرے ساتھ جو کچھ رہا ہے' آج میں اسے بہت اچھی طرح سمجھتا ہوں' مجھ سے نفرت کا اظہار کیوں تھا......... میں کون ہوں' کیا آپ مجھے بتانا پسند کریں گے.........؟"

غزنوی صاحب کے چہرے پر حقارت کے آثار پھیل گئے اور انہوں نے کہا۔ "تم نے ہمارا نمک کھایا ہے فیصل' تم نے یہاں ہوش سنبھالا ہے اور ہمارے ہی ٹکڑے کھا کر

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

آج اس قابل ہوئے ہو تم اس کھڑکی سے گزر کر یہاں آئے ہو۔ کیا تمہیں نمک حرامی کا احساس نہیں ہے.........."

"نمک......... یہ نمک کیا چیز ہے مالک' پھر اس کی حیثیت بھی کیا ہے' یہ تو بڑا سستا بکتا ہے بازار میں' سب سے سستی چیز ہے یہ اور اسے ہر آدمی کوڑیوں کے مول خرید کر کھا سکتا ہے' پھر۔ پھر اس نمک کو اتنی اہمیت کیوں دے دی گئی ہے۔ نمک حرام۔ نمک حلال۔ میں بتاؤں مالک یہ کیا چیز ہے۔ یہ نمک صرف آپ لوگوں کا تراشا ہوا ایک وہم ہے' ایک زبردستی کی رسم ہے' جس کا حوالہ دے کر آپ اپنے سے کمتر لوگوں کو بے وقوف بنانے کی کوشش کرتے ہیں' میں نے آپ کا نمک نہیں کھایا مالک' میں نے وہ نمک کھایا ہے جو بازاروں میں بکتا ہے۔ بازاروں سے آتا ہے' یہ نمک آپ کے جسم سے نہیں نکلا جس کے لئے میں آپ کی نمک حرامی یا نمک حلالی کروں' سمجھ رہے ہیں نہ آپ نمک کا چکر چھوڑیئے' یہ کہانیاں مجھے مت سنایئے' میں صرف اس وقت ایک ہی کہانی سننا چاہتا ہوں اور وہ کہانی یہ ہے کہ فیصل کیا ہے' کون ہے اور یہ آپ کو بتانا ہو گا مالک کہ فیصل کون ہے..........؟"

"میں تم سے آخری بار کہہ رہا ہوں فیصل کہ اپنی صورت لے کر یہاں سے دفعان ہو جاؤ' اس سے پہلے کہ میں تمہیں اس بدتمیزی کی سزا دینے پر تل جاؤں' فوراً" یہاں سے نکل جاؤ' میرا تم سے کیا تعلق ہے' تم ہمارا گھر چھوڑ کر بھاگ چکے ہو اور اس بات کو بھی طویل عرصہ گزر گیا ہے' تم نے یہ زندگی کہاں آوارہ گردی کر کے گزاری' مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں اور نہ ہی میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں' تم جیسے آوارہ قسم کے لڑکے اسی طرح سڑکوں اور گلیوں میں پل کر جوان ہوتے ہیں اور اس کے بعد غنڈہ گردی کرنے آجاتے ہیں' لیکن یہ غنڈہ گردی تم مجھ سے کرنے آجاؤ گے یہ میں نے کبھی سوچا بھی نہیں' میرا ایک ٹیلیفون پولیس کو یہاں بلالے گا اور اس کے بعد تمہیں اپنی زندگی جیل میں گزارنی پڑے گی۔ جاؤ ابھی تک میں تم سے اسقدر ناراض نہیں ہوا کہ تمہیں باقی زندگی جیل میں گزارنے پر مجبور کردوں۔ جاؤ فوراً" دفعان ہو جاؤ' تم نے میری نیند خراب کی ہے' کمینے ذلیل تم جانتے ہو کہ سونے کے بعد اگر مجھے فوراً" جاگنا پڑ جائے' تو مجھے دوبارہ نیند نہیں آتی۔"

"میں مسکراتا ہوا ایک قدم آگے بڑھا اور اس کے بعد میں نے غزنوی صاحب کے گریبان پر ہاتھ ڈال دیا' میں نے ان کی گردن اپنے چوڑے ہاتھ کے شکنجے میں پکڑلی اور اس کے بعد میں نے انہیں اٹھا کر کھڑا کر دیا.........."

"میں کہہ چکا ہوں بڑے مالک کہ میں نمک کو تسلیم نہیں کرتا جو کہانی اس سے منسوب ہے وہ ایک بے کار سی بات ہے اس لئے ہوش و حواس قائم رکھو مایوسی کی بات مت کرو مجھے جیل میں سڑانا اب تمہارے لئے اتنا آسان نہیں ہے' وہ بچہ مجھے آج بھی یاد ہے غزنوی صاحب جسے تم کتے سے زیادہ حیثیت نہیں دیتے تھے' وہ تمام واقعات ہیں' بہت سے بچوں میں جب سب کھیل رہے ہوتے تھے اگر میں شامل ہو جاتا تھا تو آپ' نفرت کے ساتھ مجھے ان کے درمیان سے نکال دیا کرتے تھے' میں اس نفرت کی وجہ جاننا چاہتا ہوں غزنوی صاحب' کہ تمام بچوں کی طرح میں بھی آپ کی نگاہ میں یکساں کیوں نہیں تھا اس کی وجہ کیا تھا' مجھے جواب دیجئے غزنوی صاحب ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے ہاتھ کا یہ دباؤ اور بڑھ جائے اور آپ کی وہ تمام حسرتیں دل کی دل میں رہ جائیں' جو مجھے نقصان پہنچانے کے لئے آپ کے وجود میں جنم لیتی رہی ہیں۔"

غزنوی صاحب کو اب ایک خطرناک صورت حال کا احساس ہوا تھا انہوں نے دونوں ہاتھوں سے میری کلائی پکڑ کر اپنی گردن چھڑانے کی کوشش کی' لیکن میرا شکنجہ اتنا کمزور نہیں تھا اور غزنوی صاحب کے ہاتھوں میں اتنی قوت نہیں تھی کہ اپنی گردن میرے ہاتھوں سے چھڑا لیتے..........

"ان کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں اور میں نے انہیں آہستہ سے مسہری پر دھکا دے دیا.........."

"سمجھ چکے ہوں گے آپ کہ صورت حال کیا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ میرے ساتھ تعاون کریں غزنوی صاحب' زندگی بہت ہی قیمتی چیز ہے ایک ہی بار ملتی ہے دوبارہ نہیں ملتی' مجھے جو زندگی ملی ہے وہ آج تک تلخیوں اور مصیبتوں میں گزری ہے اور سب سے بڑی مصیبت' سب سے بڑا دکھ میری زندگی کے ساتھ یہ ہے کہ میں اپنی شناخت سے محروم ہوں' غزنوی صاحب صرف اتنا بتائیں مجھے کہ میں کون ہوں..........؟"

"ارے تمہارا دماغ خراب ہے کیا' تم ملازم رہے ہو ہمارے' ہماری ملازمہ کے بیٹے

Scanned And Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

ہو' کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ تمہاری ماں کا نام شہزادی تھا.........."

"ہاں یہ مجھے معلوم ہے' لیکن وہ.......... وہ میری ماں نہیں تھی.........."

"مطلب کیا ہے تمہارا.........؟"

"غزنوی صاحب یہ بات آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ میری ماں نہیں تھی.........."

"تم بکواس کر رہے ہو' میں کہتا ہوں کہ تم.......... تم.......... تم' میں تمہارا کیا کروں' تم بدتمیزی پر آمادہ ہو' ٹھیک ہے' ٹھیک ہے' یہ یقیناً ایسی ہی کوئی بات ہے' جس کے لئے' جس کے لئے میں اپنی زبان سے کچھ نہیں کہہ سکتا' غزنوی صاحب کا غصے اور خوف سے برا حال تھا خوفزدہ وہ اس لئے ہوگئے تھے کہ میرے ہاتھ کی گرفت اپنی گردن محسوس کر چکے تھے اور اس کا کوئی تدارک نہیں کر سکتے تھے اور غصہ انہیں اس لئے آرہا تھا کہ ان کے ٹکڑوں پر پلا ہوا ایک لڑکا آج اس طرح ان کے سامنے سینہ تانے کھڑا ہوا تھا نہ صرف سینہ تانے کھڑا ہوا تھا بلکہ اس نے ان کے ساتھ جو کچھ کیا تھا وہ بھی ان کے لئے ناقابل برداشت تھا' لیکن اس وقت صورت حال کی سنگینی کو انہوں نے محسوس کر لیا تھا.......... چنانچہ وہ مجھ سے تعاون بھی کر رہے تھے.......... لیکن اپنے اس مخصوص انداز میں.........." کہنے لگے

"شہزادی.......... شہزادی جب ہمارے ہاں ملازمت کرنے آئی تھی تو تم اس کے ساتھ تھے' تمہارا باپ تمہارے ساتھ نہیں تھا' اس نے مجھے بتایا کہ وہ ایک بیوہ عورت ہے اور میں نے اسے ازراہ کرم رکھ لیا اور تم اس کے ساتھ ہی رہے' اب مجھے اس سلسلے میں کیا معلوم کہ تم کون ہو۔ یہ تم پوچھو اس سے اسی سے معلوم کرو کہ وہ تمہیں کہاں سے لائی تھی۔ تمہارا باپ کون ہے' سمجھ رہے ہو نا میں.......... تم سے اسی لئے نفرت کرتا ہوں کہ.......... کہ مجھے تمہارے باپ کے بارے میں علم نہیں تھا اور شہزادی اس کا کردار تو خود تم نے بعد میں دیکھ ہی لیا.......... وہ بالآخر ایک باورچی کے ساتھ گھر سے بھاگ گئی' اس سے تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ تم کیا ہو تم ایک بدکردار ماں کے بیٹے ہو ایسی بری عورت کی اولاد جو تمہیں تمہارے باپ کا نام نہیں بتا سکتی۔"

ایک لمحے کے لئے میرے ذہن و دل میں طوفان امڈ آیا تھا' میرا دل چاہ رہا تھا کہ

غزنوی صاحب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں' اتنے ٹکڑے کروں ان کے کہ کوئی گننا چاہے تو گن بھی نہ سکے' نجانے کیوں مجھے اپنی ماں کے لئے یہ گالی بہت زیادہ بری لگی تھی' بہرکیف اگر شہزادی' شہزادی ہی میری ماں ہے' تو پھر یہ گالی.......... یہ گالی تو میری تقدیر بن چکی ہے.......... میں نے سرد لہجے میں کہا..........

"شہزادی کہاں ہے.........."

"مجھے کیا معلوم.......... تمہارے علم میں ہے کہ وہ یہاں سے بھاگ گئی تھی.........."

"نہیں غزنوی صاحب' بات یہ نہیں ہے۔ بات اس سے کچھ آگے ہی ہے۔ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو غزنوی۔ تم جان لو سمجھ لو تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو.........."

"ہاں ہاں تو میں نے کب منع کیا ہے تمہیں کہ میں تمہیں نہیں جانتا لیکن یہ بات تم بھی سن لو کہ اس سے زیادہ میں تمہارے بارے میں کچھ نہیں جانتا سمجھ گئے جاؤ اور سنو اگر اپنی شناخت چاہتے ہو یا اپنے بارے میں جاننا چاہتے ہو تو سڑکوں' گلیوں اور بازاروں میں اپنے باپ کو تلاش کرتے پھرو' اپنی اس ماں کو پکارتے پھرو جس کا نام شہزادی ہے اور اس بدکارہ کے مل جانے کے بعد اس کی گردن دبوچ کر پوچھو کہ تمہارا باپ کون ہے' سمجھ رہے ہو نا' تم مجھ سے.......... مجھ سے بدتمیزی کرنے آگئے' ٹھیک ہے اس کا صلہ میں تمہیں دوں گا اور ضرور دوں گا.......... اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم بچ جاؤ گے تو یہ تمہاری بھول ہے میں تمہیں بتا دوں گا کہ میں کیا کر سکتا ہوں"

میں خونی نگاہوں سے غزنوی صاحب کو دیکھتا رہا پھر میں نے کہا۔

"سنو.......... سنو غزنوی' اچھی طرح کان کھول کر سن لو' اگر مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ تم مجھے جانتے ہو' اگر مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ تم نے میری ماں پر الزام لگایا تھا.......... اگر مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ تم نے میرے باپ پر الزام لگایا تھا اور تم اس کو جانتے ہو تو.......... تو سن لو غزنوی کہ میں صرف تم سے.......... صرف تم سے انتقام لوں گا صرف تم سے.......... اور یہ جو اس کوٹھی میں تمہیں بے شمار افراد نظر آرہے ہیں' ان سب کو میں تمہاری نگاہوں کے سامنے چن چن کر قتل کر دوں گا' سمجھے غزنوی صاحب تمہارے خاندان

WWW.PAKSOCIETY.COM
Scanned And Uploaded By Nadeem

کو میں تمہاری آنکھوں کے سامنے تباہ و برباد کردوں گا' سمجھے غزنوی صاحب' میں تم سب کو فنا کردوں گا' یہ میرا عہد ہے اگر مجھے یہ بات معلوم ہوگئی کہ تم اصلیت جانتے تھے تم اصلیت جانتے ہو اور اس کے بعد تم نے مجھے راستے سے بھٹکانے کی کوشش کی تھی' اب بھی اگر عقل میں آتا ہے تو مجھے بتا دو' میں کون ہوں ورنہ اس کے بعد جو کچھ ہوگا غزنوی صاحب اس پر سوائے ہاتھ ملنے کے اور کچھ نہ کر سکو گے......."

"جاؤ بس چلے جاؤ تم....... تم افسوس افسوس' تم نے میری کمزوری سے فائدہ اٹھایا ہے' بوڑھا ہوگیا ہوں نا....... اگر جوانی کی عمر ہوتی تو میں تمہیں بتاتا کہ اس طرح کسی کی گردن پر ہاتھ ڈالنے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے اور تمہارے بارے میں' میں جو کچھ کہہ چکا ہوں یہ اس کا زندہ ترین ثبوت ہے کہ تم....... تم....... تم....... بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا' اب بھی اگر مجھے قتل کرنا چاہتے ہو تو کردو....... ٹھیک ہے تم وہی کرسکتے ہو جو تمہاری فطرت میں شامل ہے۔"

میں غزنوی صاحب کو گھورتا رہا' پھر میں نے کہا' "ٹھیک ہے ٹھیک ہے اس دن کا انتظار کرو غزنوی جب میرے علم میں یہ بات آجائے کہ تم مجھے جانتے تھے۔" اور اس کے بعد واپسی کے لئے میں نے وہی کھڑکی کا راستہ استعمال کیا تھا کیونکہ یہ مناسب تھا....... ویسے اس بات کا خطرہ تھا کہ میرے باہر نکلتے ہی غزنوی صاحب شور مچا دیں لیکن یہ بات میں اچھی طرح جانتا تھا کہ اس کوٹھی میں جو لوگ موجود تھے وہ مجھے پکڑ نہیں سکتے تھے' البتہ غزنوی صاحب نے عقل سے کام لیا۔ وہ اپنی جگہ ہی کھڑے رہے اور میں احاطے کی دیوار کود کر باہر آگیا۔

کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا' کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکا تھا بلکہ دل میں ایک انوکھی تپش ایک انوکھا احساس اور بڑھ گیا تھا' تھکے تھکے قدم آگے بڑھتے رہے اور میں کلفٹن پر نکل آیا یہاں کچھ سواریاں موجود تھیں' ایک ٹیکسی میں بیٹھا اور فیڈرل بی ایریا چل پڑا....... کافی رات ہوگئی تھی اور چاروں طرف ہو کا عالم طاری تھا....... ٹیکسی نے مجھے میری منزل پر چھوڑ دیا اور میں بل ادا کرکے اپنے کمرے میں آگیا کسی کو پتا نہیں چل سکا تھا کہ میں رات کو کہاں سے نکلا' کہاں پہنچا اور کب واپس آگیا' لیکن بستر میں لیٹا تو نیند میری آنکھوں سے کوسوں دور تھی اور غزنوی صاحب کے الفاظ میرے کانوں میں گونج

رہے تھے کہ شہزادی میری ماں تھی' لیکن کیسی ماں تھی وہ....... میں نے تو کبھی اسے ماں محسوس کیا' کیا وہ واقعی میری ماں تھی' یا....... یا پھر' یہ ایک ایسی کہانی ہے جو مجھے آج تک سنائی جاتی رہی ہے۔ میں کس سے جا کر اس کہانی کی تصدیق کروں اور اگر....... اگر غزنوی صاحب کا اشارہ درست ہے تو کیا مجھے اس دنیا میں جینے کا حق ہے' کیا میں اس زمین کے لئے بوجھ نہیں ہوں' کیا میں وہ ہوں جس کا نام لیتے ہوئے لوگ شرماتے ہیں' نفرت سے ہونٹ سکوڑ لیتے ہیں....... کیا....... کیا....... حقیقت یہی ہے' لیکن میں خودکشی تو کر نہیں سکتا تھا میں....... یہ....... یہ جذباتی حماقت ہوتی شہزادی۔ شہزادی ایک بار مل جائے' میں اس کے ہاتھ پاؤں توڑ کر رکھ دوں۔ اسے اتنا ماروں کہ اس کے بدن کی پوری کھال کھنچ جائے اور پھر اس سے کہوں کہ بتا حقیقت کیا ہے....... کیا حقیقت وہی ہے جو غزنوی صاحب نے کہی یا کچھ اور ہے۔ آہ کاش۔ آہ کاش شہزادی ایک بار مجھے مل جائے۔ میں نے دل میں سوچا کہ یہ بھی ایک مشن ہے میرا کہ شہزادی کو تلاش کروں' اب جبکہ سب کچھ چھوڑ دیا ہے' سب کچھ چھوڑ دیا ہے اور ایک بار پھر اپنی تلاش میں نکل پڑوں تو یہ تلاش مکمل ہونی ہی چاہیے۔

رات کے کسی حصے میں نیند کی دیوی مہربان ہوگئی اور دن میں نجانے کب تک سوتا رہا۔

شادی کے ہنگامے ختم ہوگئے تھے اور زندگی پھر معمول پر آگئی تھی' میں نے ان لوگوں سے کہیں جانے کا ارادہ ظاہر نہیں کیا تھا اور اس سلسلے میں کوئی بات بھی نہیں ہوئی تھی' شاہد بھائی کے دفتر میں بھی جا کر بیٹھ جاتا تھا اور پیرو کی باتیں سن سن کر ہنستا رہتا تھا' پیرو کی باتیں اسی قسم کی تھیں لیکن میرے دل کو جو لگی تھی وہ ان میں سے کوئی نہیں جانتا تھا' میں نے انہیں اپنا رازدار بنانا بھی مناسب نہیں سمجھا تھا' جذباتی لوگ تھے نجانے کیا الٹی سیدھی باتیں کرتے' میرا مسئلہ تو بالکل مختلف ہی تھا' میں نے پیرو سے وہ جیپ لے لی تھی جو اس کے پاس تھی اور اسے لیے لیے پھرتا تھا' کبھی یہاں سے دل اکتا جاتا تو جیپ لے کر نکل جاتا' میری نگاہیں ہر جگہ شاہ زمان اور شہزادی کو تلاش کر رہی تھیں' ایسے غائب ہوئے تھے وہ لوگ اس عمارت سے جہاں میں نے انہیں دیکھا تھا کہ اس کے بعد سے آج تک ان کی صورت نظر نہیں آئی تھی' اگر وہ لوگ مل جائیں تو اب ذرا مختلف

WWW.PAKSOCIETY.COM

طریقہ کار اختیار کرنا پڑے گا‘ ایک دن اسی طرح جیپ لیے ہوئے جارہا تھا ایک سنسان سڑک سے گزر رہا تھا کہ ایک ٹریفک سارجنٹ میرے پیچھے لگ گیا‘ پتا نہیں اسے کیا شبہ ہوگیا تھا وہ مجھے رکنے کا اشارہ کر رہا تھا میں نے جیپ ایک سائیڈ کرکے روک دی‘ آس پاس کوئی موجود نہیں تھا اور داہنی سمت بڑی لمبی لمبی جھاڑیاں نظر آرہی تھیں‘ اس وقت میرے ذہن میں کوئی خیال نہیں تھا‘ لیکن جب میں نے ٹریفک سارجنٹ کو قریب سے دیکھا تو دفعتاً رگ و پے میں چنگاریاں سی دوڑ گئیں‘ میں نے اسے پہچان لیا تھا‘ یہ وہی ایس۔ آئی تھا‘ جس کا نام کامدار تھا اور جس نے اس وقت مجھے گالیاں دی تھیں‘ جب الیاس بھائی کا بریف کیس چوری ہوا تھا اور مجھے تھانے میں رکھا گیا تھا‘ میں نے اس ایس۔آئی کو منع کیا تھا کہ گالیاں نہ دے اور جب اس نے مجھے مزید گالیاں دی تھیں تو میں نے اسے اپنے حساب کے رجسٹر میں درج کرلیا تھا‘ حساب کا یہ رجسٹر تو طویل عرصے کے بعد کھلا تھا اور اس میں موجود حساب کتاب میں سے ایک حساب میرے سامنے آگیا تھا لیکن کامدار نے مجھے نہیں پہچانا تھا‘ غالباً اس نے اپنا ٹرانسفر ٹریفک پولیس میں کرالیا تھا‘ وہ موٹر سائیکل سے اتر کر میرے قریب پہنچ گیا اور اس نے مجھے بغور دیکھا۔

”کہاں جارہے تھے؟“

”کیوں؟“ میں نے سرد لہجے میں سوال کیا۔

”کان بہرے ہیں کیا؟“ میں نے پوچھا تھا کہاں جارہے تھے ادھر؟

”اپنے کام سے۔“

”کس جگہ؟“

”بتانا پسند نہیں کرتا۔“

”گاڑی کے کاغذات ہیں؟“

”ہوں گے۔“ میں نے بے پروائی سے کہا۔

”دماغ میں کچھ خرابی ہے کیا؟“

”ہاں۔“ میں اسے گھورتا ہوا بولا اور جیپ سے نیچے اتر آیا۔

”لائسنس دکھاؤ۔“

”نہیں ہے۔“

”چالان ہوگا۔“ اس نے موٹر سائیکل کے پچھلے حصے میں رکھی ہوئی ایک کتاب اٹھالی میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا‘ اس نے میری طرف رخ کرکے کہا۔

”نام.........؟“

”تم جانتے ہو۔“ میں نے اسے جواب دیا۔

”کیا مطلب.........؟“

”میرا نام تم جانتے ہو مسٹر کامدار۔“ وہ اب ذرا غور سے مجھے دیکھنے لگا پھر بولا۔

”تم جیسے بہت سے چیڑ قاتے پھرتے رہتے ہیں‘ ہم کسی کا نام یاد نہیں رکھتے اور کس انداز میں بات کر رہے ہو‘ تم مجھے جانتے ہو میں کون ہوں؟“

”میں نے کہا ناں تمہارا نام کامدار ہے اور تم میرا نام بھی اچھی طرح جانتے ہو‘ بہت پہلے کی بات ہے‘ جب تم نے مجھے ایک بریف کیس کی چوری کے الزام میں پکڑا تھا اور اس کے بعد مجھے تھانے لے گئے تھے‘ وہاں تم نے مجھے مارا بھی اور گالیاں بھی دیں‘ میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ مجھے گالی مت دو اور تم نے مجھے دوسری بار بھی گالی دی تھی تب میں نے تم سے کہا تھا کہ ٹھیک ہے اس گالی کا جواب ایک دن میں تجھے واپس لوٹا دوں گا۔“

”بکواس مت کرو نام بتاؤ مجھے اپنا؟“ کامدار نے کہا اور میری ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ پھیل گئی‘ کامدار نے کتاب رکھی اور دوسرے لمحے اس نے اپنا سروس ریوالور نکال لیا‘ لیکن میں اس کے لیے تیار تھا آس پاس کی فضا بالکل صاف ستھری تھی اور کامدار میرے سامنے تھا اور میں‘ میں ان دنوں اپنے پرانے ہی حساب تلاش کر رہا تھا‘ چنانچہ میرا پاؤں پوری قوت سے گھوما اور کامدار کی کلائی پر پڑا‘ پستول اس کے ہاتھ سے نکل کر فضا میں اچھلا اور دور جاگرا۔ کامدار نے اس وار سے سنبھلنے کے فوراً بعد گھونسہ بنایا اور میری جانب لپکا‘ لیکن میں نے اس کی کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک ٹھوکر اس کے پیٹ پر رسید کی اور جونہی وہ آگے کی سمت جھکا میرا گھونسہ اس کی ٹھوڑی پر پڑا‘ کامدار گرتے گرتے بچا تھا‘ اس نے سنبھل کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر موٹر سائیکل کی جانب دوڑا غالباً بھاگنا چاہتا تھا یا پھر کوئی اور ہتھیار نکالنا چاہتا تھا‘ دوسری ہی بات درست ثابت ہوئی‘ اس نے موٹر سائیکل کے تھیلے سے ایک چاقو نکال لیا تھا‘ لمبا شکاری چاقو‘ جسے ایک کلپ کے ذریعے

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

کھولا جاسکتا تھا' اس نے چاقو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا اور خونی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا پھر بولا۔

"تیرا تو میں حساب ابھی کرتا ہوں۔" اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر گالی بکی تھی اور اس گالی کے ساتھ ہی میرا پاؤں دوسری بار گھوما لیکن اس بار اس نے اپنی کلائی بچانے کی کوشش کی اور یہ بھول گیا کہ میرا پاؤں کا نشانہ اس کی پسلیاں ہیں' میرے جوتے کی ٹھوکر اس کے سینے پر پڑی اور اس کے حلق سے ایک کراہ سی نکل گئی اور وہ چاقو سے بھی محروم ہوگیا' لیکن اب میں نے وہ چاقو اٹھالیا تھا۔

"تم قانون کے محافظ ہو' تم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جو شخص جرم کرے اس کی گردن ناپو لیکن یہ حق تمہیں کسی نے نہیں دیا کامدار کہ تم لوگوں کو گالیاں دو' انہیں ذلیل کرو۔"

کامدار جواب میں پھر گالیاں بکنے لگا تھا' وہ اپنی چوٹوں کو نظرانداز کرکے ایک بار پھر اٹھا اور اس نے مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش کی' میں نے چاقو سے اس پر وار نہیں کیا تھا' بلکہ دوسری بار گھوم کر میں نے دوبارہ ایک لات اس کے سینے پر رسید کی اور یہ لات بہت طاقتور تھی' وہ اچھل کر نیچے گرا اور چت ہوگیا' میں پھرتی سے اس کے قریب پہنچا اور دوسرے لمحے میں نے اس پر گھونسوں کی بارش کردی۔ میرے دو تین گھونسوں نے اس کے حواس چھین لیے اور وہ بے ہوش ہوگیا' میں نے نفرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا اس وقت غالباً اگر وہ میرا چہرہ غور سے دیکھ لیتا تو دہشت زدہ ہو جاتا' میں فطری طور پر ایک بھیڑیا ہو رہا تھا اور پھر میں نے پوری قوت سے اس کے دانت کھولے اور چٹکی سے کھینچ کر اس کی زبان باہر نکالی اور زبان کا ایک چھوٹا سا سرا چاقو کی نوک سے کاٹ دیا' اس کے جسم میں اینٹھن پیدا ہوئی اور وہ زمین پر لوٹنے لگا' حالانکہ وہ ہوش و حواس سے عاری تھا' لیکن زبان کی تکلیف نے اسے نڈھال کر دیا تھا' میں نے غصے سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم نے مجھے گالی دی تھی کامدار اور میں نے اس کا ایک چھوٹا سا حساب لیا ہے تم سے تاکہ آئندہ اگر تم کسی کو گالی بکو تو تمہاری زبان سے تلملاہٹ پیدا ہو جائے اور تم اپنے آپ کو اس چیز سے باز رکھو۔" اس سے فارغ ہوکر میں نے اس کے سروس ریوالور کی

جانب دیکھا' لیکن مجھے اب اس چیز سے کوئی دلچسپی نہیں تھی' البتہ وہ چاقو میں نے اپنے پاس محفوظ رکھا تھا' کیونکہ اس پر میری انگلیوں کے نشانات موجود تھے' اس کے بعد میں جیپ میں بیٹھا اور جیپ ریورس کرکے واپس موڑ دی' میں شاہد بھائی کے آفس کی جانب چل پڑا تھا' یہ جو کچھ میں نے کیا تھا اس نے مجھے ذہنی طور پر کافی سکون بخشا تھا' الیاس بھائی نے کہا تھا میں مجرم نہ بنوں' لیکن لیکن یہ کیسے ممکن تھا' نازاں باجی نے مجھے میری پرانی زندگی واپس دی تھی اور اب میں اسی زندگی میں لوٹنا چاہتا تھا تاکہ اپنے دشمنوں سے حساب کتاب کرسکوں' غزنوی صاحب نے پتا نہیں میرے سلسلے میں کوئی قانونی کارروائی کی تھی یا نہیں ابھی تک اس کا اندازہ نہیں ہوسکا تھا' لیکن کامدار کے ساتھ یہ سلوک کرنے کے بعد میں اپنے آپ کو بہت زیادہ محفوظ نہیں سمجھتا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد میں واپس شاہد بھائی کے دفتر پہنچ گیا' جیپ کھڑی کی اور اس کے بعد پیرو کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرنے لگا ذہن میں وہی عجیب سی کیفیت تھی کوئی فیصلہ کرنے سے عاری تھا' کیا کرنا چاہیے...... کیا کرنا چاہیے' زندگی کو کس انداز میں آگے بڑھایا جائے وہ انداز تو اب تقریباً ختم ہی ہوگیا تھا جو کچھ دن پہلے میں نے اختیار کیا تھا' کچھ بھی ہو' کچھ بھی ہو جائے' اب تو نئے سرے سے ہی کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا' اپنا وہ حق حاصل کرنے کے لیے جو میری ملکیت تھا' مجھے بہت سے اقدامات کرنے تھے' ایک بار صرف ایک بار شہزادی مل جائے تو ہو سکتا ہے مجھے میرے بارے میں کچھ معلوم ہو جائے کچھ نہیں چاہتا تھا میں' بس یہ چاہتا تھا کہ جس دن مجھے میرا نام مل جائے' اس دن اپنے آپ کو دنیا کے سامنے سرنگوں کردوں اور کہوں کہ میں کون ہوں' لیکن اس سے پہلے میں کسی قسم کی کوئی شکست قبول کرنے کے لیے تیار نہیں تھا۔

دن گزر گیا رات ہوگئی' پھر دوسرا دن بھی اسی طرح گزر گیا' بظاہر کوئی ایسی بات نہیں تھی جو باعث تشویش ہوتی' ڈیفنس کی جانب میں نے رخ بھی نہیں کیا تھا' یہ جیپ میری ملکیت بن چکی تھی اور پیرو نے اسے مسلسل میرے حوالے کردیا تھا' اس دن بھی میں دفتر میں پہنچا تھا اور جیپ وہیں کھڑی کرکے کسی کام سے آگے بڑھ گیا تھا' تھوڑی دیر کے بعد جب میں واپس پلٹا تو میں نے پولیس کی ایک جیپ وہاں کھڑی دیکھی' پولیس اس جیپ کو گھیرے میں لے رکھا تھا اور بہت سے افراد شاہد بھائی کے دفتر میں داخ

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوگئے تھے' جن میں ایک ایس۔ پی بھی نظر آرہا تھا' نجانے کیوں میرے ذہن کو ایک عجیب سا احساس ہوا اور میں وہاں سے پیچھے ہٹ گیا' دور ہی سے میں یہ تمام کارروائی دیکھتا رہا' پولیس تقریباً ایک گھنٹے تک شاہد بھائی کے آفس میں رہی اور اس کے بعد ایک پولیس آفیسر نے اس جیپ پر قبضہ کرلیا' جو میرے استعمال میں رہتی تھی' وہ جیپ کو لے کر چل پڑے تھے' بات میری سمجھ میں کافی حد تک آرہی تھی' یہ یقینی طور پر کامدار کے سلسلے میں کارروائی ہوئی تھی' جب وہ لوگ چلے گئے تو میں اپنی جگہ سے نکلا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا بالآخر شاہد بھائی کے دفتر میں داخل ہوگیا' یہاں اسی سلسلے میں چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں شاہد بھائی اور پیرو نے مجھے دیکھا تو اچھل پڑے اور پھر پیرو جلدی سے باہر نکل کر دور دور تک نظریں دوڑانے لگا کہ پولیس جاچکی ہے یا نہیں' شاہد بھائی مجھے بغور دیکھتے رہے پھر آہستہ سے بولے۔

"تم نے کسی پولیس انسپکٹر کی زبان کاٹی ہے۔"

"جی شاہد بھائی۔" میں نے آہستہ سے جواب دیا۔

"اوہو کیا واقعی' مگر کیوں؟"

"لمبی کہانی ہے ایک۔"

"بیٹھو اچھی خاصی مصیبت نازل ہوگئی ہے ہم پر جیپ ہی میں موجود تھے نا تم؟"

"ہاں۔"

"وہ تو اتفاق کی بات یہ ہے کہ پولیس انسپکٹر میرا پرانا شناسا تھا اور میرے اور اس کے درمیان کچھ ایسے معاملات تھے جن کی وجہ سے اس نے مروت کی لیکن یہ چکر کیا تھا؟"

"اس سے میرا بہت پرانا حساب تھا پیرو تمہیں یاد ہے ایک بار الیاس احمد نامی وکیل کا بریف کیس چوری ہوا تھا اور پولیس نے مجھے بریف کیس کی چوری کے الزام میں گرفتار کیا تھا۔"

"ارے ہاں یاد ہے میرا کوابی وہ شاہد بھائی' الیاس بھائی والا بات بھی اس کو بتاؤنی۔" پیرو نے کہا' شاہد بھائی ہاتھ اٹھا کر بولے۔

"پہلے ایک بات تو صاف ہو جانے دو۔" پھر انہوں نے میری طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا واقعہ تھا؟"

میں نے مختصراً انہیں کامدار پر نظر پڑنے اور اپنے مشتعل ہونے کی وجہ بتادی۔

"اوہو یہی چکر ہے پولیس تمہاری تلاش میں سرگرداں ہے' ٹریفک انسپکٹر نے جیپ کا نمبر دیکھ لیا تھا اور جب اس کی حالت کچھ بہتر ہوئی تو اس نے تحریری شکل میں تمام تفصیل لکھ کر دے دی' اس کی زبان کی تو بینڈیج ہوئی ہے اور ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ شاید وہ اب بول نہ پائے' کیونکہ اچھی خاصی زبان کٹ گئی ہے۔"

"مجھے بہت خوشی ہوئی شاہد بھائی کہ اب وہ کسی کو گالی نہیں دے سکے گا۔"

"لیکن ساری صورتحال ان کے علم میں آگئی ہے' معلومات کرنے آئے تھے' علاقہ یہی لگتا ہے چنانچہ انسپکٹر جیپ کا نمبر لے کر میرے پاس پہنچا اور اتفاق سے اس نے جیپ بھی کھڑی ہوئی دیکھ لی' میں نے یا پیرو نے تمہارے بارے میں نہیں بتایا ہے' بلکہ ہم نے تو صاف انکار کر دیا ہے کہ ہماری یہ جیپ کسی اور کے استعمال میں بھی نہیں رہی' ویسے انسپکٹر پیرو کو بھی جانتا ہے اور مجھے بھی' اور پھر بتایا گیا ہے کہ کوئی خوبصورت سا نوجوان آدمی تھا' جس نے یہ حرکت کی ہے مگر وہ یہ جیپ استعمال کر رہا تھا' مجھے اندیشہ ہے کہ پولیس آس پاس سے نہ معلومات حاصل کرلے' ویسے یہ خطرہ تو نہیں ہے کہ کوئی معلوم کرلے گا' لیکن فی الحال تمہارا یہاں نظر آنا مناسب نہیں ہے۔"

"اطمینان رکھیں شاہد بھائی' ویسے بھی میں اب کچھ اور کاموں میں مصروف ہونے والا ہوں' چنانچہ میں آپ سے معذرت ہی کرنا چاہتا تھا اور جہاں تک اس مسئلے کا تعلق ہے اگر کوئی وقت پیش آئی تو میں آپ کو فون کرکے معلوم کرلوں گا' بالکل بے فکر رہیے پولیس دوبارہ ادھر نہیں آئے گی۔" مجھے اندازہ تھا کہ میرا ٹیلی فون کس کام آسکتا ہے اور اس سلسلے میں کسی بھی جاننے والے کو فون کر دیتا تو وہ اس سارے مسئلے کو دو سیکنڈ میں ختم کرا سکتا تھا' میری دوسری حیثیت بہرطور کم از کم ٹیلی فون پر برقرار تھی اور میں اسے استعمال کر سکتا تھا' وہ حیثیت کسی بھی شکل میں ابھی تک مشکوک نہیں تھی لیکن ابھی اس کی ضرورت بھی نہیں سمجھی تھی میں نے' ویسے اب شاہد بھائی کا گھر چھوڑ دینا میرے لیے انتہائی ضروری تھا تاکہ وہ میرے اقدامات سے کسی اور مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائیں۔

شہر کھلا تھا' ہوٹل کھلے تھے' کسی بھی جگہ میں کسی بھی حیثیت سے رہ سکتا تھا' چنانچہ

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

وہاں سے شاہد بھائی کو اطمینان دلا کر واپس پلٹا اور اس کے بعد ایک ہوٹل کا انتخاب کر اس کی جانب بڑھ گیا' تھوڑے سے سامان کی ضرورت تھی' جو بازار سے بھی خرید سکتا پہلے اپنی رہائش کا بندوبست کرلوں ایک اعلیٰ درجے کے ہوٹل میں میں نے اپنے لیے حاصل کیا' اب یہ ساری چیزیں میرے سامنے ہیچ تھیں۔

ہوٹل کے اس کمرے میں پہنچنے کے بعد مجھے دوسرے انتظامات کرنے تھے' درا اس قسم کے ہوٹلوں میں ذرا مشکلات کا کم ہی سامنا کرنا پڑتا ہے اور پولیس بھی اس جا ذرا مشکل ہی سے متوجہ ہو سکتی تھی' بہرطور میں بے دھڑک بازار گیا اور اپنے لیے ریڈی میڈ سوٹ وغیرہ خریدے' پیسے میرے پاس بہت کافی تھے اور پھر ان کا مسئلہ نہیں تھا' کیونکہ میں جو کچھ بھی چاہتا شاہد بھائی سے حاصل کر سکتا تھا' بس یہ خیال بھی میں تھا کہ کہیں پولیس اس سلسلے میں شاہد بھائی کو پریشان نہ کرے حالانکہ اب اس امکانات نہیں تھے' شاہد بھائی کی اپنی بھی ایک پوزیشن تھی اور پھر میں جب بھی چاہتا نہ کسی ذرائع کو استعمال کرکے شاہد بھائی کی گلوخلاصی کرا سکتا تھا لیکن اس ٹریفک انسپکٹر ساتھ یہ سلوک کرکے مجھے ذہنی سکون حاصل ہوا تھا' ہوٹل کے کمرے میں یہ رات میرے لیے خاصی سوچوں کی رات تھی یہ سوچیں تو میری زندگی کے ساتھ ساتھ ہی رہی تھیں' ذہن نازاں باجی کی طرف گیا' نجانے ان لوگوں کے کیا تاثرات ہوں گے' بہر طور اب یہ نازاں باجی کا اپنا مسئلہ تھا کہ وہ کیا فیصلہ کرتی ہیں' اگر درحقیقت وہ آصف سلسلے میں اتنی ہی سخت رہیں تو پھر میرا رویہ کیا ہونا چاہیے' میں نے دل کی گہرائیوں یہ سب کچھ کیا تھا اس کا صلہ نازاں باجی کی طرف سے مجھے یہ نہیں ملنا چاہیے ورنہ میں ان کا وہ احترام نہ کرپاؤں' جو آج تک کرتا رہا تھا۔

پھر گزرتے ہوئے لمحات کے ساتھ ساتھ ہی مجھے مشعل شاہ یاد آیا' میری زندگی ایک نیا موڑ دینے والا کردار جس نے درحقیقت مجھے زندگی کی تمام لذتوں سے آشنا کرا تھا' عجیب انسان تھا' کیا کچھ نہیں کیا اس نے میرے لیے' کیا سے کیا بنا دیا مجھے' بلاشبہ میں اس کے شانے پر ہی سوار ہو کر زندگی کے یہ آسان راستے تلاش کرنے میں کامیاب ہوسکا تھا' ورنہ نجانے کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا' مشعل شاہ کو میں نے بڑی آسانی سے نظر انداز کر دیا' ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا' اس کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ بہت برا ہوا اور میں ابھی

تک یہ معلوم کرنے میں ناکام رہا کہ آخر مشعل شاہ کو کس نے قتل کیا تھا' یا ڈان سینٹر کیا ہے' جس کی اس نے مجھے ٹیلیفون پر نشاندہی کی تھی' یہ ایک انوکھا احساس تھا میرے ذہن میں اور میں مختلف سوچوں میں ڈوبا رہا تھا' جہانگیر خان یاد آیا جس سے یہ بات منسوب تھی بلکہ اب تقریباً" پایہ تکمیل تک پہنچ گئی تھی کہ اس نے ہی جمال آراء کو قتل کرایا تھا اور وہ بھی صرف میرے سلسلے میں مشعل کے بارے میں کہیں....... کہیں' اور دفعتاً" ہی میرے ذہن میں ایک چمک سی پیدا ہوئی' جہانگیر خان جس مجرمانہ ذہنیت کا مالک تھا اس کے تحت یہ بات بعید نہیں تھی کہ وہ مشعل شاہ کے سلسلے میں بھی کارروائی کر ڈالے' ہو سکتا ہے اسے اس بات کا علم ہوگیا ہو کہ میری پشت پر مشعل شاہ موجود ہے اور اس نے پہلے میری پشت خالی کرنا مناسب سمجھا ہو' یہ دوسری بات ہے کہ بعد میں وہ ابھی تک کوئی کارروائی نہیں کرسکا تھا لیکن اگر مشعل شاہ کے سلسلے میں بھی جہانگیر خان ہی کا ہاتھ ہے تو جہانگیر خان کو اس کے بارے میں بتانا ہوگا' حالانکہ جہانگیر خان نے مفاہمت کے راستے اختیار کرنا شروع کر دیے تھے اور خصوصاً" شمائل سے جو میرے تعلقات پیدا ہوگئے تھے ان کی بناء پر غالباً" اس نے اپنے لیے ایک تحفظ حاصل کرلیا تھا' لیکن مشعل شاہ کے سلسلے میں اگر وہ ذمہ دار ثابت ہوا تو پھر' اور یہ بات بھی میرے ذہن کو چڑھ گئی' جہانگیر سے معلومات حاصل کرنی چاہیے' چاہے اس کے لیے مجھے کوئی ٹیڑھا راستہ ہی کیوں نہ اختیار کرنا پڑے اور ان دنوں تو میرے تمام راستے ٹیڑھے ہو ہی رہے تھے' میں سوچتا رہا اور پھر میں نے فیصلہ کرلیا کہ جہانگیر کے سلسلے میں سخت کارروائی ضروری تھی' چنانچہ دوسرے دن میں نے اسی سلسلے میں عمل شروع کر دیا اور جہانگیر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے لگا' اس کی تمام مصروفیات میرے علم میں تھیں اور میں تقریباً" پورا دن ہی اس کا تعاقب کرتا رہا تھا' یہاں تک کہ شام کو اسے اپنی کوٹھی میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا اور یہ بھی میری خوش قسمتی تھی کہ کوٹھی کے دوسرے مکین غالباً" کہیں جا رہے تھے اس کا مقصد ہے کہ جہانگیر مجھے کوٹھی میں تنہا مل سکتا ہے' ملازمین وغیرہ کی مجھے فکر نہ تھی' شمائل کو البتہ میں نے ان لوگوں کے ساتھ جاتے ہوئے نہیں دیکھا تھا اور اس خدشے کا شکار ہو رہا تھا کہ ہوسکتا ہے شمائل گھر میں موجود ہو' بہرطور اب مجھے اس سے کوئی غرض نہیں تھی' چنانچہ میں اپنے کام کے لیے موقع کی تلاش میں رہا اور اس وقت رات کے تقریباً" سو آٹھ بجے تھے جب

Scanned And Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں جہانگیر کی کوٹھی میں داخل ہوگیا' داخلے کے لیے میں نے احاطے کی دیوار ہی کو استعمال کیا تھا' کچھ دیر میں اپنی جگہ کھڑا ماحول کا جائزہ لیتا رہا اور پھر آہستہ آہستہ میں نے اندرونی عمارت کی جانب قدم بڑھا دیے' جہانگیر کا کمرہ تلاش کرنے میں کسی خاص دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا' بیرونی صورتحال کا میں اچھی طرح جائزہ لے چکا تھا' جہانگیر اپنے کمرے میں رائٹنگ ٹیبل پر بیٹھا ہوا کچھ لکھنے میں مصروف تھا' میں نے دروازے کو ہلکا سا دھکا دیا تو وہ کھل گیا' دروازے اس نے اندر سے بند نہیں کیا تھا' البتہ دروازہ کھلنے کی آواز اس نے سن لی تھی اور گردن گھما کر مجھے دیکھا تھا پھر اس کے انداز میں نمایاں تبدیلی رونما ہوئی اور اس نے حیران لہجے میں کہا۔

"ارے دانش صاحب آپ' خیریت کیا ہوگیا؟" یہ الفاظ اس نے بے ساختگی کے عالم میں ادا کیے تھے' میں نے پلٹ کر کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر دیا اور جہانگیر کے چہرے پر حیرت کے نقوش گہرے ہوگئے۔

"دانش........ دانش صاحب خیریت تو ہے یہ کچھ عجیب سی' عجیب سی بات نہیں ہے' آپ بغیر کسی اطلاع کے اور اچانک اس طرح آگئے آئیے؟" میں گہری نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا میری آنکھوں کی کیفیت پتا نہیں اس وقت کیا تھی جس نے جہانگیر کے چہرے کے تاثرات میں تبدیلی پیدا کرنا شروع کر دی اور پھر میں نے پھنکارتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"تمہارا نام جہانگیر خان ہے؟" میرے ان الفاظ نے جہانگیر خان کے چہرے پر ایک بار پھر حیرت کے آثار نمودار کیے اور وہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر ادھر ادھر دیکھنے لگا پھر آہستہ سے بولا۔

"آپ کو کیا ہوگیا ہے دانش صاحب' آپ........ آپ خاصے بدلے بدلے نظر آرہے ہیں؟"

"میرا نام دانش نہیں ہے سمجھے' میں کچھ تم سے معلوم کرنا چاہتا ہوں' اس وقت عافیت اسی میں ہے کہ تم اس کا جواب دو۔" جہانگیر بری طرح بدحواس نظر آرہا تھا' اس نے ایک بار پھر گہری نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر بولا۔

"آپ تشریف تو رکھیے آپ........ آپ بیٹھیے کچھ کچھ منگواؤں میرا خیال ہے

آپ کے لیے' کیا منگواؤں؟"

"جہانگیر خان پہلے میرے سوال کا جواب دو تم ہی جہانگیر خان ہو نا' کہیں ایسا نہ ہو کہ تم جہانگیر خان کے دھوکے میں میرے ہاتھوں کوئی نقصان اٹھا جاؤ۔"

"مم........ میں........ میں جہانگیر ہی ہوں' مگر مگر کیا آپ' کیا آپ مجھے پہچان نہیں پا رہے دانش صاحب اور آپ' آپ نے یہ کیا کہا کہ آپ دانش نہیں ہیں؟"

"ہاں میں دانش نہیں ہوں اور نہ ہی جانتا ہوں کہ یہ کس چڑیا کا نام ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"تت........ تو' عجب........ پھر' م........ گر آپ کی صورت مم........ میرا مطلب ہے آخر آخر........" جہانگیر حیرت سے ناچ رہا تھا۔

"بیٹھ جاؤ جہانگیر خان اسی کرسی پر بیٹھ جاؤ مگر نہیں کرسی میز کے پاس سے ہٹا لو اور دونوں ہاتھ میری نگاہوں کے سامنے رہنے چاہئیں' ورنہ دوسری صورت میں تمہیں مزید نقصانات کا سامنا کرنا پڑے گا۔" جہانگیر خان پاگلوں کی طرح مجھے دیکھتا رہا' پھر اس نے کرسی میرے اشارے پر اپنی جگہ سے سرکائی اور اس پر بیٹھ گیا۔

"بولو' اب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

"پہلے تو یہ غلط فہمی اپنے دل سے نکال دو کہ میرا نام دانش ہے' میرا کیا نام ہے یہ میں تمہیں بتانا ضروری نہیں سمجھتا لیکن جو سوال میں تم سے کر رہا ہوں وہ تمہاری زندگی کے لیے انتہائی اہم اور ضروری ہے۔"

"تعجب ہے بہرحال آپ جو کچھ کر رہے ہیں اس کے بارے میں بہتر سمجھتے ہوں گے۔"

"مشعل شاہ کا کیا قصہ ہے؟" میں نے جہانگیر کے چہرے پر نگاہیں جمائے بھاری اور سرد لہجے میں کہا۔

"مشعل شاہ۔" جہانگیر نے سوچنے والے انداز میں کہا پھر بولا۔

"مشعل شاہ کا کیا قصہ ہو سکتا ہے؟"

"کیا تم مشعل شاہ کو جانتے ہو؟"

"ہاں میں مشعل شاہ کو جانتا ہوں' لانڈھی کے علاقے میں ایک آستانہ بنایا ہوا تھا

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

اس نے اور پھر اس آستانے پر حملہ کیا گیا اور وہ میرا مطلب ہے مشعل شاہ مارا گیا۔ مگر
معاملات سے میرا کیا تعلق ہے؟"

"جہانگیر خان مشعل شاہ پر کس نے حملہ کیا تھا؟"

"آپ کے خیال میں کیا میں نے کیا تھا؟" جہانگیر خان نے متحیرانہ انداز میں پوچھا

"مشعل شاہ کے بارے میں تمہیں تفصیلات بتانا ہوں گی جہانگیر خان۔"

"دانش صاحب' آپ کو یہ انداز اختیار کرنے کی ضرورت نہیں تھی' اگر کسی سلسلے میں مجھ سے کوئی معلومات درکار تھیں تو میں آپ سے ہر ممکن تعاون کرنے کے لیے آمادگی کا اظہار کر رہا ہوں' آپ یقین کیجیے مشعل شاہ کے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم اور آخر آپ دانش ہونے سے کیوں انکار کر رہے ہیں' یہ مسئلہ مجھے سمجھا دیجیے اس کے بعد میں آپ کے تمام سوالات کے جواب دوں گا۔" میرے ہونٹوں پر تلخ سی مسکراہٹ پھیل گئی اور میں نے آہستہ سے کہا۔

"اس لیے کہ میں کسی دانش کو نہیں جانتا۔"

"تو پھر آپ کون ہیں اور اس کے ہمشکل کیوں ہیں؟"

"کیا میں تمہارا یہ جواب دینے کے لیے مجبور ہوں جہانگیر خان؟"

"آپ کی مرضی ہے ویسے ایک بات آپ ذہن نشین کر لیجیے اگر آپ واقعی دانش نہیں ہیں تو میرا خیال ہے......... میرا خیال ہے' اوہ میرے خدا' بھئی بیٹھ جائیے آپ سے بہت سی گفتگو کرنا ہے مجھے' آپ براہ کرم یہ تصور ذہن سے نکال دیجیے کہ میں آپ سے عدم تعاون کروں گا یا آپ کو کوئی نقصان پہنچاؤں گا۔"

"ڈان سینٹر کیا ہے؟" میں نے اسی انداز میں سوال کیا اور جہانگیر خان کا چہرہ پھر بونقوں جیسا ہو گیا۔

"ڈان سینٹر......... ڈان سینٹر۔" وہ ایک دم اچھل پڑا تھا۔ "کیوں ڈان سینٹر سے آپ کو کیا دلچسپی ہے؟

"افسوس تمہاری زندگی کے لمحات بہت مختصر رہ گئے ہیں' جہانگیر خان تم میرے ہاتھوں اپنی زندگی فنا کیے بغیر باز نہیں آؤ گے۔" میں نے خونخوار لہجے میں کہا اور وہ دونوں ہاتھ سامنے کرتا ہوا بولا۔

"سنو دوست ایک بات میری بھی سن لو اس کے بعد جو کچھ تم مجھ سے کہو گے میں وہی کروں گا وعدہ کرتا ہوں' بات دراصل یہ ہے کہ اگر تم دانش نہیں ہو تو تمہارا مجھ سے بڑا ساتھی اور مجھ سے بڑا ہمدرد اور کوئی نہیں ہوگا' میرے اور تمہارے درمیان ہر طرح کا تعاون ہو سکتا ہے لیکن اس وقت جب میں یہ یقین کر لوں کہ تم درحقیقت دانش نہیں ہو۔"

"کہہ چکے یا اس کے بعد بھی مزید کچھ کہنا ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"نہیں مجھے یہی کہنا تھا۔"

"ڈان سینٹر کیا ہے؟" میں نے پھر سوال کیا اور جہانگیر ایک طویل سانس لے کر گردن ہلاتا ہوا بولا۔

"ڈان سینٹر دنیا بھر کے بڑے بڑے صنعتکاروں کا قائم کیا ہوا ایک خفیہ ادارہ ہے اور اس خفیہ ادارے کی وسعت اتنی ہے کہ شاید انسانی ذہن اس کا تصور نہ کر سکے۔ دنیا کا کوئی ملک ایسا ہوگا یا کوئی شہر ایسا ہوگا خصوصاً وہ صنعتی شہر جو بڑی اہمیت کے حامل ہیں جہاں ڈان سینٹر کے نمائندے نہیں ہوں گے' ڈان سینٹر کا ہیڈ آفس کہاں ہے یہ بات شاید دنیا کے گنے چنے چند افراد کو معلوم ہو لیکن اس ہیڈ کوارٹر میں دنیا بھر کی صنعتی تقدیر کے فیصلے ہوتے ہیں' اجارہ دار صنعتکار دنیا بھر میں پھیلی ہوئی صنعتوں اور دوسری اشیاء کی قیمتوں کے بارے میں فیصلے کرتے ہیں' ملکوں کے حساب کتاب کے توازن سے یہ طے کیا جاتا ہے کہ کس ملک میں کس چیز کی قیمت کیا رکھی جا سکتی ہے' کہاں کس چیز کی قلت پیدا کر کے قیمتیں بڑھائی جا سکتی ہیں' کونسا ملک کس قدر بوجھ اٹھا سکتا ہے' دنیا بھر کے وہ صنعتکار جو ڈان سینٹر کے ممبر ہیں ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں اور تعاون نہ کرنے والوں کی تقدیر کے فیصلے کیے جاتے ہیں' یوں سمجھ لیں کہ آپ کہ ڈان سینٹر بہت بڑی قوت ہے اور وہاں سرمایے کے ذریعے ملکوں کے بارے میں فیصلے ہوتے ہیں' اگر ڈان سینٹر چاہے تو کسی تباہ شدہ ملک کی معیشت کو بحال کر سکتا ہے اور اگر وہ کسی حکومت کی پالیسیوں کے خلاف ہو جائے تو پھر یوں سمجھ لو کہ اس کے لیے زندہ رہنا مشکل ہو جاتا ہے' یہ ہے ڈان سینٹر۔" میں نے حیرانی سے یہ تمام باتیں سنیں اور پھر میں نے پوچھا۔

"تم ڈان سینٹر کے ممبر ہو جہانگیر خان۔"

Scanned and Uploaded By Nageen
WWW.PAKSOCIETY.COM

"آہ' کاش ہوتا۔ ایک بار مجھے اس کا موقع ملا تھا لیکن میں اس کے لیے تیار نہیں ہو سکا جس کی بناء پر بد ترین حالات سے دوچار ہونا پڑا ورنہ مقدس کریم میرے منہ پر تھوک نہیں سکتا تھا' ڈان سینٹر کے نمائندے کی حیثیت سے مقدس کریم جیسے بیس افراد کو خرید سکتا تھا' اگر وہاں میری درخواست منظور ہو جاتی لیکن لیکن غلطی ہو گئی مجھ سے' غلطی ہو گئی۔"

"ڈان سینٹر کے ارکان مجرمانہ حرکات بھی کرتے ہیں۔" میں نے سوال کیا اور جہانگیر خان نے کسی قدر تمسخرانہ انداز میں مجھے دیکھا اور بولا۔

"اگر جرم کا کوئی خاص تعین کر سکتے ہو تو الگ بات ہے ورنہ جو کچھ ہوتا ہے یہ کوئی نیک کام نہیں ہے' بس یوں سمجھ لو کہ ان کے جرائم اتنے بڑے پیمانے پر ہوتے ہیں کہ کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔"

"جہانگیر خان صاحب یہاں ہمارے اس ملک میں ڈان سینٹر کے کتنے ممبر موجود ہیں؟" جہانگیر خان چند لمحات خاموش رہا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"صرف ایک کے بارے میں' میں جانتا ہوں اور وہ ہے کاظم شاد۔"

"یہ کون ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"یہاں کا ایک بہت بڑا صنعتکار' شاد انڈسٹریز کا مالک۔"

"ہوں.......... کاظم شاد اسی شہر میں رہتا ہے؟"

"ہاں شاید تمہاری اس سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی مم......... میرا مطلب ہے اگر آپ.......... آپ۔" وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہو گیا غالباً یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ اگر میں دانش منصور ہوں تو۔

میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ جہانگیر خان سے جو گفتگو ہوئی تھی اس سے کوئی مفہوم نہیں ادا ہو سکا تھا سوائے اس کے کہ ڈان سینٹر کے بارے میں کچھ تفصیلات معلوم ہوئی تھیں' مشعل شاہ نے ٹیلی فون پر جن حالات میں ڈان سینٹر کا حوالہ دیا تھا اس کے نتیجے میں یہی سوچا جا سکتا تھا کہ مشعل شاہ پر حملہ ڈان سینٹر ہی کی وساطت سے ہوا ہے تو پھر اس کا مقصد ہے کہ بات بہت آگے کی ہے' ایک نام میرے علم میں آیا تھا' کاظم شاد کا اگر جہانگیر خان نے اس سلسلے میں غلط بیانی سے کام لیا ہے تو اس

سے تو بعد میں بھی نمٹا جا سکتا تھا' ویسے شاد انڈسٹریز کے بارے میں میں نے سنا تھا لیکن زیادہ وضاحت کے ساتھ نہیں' بہر طور اس کا جائزہ بھی لے لیا جائے گا' ابھی میں کوئی مزید فیصلہ نہیں کر سکا تھا کہ دفعتاً باہر دروازے پر دستک سنائی دی اور پھر دروازہ زور زور سے پیٹا گیا' جہانگیر نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے میری جانب دیکھا اور میں نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور اس کے بعد دروازہ کھول دیا' میرا خیال تھا کہ اندر اگر کوئی ملازم وغیرہ آیا ہے تو اس سے نمٹ لوں گا لیکن آنے والی شمائل تھی جو سیدھی گھستی چلی آئی تھی اور پھر جہانگیر خان کو اس جگہ بیٹھے دیکھ کر اس نے نگاہیں گھما کر ادھر ادھر دیکھا تھا تب اس نے مجھے دیکھا اور ایک لمحے کے لیے اس کا چہرہ حیرت کا آئینہ بن گیا' میں نے جہانگیر خان سے کہا۔

"اچھا جہانگیر خان مجھے جو کچھ تم سے معلوم کرنا تھا اس میں سے تھوڑا سا حصہ معلوم کر لیا ہے اس کے بعد.......... اس کے بعد۔"

"مگر سنئے تو سہی مسٹر دانش منصور' میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اس کی وجہ کیا ہے اور یہ جو آپ کہہ رہے ہیں اس کی بنیاد کیا ہے؟"

"ڈ.......... ڈیڈی یہ.......... یہ' یہ دانش منصور تو نہیں ہیں' وہ تو.......... وہ تو بیمار اور' اور.........." شمائل نے کہا اور اس کے بعد آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر مجھے دیکھنے لگی' میرے لیے اب یہاں رکنا مناسب نہیں تھا' چنانچہ میں الٹے قدموں دروازے کی جانب پلٹا اور پھر دروازے سے باہر نکل کر میں نے دروازہ باہر سے بند کر دیا' اس کے بعد میں برق رفتاری سے اسی راستے سے واپس باہر نکل آیا' جہاں سے اندر داخل ہوا تھا' اب یہاں رکنا بے مقصد تھا اور پھر یہاں سے واپسی بھی اپنے ہوٹل میں ہوئی' کیونکہ اس کے علاوہ کہیں جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا' مجھے کوئی پریشانی نہیں ہوئی تھی' ابھی تک کام جس انداز میں شروع کیا تھا اس میں باآسانی چل رہا تھا لیکن جہانگیر خان سے جو کچھ معلومات حاصل ہوئی تھیں وہ کافی سنسنی خیز تھیں' اس سلسلے میں میرے خیال میں نہ تو ڈیڈی کو کچھ معلوم تھا نہ مشعل شاہ کو' اگر مشعل شاہ کو اس کا کچھ اندازہ ہوتا تو وہ مجھے اس بارے میں ضرور بتاتا اور پھر مشعل شاہ کے جو افکار تھے وہ سیدھے سیدھے ڈان سینٹر کے مفادات سے ٹکراتے تھے' چنانچہ ڈان سینٹر نے مشعل شاہ کے خلاف کارروائی کر ڈالی

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

اور عین وقت پر مشعل شاہ کو اس کا علم ہو سکا، مگر جہانگیر خان خود بھی تو کم نہیں تھا، اس سے کسی بھی فراڈ کی توقع کی جا سکتی تھی، کہیں اور سے مزید کچھ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی جائے، وہ کون ہو سکتا ہے، دماغ دوڑانے لگا اور ایک نام ذہن میں آ گیا، شمشاد بیگ بہترین مہرہ تھا، دوسرے دن ساڑھے گیارہ بجے کے قریب میں نے شمشاد بیگ سے ملاقات کا فیصلہ کیا، اس سے اس ہی کی حیثیت سے ملاقات کرنی تھی چنانچہ ایک عمدہ لباس اور کرائے کی ایک کار کا بندوبست کرنا پڑا، ان تیاریوں کے بعد میں شمشاد بیگ کے ہاں پہنچ گیا، میں نے ایک ملازم کو اشارہ کیا۔

"جی صاحب۔"

"شمشاد بیگ صاحب ہیں۔"

"پتہ نہیں صاحب۔"

"تم یہاں کام نہیں کرتے۔"

"کرتا ہوں۔"

"کیا کرتے ہو۔"

"مالی ہوں۔"

"تمہیں پتا نہیں شمشاد بیگ صاحب گھر میں ہیں یا نہیں۔"

"پتوں میں چھپے ہوتے یا درختوں میں لٹکے ہوتے تو ضرور بتا دیتا اندر کی بات مجھے کیا معلوم۔"

"جیتے رہو۔ میں نے آنکھیں پھاڑ کر کہا، جی خوش کر دیا تمہارے جواب نے کلاسیکل چیز تھی اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتا نیلاب نظر آ گئی، اس نے مجھے دیکھ لیا اور ٹھٹک گئی، پھر اس کے چہرے پر حیرت اور خوشی کے تاثرات نظر آئے، مالی آگے بڑھتا چلا گیا۔"

"نیلاب بہت خوبصورت تھی وہ مجھے اس وقت بھی پسند آئی تھی جب وہ جہانگیر خان کی ہدایت پر میرے قریب آئی تھی اور بعد میں خود غائب ہو گئی تھی، یہ سچ ہے کہ مجھے اس کی جستجو ہی تھی، نیلاب چند لمحات تو حیران رہی اور اس کے بعد پر مسرت انداز میں آگے بڑھ کر بولی۔"

"کیا جاگتی آنکھوں سے خواب دیکھے جا سکتے ہیں۔"

"ہاں جب کسی کو بہت زیادہ عزت دینا ہو تو۔"

"سمجھی نہیں۔" اس نے کہا۔

"مطلب یہ ہے کہ کسی کی آمد پر خوبصورت الفاظ کی ادائیگی اس کی عزت بڑھانے کے مترادف ہے اور مجھے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے مس شمشاد۔"

"آپ یقین کریں دانش میں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ آپ اس طرح بے تکلفی سے ہمارے گھر چلے آئیں گے۔"

"نجانے کیوں لوگ دوسروں کے بارے میں آسمانی باتیں سوچ لیا کرتے ہیں، میں زمین پر ہی رہتا ہوں زمین ہی کا باشندہ ہوں، کسی سیارے سے میرا تعلق نہیں ہے اور جن لوگوں سے میں متعلق ہوں ان سے کبھی بھی کسی بھی جگہ مل سکتا ہوں، بلکہ میں نے تو مختلف ہی انداز میں سوچا تھا، میں نے یہ سوچا تھا کہ کہیں بے تکلفی آپ کو ناگوار نہ گزرے۔"

"کیسی باتیں کرتے ہیں آیئے آیئے اندر آیئے۔" نیلاب نے کہا۔" بڑی چاہت سے مجھے اندر لے گئی، ڈرائنگ روم کے بجائے اس نے اپنے ذاتی کمرے کا رخ کیا تھا۔

"آپ کی شخصیت سے تو میں پہلے ہی دن متاثر ہوا تھا نیلاب، بلاشبہ آپ میں جو سلیقہ اور نفاست پائی جاتی ہے بہت کم لوگوں میں ہوتی ہے اور اب آپ کے اس بیڈ روم کو دیکھ کر مجھے یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ آپ کے سلسلے میں میں نے جو کچھ سوچا تھا غلط نہیں تھا۔"

"کتنی عزت دیں گے دانش صاحب، میں اس کی متحمل نہیں ہو سکوں گی۔"

"میں نے آپ سے کہہ دیا کہ یہ صرف آپ کا خیال ہے میں آپ کی بے پناہ عزت کرتا ہوں اور خاص طور سے شمشاد بیگ صاحب کے اس انکشاف کے بعد تو میرے دل میں آپ دونوں کی وقعت اور بڑھ گئی ہے، نیلاب کسی قدر سنجیدہ ہو گئی اور خاموشی سے گردن جھکا کر کچھ سوچنے لگی۔ میں نے کہا۔"

"شمشاد بیگ صاحب موجود نہیں ہیں۔"

"لنچ پر آ جائیں گے اور آپ، جب آپ نے اس بے تکلفی کا اظہار کر دیا ہے تو

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

اب آپ یوں سمجھ لیجئے میں آپ کو لنچ سے پہلے جانے نہیں دوں گی۔"

"بھئی لنچ سے پہلے جا بھی کون رہا ہے کھانا آپ کے ساتھ ہی کھائیں گے۔" میں نے کہا اور نیلاب شمشاد بیگ مسکرانے لگی پھر اس نے کہا۔

"یہاں بیٹھنے میں کوئی تکلف تو نہیں محسوس ہو رہا۔"

"نہیں بالکل نہیں میرا خیال ہے آپ نے یہ خصوصی عزت افزائی کی ہے میری۔"

"میری تو سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آپ کو کہاں بٹھاؤں بس' بس دل یہ چاہ رہا تھا کہ کوئی ایسی جگہ ہو جو آپ کے شایان شان ہو مذاق نہ اڑایئے گا میرا یہ بات نہیں ہے کہ میں نے بس کمرے ہی کو آپ کے شایان شان سمجھا ہے بس میرا دل چاہا کہ میں آپ کو مہمانوں کی طرح ڈرائنگ روم میں نہ بٹھاؤں سو یہاں لے آئی۔"

"بہت بہت شکریہ سنایئے نیلاب کیا مشاغل ہیں آپ کے کیا کرتی ہیں۔"

"پہلے تو میں یہ سوال کروں گی آپ سے کہ آپ اچانک ہی یہاں کیسے آ گئے' ہمیں بتایا بھی نہیں ڈیڈی کو بتاؤں گی تو اتنا خوش ہوں گے کہ فوراً" ہی بھاگے چلے آئیں گے۔"

"نہیں اب ایسی جلدی بھی نہیں ہے بس کچھ کام بھی تھا آپ سے اور پھر کچھ عجیب سی ذہنی کوفت کا شکار تھا' اس لیے آپ لوگ یاد آئے تو آپ کی جانب چلا آیا۔"

"مجھ سے تو کوئی کام نہیں ہے۔"

"نہیں نیلاب ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ یقین کریں کام اتنا اہم بھی نہیں ہے' میں نے اپنے مخصوص انداز اور مخصوص لہجے میں کہا' میں یہاں اردو نہیں بول رہا تھا کیونکہ یہ سب لوگ جانتے تھے کہ میں اردو سے ناواقف ہوں ویسے مجھے خدشہ تھا کہ کہیں میرے بارے میں شمشاد بیگ کو علم نہ ہو گیا ہو کہ میں ان دنوں اپنی کوٹھی میں نہیں پایا جاتا لیکن وہی بات ہے حد سے زیادہ احتیاط حماقت کے مترادف ہوتی ہے اور میں یہ حماقت نہیں کرنا چاہتا تھا' نیلاب شمشاد بیگ سے دنیا جہاں کی باتیں ہوئیں کلب کے بیشتر کردار موضوع گفتگو بنے اور اس کے بعد اتفاقیہ طور پر شمشاد بیگ وقت سے بہت پہلے واپس آ گیا نیلاب کو اس کی آمد کا علم ہوا تو وہ مسکراتی ہوئی باہر آئی اور شمشاد بیگ سے کہنے لگی۔"

" ڈیڈی آج آپ کو میں ایک ایسی شخصیت سے ملانے والی ہوں جس کی یہاں

موجودگی کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔"

"اچھا.........کون ہے وہ؟" شمشاد بیگ نے سوال کیا اور میں خود ہی باہر نکل آیا' شمشاد بیگ کی کیفیت بھی نیلاب سے مختلف نہیں ہوئی تھی' اس کے بعد ہم ڈرائنگ روم میں پہنچے تھے نیلاب کھانے کا انتظام کرنے چلی گئی تھی شمشاد بیگ نے رسماً" گفتگو کرنے کے بعد کہا۔

"مجھ سے کوئی کام تو نہیں تھا دانش صاحب۔"

"ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"میں خلوص دل سے حاضر ہوں فرمایئے۔" شمشاد بیگ بولا۔

"تھوڑی سی معلومات درکار ہیں شمشاد بیگ صاحب۔"

"جی جی بے تکلفی سے فرمایئے۔" شمشاد بیگ نے کہا۔

"ڈان سینٹر کیا ہے؟" میں نے سوال کیا اور شمشاد بیگ چونک کر مجھے دیکھنے لگا دیکھتا رہا اور پھر اس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"کوئی حادثہ ہو گیا۔" میں خاموش نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا' اس کی بات کا میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا شمشاد بیگ خود ہی سنبھل کر بولا۔

"ویسے آپ سے عرض کردوں' دانش منصور صاحب کہ ڈان سینٹر کے بارے میں بہت کم بلکہ اکا دکا لوگ ہی تفصیلات جانتے ہیں' صنعتکاروں کے اور سرمایہ داروں کے علم میں یہ نام آ جاتا ہے لیکن اس وقت جب انہیں ڈان سینٹر کی طرف سے کوئی پیشکش ہوتی ہے میں خوش قسمتی سے ان لوگوں میں شامل ہوں' جنہیں ڈان سینٹر کی طرف سے کوئی پیشکش تو نہیں ہوئی لیکن جنہیں اس کے بارے میں کافی تفصیلات معلوم ہو چکی ہیں۔"

میں نے اب بھی کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی سے شمشاد بیگ کی صورت دیکھتا رہا مقصد یہی تھا کہ وہ مجھے ان باتوں کے بجائے ڈان سینٹر کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کرے شمشاد بیگ نے میرا مقصد سمجھ لیا اور بولا۔

"ڈان سینٹر دنیا بھر کے سرمایہ داروں کی ایک تنظیم کا نام ہے۔" شمشاد بیگ نے مجھے وہی تمام تفصیلات بتائیں جو جہانگیر خان بتا چکا تھا' پھر اس نے کہا۔

"اور مقامی طور پر ڈان سینٹر کے مفادات کا نگراں یہاں کاظم شاد ہے اور کاظم شاد

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

کے بارے میں آپ کو یقینی طور پر کچھ نہ کچھ تفصیلات ضرور معلوم ہوں گی۔"

"مزید تفصیلات معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"بہت سی انڈسٹریز کاظم شاد کے نام پر چل رہی ہیں یہ بات حتمی طور پر نہیں کہی جاسکتی کہ وہ سب اس کی ملکیت میں ہو سکتا ہے ان میں سے کچھ ڈان سینٹر کے زیرِ اہتمام بھی ہوں لیکن یہ بات کبھی منظرِ عام پر نہیں آسکی ویسے ڈان سینٹر کے معاملات بڑے پراسرار اور پوشیدہ ہیں' جن سرمایہ داروں کو اس کا ممبر بننے کی پیشکش کی جاتی ہے' دنیا بھر میں ان کے سرمائے کو تحفظ مل جاتا ہے اور اگر کہیں کسی جگہ وہ دیوالیہ ہو جائیں تو انہیں اتنی ہی مالیت کا فنڈ مہیا کر دیا جاتا ہے جس حیثیت کے وہ مالک ہوتے ہیں' اگر کسی انڈسٹری میں انہیں کسی سے مقابلے کی سرمایہ کاری کرنی پڑ جائے تو ڈان سینٹر کا خزانہ منہ کھول دیتا ہے اور پھر کسی کا اس سے مقابلہ ممکن نہیں ہوتا' میرا خیال ہے جہانگیر کو ڈان سینٹر کی رکنیت کا پیغام ملا تھا مگر انہوں نے اس سے انکار کر دیا تھا' کیونکہ اس کے بعد تمام تر سرمایہ ڈان سینٹر میں رجسٹرڈ ہو جاتا ہے اور اگر کہیں ضرورت پیش آئے تو وہ سرمایہ چند لمحات کے نوٹس پر ڈان سینٹر منتقل کر دیا جاتا ہے اور وہ شخص قلاش ہو جاتا ہے لیکن عارضی طور پر' اس کے بعد ڈان سینٹر میں مزید فیصلے کیے جاتے ہیں اور کچھ نہ کچھ کرلیا جاتا ہے' ایک عجیب و غریب اور بہت پراسرار کہانی ہے ڈان سینٹر کی۔"

"کاظم شاد کے بارے میں کچھ علم ہے آپ کو۔"

"کاظم شاد کے بارے میں اتنی ہی تفصیلات میرے علم میں ہیں کہ وہ یہاں ڈان سینٹر کے سربراہ ہیں اور ان ہی کے توسط سے لوگوں کو ڈان سینٹر کے پیغامات موصول ہوتے رہتے ہیں' خاصے بارسوخ آدمی ہیں۔"

"کاظم کہاں رہتے ہیں۔"

"محمد علی ہاؤسنگ سوسائٹی میں ہے اور اس کے علاوہ ڈان سینٹر کا ایک خفیہ آفس انہوں نے بوٹ بیسن پر سمندری جھیل کے کنارے بنا رکھا ہے۔" شمشاد بیگ نے مجھے اس آفس کے بارے میں مکمل تفصیلات اور اس کی شناخت بتائی پھر کہنے لگے۔ "لیکن آپ کو اس سے کیا دلچسپی پیدا ہوگئی دانش صاحب۔"

"بھئی اب ان تمام چیزوں سے واقفیت تو ضروری ہے اور تم سے یہ بات معلوم

WWW.PAKSOCIETY.COM

نے کا مقصد اتنا ہے کہ یہ سب کچھ رازداری میں رہے گا۔"

"مطمئن رہیں کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوگی کہ آپ نے مجھ سے اس قسم کی کوئی گفتگو کی تھی۔"

"کاروبار کیسا چل رہا ہے۔"

"بس جو کچھ ہو رہا ہے اس سے مطمئن ہوں غیر مطمئن نہیں' کبھی آپ کی مدد کی ضرورت پیش آئی تو گریز نہیں کروں گا۔"

"میں نے کب منع کیا ہے۔" میں نے جواب دیا' نیلاب نے کھانا لگ جانے کی اطلاع دی اور اس کے بعد بہترین لنچ کیا گیا پھر میں نے شمشاد بیگ سے اجازت طلب کرلی تھی' کسی حد تک کام ہو ہی گیا تھا اور میں نے درحقیقت صحیح آدمی کا انتخاب کیا تھا چنانچہ اب اس کے بعد جو کچھ کرنا تھا انہیں معلومات کی روشنی میں کرنا تھا اور یہ سب کچھ کرنے کے لیے کچھ انتظامات بھی ضروری تھے' تمام لوگوں سے کٹ کر بیٹھ گیا تھا اور صرف ہوٹل تھا' تنہائی تھی' سوچیں تھیں اور میں تھا' لیکن اب سوچوں سے نکل کر عملی زندگی میں آگیا تھا چنانچہ نچلا بیٹھنے کا تصور بھی ممکن نہیں تھا۔

☆☆☆

البتہ دوسری صبح سونے کے بعد طبیعت بحال ہوگئی تھی' اخبار آچکا تھا' میں نے ناشتہ طلب کیا اور اخبار کی ورق گردانی کرنے لگا' سٹی پیج پر ایک چھوٹی سی خبر میرے بارے میں چھپی ہوئی تھی' میں نے دلچسپی سے اسے دیکھا "دانش منصور بغرض علاج لندن جاچکے ہیں۔" میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' میں جانتا تھا کہ یہ سب کیا ہے یقینی طور پر آصف نے یا رشید ناگی نے یہ کارروائی کی تھی تاکہ میری غیر موجودگی کو چھپایا جاسکے' ورنہ یہ سوال کیا جاسکتا تھا کہ میں اچانک ہی کہاں غائب ہوگیا' بہرطور وہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں انہیں کرنے دیا جائے اس کی تمام تر ذمہ داری نازاں باجی پر عائد ہوتی ہے' الیاس بھائی نے مجھ سے کہا تھا کہ میں کبھی مجرم نہ بنوں اور میں نے ان سے وعدہ کرلیا تھا لیکن نازاں باجی نے مجھے میرا یہ عہد توڑنے پر مجبور کیا تھا' میں اپنے آپ کو اس سلسلے میں قطعی قصوروار نہیں سمجھتا تھا۔

غالباً پانچواں دن تھا جب اچانک ہی میرے ذہن میں ایک اور تصویر ابھری کاظم شاد کو اس طرح نظرانداز نہیں کردینا چاہیے' کچھ کیا جائے اس سلسلے میں آخر بات کسی نہ کسی شکل میں تو آگے بڑھے ایک طرح سے معطل ہوکر رہ گیا تھا' مشعل شاہ کے بارے میں جو کچھ معلوم ہونے کی امید پیدا ہوئی تھی۔ ٹیلی فون ڈائریکٹری اٹھا کر کاظم شاد کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے لگا' شاد انڈسٹریز تلاش کی جو مل گئی اور اس کے بعد میں شاد انڈسٹریز کے تمام کوائف دیکھنے لگا' اس کا مکان ہل پارک کے پاس ایک بہترین علاقے میں تھا اور اس کا پورا پتا درج تھا' میں نے یہ پتا خاص طور سے ذہن نشین کرلیا اور اس

کے ساتھ ہی ٹیلی فون نمبر بھی' پھر اپنا حلیہ مختصر سا تبدیل کرکے میں ایک بار پھر گاڑی میں نکل آیا اس بار میں نے چشمے کے ساتھ ساتھ بالوں کا اسٹائل بھی تبدیل کیا تھا اور سیدھی مانگ نکالنے سے درحقیقت میرے چہرے میں ایک نمایاں تبدیلی رونما ہوئی تھی' البتہ بال ذرا بگڑ سے گئے تھے' کیونکہ انہیں سیدھی مانگ کی عادت نہیں تھی لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا' ویسے میں نے ہیئر سپرے استعمال کیا تھا میں کار ڈرائیو کرتا رہا اور تھوڑی دیر کے بعد شاد انڈسٹریز کے علاقے میں پہنچ گیا میں نے کاظم شاد کی فیکٹری دیکھی چھوٹی چھوٹی کئی فیکٹریاں تھیں جو قریب قریب ہی بنی ہوئی تھیں لیکن وہاں کاظم شاد کے بارے میں کوئی تفصیلات معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

وہاں سے ہٹا اور ہل پارک کے علاقے میں پہنچ گیا۔ کاظم شاد کا بنگلہ حسین ترین تھا' ایک چکر لگا کر اچھی طرح اس کا جائزہ لینے کے لیے کار ہل پارک کی بلندیوں طے کرنے لگی اور تھوڑی دیر کے بعد میں اسے پارکنگ لاٹ میں پارک کرنے کے بعد ٹہلتا ہوا آگے بڑھ گیا' وہاں اس وقت بہت کم لوگ نظر آرہے تھے' میں ایک لمبا چکر کاٹنے کے بعد اس جگہ پہنچ گیا' جہاں سے کاظم شاد کا بنگلہ نظر آرہا تھا' وسیع و عریض احاطہ تھا' خوبصورت لان تھا' حسین ترین عمارت لیکن وہاں بے رونقی سی چھائی ہوئی تھی' غالباً کاظم شاد کی رہائش گاہ میں زیادہ افراد موجود نہیں تھے' یہ فیصلہ میں نے ضرور کرلیا تھا کہ اس وقت تک یہاں موجود رہوں گا جب تک کاظم شاد کے کے بارے میں تفصیلات نہ معلوم ہو جائیں اور اس طرح میں نے یہاں کافی وقت گزار دیا' میری محنت رائیگاں نہیں گئی' دو گاڑیاں باہر سے آئی تھیں اور اندر آکر رکی تھیں' ان میں سے دو نوجوان لڑکے باہر نکلے تھے' جو غالباً ان گاڑیوں کو ڈرائیو کرکے یہاں تک لائے تھے' وہ اندر چلے گئے اور میں دلچسپی سے اس کارروائی کو دیکھنے لگا' تقریباً بیس منٹ کے بعد تین نوجوان لڑکیاں ایک معمر عورت اور ایک قدرے جوان عورت باہر نکلے' بہترین لباسوں میں ملبوس تھے' ہنستے بولتے آرہے تھے' دو چھوٹے چھوٹے بچے بھی ساتھ تھے جن کی عمریں بارہ اور گیارہ سال کے قریب ہوں گی' وہ سب ان گاڑیوں میں بیٹھ گئے اور ابھی گاڑیاں واپسی کے لیے پلٹ رہی تھیں کہ نیلے رنگ کی ایک اور شاندار کار گیٹ سے اندر داخل ہوئی اور دونوں گاڑیوں میں بیٹھے تمام لوگ نیچے اتر آئے اور اس گاڑی سے کاظم شاد کو اترتے دیکھ کر میرے چہرے پر دلچسپی

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

کے آثار پیدا ہو گئے' کاظم شاد خوب صورت سوٹ میں ملبوس نیچے اترا تھا اور پھر وہ ان لوگوں سے گفتگو کرتا رہا' میں سنسنی خیز نگاہوں سے اس منظر کو دیکھ رہا تھا' گفتگو کرنے کے بعد وہ اندرونی حصے کی جانب چل پڑا اور وہ لوگ جس طرح پہلے گاڑیوں میں بیٹھے تھے اسی طرح بیٹھ گئے' دونوں گاڑیاں باہر نکل گئیں' یہ صورت حال سمجھ میں آرہی تھی' غالباً یہ سب لوگ کاظم شاد کے اہل خانہ تھے جو کہیں جارہے تھے' ہو سکتا ہے کاظم شاد کو پہلے سے ان کے جانے کے بارے میں معلوم نہ ہو اور اس وقت وہ اچانک آگیا ہو چنانچہ رسمی گفتگو ہو رہی ہو' یہ سارے اندازے میں دل ہی دل میں قائم کر رہا تھا' لیکن یہ بھی سوچ رہا تھا کہ یہ صورتحال میرے حق میں بہترین ہے' اگر اس کے اہل خاندان گھر سے کہیں باہر چلے گئے ہیں تو میرا خیال ہے اس سے بہترین موقع مجھے اور کبھی فراہم نہیں ہو سکتا' چنانچہ میں دیکھتا رہا' دونوں گاڑیاں باہر نکل کر سڑک پر رواں ہو گئی تھیں اور چند ہی لمحات کے بعد وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئیں' کاظم شاد اندر چلا گیا تھا' ذرا سی دیر میں ایک شخص باہر آیا یہ دبلے پتلے بدن کا ایک مدقوق سا آدمی تھا' شاید ڈرائیور معلوم ہوتا تھا' اس نے کاظم شاد کی گاڑی میں بیٹھ کر اسے ریورس کیا اور پھر ایک جگہ لے جاکر کھڑا کر دیا چابی اپنی جیب میں ڈال کر وہ ایک طرف بنے ہوئی چھوٹے سے کمرے میں چلا گیا۔

میرے لیے اس سے بہتر موقع شاید اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا' دل ہی دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ قدرت اس وقت میری رہنمائی کر رہی ہے اور میں جس مقصد کے لیے یہاں آیا ہوں وہ شاید آج ہی پورا ہونے والا ہے' ویسے ذہنی طور پر میں اس کام کے لیے مکمل تیار نہ تھا جس کے لیے میں نے سوچا تھا' تاہم اس کے لیے ابھی وقت درکار تھا کیونکہ فضا میں ابھی اچھی خاصی روشنی پھیلی ہوئی تھی' مجھے بہت زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا' البتہ اس عمارت کا میں اس دوران جائزہ لیتا رہا تھا اور یہ سوچتا رہا تھا کہ یہاں سے بھاگنے کے لیے کونسا راستہ مناسب ہو سکتا ہے اور اس کے لیے میں نے ایک فیصلہ بھی کرلیا تھا' بنگلے کی پشت پر چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں تھیں اور اونچے اونچے ٹیلے اوپر تک ابھرے ہوئے تھی' کچھ درخت بھی تھے' ان ٹیلوں پر چڑھ کر باآسانی ایک درخت کے ذریعے بنگلے کی چھت پر اترا جاسکتا تھا اور چھت پر پہنچنے کے بعد کوئی بھی ذریعہ ایسا ہو سکتا ہے جس سے نیچے اترا جایا جائے لیکن اس کے لیے اندھیرا ہونے کا انتظار کرنا بے حد

ضروری تھا' کیونکہ دن کی روشنی میں پارک کے اوپر سے ہی مجھے یہ عمل کرتے ہوئے دیکھا جاسکتا تھا' ایک طرح سے یہ جگہ مخدوش بھی تھی اور دوسرے طور پر انتہائی کارآمد' پتا نہیں کاظم شاد نے ان تمام باتوں کا خیال کیوں نہیں رکھا تھا' ورنہ گھر بناتے ہوئے ان چیزوں کا خصوصی خیال رکھا جاتا ہے' یا تو وہ بہت زیادہ خود اعتمادی کا شکار تھا یا پھر اس نے ایسے انتظامات کر لیے تھے کہ باہر سے داخل ہونے والا کوئی بھی شخص زندہ واپس نہ آسکے اور یہ خطرہ میرے لئے بھی درپیش ہو سکتا تھا' لیکن ان خطرات کو خاطر میں لانے کے لیے میرے ذہن میں کچھ تھا ہی نہیں' میں تو اپنا کام کرنا چاہتا تھا' پھر کچھ دیر کے بعد میں نے کاظم شاد کو باہر آتے ہوئے دیکھا' وہ ایک گاؤن پہنے ہوئے تھے' ایک بوڑھا آدمی اس کے قریب پہنچ گیا اور کاظم شاد بنگلے کے دونوں حصوں میں لگے ہوئے پودوں کی جانب بڑھ گیا۔

وہ باغبانی سے کافی دلچسپی رکھتا تھا' پودوں کے قریب اکڑوں بیٹھ کر انہیں دیکھتا رہا اور بوڑھا آدمی جو مالی معلوم ہوتا تھا اسے ان پودوں کے بارے میں تفصیلات بتاتا رہا' کاظم شاد نے کچھ پتیاں وغیرہ نوچ کر انہیں قریب سے دیکھا اور پھر کافی دیر تک وہ ان کیاریوں میں مصروف رہا' ویسے بنگلے میں بہت ہی حسین پھول کھلے ہوئے تھے' جنہیں ایک نگاہ دیکھ کر داد دینے کو جی چاہتا تھا' کاظم شاد ان مصروفیتوں میں گم رہا' مجھے یہ اندازہ لگانے میں ذرا دقت ہو رہی تھی کہ بنگلے میں کل کتنے افراد ہیں' ویسے اہل خانہ میں سے کوئی نظر نہیں آتا تھا اور صرف ملازمین وغیرہ ہی ہو سکتے تھے' ایک ملازم تو اس کوارٹر میں چلا گیا تھا جو ملازمین ہی کے کوارٹر معلوم ہوتے تھے اور دوسرا اس کے ساتھ چہل قدمی کر رہا تھا' کافی دیر کے بعد کاظم شاد اندر داخل ہو گیا۔

"ہل پارک میں اب تھوڑی سی رونق بڑھ گئی تھی رات کو آنے والے آنے لگے تھے اور کافی چہل پہل ہو گئی تھی' مجھ سے کچھ فاصلے پر بھی چند جوڑے آکر بنچوں پر بیٹھ گئے تھے چنانچہ اب میں نے چہل قدمی شروع کر دی۔ بہت دیر سے بیٹھے بیٹھے طبیعت بھی اکتا گئی تھی میں اب اپنے اس پورے پروگرام کو ذہن میں ترتیب دے چکا تھا' جس پر مجھے ابھی تھوڑی دیر کے بعد عمل کرنا تھا۔ شام کے جھٹپٹے فضا میں اتر آئے' مجھے یہ بھی خطرہ تھا کہ کہیں کاظم شاد باہر نہ نکل جائے' اور اس چیز کو میں خاص طور سے ذہن میں رکھے ہوئے تھا۔ چنانچہ جب رات کا اندھیرا پھیل گیا تو میں اپنی جگہ سے نیچے اتر آیا۔ ویسے ہل

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

پارک کے اوپری حصے میں ہونے والی روشنیاں کاظم شاد کے بنگلے کو بھی منور کر رہی تھیں اور وہ کام جو میں خاموشی سے رات کی تاریکی میں کرنا چاہتا تھا' میرے لیے زیادہ خطرناک ہوگیا تھا........ لیکن اب جو بھی ہوگا دیکھا جائے گا........ چنانچہ میں ہل پارک سے نیچے اتر آیا اور ایک پتلی سی سڑک پر آگے بڑھ کر بالآخر بنگلے کی پشت پر اس جگہ پہنچ گیا جہاں ٹیلے ابھرے ہوئے تھے........ مجھے اپنا یہ کام برق رفتاری سے سرانجام دینا تھا۔ میں ایک ٹیلے پر چڑھا اور اس کے بعد درخت پر شاخوں سے گزرتا ہوا بالآخر اس بنگلے کی چھت پر پہنچ گیا اور وہاں ایک لمحے رکنے کے بعد برق رفتاری سے بائیں سمت پہنچ کر اس جگہ احاطے میں اتر گیا جہاں گہری سبز اور لمبی گھاس اگی ہوئی تھی۔ گھاس پر کودنے سے کوئی آواز نہیں ہوئی تھی' مجھے تعجب ہوا کہ یہاں بھی کوئی ایسا انتظامی معاملہ نہیں ہے' جس سے بنگلے کو کوئی تحفظ دیا جاسکے۔ بہرطور اگر ایسے لوگ ایسی حرکتیں نہ کریں تو پھر اس کے دشمنوں کا کام کیسے پورا ہو؟"

"یہاں پہنچ کر میں نے اپنے آپ کو پرسکون کیا اور اس کے بعد اس عمارت میں داخلے کے لئے کوئی مناسب جگہ تلاش کرنے لگا' عقب میں ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا' بالکل ہی بے پرواہی سے کام لیا گیا تھا' ہو سکتا ہے اہل خانہ ہی بے پروا مزاج رکھتے ہوں .... میں اس دروازے سے اندر داخل ہوگیا۔ پتلی سی راہداری تھی جو دونوں سمتوں میں چلی گئی تھی اور ان میں سے ایک سمت کا انتخاب کر کے مجھے آگے بڑھنا تھا۔ قدموں کی کوئی چاپ میں نے پیدا نہیں ہونے دی........ ویسے عمارت باہر کی طرح اندر سے بھی خوب صورت تھی اور ہونی بھی چاہیے کاظم شاد جیسے آدمی کی عمارت تھی۔"

مختلف راہداریوں سے ہوتا ہوا میں ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں مجھے وہی شخص ملا جو مالی کے طور پر کاظم شاد کے ساتھ نظر آیا تھا وہ ہاتھ میں کچھ برتن سنبھالے باہر نکل گیا تھا یا اپنے لیے کچھ لے جارہا تھا اگر یہ دو افراد ہیں یہاں تو پھر میرا تو کام باآسانی بن جائے گا چنانچہ اب اس کے بعد مجھے وہ عمل کرنا تھا جو میں چاہتا تھا۔ میں صدر دروازے کے قریب پہنچا۔ باہر جھانکا اور اس کے بعد میں نے دروازہ اندر سے بند کر دیا لیکن بند کر کے ابھی پلٹا ہی تھا کہ اپنے سامنے کسی کو دیکھ کر میں دہشت زدہ رہ گیا وہ بھی ایک تندرست و توانا آدمی تھا جو حیران نگاہوں سے یہ منظر دیکھ رہا تھا کہ میں کون ہوں اور دروازہ کیوں بند کر

رہا ہوں اس کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے' میں اسے دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا اور وہ حیرانی سے گردن جھٹک کر آگے بڑھ آیا........

"جی کون صاحب ہیں آپ کیا بات ہے۔" اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا "ایک منٹ دوست ایک منٹ۔" میں نے مصافحے کے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا اور اس شخص نے بے اختیار ہاتھ آگے بڑھا دیا لیکن جیسے ہی اس کا ہاتھ میری گرفت میں آیا' میں نے اسے ایک زوردار جھٹکا دیا اور دوسرے لمحے میرا ایک طاقتور گھونسا اس کی کنپٹی پر پڑا۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ لیکن میں نے فوراً ہی لپک کر اپنا ہاتھ اس کی گردن میں ڈال دیا اور اس کا منہ بھینچ لیا تاکہ اس کے حلق سے آواز نہ نکل سکے۔ اس کے ساتھ ہی میں اس کی گردن پر دباؤ ڈال رہا تھا اور تھوڑی دیر کے بعد میں نے اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے محسوس کیے میں اسے گھسیٹتا ہوا ایک سمت لایا اور اسے ایک اندھیری سی جگہ ڈال دیا پھر اس کے نزدیک بیٹھ کر میں یہ اندازہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگا کہ وہ مرتو نہیں گیا لیکن اس کا سانس چل رہا تھا' البتہ اسے اس طرح چھوڑ دینا میری لیے مناسب نہیں تھا........ چنانچہ میں نے اس کی قمیص اتار کر اس کے ٹکڑے کر کے اس کے منہ میں کپڑا ٹھونسا اور اس پر ایک پٹی باندھ دی اس کے بعد اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں بھی باندھ دیے۔

اس کام سے فارغ ہونے کے بعد میں وہاں سے آگے بڑھا جس بڑے کمرے میں روشنی ہو رہی تھی میرا خیال تھا کاظم شاد اسی کمرے میں ہوگا اور میں اس کمرے کے سامنے پہنچ گیا' کمرے کے دروازے میں شیشے لگے ہوئے تھے میں نے ان شیشوں سے جھانک کر دیکھا' کاظم شاد ایک آرام کرسی میں دراز کتاب پڑھ رہا تھا' میں اس کا جائزہ لیتا رہا کہ وہ کس ٹائپ کا آدمی ہے اور کس قدر مدافعت کر سکتا ہے' ویسے مجھے یہ بھی پتا نہیں تھا کہ دروازہ اندر سے بند ہے یا نہیں۔ اس کو دیکھنے کے لیے میں نے دروازے پر ہلکا سا دباؤ ڈالا اور دروازہ اندر دبنے لگا' اس کا مقصد تھا کہ دروازہ اندر سے بند نہیں ہے۔ بس اب یہ دیکھنا تھا کہ تقدیر میرا کس قدر ساتھ دیتی ہے۔ ابھی اس وقت کوئی بھی کاظم شاد سے ملنے آسکتا تھا کوئی بھی ایسا کام ہو سکتا تھا جو میرے منصوبے کو ناکام کر دے' لیکن اب اس کا کیا سوال پیدا ہوتا تھا کہ میں یہاں آنے کے بعد اپنے مقصد کو ترک کر دوں........

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

چنانچہ میں نے آخری بار ہمت کی اور بھرپوری قوت سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا کاظم شاد زیادہ سے زیادہ کسی آنے والے کے بارے میں یہ سوچ سکتا تھا کہ وہ اس کا ملازم ہو گا' لیکن کوئی ملازم اس طرح طوفانی انداز میں اندر داخل ہو یہ اس کے لیے حیران کن بات تھی اس کے ہاتھ سے کتاب گرتے گرتے بچی اور اس نے گھٹنوں پر اسے سنبھال لیا پھر حیران نگاہوں سے سامنے دیکھنے لگا وہ چند لمحات پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھتا رہا اور اس کے بعد شاید اس نے مجھے پہچان لیا کیونکہ دوسرے لمحے اس نے کھڑے ہونے کی کوشش کی تھی لیکن اس دوران میں اس کے سر پر پہنچ گیا تھا' میں نے ایک بھرپور تھپڑ اس کے رخسار پر مارا کہ اس کا منہ دوسری جانب گھوم گیا اور کرسی سمیت نیچے آپڑا تھا' میں اسے موقع نہیں دینا چاہتا تھا' چنانچہ میں فوراً ہی اس پر سوار ہو گیا اور اس کے گاؤن کی تلاشی لے ڈالی' دراصل میں یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس کے لباس میں پستول وغیرہ تو موجود نہیں ہے' وہ میرے نیچے دبا ہوا تھا اور اس کے جسم میں کوئی جنبش نہیں پائی جاتی تھی لیکن گاؤن کی جیبیں خالی تھیں چنانچہ میں نے اسے تھپڑوں پر رکھ لیا اور تھوڑی دیر بعد اس نے دونوں ہاتھ سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو رک جاؤ' کیا بات ہے مجھے بتاؤ......... کک......... کیا.........؟" لیکن میرا ایک گھونسا اس کے سینے پر پڑا اور وہ ایک کراہ کے ساتھ دروازے کے قریب جا گرا میں بھی دروازے کے پاس پہنچ گیا تھا' میں یہی چاہتا تھا کہ اسے دروازے سے قریب لے آؤں یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ اس کمرے میں کون کون سی چیزیں ہیں جو میرے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی ہیں' چنانچہ اسے مکمل طور پر قابو میں رکھنا تھا دروازے کے قریب پہنچ کر میں نے پھرتی سے دروازہ اندر سے بند کیا اور اس کے بعد ایک بار پھر اس کی جانب متوجہ ہو گیا۔ میں نے اس کے بال پکڑ کر اسے اٹھایا اور آہستہ آہستہ گھسیٹتا ہوا لے جا کر اسے ایک بار پھر اسی کرسی کو سیدھا کر کے اس پر بٹھا دیا' اچھی خاصی مرمت کر چکا تھا میں اس کی اور اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار نظر آ رہے تھے وہ ادھر ادھر دیکھ رہا تھا پھر اس نے اپنا خون صاف کیا اور وحشت زدہ نگاہوں سے مجھ دیکھنے لگا میں اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا اور پھر میں نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں اس سے پوچھا۔

"مجھے پہچانتے ہو.........؟"

"تت......... تم تم' تم روز آرگنائزیشن کے آدمی ہو نا۔" اس نے سرسراتی ہوئی آواز میں کہا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تم چاہو تو یہ سمجھ سکتے ہو.........."

"کیا چاہتے ہو مجھ سے' کیا مقصد ہے تمہارا یہاں آنے کا' قتل کرنے کے خواہش مند ہو مجھے۔؟"

"ہاں مائی ڈیئر کاظم شاد میرا دراصل تم سے ایک اور حساب ہے چنانچہ آج یہ حساب کتاب صاف ہو جائے گا۔"

"کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو' اگر تم روز آرگنائزیشن کے آدمی نہیں ہو تو انسان بنو آرام سے بیٹھ کر مجھ سے بات کرو میری دشمنی صرف روز آرگنائزیشن سے ہے تم سے نہیں' تم جو کوئی بھی ہو اور مجھ سے جو کچھ بھی چاہتے ہو میرا خیال ہے میں تم سے اس کے لیے تعاون کروں گا' تم نے جو کچھ کیا ہے وہ ناقابل معافی ہے لیکن تم اگر میرے مقصد کے لیے کارآمد ثابت ہو سکے تو اطمینان رکھو میں اسے نظرانداز کر دوں گا۔"

"ویری گڈ بڑی اچھی بات ہے یہ تو مسٹر کاظم شاد' زرا مجھے ڈان سینٹر کے بارے میں تفصیلات بتایئے۔"

"کیا مطلب' ڈان سینٹر کے بارے میں کیا معلومات حاصل کرنا چاہتے ہو؟"

"آپ نے ابھی ابھی روز آرگنائزیشن کا نام لیا ہے اس لیے آپ ڈان سینٹر سے انحراف نہیں کر سکتے۔"

"نہیں کرتا مگر تمہیں اس سے کیا واسطہ تم کون ہو اپنے بارے میں بتاؤ' اپنی بات کرو میں تم سے وعدہ کر چکا ہوں کہ اگر تمہیں مجھ سے کوئی ایسی شکایت ہے جسے میں دور کر سکتا ہوں تو دور کرنے کی کوشش کروں گا۔"

"مشعل شاہ کہاں ہے؟" میں نے سوال کیا اور کاظم شاد کے چہرے پر کئی رنگ آ کر گزر گئے میں چونکہ گہری نگاہوں سے اس کا جائزہ لے رہا تھا اس لیے مجھے یہ اندازہ ہو گیا کہ وہ مشعل شاہ سے ناواقف نہیں ہے' وہ چند لمحات مجھے گھورتا رہا پھر اس نے آہستہ سے کہا.........

"کون مشعل شاہ.........؟"

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"جس کا آستانہ لانڈھی میں تھا۔"

"میں اسے نہیں جانتا تم۔ یقینی طور پر کسی غلط فہمی کا شکار ہو' مٹھل شاہ نامی کسی شخص کو میں بالکل نہیں جانتا۔"

"ٹھیک ہے کاظم شاہ تمہیں غالباً یاد نہیں آرہا اور میں یاد دلانے کا گر جانتا ہوں۔" میں آگے بڑھا اور میں نے اس کے بال پکڑ لیے اس بار اس نے میرے سینے میں گھونسے مارنے کی کوشش کی تھی اور اس میں کامیاب بھی ہوگیا تھا اور اس کے بعد میں نے ایک بار پھر اسے گھونسوں پر رکھ لیا۔ اس کے منہ سے عجیب سی آوازیں نکلنے لگی۔ اور پھر وہ دونوں ہاتھ آگے کرتا ہوا بولا۔

"ٹھہرو ٹھہرو رک جاؤ۔ براہ کرم رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں' بتاتا ہوں' رک جاؤ رک جاؤ اور جب میں رک گیا تو وہ ایک بار پھر کرسی پر پھیل گیا اب اس کے چہرے پر گہرے گہرے نیل نظر آرہے تھے ایک آنکھ بہت بری طرح زخمی ہوگئی تھی اور اس کے برابر کا حصہ گہرا نیلا پڑ گیا تھا۔ پیشانی پر دو تین جگہ ابھار نمودار ہوگئے تھے بالوں کا بھی ایک گچھا ٹوٹ کر میرے ہاتھ میں آگیا تھا جسے میں نے فضا میں اچھال دیا وہ اب اتنا نروس ہوگیا تھا کہ میں اس سے کسی جھوٹ بولنے کی توقع نہیں رکھ سکتا تھا' میں نے خونخوار نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے کہا۔"

"ہاں اب یہ بتاؤ' مٹھل شاہ تمہیں یاد آگیا.........؟"

"ہاں ہاں' آگیا آگیا.........."

"کہاں ہے وہ.........؟"

"خدا کی قسم میں نہیں جانتا' جو دل چاہے مجھ سے قسم لے لو میرے علم میں نہیں ہے۔"

"مٹھل شاہ کے آستانے پر کس نے حملہ کیا تھا.........؟"

"میں نے کرایا تھا میرے اپنے آدمی تھے.........."

"کیوں.........؟"

"اس لیے کہ میں یہاں ڈان سینٹر کے مفادات کی نگرانی کرتا ہوں اور مٹھل شاہ نے ایک خوفناک منصوبہ بنایا تھا جو ڈان سینٹر کے خلاف تھا اور ڈان سینٹر یہ نہیں چاہتا تھا

کہ مٹھل شاہ اس منصوبے میں کامیاب ہوسکے چنانچہ مجھے حکم دیا گیا تھا کہ مٹھل شاہ کو ختم کر دیا جائے۔"

"پھر.........؟"

"ہم نے یہ کارروائی کی وہاں بہت سے لوگ مارے گئے لیکن ان میں مٹھل شاہ موجود نہیں تھا.........."

"کیوں' وہ کہاں گیا.........؟"

"وہ غائب ہوگیا' وہ فرار ہوگیا میں تم سے پورے اعتماد کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں' اگر غلط ثابت ہو جائے تو تم نہ صرف مجھے بلکہ میرے پورے خاندان کو قتل کر دینا' میں اسے نہیں تلاش کر سکا بعد میں ڈان سینٹر کی طرف سے مجھے اس سلسلے میں خاصی لعن طعن بھی ہوئی لیکن میری مجبوری تھی' میں اسے تلاش کرنے میں ناکام رہا.........."

"یہ بات تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ مٹھل شاہ کی لاش ان لاشوں میں شامل نہیں تھی جو وہاں جلی ہوئی ملی تھیں.........؟"

"میرے سامنے کی بات ہے میں اس وقت خود بھی اس حملے کی قیادت کر رہا تھا' مٹھل شاہ میری آنکھوں کے سامنے نکل بھاگا تھا اور اس طرح غائب ہوگیا تھا کہ بعد میں ہم انتہائی کوشش کے باوجود اسے تلاش نہیں کر سکے۔"

"اور اس کے بعد مٹھل شاہ کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں ملی.........؟"

"میں اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ کاظم شاہ اس وقت سچ بول رہا ہے یا جھوٹ لیکن اندازہ یہ ہو رہا تھا کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے سچ ہی ہے' ایک طرح میرے دل میں ٹھنڈک سی پیدا ہوگئی تھی اور وہ جنون جو تھوڑی دیر پہلے نفرت اور انتقام کے جذبے کے تحت میرے دل میں نمودار ہوا تھا اب سرد پڑتا جارہا تھا اس کا مقصد یہ کہ مٹھل شاہ زندہ ہے اور یہ بات میرے لیے انتہائی باعث خوشی تھی لیکن' لیکن وہ یقیناً" کسی ایسی حالت میں ہے کہ اس نے مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہیں کی ورنہ ایسا ضرور کرتا' اب میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کاظم شاہ کے ساتھ کیا سلوک کروں' بہرطور چونکہ میں اس سے مٹھل شاہ کے بارے میں معلومات حاصل کر چکا تھا اس لیے اب اسے قتل کرنے کا کوئی جواز میرے پاس نہیں تھا اور ویسے بھی میں کسی کی زندگی سے ہاتھ نہیں

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

رنگنا چاہتا تھا اس طرح میں ایک قاتل بن جاتا' آنے والے وقت کے لیے میں یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ میرے اقدامات میں کس کس کی زندگیاں لینا شامل ہو' لیکن جہاں تک ہو سکے اس سے گریز کرنا مناسب تھا میں نے کاظم شاد سے کہا۔"

"ڈان سینٹر کے بارے میں مجھے اور تفصیلات بتاؤ۔ یہ بتاؤ اس کا ہیڈ آفس کہاں ہے.........؟"

"کیسی باتیں کرتے ہو تم نے تو صرف ڈان سینٹر کا نام سنا ہوگا اس کے بارے میں تفصیلات نہیں جانتے ہو گے میرا خیال ہے دنیا میں چند ہی افراد یہ بات جانتے ہیں کہ ڈان سینٹر کا ہیڈ آفس کہاں ہے' انہوں نے اسے بہت خفیہ رکھا ہے اور شاید یہ بات بھی تمہارے علم میں نہ ہو کہ ڈان سینٹر کے سربراہ کون لوگ ہیں........."

"ٹھیک ہے کاظم شاد مجھے ڈان سینٹر سے کوئی دلچسپی نہیں ہے میں تو مشعل شاہ کے بارے میں تفصیلات چاہتا تھا' بہرطور میرا تمہارا کام فی الحال ختم ہوگیا میں تمہیں زندہ چھوڑ رہا ہوں اور اسے میرا احسان سمجھنا لیکن اگر مشعل شاہ نہ ملا تو اس کے بعد ہمارا تمہارا سامنا ایک بار پھر ہوگا۔ مسٹر کاظم شاد" میں نے کہا اور اس کے بعد ادھر ادھر دیکھنے لگا کاظم شاد کے کمرے کے بستر پر جو چادر پڑی تھی میں نے اسے اٹھایا اور اس کی دھجیاں پھاڑنے لگا' کاظم شاد نے کہا.........

"سنو اگر تم مجھے باندھنے کی کوشش کر رہے ہو تو بیکار ہے میں تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتا ظاہر ہے تم یہاں سے نکل جاؤ گے اور میری حالت ایسی نہیں ہے کہ میں اٹھ کر پانی بھی پی سکوں اس لیے........." لیکن میں نے اس کی کسی بات پر توجہ نہیں دی میں نے اسے اسی کرسی پر بٹھایا اور اس کے دونوں ہاتھ پشت پر کس دیے اس کے بعد پاؤں باندھے اور پھر ادھر ادھر دیکھنے لگا' ملحقہ باتھ روم میں جا کر میں نے اپنا حلیہ درست کیا جب میں باہر نکل رہا تھا تو اچانک ہی مجھے ٹھٹک جانا پڑا تھا سامنے سے ایک خاتون اتری تھیں میرا اور ان کا فاصلہ چند گز کا تھا اور میرے لیے کوئی گنجائش نہیں تھی کہ میں کہیں چھپ کر ان کی نگاہوں سے محفوظ رہ سکتا۔ کار سے اترنے والی خاتون نے مجھے اور میں نے انہیں دیکھا اور دوسرے لمحے میرے چہرے کے عضلات میں ایک تناؤ سا پیدا ہوگیا یہ شناسا شکل تھی۔ سو فیصد شناسا اور مجھے یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ مجھے پہچان لیا

ہے۔ کیونکہ اس کے چہرے پر اچانک ہی حیرت کے نقوش نمودار ہوگئے تھے اب میرے لیے یہاں رکنا بے مقصد تھا چنانچہ میں آہستگی سے سیڑھیاں اترا اور اس کے سامنے سے گزرنے لگا تو اس نے مجھے روک کر کہا.........

"مسٹر گوتا والا کیا آپ نے مجھے پہچانا نہیں۔" میں نے چونک کر اسے دیکھا میری آنکھوں میں اجنبیت کے نشانات تھے۔ حالانکہ مجھ سے زیادہ اسے اور کون جان سکتا تھا یہ کرن زہرہ تھی۔ وہ حسین جال جو مجھ پر پھینکا گیا تھا اور جس کی بانی مسز اختر تھی وہ ایک بار اسے اپنی بھتیجی بنا کر میرے پاس لائی تھیں۔ مقصد یہی تھا کہ اسے مجھ پر مسلط کر دیا جائے اور میری دولت گھسیٹ لی جائے۔" میں نے آہستہ سے کہا.........

"معافی چاہتا ہوں خاتون میں نے آپ کو پہچانا نہیں"۔

"ارے آپ کو اردو بولنا آگیا۔" کرن زہرہ نے متحیرانہ لہجے میں کہا اس کے انداز میں خوشگوار کیفیت تھی میں نے شانے ہلاتے ہوئے کہا.........

"آپ کو سو فیصد غلط فہمی ہو رہی ہے میں گوتا والا نہیں ہوں میرا نام کچھ اور ہے۔

"نہیں سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کیا آپ مجھے بیوقوف سمجھتے ہیں مسٹر گوتا والا۔ لیکن میں یہ بات جانتی ہوں کہ آپ کیوں مجھے نظرانداز کر رہے ہیں درحقیقت میں آپ کی دنیا کی انسان نہیں تھی اور ظاہر ہے یہ بات منظر عام پر آنی ہی تھی........."

"آپ کو اس قدر غلط فہمی ہو رہی ہے کہ اب میں بھی حیران ہوگیا ہوں کہ میں سچ مچ گوتا والا تو نہیں ہوں۔"

"آپ اس کا اعتراف کیوں نہیں کر رہے۔ مجھ سے کیا خطرہ ہے آپ کو۔"

"معافی چاہتا ہوں خاتون۔ براہ کرم مجھے اجازت دیجئے گا۔" میں نے کہا اور بڑے شریفانہ اور مہذب انداز میں چلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ گیٹ سے باہر نکلتے ہوئے میں نے کرن زہرہ کو مڑ کر دیکھا اور متحیرانہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ ویسے کرن زہرہ نے مجھے دیکھ لیا تھا اس کے پتا نہیں کیا نتائج برآمد ہوں گے۔ میں یہ سوچتا ہوا برق رفتاری سے آگے بڑھتا پارکنگ لاٹ سے کرایہ کی کار نکالی اور اپنے ہوٹل پہنچ گیا۔

مشعل شاہ کی زندگی کی خبر سن کر دل کو جس خوشی کا احساس ہو رہا تھا۔ اس نے طبیعت میں بے حد جولانی پیدا کر دی تھی۔ لیکن بہت سے ایسے خیالات بھی تھے جو ذہن کو

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

الجھا رہے تھے اگر مشعل شاہ زندہ ہے تو پھر اس نے مجھ سے رابطہ کیوں نہیں قائم کیا وہ کون سے ایسے حالات تھے جن کی بنا پر وہ دنیا کی نگاہوں ہی سے روپوش ہوگیا' آخر ایسی کون سی بات تھی اور اب وہ کہاں ہے اگر ہے تو اسے تلاش کرنے کے کیا ذرائع ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایک اور احساس بھی دل میں پیدا ہوا۔ وہ یہ کہ میں نے عمل کی دنیا میں قدم رکھا تو بات آگے بڑھی اس سے پہلے ڈان سینٹر کے بارے میں بس دل ہی دل میں گھٹتا رہتا تھا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب مشعل شاہ کو کہاں تلاش کیا جائے۔ اس کے بعد اچانک میں کرن زہرہ کی جانب متوجہ ہوگیا۔ وہ وہاں کیوں پہنچی تھی لیکن اس سوال کا جواب مشکل نہیں تھا۔ اس جیسی لڑکیاں ہر بڑے آدمی سے دوستی رکھ سکتی ہیں اور کاظم شاد بھی کوئی معمولی شخصیت نہیں تھا کرن جیسی سوسائٹی گرل کی دوستیاں ایسے ہی لوگوں سے ہوتی ہیں۔ تھوڑی سی پریشانی یہ بھی تھی کہ بعد کے حالات وہاں کیا رہے ہوں گے اخبار سے کچھ کچھ اندازہ ہوگیا تھا مجھے زیادہ فکر رشید ناگی کی تھی اس کو بہت زیادہ مشکل پیش آرہی ہوگی۔ جس کے شانوں پر میں نے بہت سی ذمہ داریاں ڈال دی تھیں یہ فیصلہ کرنا میرے لیے مشکل ہو رہا تھا کہ اس سے رجوع کروں یا نہیں۔ بہت غورو خوض کرنے کے بعد میں نے فیصلہ کہ گمنام طریقے سے اس سے کم از کم تھوڑی بہت گفتگو کر کے اسے حوصلہ دے دوں گا۔ یقینی طور پر اس کے ساتھ یہ زیادتی تھی اور وہ حکم کا آدمی تھا اور اس طرح کم از کم مجھے صورتحال کا علم بھی ہو سکتا تھا اس کے لیے فون ہی کا استعمال زیادہ مناسب تھا۔ لیکن ہوٹل میں اپنے اس کمرے سے فون کرنے میں کوئی گڑ بڑ تو نہیں ہو جائے گی۔ بظاہر ایسا کوئی خدشا نظر نہیں آیا۔ لیکن یہ کام رات میں کرنا چاہتا تھا چنانچہ رات کا کھانا میں نے اپنے کمرے میں ہی طلب کرلیا پھر اس سے فارغ ہو کر اس سے بات کرنے کے لیے تیار ہوگیا میں اسے ہوشیار بھی کر دینا چاہتا تھا بہت دیر تک غورو خوض کرنے کے بعد بالآخر میں نے ٹیلی فون پر رشید ناگی کے نمبر ڈائل کیے۔ لیکن دوسری جانب سے اطلاع ملی تھی کہ رشید ناگی موجود نہیں ہے ادھر سے سوال کیا گیا.........؟"

"آپ کون صاحب بول رہے ہیں.........؟"

"میں ناگی صاحب کا ایک دوست ہوں۔ کہاں گئے ہیں وہ اس وقت۔"

"جناب عالی۔ وہ دو دن سے موجود نہیں ہیں اور ہمیں ان کے بارے میں کوئی

WWW.PAKSOCIETY.COM

معلومات نہیں ہیں۔"

"کوئی تشویشناک بات تو نہیں۔"

"آپ کون صاحب بول رہے ہیں.........؟"

"میں نے کہا نا میں ان کا دوست ہوں........."

"جی نہیں کوئی تشویشناک بات نہیں ہے وہ مصروف ہیں اور وہ بتا کر گئے تھے کہ ہو سکتا ہے وہ ایک دو دن واپس نہ آئیں۔"

"ہوں ٹھیک ہے۔"

"آپ کا اگر کوئی پیغام ہو تو بتا دیجیے گا۔" ادھر سے کہا گیا لیکن میں نے فون بند کر دیا تھا۔ رشید ناگی پتا نہیں کہاں مصروف ہے خیر یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی جو میرے لیے پریشانی کا باعث ہوتی۔ دوسرے دن میں نے صبح کے اخبارات ٹٹولنا شروع کر دیے۔ میں اس کی ایک ایک سطر کی چھان بین کرنے لگا۔ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کاظم شاد کی خبر اخبارات میں چھپی ہے یا نہیں۔ لیکن ان اخبارات میں اس سلسلے میں کوئی خبر نہیں تھی۔ پھر باقی وقت وہیں گزارا اور دوپہر کو نیچے آیا باہر آکر میں نے دوپہر کے اخبارات خریدے جو سنسنی خیز سرخیاں لگانے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ لیکن کاظم شاد کے بارے میں کوئی خبر دوپہر کے اخبارات میں نہیں ملی تھی۔ اس کا مقصد ہے کہ کاظم شاد کے بارے میں کوئی اطلاع باہر نہیں دی گئی میں پر سکون ہوگیا اور اب اس کے بعد کچھ وقت آرام کر کے مجھے اپنے آئندہ اقدامات کے سلسلے میں فیصلہ کرنا تھا ان میں سب سے اہم کام مشعل شاہ کی تلاش تھا لیکن کوئی ایسا ذریعہ ذہن میں نہیں آرہا تھا جو مشعل شاہ کی تلاش میں مدد دے سکے۔ اسی شام کو تقریباً پانچ ساڑھے پانچ بجے ہوں گے۔ میں ہوٹل سے باہر نکلا اور یونہی چہل قدمی کرنے کے انداز میں فٹ پاتھ پر چل پڑا۔

رشید ناگی سے ٹیلیفون پر بات کرنے کی بجائے اس کے ٹھکانوں پر اسے تلاش کیا جائے وہ میرے لیے کوئی ایسی شخصیت نہیں تھی جس سے میں ناواقف ہوتا۔ میں ایک معمولی سے لباس میں ملبوس اپنا حلیہ ایسے بنائے جس میں مجھے باآسانی پہچانا جاسکے چل پڑا اور اس کے بعد میں نے قسمت آزمائی شروع کر دی۔ لیکن اسے اپنی خوش بختی ہی کہا جاسکتا ہے کہ جس پہلی جگہ میں نے اسے تلاش کیا وہ مجھے وہیں نظر آگیا یہ ایک بڑا

میڈیکل اسٹور تھا جو اس کی ملکیت تھا میں میڈیکل اسٹور میں ایک گاہک کی حیثیت سے داخل ہوا تھا وہ اسٹور کے آخری حصے میں کسی سے مصروف گفتگو تھا میں چند لمحوں کے بعد اس کے سامنے تھا رشید ناگی نے اپنے سامنے کسی کو دیکھا تو اس کے چہرے پر سوالیہ آثار پیدا ہو گئے لیکن جب میں نے اپنا چہرہ اس کے سامنے کیا تو وہ دم بخود رہ گیا۔ ایک لمحے کے لیے تو اس کے منہ سے آواز بھی نہیں نکل سکی تھی پھر وہ بے اختیار کھڑا ہو گیا۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ یہاں اس دیوار کے پیچھے ایک کمرہ موجود ہے اور اس وقت میں تمہارے ساتھ اسی کمرے میں چلنا چاہتا ہوں۔" وہ بری طرح چکرایا ہوا تھا لیکن فوراً ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور پھر جلدی سے اس کمرے کا دروازہ کھول دیا اور مجھے راستہ دے دیا۔ میں اندر داخل ہو گیا تھا۔ رشید ناگی نے اپنے آدمیوں کو کچھ ہدایات کیں اور اس کے بعد وہ بھی دروازے کے اندر آگیا۔ میں نے اس دوران کمرے میں روشنی کر دی تھی۔ بڑا آرام دہ پرسکون ائرکنڈیشنڈ کمرہ تھا۔ وہ ششدر نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کم از کم تمہیں مجھے دیکھ کر اس قدر حیران نہیں ہونا چاہیے ناگی۔"

"دانش صاحب آپ نے......... آپ نے فون کیا تھا میرے لئے۔"

"ہاں کیا تھا۔"

"میں سمجھ گیا تھا اور آپ نہیں جانتے اس وقت سے میں کتنا بے چین ہوں۔ آپ .... یہ سب کچھ کیا کر دیا ہے آپ نے......... یہ کیا کر دیا آپ نے دانش صاحب؟"

"بیٹھو بہت پریشان معلوم ہوتے ہو........."

"میری پریشانی کی بات کرتے ہیں آپ۔ پانچ پونڈ وزن کم ہو چکا ہے میرا اس دوران اتنی پریشانیوں میں وقت گزرا ہے میرا کہ کئی راتیں سو نہیں سکا ہوں۔"

"ارے میں تم جیسے طاقتور انسان سے اس کچے پن کی توقع نہیں رکھتا تھا۔"

"کمال کرتے ہیں آپ۔ سر سے سایہ اتر جائے تو انسان کتنا بے بس ہوتا ہے یہ ان دنوں کوئی مجھ سے پوچھے سب کچھ کر سکتا ہوں۔ سارے کام بخیر و خوبی سرانجام دے رہا ہوں' لیکن یہ محسوس کرتا ہوں کہ میری پشت میں سوراخ ہو گیا ہے اور اس سے اندر

داخل ہونے والی ہوائیں میرے اندرونی اعضا کو کاٹ رہی ہیں........."

"یہ بتاؤ کیا کھلا پلا رہے ہو؟"

"کافی پیش کر سکتا ہوں فوری طور پر اور کھانے کے لئے کچھ بسکٹ وغیرہ۔"

"منگوالو۔" میں نے کہا اور وہ باہر نکل گیا پھر کچھ دیر کے بعد آیا تو اس کے ہاتھوں میں ایک ٹرے تھی جس میں کافی کے برتن اور ایک پلیٹ میں کئی قسم کے بسکٹ رکھے ہوئے تھے۔

"کیا کافی تیار تھی۔" میں نے سوال کیا۔

"جی۔ تھوڑی دیر پہلے منگوا چکا تھا مگر خدا کے واسطے کچھ تو سمجھا دیجئے۔" میں نے ایک بسکٹ اٹھایا اور اسے دانتوں سے کاٹتے ہوئے کسی سوچ میں گم ہو گیا۔ رشید ناگی کی اس بات نے نجانے کیوں میرے ذہن پر ایک عجیب سا حملہ کیا تھا اور میں کھو سا گیا تھا۔ میں خاموشی سے بسکٹ کھاتا رہا اور اسے گھورتا رہا۔ میں نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا تھا۔ پھر میں نے کہا۔

"رشید ناگی میں نے تم سے بھی کنارہ کشی اختیار کی اور جانتے ہو اس کی وجہ کیا تھی۔؟"

"کیا؟"

"مجھے تم پر ضرورت سے کہیں زیادہ اعتماد ہے میں جانتا ہوں کہ میری ہدایت کے بغیر بھی تم جو کچھ کر سکتے ہو وہ بعض اوقات اس سے بھی بہتر ہو سکتا ہے جتنا میں سوچ سکتا ہوں میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میرے اور تمہارے درمیان تعلقات ایسے ہیں کہ اگر تم اپنے طور پر کوئی فیصلہ کر کے قدم اٹھا لیتے ہو تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا اور یہ بات تم بھی اچھی طرح جانتے ہو۔ چنانچہ اس دوران اگر میں نے تم سے بھی ملاقات نہیں کی تو اس کا مقصد یہ تھا کہ مجھے علم تھا کہ ان حالات کو صرف تم سنبھال سکتے ہو اور کوئی ایسا قدم اٹھا سکتے ہو جو میرے مفادات کے لئے بہترین ہو یہ ایک اعتماد ہے مجھے تم پر اور اس کا اظہار میں تم سے پہلے بھی کر چکا ہوں اور تم اس بات کو تسلیم بھی کر چکے ہو کہ میں تم پر اعتماد میں قطعی مخلص ہوں۔"

"جی میں جانتا ہوں دانش صاحب۔"

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"تو کیا یہ ممکن نہیں ہے رشید ناگی کہ مشعل شاہ نے بھی مجھے ایسے ہی کسی امتحان میں ڈال دیا ہو۔" میں نے رشید ناگی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اچانک کہا اور وہ چونک پڑا۔ چند لمحات خاموشی سے مجھے دیکھتا رہا پھر بولا۔

"خدا کی پناہ بڑی دور کی کوڑی لائے ہیں آپ.........."

"ایک خیال آیا ہے ذہن میں تمہارا کیا خیال ہے کیا بالکل غلط ہو سکتا ہے۔ مشعل شاہ پر حملہ کسی نے بھی کرایا ہو بلکہ اس سلسلے میں کچھ معلومات بھی حاصل ہو چکی ہیں مجھے۔ لیکن مشعل شاہ کی موت کی تصدیق نہیں ہو سکی۔ آستانے پر جو کچھ ہوا اس کی تفصیلات تمہیں بھی معلوم ہیں اور مجھے بھی۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ مشعل شاہ ان لوگوں کے چنگل سے بچ نکلا ہو اور اس کے بعد اس نے سوچا ہو کہ مجھے میری دنیا میں آزاد چھوڑ دیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ میں اس کے مقصد کو کس حد تک آگے بڑھا سکتا ہوں۔ ہو سکتا ہے یہ بھی ایک امتحان ہو۔ اسی طرح جس طرح میں نے تم پر بھروسہ کرکے اپنے آپ کو ان سارے معاملات سے اچانک دور کر لیا تھا.........."

"خدا کی قسم بڑا مضبوط نکتہ ہے۔ بڑی گہری سوچ ہے۔ امکانات ہیں اس بات کے اور پھر مشعل شاہ نے آپ پر جس قدر بھروسہ کیا اس کے تحت یہ بات قطعی طور پر سوچی جا سکتی ہے کہ وہ جس مقصد میں بھی مصروف ہوں کم از کم اس طرف سے مطمئن ہوں گے کہ جو قدم آپ اٹھائیں گے وہ بالکل مناسب ہوگا۔"

"اس طرح مجھے مشعل شاہ کی زندگی کا اور زیادہ یقین ہو جاتا ہے"

"اب تو مجھے بھی اس بات کا یقین ہے کہ شاہ صاحب زندہ ہیں اور یقیناً" ایک دن وہ اس طرح نمودار ہو جائیں گے جس طرح آپ اس وقت اس میڈیکل اسٹور میں آ گئے ہیں؟" اس نے کہا اور بولا۔ "کافی لیجئے ٹھنڈی ہو جائے گی۔" میں نے کافی کے دو گھونٹ لئے اور پھر مسکراتی نگاہوں سے اسے کو دیکھنے لگا۔

"مشعل شاہ تو اپنے پاس ابھی تک نہیں پہنچے۔ لیکن آپ میری خوش بختی سے میرے سامنے آ گئے ہیں۔ خدا کے واسطے مجھے تو بتا دیجئے یہ سب کچھ کیا ہے؟" میں نے کافی کی پیالی نیچے رکھی اور چند گہری سانسیں لینے کے بعد بولا۔

"میں تمہیں پوری تفصیل سے بتاؤں گا تم اس وقت مصروف تو نہیں ہو.........."

"کمال کرتے ہیں اس سے زیادہ مصروفیت میرے لئے اور کیا ہو سکتی ہے۔"

"کیا تم یہ بات سوچتے تھے رشید ناگی کہ میں دشمنوں کے چنگل میں ہوں اور مشکلات کا شکار ہو گیا ہوں۔"

"سوچی تھی۔ انسان ہیں آپ بھی اور میں بھی وہ لوگ بھی انسان ہیں جو آپ کے دشمن ہیں کوئی بھی کسی جگہ نقصان اٹھا سکتا ہے میں بھی آپ بھی اور وہ بھی یہ تشویش تو ایک فطری حیثیت رکھتی تھی۔"

"بہر حال میں بھی اپنے آپ کو غیر انسانی حقوق کا مالک قرار نہیں دوں گا تم یہ سمجھ لو کہ میں ابتداء سے تمہیں ساری تفصیل بتاتا ہوں۔ دراصل رشید ناگی الیاس احمد ایڈووکیٹ کو تو جانتے ہو نا ان کی بہن نازاں کو بھی۔ ایک بھابی بھی ہیں میری۔ بڑا جذباتی رشتہ ہے میرے اور ان کے درمیان۔ اتنا جذباتی کہ میں تمہیں الفاظ میں نہیں بتا سکتا۔ نازاں باجی نے صرف اس لئے اپنی زندگی برباد کرنے کے بارے میں سوچا اور آصف نور سے علیحدگی اختیار کرنے کا فیصلہ کیا کہ وہ مجھ سے ناراض تھیں اور ناراضگی اس بات پر تھی کہ میں نے انہیں چند حقائق سے لاعلم رکھا ہے۔ ان حقائق سے انہیں لاعلم رکھنے کی وجہ صرف مصلحت تھی۔ ان کی محبت میں کمی نہیں اور اس بات پر میں نے انہیں ناراض پایا تو مجھے بھی شدید غصہ آ گیا اور اس کے بعد ذہنی طور پر غیر متوازن ہو کر میں مختلف قسم کی حرکات کرنے لگا۔ لیکن ایک بات اور بھی ہے رشید ناگی مجھے ان حرکات سے کافی فائدہ حاصل ہوا ہے بس یوں سمجھ لو کہ اس وقت اس جنون میں مبتلا تھا اور اب اس جنون میں کچھ کمی واقع ہوئی ہے۔"

"خدا کا شکر ہے۔ اگر یہ جنون کچھ روز اور سوار رہ جاتا آپ پر تو رشید ناگی تو مر گیا تھا۔" رشید ناگی نے ہنستے ہوئے کہا اور میں بھی مسکرانے لگا۔ پھر میں نے کہا۔

"بہر طور رشید ناگی اس دوران بہت سی کام کی باتیں بھی ہوئی ہیں اور اب یہ انتہائی ضروری تھا کہ میں تم سے ملاقات کر لوں۔ سب سے پہلے تم مجھے اپنے اردگرد کے حالات بتاؤ.......... کیا رہا اس کی پوری تفصیل مجھے درکار ہے۔"

"جو مصروفیات آپ نے میرے سپرد کی ہیں ان پر کام بھی جاری تھا۔ بعد میں روزی سے پتا چلا کہ آپ اس طرح کوٹھی سے چلے گئے ہیں چند معاملات میں آپ کی

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

ضرورت بھی پیش آئی تھی مجھے۔ یقین نہیں آرہا تھا کہ آپ نے مجھے اس بارے میں اطلاع نہیں دی۔ اس کے بعد مشکلات آگے بڑھتی رہیں۔ غزنوی صاحب بڑے بے چین پھر رہے تھے۔ کوٹھی کے چکر لگائے۔ جگہ جگہ سے آپ کے بارے میں معلومات حاصل کرتے پھرے۔ آپ کو نہ پایا تو نجانے کیسی کیسی کہانیاں گھڑنے لگے وہ اور مجھے اس طرف متوجہ ہونا پڑا۔ روزی سے مزید تفصیلات معلوم کرنے پر یہ پتا چلا کہ آپ نامعلوم مدت کے لئے غائب ہوگئے ہیں۔ ادھر یہ لوگ یہ کارروائی کر رہے تھے۔ چنانچہ مجھے خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر کچھ اور اطلاعات ملیں اور یہ اطلاعات مجھے مسز اختر خان نے دیں۔"

"کیا؟" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔

"انہوں نے مختلف ذرائع سے یہ معلومات حاصل کرنا شروع کر دیں کہ دانش منصور ان دنوں کہاں ہیں کہیں نظر نہیں آرہے انہوں نے ایک غیر متعلق شخصیت سے جسے میں جانتا ہوں یہ بھی کہا کہ دانش منصور نے کاظم شاد پر قاتلانہ حملہ کیا اور انہیں بہت زیادہ زخمی کر دیا ہے اس کے علاوہ پولیس کے کچھ افسران اعلیٰ دانش منصور کے بارے میں معلومات حاصل کرتے پھر رہے تھے اور یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ وہ کہاں ہیں۔ روزی بیچاری تو کچھ نہیں بتا سکی اور خاصی الجھنوں میں رہی۔ لیکن میں نے فوراً صورتحال کو سنبھالا اور یہ تمام تفصیلات معلوم کرنے کے بعد بالآخر میں نے اپنے ایک آدمی کو آپ کا میک اپ کرایا اور اس سلسلے میں انتہائی محنت سے کام کرتے ہوئے میں نے اسے ایک اسپتال میں داخل کرادیا۔ میڈایسٹ کے کچھ ذمہ دار حضرات کا سہارا لے کر میں نے صرف اتنا کرایا ان سے کہ آپ کی حیثیت سے جس شخص کو وہاں داخل کرایا گیا تھا اسے بالکل ہی محفوظ کر دیا جائے اور کسی پرندے کو بھی وہاں پر مارنے کی اجازت نہ دی جائے۔ اس کے لئے میں نے بڑی محنت کی اور بالآخر جو لوگ میری مدد پر آمادہ ہوگئے تھے انہوں نے اس پر سختی سے عمل درآمد کرایا۔ بہت سے لوگوں نے ان سے سوالات کئے اور انہوں نے یہ جواب دیا کہ مرض خطرناک نوعیت کا ہے اور اس کے سلسلے میں جب تک مکمل تحقیق سامنے نہ آجائے مریض سے کسی کو ملاقات کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ میں نے اس بات کو خصوصاً پریس تک جانے سے بھی روکا اور اس سلسلے میں شاہنواز نے بھی

میری مدد کی اور سختی سے یہ کہہ دیا گیا کہ پریس دانش منصور کے بارے میں کوئی خبر نہیں چھاپے گا۔ کیونکہ یہ اس کے لئے خطرناک ہو سکتا ہے۔ یہ ساری کارروائیاں ہم لوگ کر رہے تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی خطرات بڑھتے چلے جارہے تھے۔ کاظم شاد پر حملے کے بعد محکمہ پولیس کو زیادہ تشویش لاحق ہوگئی اور اس سلسلے میں جو معلومات مجھے حاصل ہوئیں وہ یہ تھیں کہ کاظم شاد پر حملے کے بعد ان کی دوست کرن زہرہ ان سے ملاقات کے لئے وہاں پہنچی تھی تو اس نے دانش منصور کو وہاں سے نکلتے ہوئے دیکھا جس نے اسے پہچاننے سے انکار کر دیا تھا۔ اس نے کچھ شبہات کا اظہار بھی کیا اور کہنے لگی کہ دانش منصور بے شک اس وقت دانش منصور نظر نہیں آرہے تھے تاہم چہرہ ہو بہو وہی تھا اور ان کی آنکھوں میں اجنبیت کے آثار تھے۔ لیکن یہ اس بنیاد پر بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اس وقت ایک مجرمانہ کارروائی کر کے باہر نکلے تھے اور اپنے آپ کو وہ ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے جو وہ تھے۔ تاہم اس بیان کو محکمہ پولیس میں خصوصی اہمیت دی گئی اور اس کے بعد مجھے اطلاع ملی کہ پولیس کے اعلیٰ افسران اجازت نامے حاصل کر رہے ہیں کہ کاظم شاد پر ہونے والے حملے کی تفتیش کے لئے وہ میڈایسٹ اسپتال میں کسی طرح دانش منصور سے ملاقات کریں یہ بات وقت سے کافی پہلے میرے علم میں آگئی اور اس کے بعد مجھے تشویش ہوئی کہ کہیں مزید مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔"

"چنانچہ میں نے فوری طور پر انتظامات کیے اور اس شخص کو جسے مریض کی حیثیت سے اسپتال میں داخل کیا تھا فوری طور پر لندن منتقل کرنے کا بندوبست کر دیا۔ یہ کام نہایت تیزی اور رازداری سے صرف چند گھنٹوں کے اندر اندر کر دیا گیا تھا اور ہمیں اس سلسلے میں شاہنواز صاحب کی پوری پوری مدد حاصل رہی' گو اصل حقیقت شاہنواز صاحب کو بھی معلوم نہیں ہے لیکن اب میرا وہ آدمی لندن کے سینٹ مائیکل اسپتال میں دانش منصور کی حیثیت سے داخل ہے۔ وہاں بھی ہمیں ایسے انتظامات کرنا پڑے کہ اسے اسی قسم کے مریض کی حیثیت سے تسلیم کیا جائے۔ آپ کو اندازہ ہوگا اس بات کا کہ اس کے لئے کس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہوگا لیکن اپنے اس آدمی کے ساتھ میں نے مزید کچھ آدمیوں کو وہاں روانہ کیا تھا جو انتہائی کارآمد لوگ ہیں اور ہر طرح سے صورتحال کی نگرانی کر رہے ہیں ان کی رپورٹ ہے کہ وہاں سب کچھ ٹھیک ہے لیکن میں اس طرف

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

سے بھی غافل نہیں تھا اور مسلسل یہ معلومات حاصل کر رہا تھا کہ پولیس مزید کیا کارروائیاں کر رہی ہے۔ بالآخر پولیس نے تفصیلات معلوم کیں اور یہ معلومات حاصل کرنے کے بعد کسی قدر برہمی کا اظہار بھی کیا گیا کہ ایک ایسے شخص کو جس پر کچھ الزامات عائد ہیں بغیر کسی اجازت کے اس طرح کیوں منتقل کیا گیا اس کے جواب میں ہم لوگوں نے بھرپور کارروائی کی اور اپنی حیثیت اختیار کرتے ہوئے بتایا کہ دانش منصور کسی طور ایسی شخصیت نہیں ہیں جن کے لئے کسی کارروائی میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کامیاب ہونے دی جائے۔ کاظم شاد کا معاملہ اگر ایسا ہی ہے تو پولیس اپنی تحقیق جاری کر سکتی ہے اور اس کے بعد ایک اور خطرناک اطلاع ابھی چند گھنٹوں قبل ہم تک پہنچی ہے دانش صاحب وہ یہ ہے کہ کاظم شاد بھی علاج کی غرض سے لندن چلا گیا ہے اور اس کے ساتھ کئی اہم افراد بھی گئے ہوئے ہیں۔ یقینی طور پر وہ بے مقصد وہاں نہیں گیا ہوگا اس کے ذہن میں جو شبہات ہیں وہ اس کی تصدیق کرنا چاہتا ہوگا۔"

"اس کے علاوہ اور بھی کچھ اطلاعات ہیں آپ کے لئے مثلاً وہ پانچ کروڑ کی مرغی ذبح ہوگئی ہے۔ رقم مجھ تک پہنچ گئی ہے اور صورتحال مکمل طور پر ہمارے حق میں ہے۔ کچھ اور مرغیاں بھی کڑکڑا رہی ہیں۔ ان کے حلق میں کوڑیاں تو پھنس گئی ہیں لیکن ابھی انہوں نے ہاتھ پاؤں نہیں چھوڑے ہیں۔ آہستہ آہستہ حلال ہوں گی لیکن ہو جائیں گی۔ ہمارے لوگ کام کر رہے ہیں اور اس کام کے سلسلے میں نہایت مخلص نظر آتے ہیں وہ ہمارے موقف سمجھ گئے ہیں اور ان میں سے چند لوگ تو اس موقف کی تکمیل کے لئے جان کی بازی لگانے کے لئے تیار ہیں انہیں یہ اندازہ ہو چکا ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے وطن عزیز کی بقا کے لئے ہے۔ اس پسماندگی کو دور کرنے کے لئے ہے جو ملک کے گوشے گوشے میں پھیلی ہوئی ہے۔ ہم اپنی حکومت کے ہاتھ مضبوط کرنا چاہتے ہیں۔ ہم صنعتوں کو اور کاروبار کو وہ رنگ دینا چاہتے ہیں کہ ہر شخص محنت کر کے اپنے لئے روزی کما سکے اور بے روزگاری کی وہ لعنت ہمارے ملک سے ختم ہو جائے جس نے ملک کی جڑوں کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے اور ذہنوں میں آسودگی پیدا کر دی ہے۔"

"یہ ایک بہت بڑا مشن ہے سر جسے جو کوئی بھی سمجھتا جا رہا ہے ہمارا ہمنوا ہوتا جا رہا ہے۔ بدقسمتی سے یہ معاملات درپیش آ گئے۔ لیکن ہمارا کام اب صرف ہمارے ذریعے

نہیں بلکہ وہ تمام لوگ اس میں شامل ہو چکے ہیں جو ہم سے متفق ہیں اور یہ کام جاری ہے۔ سر یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور ہم اس کامیابی کو انتہائی خوش آئندہ سمجھتے ہیں۔ میں آپ کو اس کے لئے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔"

"ہوں۔ تمہارا انتخاب بھی تو معمولی نہیں تھا اس سلسلے میں پانچ کروڑ روپے تمہارے پاس پہنچ چکے ہیں۔ تم انہیں اپنی تحویل میں رکھو یہ خالص ہمارا سرمایہ ہے۔ اپنے آدمیوں پر اور ان کی ضروریات پر ان میں سے رقومات صرف کرتے رہو جو ہمارے مقصد کے لئے ازحد ضروری ہیں۔ کچھ مسئلے عارضی طور پر ملتوی کرنے پڑے ہیں۔ لیکن اس صورتحال پر قابو پاتے ہی میں ان پر بھی عمل شروع کرا دوں گا۔ فی الحال الیاس بھائی اور نازاں باجی کے بارے میں بتاؤ۔"

"جی سر۔ آصف نور سے براہ راست میری ملاقات ہے اور بہت سے معاملات میں وہی ہمارے درمیان رابطہ ہیں۔ غزنوی صاحب نے جب کوٹھی میں داخل ہونے کے بعد واویلا کی تھی اور یہ کہا تھا کہ دانش منصور کے ایک ہم شکل نے جسے وہ فیصل کے نام سے جانتے ہیں ان پر حملہ کیا اور انہیں نقصان پہنچایا۔ وہ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ دانش منصور اور فیصل ہمشکل کیوں ہیں تو اس وقت آصف نور نے ہی غزنوی صاحب کی زبان بند کی تھی اور اس سلسلے میں وہ نہایت کارآمد اور تعاون کرنے والے ثابت ہوئے ہیں۔ جہاں تک ان خاتون کا تعلق ہے جن کا نام نازاں ہے تو میری بھی ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ صرف آپ کے ایک دوست کی حیثیت سے اور میں نے بھی اپنے طور پر انہیں سب کچھ بتا دیا تھا وہ وہاں گئیں اور اب وہ سب اسی عمارت میں مقیم ہیں الیاس احمد ایڈووکیٹ بھی وہیں پہنچ چکے ہیں نازاں باجی اور آصف نور بھی وہیں ہیں۔ یہ ہے تمام صورتحال۔"

میں خوشی سے مسکرا اٹھا تھا' بالآخر نازاں باجی نے میرا موقف تسلیم کرلیا تھا اور ایک لازمی امر ہے کہ اب وہ مجھ سے اختلاف نہ رکھتی ہوں گی۔ چنانچہ ان سے ملاقات کر لینے میں بھی کوئی حرج نہیں تھا۔ رشید ناگی کا یہ کہنا بھی درست تھا کہ یہ سب سیدھے سادے لوگ ان سازشوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے جو اب میرے خلاف شروع ہو گئی ہیں اور عملی دنیا میں قدم رکھنے کے بعد مجھے جن کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چنانچہ ان لوگوں کو اطمینان دلانا بے حد ضروری تھا۔ اس طرح مجھے بھی سکون مل سکتا تھا۔ میں نے رشید ناگی سے کہا۔

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"کاظم شاد کا لندن پہنچ جانا اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ وہاں وہ بدترین کارروائیاں کرے گا اور اگر ہمارا آدمی اصل حیثیت سے ان کے سامنے آگیا تو ہمیں بہت خطرناک حالات کا سامنا کرنا پڑے گا اس لئے میرے دوست تم فوری طور پر میری لندن روانگی کا بندوبست کرو اور مجھے اس سلسلے میں تمام تفصیلات مہیا کرو۔ سینٹ مائیکل اسپتال کے بارے میں بھی اور ان تمام افراد کے بارے میں بھی جو ہمارے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔"

"میرے خدا۔ بالکل وہی سوچا آپ نے سر جو میں نے سوچا تھا۔ مجھے آپ سے ملاقات کی شدید بے چینی تھی باقی معاملات تو سنبھالے جا رہے تھے۔ لیکن کاظم شاد جس پائے کا انسان ہے لندن میں اس کے لئے یہ کام مشکل نہیں ہوگا کہ وہ من مانی کرسکے۔ ایسے حالات میں آپ کا وہاں جانا بے حد ضروری ہوگیا ہے۔"

"تو تم مجھے کسی بھی حیثیت سے وہاں بھجوانے کا مکمل بندوبست کردو۔ میں چند گھنٹوں کے نوٹس پر وہاں جانے کے لئے تیار ہوں اور یہ انتہائی ضروری ہے۔ باقی اس سلسلے میں اور بہت زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ صورتحال جو کچھ بھی ہوگی میں اسے سنبھالنے کی کوشش کروں گا۔"

"ٹھیک ہے سر۔ تو پھر میں آپ سے کب رابطہ قائم کروں۔"

"تم بتاؤ۔" میں نے کہا۔

"کل صبح ساڑھے دس بجے سے لے کر ساڑھے بارہ بجے تک آپ خود مجھے ٹیلیفون کرلیجئے گا۔ میں ساری صورتحال سے آپ کو آگاہ کردوں گا۔" رشید ناگی سے کچھ دیر گفتگو کرنے کے بعد میں ہزاروں خیالات کا ہجوم لئے وہاں سے اٹھ آیا۔ دل میں فیصلہ کرلیا تھا کہ نازاں باجی سے بھی ملاقات کرلوں۔ اور میں نازاں پیلس پہنچ گیا۔ برآمدے میں جو سب سے پہلا آدمی مجھے نظر آیا وہ الیاس بھائی تھے غالباً کہیں جانے کی تیاریاں کر رہے تھے ان کی نگاہ مجھ پر پڑی اور وہ بری طرح چونک پڑے۔ تیزی سے میری جانب دوڑے اور مجھ سے چند قدم کے فاصلے پر رک گئے۔ اس وقت ان کی جو کیفیت تھی مجھے اس کا بخوبی اندازہ ہو رہا تھا میں سرد نگاہوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ الیاس بھائی بھی مجھے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتے رہے پھر آگے بڑھے اور دوڑ کر مجھ سے لپٹ گئے۔ میں نے کسی گرم

جوشی کا اظہار نہیں کیا تھا اور اس وقت ذہن میں پھر نجانے کیا کیا تصورات ابھر آئے تھے۔ الیاس بھائی نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے اندر گھسیٹنے لگے۔ منہ سے ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا انہوں نے بس ایک عجیب سی ہیجانی کیفیت ان پر طاری ہوگئی تھی اور میں اس کا گہری نگاہوں سے تجزیہ کر رہا تھا۔ الیاس بھائی مجھے اندر لے گئے اور اس کے بعد ان کے حلق سے بے اختیار دھاڑیں نکلنے لگیں۔ وہ اپنی بیگم کو پکار رہے تھے۔ نازاں باجی کو پکار رہے تھے اور چند ہی لمحات کے بعد وہ دونوں دوڑتے ہوئے آگئے۔ نازاں باجی نے مجھے دیکھا اور ان کی کیفیت بھی الیاس بھائی سے مختلف نہیں ہوئی۔ بھابی جان کے حلق سے عجیب و غریب آوازیں نکل گئی تھیں۔ پھر وہ دونوں میرے بالکل قریب پہنچ گئے۔ نازاں باجی بے اختیار ہوکر مجھ سے لپٹ گئیں اور آنسو رواں ہوگئے۔ پھر میں نے بھاری لہجے میں ان سے پوچھا۔ "آپ کا کمرہ کون سا ہے۔"

"ادھر آجاؤ فیصل۔ ادھر آجاؤ۔ بھابی جان نے رندھی ہوئی آواز میں کہا اور ہم لوگ ایک کمرے میں داخل ہوگئے۔ الیاس بھائی نے بھی اپنا جانے کا ارادہ ملتوی کردیا تھا۔ مجھے ایک صوفے پر بٹھا کر نازاں باجی میرے بالکل قریب بیٹھ گئیں اور انہوں نے درد بھرے لہجے میں کہا۔"

"تو روٹھ گیا تھا مجھ سے فیصل......... مجھ سے........." غالباً وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھیں لیکن الفاظ ان کا ساتھ نہیں دے پا رہے تھے۔ میں خاموشی سے ایک ایک کو دیکھتا رہا سب لوگ اپنے بے لوث جذبے کا اظہار کرتے رہے پھر اپنی کہی اور ان کی سنی اور الیاس بھائی کہنے لگے۔

"اب ان باتوں کو جانے دو۔" ملازم کو بلاؤ پانی منگواؤ نازاں کی کیفیت زیادہ اچھی نظر نہیں آرہی۔ میں نے "چونک کر نازاں باجی کو دیکھا ان کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ بلڈ پریشر بہت زیادہ بڑھ گیا تھا۔ میں نے ایک دم سنبھالا لیا وہ جس قدر جذباتی ہو رہی ہیں کہیں انہیں کوئی نقصان نہ پہنچ جائے تب میں نے آہستہ سے کہا۔

"خود کو سنبھالیے نازاں باجی۔"

"ہاں۔ ہاں سنبھال رہی ہوں۔ تو.........تو......... میرے سینے میں خنجر مارتا رہ اور میں اپنے آپ کو سنبھالتی رہوں۔ ٹھیک ہے نا وہ تیرا حق ہے کم از کم مجھے میرا یہ حق

استعمال کرنے دے فیصل۔"

"آپ جذباتی ہو رہی ہیں خود کو سنبھالیے۔" ملازم پانی لے آیا۔ نازاں باجی نے پانی کے دو گلاس پیئے اور گہری گہری سانسیں لینے لگیں پھر بولیں۔

"روٹھ گیا تھا نا مجھ سے۔ چل معافی مانگے لیتی ہوں ہاتھ جوڑتی ہوں تیرے سامنے معاف کر دے۔ خدا کے لئے مجھے معاف کر دے۔" وہ رونے لگیں اور میں نے نازاں باجی کا سر اپنے سینے سے بھینچ لیا۔

"نازاں باجی اگر آپ سے کوئی شکایت ہوتی تو واپس یہاں آتا میں........"

"کیوں نہ آتا۔ بول ہمارے پاس نہیں آتا تو کہاں جاتا تو فیصل۔ مجھے معاف کرنا۔ پاگل ہو گئی ہوں میں۔ میرے منہ سے کوئی بری بات نکل جائے تو محسوس نہ کرنا۔ میرا یہ مقصد نہیں ہے کہ میں تجھے پھر سے ناراض کردوں۔" نازاں باجی پر جو کیفیت طاری تھی اس کے تحت اس وقت ان سے باتیں کرنا ذرا مشکل ہی نظر آرہا تھا ویسے یہ اندازہ تو میں نے لگایا تھا کہ یہاں آنے کے بعد مجھے کیسے حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ بہرحال ایک ڈیڑھ گھنٹہ لگ گیا۔ نازاں باجی کی حالت بہتر ہونے میں میں نے الیاس بھائی سے کہا۔

"آپ کہیں جا رہے تھے۔"

"کوئی خاص کام نہیں۔ آج کا پروگرام ملتوی کئے دیتا ہوں۔ بے فکر رہو میں ذرا کپڑے تبدیل کر آؤں۔ اسے سنبھالو۔ دیوانی ہو رہی تھی تمہارے لئے۔" الیاس بھائی نے کہا اور لباس تبدیل کرنے چلے گئے میں نے مسکراتی نگاہوں سے بھابی جان کو دیکھا اور بولا۔

"بھابی جان کھانے کا انتظام کیجئے۔" آج میں آپ کے ساتھ ہی رہوں گا۔ بھابی جان نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"سب ہو جائے گا۔ پہلے ذرا تمہارا کان کھینچ لیں بہت بڑے آدمی اور شخصیت کے مالک ہو۔ بے حد پراسرار طاقتور نجانے کیا کیا۔ لیکن فیصل ہم تمہیں اس حیثیت سے نہیں مانتے۔ ہمیں تو وہی بچہ چاہئے جو ہمارے پاس آیا تھا۔ معصوم معصوم سیدھا سادا ہاں فیصل تم ہمارے لئے وہی ہو۔"

"میں حیات کے آخری لمحے تک آپ کے لئے وہی رہوں گا بھابی جان لیکن میرے

مسائل کو سمجھئے۔ مجھے اس حیثیت سے تسلیم کیجئے جو میری ہے۔ آپ نے مجھے بہت سطحی نگاہوں سے دیکھا ہے۔ بھابی جان یہ ممکن نہیں ہے میرے وجود کی گہرائیوں میں ایک جہنم سلگ رہا ہے۔ جہنم کے ان شعلوں میں میں تنہا جلنے کی ہمت نہیں رکھتا۔ میری خواہش ہے کہ مجھے چاہنے والے بھی میرے ساتھ ہی جلیں اور جب تک وہ میرے لئے جلیں گے نہیں یہ آگ بجھ نہیں سکتی بھابی جان آپ لوگ اسے ذہن نشین کر لیجئے میں آپ کے ایک اشارے پر اپنی گردن کاٹ کر آپ کے قدموں میں رکھنے کے لئے تیار ہوں اور اس کے باوجود میں یہ سمجھوں گا کہ آپ کا مجھ پر جو قرض ہے وہ ادا نہیں ہوا لیکن اپنی ذات میں سلگتے ہوئے جہنم کو میں اپنے ہاتھوں سے ترک کرنے کی ہمت نہیں کرتا۔ مجھے اس کے لئے سہارے درکار ہیں اور اگر یہ سہارے مجھے نہ ملے تو اور آپ نے اس جہنم کے وجود کو تسلیم نہیں کیا تو تنہا میں وہی کرتا رہوں گا بھابی جان جو کرتا رہا ہوں۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو غلطی مجھ سے ہوئی تھی تم کیا سمجھتے ہو کیا میں دنیا سے بہت زیادہ واقف ہوں۔ کیا میں کوئی ماہر نفسیات ہوں۔ نہیں فیصل میں ایک سطحی نگاہ کی عورت ہوں۔ میں تمہارے موقف کو تسلیم کرتی ہوں ہم یہاں اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں فیصل۔ ہم نے تمہارے وجود کے اس جہنم کو نہیں دیکھا تھا لیکن اب اپنے آپ کو تنہا نہیں محسوس کرنا۔ ہم سب اسی آگ کے مسافر ہیں۔" نازاں باجی نے کہا۔

میرے دل میں ایک عجیب سی ٹھنڈک پیدا ہوگئی۔ یہ ایک انوکھا تصور تھا۔ کسی انتہائی اپنے کی زبان سے اپنائیت کا کوئی ایسا جملہ نکلے تو شاید ہزاروں امراض کا علاج ہو جاتا ہے۔ نازاں باجی نے مجھے جان لیا تھا انہوں نے وہ الفاظ کہے تھے۔ جو میں ان کی زبان سے سننے کا منتظر تھا۔ ماحول کافی جذباتی تھا اور ہونا بھی چاہیے۔ بہرطور میری یہی کوشش تھی کہ اب اس میں کچھ کمی پیدا ہو جائے۔ نازاں باجی نے کہا۔

"اور جب میں نے یہ تمام باتیں دل سے تسلیم کرلیں تو مجھے تمہارے آدمی کے ذریعے نازاں پیلس کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں اور میں یہاں آگئی۔ ایسی کوئی جگہ کبھی تصور میں بھی نہیں آئی تھی۔ میں پاکستان کوارٹر کے علاقے میں رہ کر اپنے آپ کو بہت مطمئن اور مسرور سمجھتی تھی۔ یقین کرو یہ میں نے صرف تمہارے نام پر قبول کی ہے۔ ورنہ میں یہاں اپنے آپ کو عجیب و غریب محسوس کرتی ہوں فیصل۔" میں نے ابھی

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ الیاس بھائی لباس تبدیل کر کے واپس آ گئے اور ہمارے درمیان ہی بیٹھ گئے۔

"میرا خیال ہے۔ جذباتیت کا دور ختم ہو گیا ہو گا۔ اب ہمارا بھی اس گفتگو میں کچھ حصہ ہونا چاہیے۔ فیصل اتنے عرصے کے بعد آیا ہے۔ بہت سی باتیں کرنے کو جی چاہتا ہے اس سے۔"

"جی الیاس بھائی میں حاضر ہوں۔ آج فرصت سے آپ کے پاس آیا ہوں اور آپ سے بہت سی باتیں کروں گا۔"

"اور اس کے بعد یہاں سے چلے جاؤ گے۔" نازاں باجی نے سوال کیا؟

"اس موضوع پر بعد میں گفتگو ہو گی۔"

"اچھا اب یہ بتاؤ کیا کھاؤ گے؟"

"جو کچھ بھی گھر میں ہو گا۔ کھاؤں گا اس طرف آپ توجہ نہ دیں۔ بلکہ زیادہ وقت میرے ساتھ گزاریں۔" میں نے بھابی جان سے کہا۔ الیاس بھائی کہنے لگے۔

"اور آج جب تم سے اس انداز میں ملاقات ہوئی ہے' فیصل تو میں ماضی کی ساری کہانیاں پھر سے دہرانا چاہتا ہوں۔ بڑا عجیب و غریب وقت گزرا ہے ہم پر۔ کیا کہیں۔ تفصیل بتائیں گے تو شاید تمہیں یقین کرنے میں دقت ہو گی۔" الیاس بھائی بولے۔

"نہیں الیاس بھائی مجھے کوئی دقت نہیں ہو گی۔"

"تو پھر فیصل ایک بار میں پھر سے بہت سے سوالات کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں حاضر ہوں۔"

"وہاں تک کی کہانی تو مجھے معلوم ہے' فیصل جہاں سے تم ہمارے پاس سے گئے تھے۔ اس کی بعد کیا ہوا؟"

"پھر میں نے مشعل شاہ سے ملاقات سے لے کر اب تک اپنے پر گزرنے والی داستان کے سارے باب ان کے سامنے کھول دیے۔ تمام باتیں سننے کے بعد الیاس بھائی بولے۔"

"کیا یہ ممکن نہیں کہ تم اپنی دنیا میں واپس لوٹ جاؤ اور دانش منصور کی حیثیت سے گزر بسر کرو۔ ہم کبھی اس پر اعتراض نہیں کریں گے۔ لیکن یہ زندگی چھوڑ دو۔ ان

راستوں سے واپس پلٹ جاؤ۔ جو کچھ کر رہے ہو وہی کرتے رہو۔ مجرمانہ زندگی نہ اپناؤ۔ جرم کی زندگی بالآخر پھانسی کے تخت یا موت کی کرسی پر جا کر ختم ہوتی ہے۔ تمہیں کبھی ایسا ہوا تو ہم تینوں اجتماعی خودکشی کر لیں گے۔ ان الفاظ کو محض جذباتی نہ سمجھنا۔ یہ میرا عزم ہے۔ یہ میری بیوی کا عزم ہے اور نازاں بھی ہم سے مختلف انداز میں نہیں سوچتی۔ بولو جواب دو۔ کیا تم ایسا کر سکتے ہو۔" میرے چہرے پر کشمکش کے آثار نمودار ہو گئے۔ دیر تک سوچتے رہنے کے میں نے کہا۔

"نہیں الیاس بھائی۔ اب یہ ممکن نہیں ہے۔ اس راستے پر جس قدر آگے بڑھ گیا ہوں وہاں واپسی کے لیے کوئی راستہ نظر نہیں آتا اور ویسے بھی کچھ چہرے نظر آئے ہیں مجھے۔ میں ان چہروں پر کام کرنا چاہتا ہوں۔ ہاں یہ وعدہ آپ سے ضرور کر سکتا ہوں کہ کوشش کروں گا کہ کم سے کم تشدد کروں۔ دیکھیں الیاس بھائی سچ بولتا رہا ہوں آپ سے ہمیشہ اور مجھے یہ موقع ضرور عنایت کریں کہ میں آپ سے ہمیشہ ہی سچ بولتا رہوں۔ اگر آپ مجھے مجبور کریں گے تو پھر میں آپ سے جھوٹا وعدہ کروں گا۔ کیونکہ یہ میرے لیے اب ممکن نہیں ہے۔" الیاس بھائی نے ایک ٹھنڈی سانس بھری۔ نازاں باجی کا چہرہ شرم سے جھک گیا۔ بھابی جان خاموشی سے مجھے دیکھتی رہیں۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگ افسردہ ہو گئے میرے سچ پر.........."

"نہیں سب ہم یہ آرزو کرتے ہیں کہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچے.........."

"جن لوگوں کو میرے ہاتھوں نقصان پہنچے گا یہ صرف وہ لوگ ہوں گے جو دنیا کے لیے نقصان دہ ہیں' میرے لیے نقصان دہ ہیں' ایسا کوئی بھی آدمی میرا شکار نہیں ہو گا جو مظلوم ہو۔"

"سمجھ گیا' بہر طور میں افسردہ ہوں اور اپنی اس غلطی کو زندگی بھر معاف نہیں کر سکوں گا' تم سے جو کچھ بھی کہہ لوں لیکن میرا دل یہ جانتا ہے کہ قصور میرا ہی ہے مجھے بہر حال مجھے یہ تو بتا دو کہ اب آئندہ تمہارا کیا پروگرام ہے۔"

"اپنی تلاش میں نکلا ہوں الیاس بھائی' راستے میں جو بھی مراحل آئیں گے انہیں طے کرنا ہو گا' بہت سے لوگوں سے دو دو ہاتھ کرنا ہوں گے' کیونکہ درمیان کے مسئلے زیادہ اہمیت اختیار کر گئے ہیں۔"

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"کچھ تفصیل نہیں بتاؤ گے؟"

"بتاؤں گا بھی الیاس بھائی تو آپ سمجھ نہیں پائیں گے' ایسے الجھے ہوئے معاملات ہیں جنہیں سلجھانے کے لیے ارسطو کا بھیجا چاہیے' کوشش کر رہا ہوں۔"

"سن رہی ہو ناز اں' یہ وہی باؤلا سا لڑکا ہے' جو ہمارے پاس آیا تھا اور بس میں سوتا تھا بسیں صاف کرتا تھا اور ایمانداری کا ثبوت دیتے ہوئے اس نے مجھے ایک مشکل سے بچایا تھا۔"

"آپ کو یہ بھی تو یاد ہوگا الیاس بھائی کہ آپ نے اپنی زبان سے خود کہا تھا کہ یہ معمولی لڑکا نہیں ہے اور اس کا مستقبل بہت تابناک ہے۔" ناز اں باجی نے کہا' پھر بولیں۔

"مگر ان راستوں میں تمہیں خطرات کا سامنا بھی تو کرنا پڑے گا' کیا ہم ان سے مطمئن رہیں گے۔"

"آپ کی پچی دعائیں میرے ساتھ ہوں گی ناز اں باجی تو میں ہر مشکل سے گزر جاؤں گا۔"

"یہ ناز اں پیلس کا کیا قصہ ہے؟" ناز اں باجی نے سوال کیا۔

"میری آرزوؤں کا خواب محل' میں نے تو آپ کے لیے نجانے کیا کیا خواب دیکھے ہیں ابھی ان کی تکمیل کا وقت نہیں آیا' اگر آیا تو میں ان خوابوں کی تعبیر آپ کے سامنے پیش کروں گا۔"

"مجھے یہیں رہنا ہوگا۔"

"ہاں یہ آپ کی ملکیت ہے آپ کے نام سے خریدی گئی ہے۔"

"اور ہم لوگ۔"

"آپ بھی یہیں رہیں گے اور مجھ سے کوئی انحراف نہیں کریں گے اور پورا پورا تعاون کریں گے۔"

"خیر ظاہر ہے اب کچھ کہنے کی ہمت باقی نہیں رہی ہے مجھ میں' لیکن مجھ سے بھی تو کچھ کام لو۔"

"فی الحال میرے لیے صرف دعائیں کریں' ہو سکتا ہے کل یا پرسوں یہاں سے بیرون ملک روانہ ہو جاؤں' کچھ ایسے ہی ضروری کام کرنے ہیں' ہاں فرصت کے لمحات میں

آپ سے ملاقات ضرور کروں گا' یہ میرا وعدہ ہے' مطمئن رہیں' آصف نور سے ملاقات نہیں ہو سکی' ان سے بھی کہہ دیں کہ میں ابھی مصروف رہوں گا اور فرصت ملتے ہی آپ لوگوں کے پاس آجاؤں گا' تو پھر آپ کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔" وہ لوگ آبدیدہ ہو گئے' شام کو تقریباً سات بجے تک ان کے ساتھ رہا اور ساڑھے سات بجے وہاں سے واپس چل پڑا۔

میرے ذہن میں بہت سے تصورات آئے' کاظم شاہ کے لندن پہنچنے کے بعد جو صورتحال بھی پیش آئی ہوگی وہ خاصی سنگین بھی ہو سکتی ہے اور اس کے اثرات دور تک پہنچ سکتے ہیں دوسرے دن رشید ناگی سے رابطہ قائم کیا تو اس نے بتایا۔

"تمام مشینری حرکت میں آگئی ہے چیف' بہت جلد کام ہو جائے گا۔"

"تمہیں میری تصاویر وغیرہ کی ضرورت پیش آئی ہوگی پاسپورٹ کے لیے۔"

"وہ سب بندوبست میں نے کرلیا ہے' آپ بالکل مطمئن رہیں۔"

"تو پھر مجھے تم سے کب رابطہ قائم کرنا چاہیے۔"

"چیف مجھے اپنے رابطے کا نمبر دے دیں' میں آپ کو تفصیلات بتادوں گا' اگر آپ یہ نہ پسند کریں تو رات کو مجھے رنگ کرلیں۔" میں نے یہی مناسب سمجھا تھا شام کو اس نے بتایا کہ کل تک تمام انتظامات ہو جانے کی امید ہے' سارے کام ارجنٹ کیے جا رہے ہیں اور میں اسے کل دن میں بارہ بجے رنگ کروں' دوسرے دن بارہ بجے جب میں نے اسے رنگ کیا تو اس نے بتایا۔

"آپ ہی کے ٹیلیفون کا انتظار کر رہا تھا' خدا کا شکر ہے کہ سارے کام خوش اسلوبی سے طے ہو گئے' آج شام کو چھ بجے آپ میرے پاس اپنے مختصر سے ضروری سامان کے ساتھ آجائیں' تاکہ یہیں سے روانگی ہو سکے' ساڑھے آٹھ بجے آپ کی فلائیٹ ہے ہے۔" میں نے اس سے وعدہ کرلیا اور پھر شام کو ساڑھے چھ بجے تمام امور سے فارغ ہو کر میں رشید ناگی کے پاس پہنچ گیا' وہاں دو آدمی اور موجود تھے اور وہ میرا انتظار کر رہا تھا' اس نے ان دونوں سے میرا تعارف کرایا' ایک کا نام شفیع احمد اور دوسرا مخدوم خان تھا۔

"چیف یہ دونوں بھی۔ آپ کے ساتھ لندن جا رہے ہیں' جیسا کہ میں نے آپ کو

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

تفصیل بتائی تھی کہ وہاں اس شخص کو جسے میں نے آپ کی حیثیت سے بھیجا ہے تحفظ دینے کے لیے میرے کچھ افراد وہاں موجود ہیں' میں نے ان سے رابطہ قائم کیا' ابھی تک وہاں بالکل ٹھیک ہے اور کوئی دقت پیش نہیں آئی' وہ آپ کی جگہ اسپتال میں داخل ہے اور دوسرے آدمی بالکل مطمئن ہیں' کسی بھی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑا ہے ابھی تک اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے یہ دونوں اور وہ تین افراد بھی آپ کے ساتھ لندن میں رہیں گے' جو پہلے سے وہاں پہنچ چکے ہیں اور آپ کے احکامات کی تعمیل کریں گے' باقی جس شخص کو آپ کے میک اپ میں بھیجا گیا وہ آزاد ہو جائے گا اور اپنی اصل شکل میں وہاں کچھ عرصے قیام کرے گا' پھر اس کے بعد اسے آپ کی اس حیثیت سے جس میں آپ کو بھیجا جارہا ہے واپس یہاں بلوالیا جائے گا اور وہ آپ کا یہ پاسپورٹ استعمال کرے گا' جبکہ آپ کے پاس آپ کا وہی پاسپورٹ ہوگا جس کے تحت اس شخص کو آپ کے میک اپ میں بھیجا گیا ہے' یہ سارے تبادلے آرام سے ہو جائیں گے' ان لوگوں کو میں نے اچھی طرح تمام تفصیلات سمجھا دیں' بظاہر یہ آپ سے غیر متعلق رہیں گے' لیکن ہر لمحہ آپ کے ساتھ ہوں گے' اس کے علاوہ ان کا مجھ سے بھی رابطہ رہے گا' جس کے لیے میں نے انہیں تفصیلات سمجھا دی ہیں اور اگر صورت حال کبھی کسی طور پر پریشان کیفیت میں داخل ہوگئی تو میں خود بھی وہاں پہنچ جاؤں گا' آپ بالکل اطمینان سے اپنا کام کیجئے گا' میں نے رشید ناگی سے اطمینان کا اظہار کیا اور اس کے بعد تمام کاغذات وغیرہ اس سے حاصل کرلیے' پھر میں نے لباس تبدیل کیا اور کچھ دیر کے بعد ایئرپورٹ روانہ ہوگیا' مقررہ وقت پر ہماری فلائٹ لندن کے لیے پرواز کر گئی' دوران سفر بھی مطمئن ہی رہا تھا' لندن تک کا یہ طویل سفر ختم ہوا اور بالآخر میں کہر میں ڈوبے ہوئے لندن میں داخل ہوگیا' یہاں ہمارا استقبال صرف ایک آدمی نے کیا جو گاڑی لے کر آیا تھا' اس کا نام غلام قادر تھا اور میں اسے رشید ناگی کے آدمی کی حیثیت سے بخوبی جانتا تھا' اس نے پر احترام انداز میں مجھے سلام کیا اور اس کے بعد ہم اس کی کار میں بیٹھ کر چل پڑے' راستے میں غلام قادر نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے بتایا کہ میری شکل میں موجود آدمی اسپتال میں بخیروخوبی ہے اور ابھی تک اس کی طرف کسی نے کوئی توجہ نہیں دی ہے' اس کا مطلب ہے کہ کاظم شاہ نے لندن آنے کے بعد ابھی تک کوئی کارروائی شروع نہیں کی یہ قابل اطمینان بات تھی'

تھوڑی دیر کے بعد ہم ایک ہوٹل میں پہنچ گئے' جہاں میرے اور میرے ساتھیوں کے لیے کمروں کا بندوبست پہلے ہی سے کرلیا گیا تھا' اپنے کمرے میں منتقل ہونے کے بعد میں نے غلام قادر سے مزید معلومات حاصل کیں اور اس نے مجھے بتایا کہ آج ہی وہ مجھے اسپتال منتقل کر دے گا اور اس آدمی کو وہاں سے نکال لیا جائے گا' اس نے بتایا کہ ڈاکٹر رابرٹ یگل میرا معالج ہے اور ہم سے وہ تعاون کر رہا ہے' غلام قادر نے مزید بتایا کہ ڈاکٹر رابرٹ یگل حقیقت حال سے بالکل واقف نہیں ہے' بس اس نے ایک ایسے مریض کی حیثیت سے اس شخص کو تسلیم کرلیا ہے جو اپنے آپ کو بیمار بتاتا ہے اور اس کے لیے اسے تیار کیا گیا ہے' اس سے زیادہ وہ اس بارے میں کچھ نہیں جانتا' میں نے پر اطمینان انداز میں گردن ہلا دی تھی' رات ہونے کا انتظار کیا گیا اور پھر رات کو ہم لوگ ضروری تیاریوں کے بعد چل پڑے۔"

سینٹ مائیکل اسپتال عظیم الشان عمارت میں واقع تھا اور اس وقت یہاں بڑا سنسان اور خاموش سا ماحول تھا' ہم آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ہسپتال کی عمارت میں داخل ہوگئے' میرے ساتھ آنے والے دو آدمی راستے ہی میں رک گئے اور غلام قادر مجھے لے کر چل پڑا' بالآخر ہم اس کمرے میں پہنچ گئے' جس میں ہمارا آدمی موجود تھا' اسے بھی شاید صورتحال سے آگاہ کر دیا گیا تھا' کیونکہ اس نے اسپتال کا لباس نہیں پہنا ہوا تھا' بلکہ ایک عام لباس پہن لیا تھا' میں پھرتی سے اندر داخل ہوا اور اس نے فوراً ہی ہسپتال کا لباس میرے ہاتھ میں دے دیا' جسے لے کر میں کمرے سے ملحق باتھ روم میں داخل ہوگیا' اس وقت کسی کے موجود نہ ہونے سے بڑا فائدہ ہوا تھا' وہ تمام آدمی باہر چلے گئے جو میرے ساتھ آئے تھے' میں نے اسپتال کا لباس پہن لیا اور اس کے بعد ایک کرسی پر بیٹھ گیا' چند ہی لمحات کے بعد غلام قادر پھر میرے پاس آیا اور اس نے مسکراتے ہوئے اپنے داہنے ہاتھ کا انگوٹھا اوپر اٹھایا' میں نے بھی اسے اسی انداز میں جواب دیا' غلام قادر ایک کرسی گھسیٹ کر میرے سامنے بیٹھ گیا اور اس نے کہا۔

"یہاں ایک ملاقاتی ہروقت مریض سے ملاقات کرسکتا ہے' اس کے لیے خصوصی اجازت نامہ حاصل کیا گیا ہے اور اب چیف یہاں آپ کو پہنچانے کے بعد میرا کام ختم ہوگیا ہے' اب مجھے آپ سے آئندہ کے لیے ہدایات درکار ہیں' میں نے ایک لمحے کے لیے کچھ

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

سوچا اور پھر کہا۔"

"وہ آدمی جو میرے میک اپ میں یہاں موجود رہا ہے کتنی دیر کے بعد دوبارہ مجھ سے ملاقات کر سکتا ہے۔"

"جب آپ حکم دیں چیف........"

"اس کا میک اپ اتارنا ہوگا۔"

"وہ تو کوئی مشکل بات نہیں' وہ اپنا میک اپ اتار چکا ہے' ہم دراصل کوئی خطرہ نہیں مول لینا چاہتے۔"

"گڈ........ تو پھر تم اسے میرے پاس بھیج دو۔" میں نے کہا اور غلام قادر اٹھ کر چلا گیا تھا' میں انتظار کرتا رہا' تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک بالکل اجنبی صورت کا آدمی میرے پاس پہنچ گیا' اس نے مجھے سلام کیا تھا' میں مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا' ابھی تھوڑی دیر پہلے جب اس نے لباس میرے ہاتھ میں دیا تھا تو میں نے اسے سرسری نگاہ سے دیکھا تھا اور دل ہی دل میں رشید ناگی کی مہارت کا اعتراف کیا تھا کیونکہ میرا ایک بالکل ہی ہمشکل میرے سامنے تھا' کوئی فرق نہ رہنے دیا گیا تھا' میں نے اسے بیٹھنے کے لیے کہا اور اس سے اس کا نام پوچھا۔

"مجھے سعید خان کہتے ہیں چیف۔" اس نے نرم لہجے میں کہا۔

"سعید خان مجھے تم سے بہت سی معلومات حاصل کرنا ہیں۔"

"حاضر ہوں چیف۔" اس نے جواب دیا۔

"مجھے تمہیں یہاں کے ان تمام لوگوں کے بارے میں بتانا ہوگا جن کا تم سے رابطہ رہا ہے۔"

"جی سر' ہمارا معالج رابرٹ ییگل ہے' اس کی معاون کار ڈاکٹر شیگی ہے جو سنہرے بالوں والی ایک خوبصورت اور نوجوان عورت ہے' میری خاص دیکھ بھال نرس جولین کے سپرد ہے' جولین خوش مزاج اور دل پھینک قسم کی لڑکی ہے' ڈاکٹر شیگی بہت چالاک اور ذہن کی گہرائیوں میں اترنا جانتی ہے' رابرٹ ییگل صاف گو انسان ہے وہ کئی بار مجھ سے کہہ چکا ہے کہ میں مریض نہیں ہوں اور نہ ہی مجھے کوئی مرض ہے' بلکہ کوئی نفسیاتی گرہ ہے جو میرے ذہن میں ہے جس کی وجہ سے میں اپنے آپ کو مریض سمجھ رہا ہوں' اس نے ایک

نفسیاتی ڈاکٹر سے بھی میرا تجزیہ کرایا ہے' ڈاکٹر شیگی کہتا ہے کہ کوئی ایسی بات میرے ذہن میں محفوظ ہے جو میں بتانا نہیں چاہتا' اس نے کئی بار مجھے مجبور کیا ہے کہ میں اپنے دل کی بات اسے بتادوں' میں ہنس کر ٹال گیا ہوں' یہاں میں نے اپنے آپ کو بہت کم گو ظاہر کیا ہے اور یہ اس لیے کیا میں نے چیف کہ زیادہ باتیں کروں گا تو کوئی ایسی ویسی بات منہ سے نہ نکل جائے میں نے چیف آپ کی آواز کی نقل بھی کی ہے اور میری کم گوئی میری معاون رہی ہے' اس کے علاوہ اور کوئی خاص بات نہیں ہے جو قابل ذکر ہو۔"

"ان تین کرداروں کے علاوہ اور ایسے لوگ جو یہاں تم سے ملتے رہے ہوں۔"

"نہیں چیف........ کوئی ایسا شخص نہیں ہے۔" اس نے جواب دیا۔

"او۔کے سعید خان' بہت بہت شکریہ' اب تم جاؤ۔" میں نے کہا اور وہ چلا گیا' اس کے بعد میں بالکل پرسکون اور تنہا تھا' نرس جولین کی آمد کے اوقات کا مجھے کوئی علم نہیں تھا' البتہ یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ کوئی بھی ایک ملاقاتی کسی بھی وقت مجھ سے ملاقات کر سکتا ہے' اسپتال بڑا پرسکون تھا' بستر پر مریض کی حیثیت سے لیٹ کر مجھے عجیب سا احساس ہوا تھا' نجانے کس وقت نیند آگئی اور یہ پرسکون نیند بہت طویل عرصے کے بعد نصیب ہوئی تھی' صبح بڑی خوشگوار تھی' کھڑکیوں سے پردے ہٹا دیے گئے تھے اور باہر سے آنے والی روشنی ناخوشگوار نہیں تھی' البتہ میں نے دل میں یہ سوچا کہ کوئی میرے کمرے میں داخل ہوا ہے' یقیناً' اسی نے یہ پردے وغیرہ ہٹائے ہوں گے' گھڑی میں وقت دیکھا ساڑھے سات بج رہے تھے' باہر کا ماحول کہر آلود تھا اور ایک بھیگی بھیگی سی فضا کھڑکی کے شیشوں سے جھانک رہی تھی' میں بستر پر اٹھ کر بیٹھ گیا اور چند لمحات سوچنے کے بعد باتھ روم کی جانب چل پڑا' منہ ہاتھ وغیرہ دھویا' بال سنوارے اور پھر اپنے بستر پر آکر بیٹھا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور نرس جولین اندر داخل ہوئی' بلاشبہ وہ صبح کی پہلی کرن کی مانند تھی' دھلی دھلی حسین آنکھیں اور بقول سعید خان کے نرم و نازک نقوش گڑیا سی لگتی تھی بالکل' اس کے چلنے کا انداز بھی بے حد دلکش تھا' باریک ہونٹوں پر پھیلی ہوئی مسکراہٹ صبح کا پیغام دے رہی تھی اور اس نے میرے قریب آکر گردن خم کرتے ہوئے کہا۔

"صبح بخیر مسٹر دانش منصور۔"

"ہیلو جولین کیسی ہو؟" میں نے سوال کیا۔

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"جیسی کل تھی۔" اس نے کہا اور کھنکتی ہوئی سی ہنسی ہنس پڑی۔

"مجھے تو کچھ تبدیل نظر آرہی ہو۔" میں نے کہا اور جولین چونک کر مجھے دیکھنے لگی' اس کی آنکھوں میں حیرانی کے نقوش تھے' پھر اس نے کہا۔

"تعجب ہے' تم میرے بارے میں یہ الفاظ کہہ رہے ہو' حالانکہ اصولی طور پر مجھے تمہارے بارے میں یہ کہنا چاہیے تھا تم تو الفاظ کا خرچ بڑی احتیاط سے کرتے ہو' آج یہ اتنے الفاظ مجھ پر ضائع کیسے کر دیے۔"

"جی چاہا تھا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہت شگفتہ نظر آرہے ہو' اچانک ہی ایک رات میں تم میں نمایاں تبدیلی ہوئی ہے۔"

"شاید باہر کا موسم بہت خوشگوار ہے' جس کی وجہ سے تم یہ کیفیت محسوس کر رہی ہو۔"

"نہیں میں اندر کے موسم کے بارے میں کہہ رہی ہوں' اچھا چلو یہ دودھ پی لو۔" اس نے ساتھ لایا ہوا دودھ کا گلاس بڑے اہتمام سے میرے سامنے پیش کیا اور میں نے گلاس اٹھالیا' نرس جولین مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی تھی' پھر اس نے کہا۔

"کیسے بد اخلاق آدمی ہو' بیٹھنے کے لیے بھی نہیں کہا مجھے........"

"بیٹھو' میں تو تمہاری مصروفیت کی وجہ سے تم سے بہت زیادہ گفتگو نہیں کرتا۔"

"تمہاری یہ تبدیلی مجھے بہت خوشگوار محسوس ہو رہی ہے۔" ابھی ہم دونوں یہ گفتگو کر رہے تھے کہ ایک بار پھر دروازہ کھلا اور ڈاکٹر یگل ڈاکٹر شیگی کے ساتھ اندر داخل ہوگیا' نرس جولین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیجئے ڈاکٹر صاحب' آپ کا مریض بالکل صحت یاب ہوگیا' آج مسٹر دانش منصور مجھ سے باتیں کر رہے ہیں جبکہ میں نے انہیں ہمیشہ بجھے بجھے دیکھا ہے' ڈاکٹر یگل میرے سامنے آیا اور مجھے بغور دیکھتا ہوا بولا۔"

"واقعی آپ کی صحت بھی مجھے پہلے سے کافی بہتر محسوس ہوتی ہے' ویسے اب آپ کا کیا ارادہ ہے۔"

"مجھے کچھ وقت تو یہاں سکون سے گزارنے کا موقع دیجئے۔"

"آج تو آپ واقعی بہت تبدیل نظر آرہے ہیں' ڈاکٹر یگل میرا خیال ہے اب اگر میں ذرا سی کوشش کروں تو یہ مجھے اپنے بارے میں سب کچھ بتا سکتے ہیں' آپ اطمینان رکھیں میں ان سے ان کی بیماری معلوم کرلوں گی۔" ڈاکٹر شیگی نے کہا اور میں ہنسنے لگا' ڈاکٹر یگل میرے بارے میں نرس جولین کو کچھ ہدایات دینے کے بعد ڈاکٹر شیگی کے ساتھ چل پڑا' ڈاکٹر شیگی نے مڑ مڑ کر کئی بار مجھے دیکھا تھا اور میں اس عورت کے بارے میں اندازہ لگا رہا تھا' سعید خان نے جو کچھ کہا تھا وہ بالکل درست ہی معلوم ہوتا تھا' جولین نے کہا۔

"اچھا اب بتاؤ ناشتے میں کیا لوگے۔"

"جو جولین پسند کرے گی۔" میں نے جواب دیا۔

"اوہ مائی گاڈ' اب تو میں واقعی حیرت سے پاگل ہو جاؤں گی' اچھا ٹھیک ہے پھر آج تم میری پسند کا ناشتہ کرو گے۔" وہ مسکرائی دودھ کا گلاس اٹھایا اور وہاں سے باہر نکل گئی' میں گہری گہری سانسیں لینے لگا تھا' ان لوگوں نے میرے اندر تبدیلیاں محسوس کی تھیں' لیکن کوئی شبہ نہیں کر سکے تھے' مگر ڈاکٹر شیگی سے محفوظ رہنا بے حد ضروری ہے' میں نے دل ہی دل میں سوچا' جولین ناشتہ لے آئی اور ناشتے کے دوران مجھ سے پر مزاح گفتگو کرتی رہی' اس نے کہا۔

"ویسے آپ بہت دولت مند آدمی ہیں' آپ کا اپنا ملک میں کیا کاروبار ہے۔"

"مس جولین یہ وہ باتیں ہیں جنہیں نظر انداز کرنے کے لیے میں اس اسپتال میں داخل ہوا ہوں' آپ دوبارہ مجھے وہ باتیں یاد دلارہی ہیں' جب تک میں ہسپتال میں ہوں کم از کم مجھے میرے کاروبار سے دور رہنے دیں۔" جولین نے دانتوں تلے زبان دبائی جیسے اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا ہو' پھر اس نے معذرت آمیز انداز میں کہا۔

"معافی چاہتی ہوں' کیا آپ شادی شدہ ہیں۔"

"شادی کرنے کے بارے میں میرا خیال ابھی تک کچھ نہیں ہے۔"

"خیر کوئی حرج نہیں ہے' اگر آپ یہاں سے واپسی سے پہلے شادی کا تصور ذہن میں لائیں اور آپ کے ذہن میں کوئی ایسی غیر ملکی لڑکی ہو جو آپ کی بہترین دیکھ بھال کر سکتی ہو' تو مجھے نظر انداز نہ کیجئے گا' مسٹر دانش منصور میں نے بچپن سے لے کر آج تک کسی

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

مشرقی شہزادے کے خواب دیکھے ہیں اور آپ کو دیکھ کر اب یہ خواب دن کی روشنی میں بھی مجھے نظر آنے لگے ہیں' ذرا ان خوابوں پر رحم کھانے کی کوشش کیجئے گا' بڑا نیک کام ہوگا۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا' ایک یورپین لڑکی اس بیباکی سے اپنے خیالات کی ترجمانی کر سکتی ہے' واسطہ تو نہیں پڑا تھا' لیکن اندازہ ضرور تھا' جولین کئی بار میرے پاس آئی اور مجھ سے طرح طرح کی باتیں کرتی رہی' خوشگوار دن گزرا تھا' شام کے قریب ساڑھے سات بجے غلام قادر میرے پاس آیا اور مجھ سے خیریت معلوم کرنے لگا۔

"تم سناؤ اور کوئی ایسی اہم بات تو نہیں جو قابل تذکرہ ہو۔"

"بالکل نہیں۔ بس ناگی صاحب کو آپ کے پرسکون ہونے کی اطلاع دے دی گئی ہے' میرا مطلب ہے انہیں یہ بتایا گیا ہے کہ سارا کام خوش اسلوبی سے طے ہوگیا ہے۔"

"ٹھیک" ایک بات میں مسلسل سوچ رہا ہوں۔

"کیا جناب؟" اس نے سوال کیا۔

"اگر کوئی میری کھوج میں نظر آیا تو مجھ سے ملاقات کرنے والوں پر بھی نگاہ رکھے گا اور اس کے بعد اس بات کے امکانات بھی ہیں کہ وہ تم تک پہنچنے کی کوشش کرے' اس لیے میرا خیال ہے کہ مجھ سے زیادہ ملاقاتیں نہ کرو' تم اپنا فون نمبر بتادو تاکہ وقت پڑنے پر رابطہ ہوسکے اور میرے کمرے میں آنے کی کوشش نہ کرو۔" غلام قادر نے میری طرف دیکھا اور بولا۔

"بہت بہتر ہے اور ہوٹل ہی کا فون نمبر نوٹ کریں' کوئی بھی پیغام دے دیجئے۔"

"غلام قادر سے فون نمبر لے کر میں نے ذہن نشین کرلیا تھا' حالانکہ غلام قادر نے وہ پرچے پر لکھ کر مجھے دینا چاہا تھا لیکن میں نے انکار کرتے ہوئے کہا۔"

"نہیں اس کا میرے پاس سے برآمد ہونا بھی ٹھیک نہیں ہوگا۔" اس نے پر خیال انداز میں گردن ہلائی اور بولا۔

"میں دوسرے لوگوں کو بھی یہی ہدایت کیے دیتا ہوں۔" اس کے جانے کے بعد میں نے اپنے اس قدم کو خود ہی سراہا تھا' بلاشبہ کاظم شاہ میرے سلسلے میں چھان بین کرے گا' ابھی تک اس نے یہ سب نہیں کیا اس کی بنیادی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ خود ہی مصیبت میں پڑ گیا ہو' اس وقت تو میں نے غور نہیں کیا تھا' لیکن اب مجھے احساس ہو رہا تھا

کہ میں نے اس کی ٹھیک ٹھاک مرمت کر دی تھی اور اسے درست ہونے کے لیے بھی وقت درکار تھا' لیکن اس کی لندن آمد اس بات کا اظہار کرتی تھی کہ جو کچھ اسے معلومات حاصل ہو سکی ہیں وہ ان پر کام کرنا چاہتا ہے' کوئی بھی لمحہ ایسا ہو سکتا تھا جب اس کا مجھ سے رابطہ قائم ہو' دیکھنا یہ تھا کہ وہ اس سلسلے میں کیا قدم اٹھاتا ہے۔

دو دن مزید گزر گئے اور کوئی ایسی خاص بات نہیں ہوئی' میں یہاں سے کسی قسم کی اکتاہٹ نہیں محسوس کر رہا تھا' تمام ہی لوگوں سے ملاقاتیں ہو رہی تھیں' ڈاکٹر شیلی بھی آئی تھی اور ابھی تک اس نے بھی کوئی ایسی بات نہیں کی تھی جو میرے لیے باعث پریشانی ہوتی' البتہ چوتھے دن ذرا ایک مختلف واقعہ پیش آیا' جس نے خاصا محظوظ بھی کیا اور سوچنے پر بھی مجبور کر دیا' ڈاکٹر یگل کے ساتھ دو افراد آئے تھے اور یہ دونوں میرے ہی ملک سے تعلق رکھتے تھے' بھاری بھر کم جسم کا ایک چوڑا چکلا آدمی اور اس کے ساتھ ایک خوبصورت سا اسمارٹ سا آدمی' چوڑے چکلے آدمی نے اپنا کارڈ مجھے پیش کیا اور میں نے اس کارڈ پر امداد حسین شاہ چیف آف اسپیشل ڈیپارٹمنٹ محکمہ پولیس لکھا دیکھا' میں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا تو امداد حسین شاہ نے ڈاکٹر یگل کی جانب رخ کر کے کہا۔

"براہ کرم ڈاکٹر یگل آپ ہمیں تنہائی کا موقع دیں گے۔"

"جی ضرور۔" ڈاکٹر یگل نے کہا اور وہاں سے باہر نکل گیا' میں سوالیہ نگاہوں سے امداد حسین شاہ کو دیکھنے لگا تھا' امداد حسین شاہ نے کہا۔

"انتہائی معذرت خواہ ہیں دانش منصور' لیکن محکمہ پولیس کی جانب سے تھوڑی سی تفتیش میرے سپرد کی گئی ہے اور خصوصی طور پر مجھے آپ کے پاس بھیجا گیا ہے' کیا آپ میرے سوالات کے جواب دے کر قانونی ضروریات پوری کرنا پسند فرمائیں گے۔"

"کیوں نہیں مگر حیران ہوں کہ آپ کو میرے پاس بھیجا گیا' بہرحال میں آپ کی تفتیش اپنا فرض سمجھتا ہوں' کہئے ایسی کیا بات ہے جس کی وجہ سے محکمہ پولیس کو میری جانب متوجہ ہونا پڑا۔"

"وہاں آپ کے وطن میں ایک ایسا شخص جو آپ کا ہم شکل ہے اور جس کا نام فیصل معلوم ہوا ہے وارداتیں کرتا پھر رہا ہے' اس نے کئی ایسی خطرناک وارداتیں کی ہیں جن کی بناء پر ہمیں اس کی جانب متوجہ ہونا پڑا' ہم اسے تلاش نہیں کر سکے' لیکن اس کے بارے

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

میں تفتیش کرتے ہوئے ہمیں یہ علم ہوا کہ وہ سو فیصد آپ کا ہمشکل ہے' چنانچہ یہ بات بڑی پریشان کن تھی ہمارے لیے آپ کے نام پر وہ کچھ بھی کر سکتا ہے' اس طرح محکمہ پولیس نے یہ ضروری سمجھا کہ آپ کو بھی ایک ایسے شخص سے آگاہ کر دیا جائے جو آپ کا ہمشکل ہے اور ہو بہو آپ کی کاپی ہے' ہو سکتا ہے وہ لوگ مستقبل میں آپ کو اپنا ہمشکل ہونے کی وجہ سے کوئی نقصان پہنچا دیں' اس کے علاوہ ہمیں بھی ذرا یہ اطمینان ہو جائے کہ آپ میں اور اس میں کیا فرق ہے۔"

"یہ ایک دلچسپ بات ہے' کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے۔ مسٹر امداد حسین شاہ؟" میں نے سوال کیا۔

"افسوس نہیں دیکھا' لیکن اس کی تصاویر ہمارے پاس موجود ہیں' آپ بھی دیکھ سکتے ہیں۔" اس نے ایک تصویر نکال کر میرے سامنے رکھ دی اور میں حیران ہوا کہ یہ تصویر کون سے وقت کی ہے' میں البتہ اداکاری بہت عمدگی سے کر رہا تھا' دیر تک میں اس تصویر کو دیکھتا رہا اور اس کے بعد میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ کی تشویش بالکل بجا ہے' میں نے سنا ہے کہ ایک انسان کے بہت سے ہمشکل ہوتے ہیں لیکن یہ ہمشکل ایسے ہوتے ہوں گے اس کا مجھے بالکل علم نہیں تھا' واقعی اب تو میں خود بھی اس شخص سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"بہت سے ایسے سوالات ذہن میں پیدا ہو جاتے ہیں جو ڈرامائی حیثیت ضرور رکھتے ہیں لیکن ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا' چونکہ مجھے باقاعدہ تفتیش کے لیے بھیجا گیا ہے اور میرے پاس اس کا اجازت نامہ موجود ہے' اگر آپ دیکھنا پسند کریں۔"

"نہیں امداد حسین شاہ وطن سے دور رہ کر اپنے کسی ہم وطن سے ملاقات ویسے ہی کافی دلکش محسوس ہوتی ہے اور پھر آپ تو ایک ایسے محکمے سے تعلق رکھتے ہیں جو بڑی ذمہ داریوں کا حامل ہے' اپنے وطن میں میں نے ہمیشہ قانون کی پاسداری کی ہے اور اس کے بارے میں آپ معلومات حاصل کر سکتے ہیں' یہاں بھی میں اپنے آپ کو اس کا پابند سمجھتا ہوں اور آپ سے مکمل تعاون کے لیے حاضر ہوں' آپ مجھے کوئی اجازت نامہ نہ دکھائیے جو کچھ بھی کرنا چاہتے ہیں آپ مجھے اس میں اپنا معاون پائیں گے۔"

"بہت بہت شکریہ' ایک بڑے آدمی کی یہی پہچان ہے' تو آپ مجھے اپنے وہ تمام کوائف دیجئے جو آپ سے متعلق ہیں۔"

"میرا خیال ہے یہ بات آپ کو وہاں بھی معلوم ہو سکتی تھی تاہم میں آپ کو بتانا پسند کروں گا' میرا نام دانش منصور ہے گوٹا والا کی حیثیت سے میں نیروبی میں جانا جاتا تھا' والدین بچپن ہی میں نیروبی شفٹ ہو گئے تھے اور میرے والد احمد منصور گوٹا والا نے وہیں اپنی زندگی کا آغاز کیا تھا' میرا مطلب ہے کاروباری زندگی کا ہم وہاں نیو ایئرلائن کے علاقے میں رہتے تھے' آپ اگر تھوڑی سی کوشش کر لیتے تو وہاں سے ہمارے بارے میں آپ کو تفصیلات معلوم ہو سکتی ہیں' والدین کے انتقال کے بعد مجھے اپنے وطن سے دلچسپی محسوس ہوئی' ویسے بھی چھوٹی سی عمر سے لے کر عمر کی اس منزل تک جہاں میں نے ہوش و حواس سنبھالے میرے والدین اپنے وطن سے محبت کا اظہار کرتے رہے تھے اور وطن کی کہانیاں میرے کانوں تک پہنچتی رہی تھیں' لیکن چونکہ ہمارے وطن میں ہمارا کوئی عزیز وغیرہ موجود نہیں تھا اس لیے کبھی بھی وہاں واپسی کے بارے میں نہیں سوچا لیکن ان کی موت کے بعد میرا دل اپنے ملک آنے کو چاہا تو میں اپنا سارا کاروبار فروخت کرنے کے بعد اپنے ملک منتقل ہو گیا اور اب وہیں میں کراچی میں ڈیفنس کے علاقے کی ایک کوٹھی میں رہتا ہوں' میرے ساتھ چند ملازمین ہیں اور وہاں میں نے اپنی نئی زندگی کا آغاز کیا ہے۔" امداد حسین شاہ بڑی توجہ سے میری باتیں سن رہا تھا' اس نے کہا۔

"کاروبار کے سلسلے میں آپ نے ایک خاص طریقہ کار اختیار کیا اس کی وجہ بتا سکتے ہیں۔"

"ہاں میرے والد کی تربیت' انہوں نے مجھے کاروباری گر سکھائے ہیں اور میں انہی پر عمل کرنا چاہتا ہوں' دراصل میرے پاس جو دولت موجود ہے وہ میرے والد کی کمائی ہوئی ہے' میری خواہش ہے کہ اس میں اضافہ کروں کمی نہ کروں اور اس لیے میں نے وہاں محتاط کاروباری انداز اختیار کیا ہے' البتہ اس سلسلے میں اپنے وطن عزیز کے مسائل دیکھتے ہوئے میرے دل میں جو جذبے جاگے ہیں وہ بہت مختلف ہیں' میں گہری نگاہوں سے اپنے وطن کا تجزیہ کر کے وہاں کے رہنے والوں کے مسائل جاننے کی کوشش کر رہا ہوں اور پھر ان مسائل میں اپنے وسائل سے کام لے کر جو آسانیاں پیدا کر سکتا ہوں اس کا خواہش مند ہوں اور اسی کے لیے کوشش کر رہا ہوں۔"

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"بہت نیک تصور ہے' آپ نے اس سلسلے میں کچھ اقدامات کا آغاز کیا۔"

"ہاں' لیکن وہ میرے خیال میں قطعی طور پر الگ حیثیت کے حامل ہیں جن کا تذکرہ کرنا میں پسند نہیں کروں گا۔"

"یقیناً' آپ اس کا حق رکھتے ہیں' ویسے آپ کیا بیمار ہیں' کیا آپ اس سلسلے میں کچھ بتانا پسند کریں گے۔"

"میری بیماری کا صحیح تجزیہ تو ڈاکٹر ہی کر سکتے ہیں' لیکن بس میں کچھ ذہنی تھکن محسوس کر رہا تھا اور اس کی بناء پر اعصابی کشیدگی کا شکار تھا' جس کے لیے مجھے مجبور ہو کر یہاں آنا پڑا۔"

"وہاں مڈایسٹ اسپتال میں آپ علاج کرا رہے تھے کیا وہاں کے علاج سے آپ غیر مطمئن تھے؟" امداد حسین شاہ نے سوال کیا۔

"نہیں غیر مطمئن تو نہیں تھا لیکن بس کچھ دوستوں کا مشورہ تھا کہ سینٹ مائیکل ہسپتال اس سلسلے میں میری بہترین نگہداشت کر سکتا ہے' چنانچہ میں یہاں آگیا' تبدیلی آب و ہوا بھی ہوگئی' کیونکہ نیروبی سے پاکستان جانے کے بعد میں ملک سے باہر نہیں نکلا تھا' اس موقع کو غنیمت جانا اور یہاں آگیا۔"

"اس تعاون کا بہت بہت شکریہ دانش صاحب' ایک مزید تکلیف اور دینی ہے اور اس اعتماد کے بعد کہ آپ اس کا بالکل برا نہ مانیں گے۔"

"جی جی' ضرور فرمایئے۔"

"ہمیں آپ کے فنگر پرنٹس درکار ہیں۔" امداد حسین شاہ نے کہا اور ایک لمحے کے لیے میں خاموش سا ہو گیا' پھر میں نے شانے ہلاتے ہوئے کہا۔

"مجھے کسی قانونی کارروائی میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"

"میں اس کا انتظام کر کے آیا ہوں تاکہ دوبارہ آپ کو تکلیف نہ دینا پڑے۔" اس نے اپنے ماتحت کی جانب دیکھ کر کہا اور اس کے ماتحت نے اپنے لباس سے کچھ چیزیں نکال لیں' ایک خاص قسم کی قلم تھی' جو ایک ڈبل کاغذ میں اسٹیکرز کی طرح پیک تھی' اس نے وہ قلم امداد حسین شاہ کو دی اور امداد حسین شاہ اس کے دونوں سمت کے اسٹیکرز پھاڑنے لگا' پھر اس نے وہ قلم میرے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"اس پر آپ اپنے دونوں ہاتھ رکھ دیجئے" میں نے اس کی ہدایت کے مطابق عمل کیا اور اس نے قلم پر میرے ہاتھوں کے نشانات لے لیے' ذرا جدید طریقہ کار تھا' میرے نشانات لے کر اس نے روشنی میں انہیں دیکھا اور پھر کاغذ میں محفوظ کر لیا' اس کے بعد اس نے میری طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔"

"دانش منصور صاحب ہم آپ کی صحت یابی کے منتظر ہیں' وطن عزیز میں پہنچنے کے بعد بھی میں یقیناً آپ کی خدمت میں حاضری دوں گا' آپ کے انکار سے میں بہت متاثر ہوا ہوں' ویسے بھی آپ کی شخصیت معمولی نہیں ہے اور یہاں آتے ہوئے میں تھوڑا سا خوفزدہ بھی تھا کہ کہیں آپ کو میری یہ کارروائی ناگوار نہ گزرے۔"

"جی نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے' البتہ میں ایک ذمہ داری آپ کے سپرد کرنا چاہتا ہوں۔"

"دل و جان سے' مجھے اس کی تکمیل کر کے بے حد مسرت ہوگی۔"

"جس شخص کو آپ نے میرا مشکل کہا ہے اور تصویر دکھائی ہے اس سے میرے مفادات محفوظ رہنے چاہئیں' میں اپنے شناسا لوگوں کو بھی اس بارے میں اطلاع دے دوں گا' لیکن یہ فرض آپ پر بھی عائد ہوتا ہے کہ آپ اس کی کارروائیوں پر پوری پوری نگاہ رکھیں تاکہ میرا مشکل ہونے کی حیثیت سے وہ مجھے کوئی ایسا نقصان نہ پہنچا سکے جو میرے لیے باعث پریشانی ہو۔"

"یقیناً' آپ کا یہ کہنا بالکل بجا ہے' یہ ہمارا فرض ہے آپ بالکل مطمئن رہیں۔"

پولیس آفیسر اپنے ساتھی کے ساتھ اٹھ گیا' اس نے پر جوش مصافحہ کیا اور اس کے بعد باہر نکل گیا' میں بڑی سنسنی محسوس کر رہا تھا' یہ ایک نیا مسئلہ تھا' میں تو یہاں کاظم شاد کا انتظار کر رہا تھا لیکن پولیس پارٹی کی یہاں آمد اور میرے سلسلے میں یہ چھان بین میرے لیے بڑی تشویش کا باعث بن گئی تھی' اس کا مقصد ہے کہ نہایت اعلیٰ پیمانے پر اس سلسلے میں کام ہو رہا ہے' ویسے آئندہ اقدامات کے سلسلے میں بھی ان لوگوں نے مجھے محتاط کر دیا تھا' اب خصوصی طور پر ان باتوں کا خیال رکھنا ہوگا' بظاہر کوئی ایسی جگہ نظر نہیں آئی جس سے مجھے یہ خدشہ لاحق ہوتا کہ میری انگلیوں کے نشانات ان لوگوں کو دستیاب ہو سکیں گے' پھر بھی احتیاط رکھنا ضروری تھا' اس کے علاوہ میں نے اپنے مقامی ساتھیوں کو جو ہدایات دی تھیں

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ بھی اس وقت مجھے نہایت کار آمد محسوس ہوئی تھیں' یہ سلسلہ بہت دیر تک میرے ذہن پر طاری رہا' پھر رابرٹ یگل بھی میرے پاس آگیا اور اس نے کہا۔

"اس شخص نے اپنے آپ کو محکمہ پولیس سے متعلق ظاہر کیا تھا اور مجھے اپنے شناختی نشانات بھی دکھائے تھے' کیا اس کی آمد سے کوئی ایسی بات تو نہیں ہوئی جو ہسپتال کے اصولوں کے خلاف ہو اور جس سے آپ کو ذہنی یا جسمانی نقصان کا اندیشہ ہو۔"

"نہیں ڈاکٹر وہ ایک مسئلہ تھا جس کے بارے میں وہ مجھ سے معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔"

"اس نے مجھ سے آپ کے مرض کے بارے میں بھی معلومات حاصل کی تھیں اور میں نے اس سے کہا تھا کہ آپ صرف اعصابی کشیدگی کا شکار ہیں' کہیں یہ بات میرے منہ سے غلط تو نہیں نکل گئی۔"

"نہیں بالکل مناسب بات ہے اور حقیقت بھی یہی ہے' میں آپ سے کافی حد تک متفق ہوگیا ہوں لیکن اعصابی کشیدگی کو آپ بیماری نہیں تصور کرتے۔"

"نہیں ہمارا مقصد یہ نہیں ہے' ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ جس دن آپ اپنی زبان سے اپنے صحت یاب ہونے کا اعلان کریں اس دن ہم اپنے آپ کو کامیاب سمجھیں گے۔" ڈاکٹر مجھ سے مختصر گفتگو کرنے کے بعد وہاں سے چلا گیا اور میں اس سوچ میں ڈوب گیا۔

رشید ناگی کو اس سلسلے میں اب مجھے کیا اطلاع دینی چاہیے' بہت دیر تک سوچنے کے بعد فیصلہ کیا کہ ضروری نہیں ہے کہ ہر مسئلے سے اسے آگاہ رکھا جائے' میں نے پولیس آفیسر کو جو بیانات دیے تھے وہ اطمینان بخش تھے' بس تھوڑا سا معاملہ فنگر پرنٹس کا تھا' اس کے حصول کے لیے اعلیٰ پیمانے پر کوششیں نہ کریں' ظاہر ہے انہیں تبدیل کرنا میرے لیے ممکن نہیں تھا' ہاں اگر میری اصل حیثیت سے انہیں کہیں سے فنگر پرنٹس دستیاب ہوگئے تو پھر معاملہ خاصا الجھ جائے گا' یہ دوسری بات ہے کہ میں اپنے طور پر اسے سلجھانے کی کوشش کروں اور یہ کام بھی بہت زیادہ مشکل نہیں ہوگا' کیونکہ حالات میرے علم میں تھے' اس کے بعد میں انتظار کرتا رہا تھا' مجھے اچھی طرح اندازہ تھا کہ میرے ساتھی دن رات میری نگرانی کرتے ہیں' بعض اوقات میں چہل قدمی کے لیے بھی نکل جاتا تھا

اور اس طرح میں نے ان لوگوں کے وہ پوائنٹس دیکھ لیے تھے جہاں وہ تعینات رہتے تھے' البتہ جب کبھی میں چہل قدمی کے لیے نکلتا تو ان میں سے جو بھی ڈیوٹی پر ہوتا وہ مستعد نظر آتا تاکہ میں اسے کوئی اشارہ کروں تو وہ میرے قریب پہنچ جائے یا میرے کیے ہوئے اشارے کے مطابق عمل کرے' رشید ناگی نے اس سلسلے میں جس کارکردگی کا ثبوت دیا تھا وہ میرے لیے قابل قدر تھی' پھر ایک اور واقعہ پیش آگیا۔

میں ان دنوں اسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا کہ اب کتنے عرصے تک مجھے یہاں رہنا چاہیے' میں صرف کاظم شاد کی طرف سے ہونے والی کسی کارروائی کا انتظار کر رہا تھا تاکہ مجھے آگے بڑھنے کا موقع مل سکے۔ پھر ایک دن صبح تقریباً ساڑھے نو بجے کے قریب ایک وارڈ بوائے اندر داخل ہوا اور اس نے ایک لفافہ مجھے پلیٹ میں پیش کر دیا۔

"کیا ہے یہ.........؟" میں نے اس سے سوال کیا۔

"نادر صاحب دے گئے ہیں' انہوں نے اپنا یہی نام بتایا ہے سر' آپ دانش منصور ہیں نا۔"

"ہاں۔" میں نے لفافہ پلیٹ سے اٹھا لیا اور وارڈ بوائے کو کچھ ٹپ بھی دی' وہ شکریہ ادا کرکے چلا گیا تھا' لفافہ مقامی ہی تھا' میں نے بڑی احتیاط سے لفافہ چاک کیا اندر سے ایک کاغذ برآمد ہوا تھا' میں نے حیرانی سے اسے کھولا اور پڑھنے لگا' دوسرے لمحے میرا چہرہ سرخ ہوگیا تھا' کاغذ کے نچلے حصے پر جو نام مجھے نظر آرہا تھا' وہ میرے لیے انتہائی سنسنی کا باعث تھا' تحریر اردو میں تھا اور لکھا ہوا تھا۔

ڈیئر فیصل!

"نارتھ شائر ایک خوبصورت علاقہ ہے' یہاں سرسبز وسیع عریض میدان پھیلے ہوئے ہیں اور ایک بڑی سی جھیل یہاں واقع ہے' ان میدانوں میں تفریحات کے لیے آنے والوں کے ٹرالر کھڑے ہوئے ہیں اور یہ ٹرالر آباد ہیں' تمہیں ٹرالر نمبر بیس میں آنا ہی' جہاں میں تمہارا انتظار کروں گا' لیکن انتہائی احتیاط اور ہوشیاری کے ساتھ ہمارے دشمن ہم سے زیادہ دور نہیں ہیں' میں تقریباً دن اور رات اس ٹرالر میں دس دن تک مل سکتا ہوں' اس کے بعد ہو سکتا ہے مجھے یہاں سے جانا پڑے' تم اگر آسانی سے آسکتے ہو تو دس دن کے اندر اندر مجھ سے مل لو' ورنہ پھر وطن ہی میں تم سے ملاقات ہوگی۔"

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

مشعل شاہ

میں ششدر رہ گیا تھا۔

میری نگاہیں اس تحریر پر دوڑ رہی تھیں اور میرا بدن سنسنی کا شکار تھا' مشعل شاہ کی زندگی سے جو خوشی محسوس ہوئی تھی وہ ناقابل بیان ہے' مجھے اس کی تحریر ملی تھی اور میرا دل چاہ رہا تھا کہ ایک لمحے میں اڑ کر اس کے پاس پہنچ جاؤں' مشعل شاہ زندہ ہے' اسے اس بات کا علم ہے کہ میں یہاں موجود ہوں' نارتھ شائر کے بارے میں' میں کچھ نہیں جانتا تھا' لیکن معلومات حاصل کرلینا زیادہ مشکل نہیں ہوگا' میں نے اتنی سی دیر میں کتنی ہی بار اس تحریر کو پڑھا اور میرا دل شدید بے چینی کا شکار ہوگیا' کیا کرنا چاہیے' کیا کروں' فوری طور پر یہاں سے چل پڑوں' لیکن......... لیکن اس نے مجھے یہ حوالہ بھی دیا ہے کہ ہمارے دشمن ہم سے دور نہیں ہیں' اس کا اندازہ تو مجھے بھی تھا' مشعل شاہ بھی یقیناً اس سے غافل نہیں ہوگا' وہ زندہ ہے......... وہ زندہ ہے' میں خوشی سے بے قابو ہوا جارہا تھا' شکر ہے کہ اس وقت آس پاس کوئی موجود نہیں تھا' ورنہ میرے سلسلے میں مشکوک ہو جاتا' تھوڑی دیر تک میں اس پرچے پر نگاہیں دوڑاتا رہا اور پھر اسے لفافے میں رکھ کر میں یہ سوچنے لگا کہ اب مجھے فوری طور پر کیا قدم اٹھانا چاہیے' اسپتال چھوڑ دوں' اپنے صحت یاب ہونے کا اعلان کردوں یا پھر عارضی طور پر اس سے ملاقات کرکے اس کا پروگرام معلوم کروں' مشعل شاہ سے ملنے کی ایسی بے قراری ہو رہی تھی کہ ناقابل بیان ہے' میں لفافہ ایک سمت رکھ کر باتھ روم کی جانب چل پڑا' منہ ہاتھ دھویا اور تیاریاں کرنے لگا کہ اب کوئی قدم اٹھالوں گا۔

میرے ذہن میں اچانک ایک اور خیال آیا' میں نے ایک بار پھر لفافے سے پرچہ نکالا اور تحریر پر نظریں دوڑانے لگا' بدقسمتی سے میں نے مشعل شاہ کے اپنے ساتھ رہنے کے دوران کبھی اس کی اردو یا انگریزی تحریر نہیں دیکھی تھی' یہ تحریر جعلی بھی ہوسکتی ہے' یقینی طور پر کوئی ایسا عمل کیا جاسکتا ہے جس سے مجھے ٹریس کیا جاسکے' اوہو.........اوہو......... میں نے اس پہلو پر نظر نہیں دوڑائی تھی' سو فیصد ایسا کیا جاسکتا ہے اور اس کا محرک کاظم شاد بھی ہوسکتا ہے' میں فیصل کی حیثیت سے کاظم شاد سے ملا تھا اور میں نے مشعل شاہ کے بارے میں تفصیلات معلوم کی تھیں' یہ کارروائی کاظم شاد کی

طرف سے بھی ہوسکتی ہے' خدا کا شکر ہے جلد بازی میں بالکل ہی دیوانہ نہیں ہوگیا تھا اور اتنی دیر سوچنے میں صرف کردی تھی' اگر میں یہاں سے سیدھا نارتھ شائر دوڑا چلا جاتا تو بڑی مشکلات پیش آسکتی تھیں' وہاں مجھ پر باآسانی قابو پایا جاسکتا تھا اور پھر یہ بات بھی سامنے آجاتی کہ دانش منصور اور فیصل ایک ہی شخصیت کے دو روپ ہیں' بڑا بچالیا تھا خدا نے اس وقت اور فوری عمل نہ کرکے میں نے بلاشبہ ذہانت کا ثبوت دیا تھا اور اب دوسرے انداز میں سوچنا ضروری تھا' اگر واقعی یہ پرچہ مشعل شاہ کی طرف سے ہے تو دس دن میرے پاس ہیں اور ان دس دنوں میں مجھے کوئی قدم اٹھانا چاہیے۔

"مشعل شاہ سے ملنا تو بہت ہی ضروری تھا' بشرطیکہ وہ ایک حقیقت ہو اور اس کے لیے بالآخر میں نے ایک فیصلہ کیا اور کچھ دیر سوچنے کے بعد لفافہ چٹکی میں دبائے باتھ روم میں داخل ہوا اور لفافہ کو آگ لگادی اسے بیسن میں ڈال کر اس وقت تک جلتے ہوئے دیکھتا رہا جب تک کہ اس کی راکھ نہ بن گئی' پھر میں نے راکھ واش بیسن میں بہادی تھی اور اس کام سے فارغ ہوکر میں باہر نکل آیا' اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلا تھا' زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ جولین مسکراتی ہوئی اندر آگئی اس کے آنے کا وقت تھا' میں نے اپنے آپ کو نارمل کرلیا تھا۔"

"کہئے مسٹر دانش منصور کیسے مزاج ہیں آپ کے۔"

"ایک چیز کی شدت سے کمی محسوس کررہا ہوں جولین' میرے پاس رائٹنگ پیڈ اور قلم وغیرہ نہیں ہیں۔"

"دو منٹ میں پہنچ جائیں گے' کسی کے لیے کچھ لکھنا ہے۔"

"ہوسکتا ہے اپنی دلی کیفیت زبانی تم سے بیان نہ کرسکوں اور لکھ کردوں۔"

"اوہو پھر دو منٹ بھی نہیں لگیں گے ابھی لائی۔" جولین نے ہنستے ہوئے کہا اور تیزی سے باہر نکل گئی' میں گہری سوچوں میں گم تھا' واقعی اس نے واپسی میں ایک منٹ بھی نہیں لگایا تھا ایک خوبصورت پین اور ایک پیڈ اس نے میرے حوالے کردیا۔

"کیا میں انتظار کروں' اس کاغذ کا جو تم مجھے لکھ کردو گے۔"

"ابھی نہیں' مجھے بہت کچھ سوچ سمجھ کر لکھنا ہے۔"

"ویری گڈ' میں انتظار کرلوں گی۔" اور وہ چلی گئی' میں نے کاغذ پر ایک تحریر گھسیٹی

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

اس وقت جو کوئی بھی ڈیوٹی پر موجود تھا یعنی میرے ساتھیوں میں سے کوئی........ یہ تحریر میں اسے دینا چاہتا تھا' میں نے پرچے پر لکھا۔

ڈیئر غلام قادر!

باقی افراد کو میرا یہ پیغام پہنچا دو بہت ہوشیاری اور ذہانت کے ساتھ تم میں سے چند افراد کو نارتھ شائر کے علاقے میں منتقل ہونا ہے جہاں کسی وسیع و عریض میدان میں ٹرالر کھڑے رہتے ہیں' تمہیں انتہائی ہوشیاری اور کافی فاصلے سے ٹرالر نمبر بیس کا جائزہ لینا ہے اور ایک دن نہیں بلکہ مسلسل تین دن تک اس کا جائزہ لینے کے بعد مجھے رپورٹ پیش کرو کہ اس میں کون رہتا ہے اور ان لوگوں کے مشاغل کیا ہیں' یہاں کی فکر نہ کی جائے' میں حالات کو سنبھالنے کے لیے موجود ہوں اور کسی قسم کا کوئی بھی خطرہ پیش آیا تو میں اس سے نمٹ سکتا ہوں' البتہ تم لوگوں کو نہایت ہوشیاری سے یہ کام کرنا ہے' ٹرالر میں آنے جانے والوں کا تعاقب بھی کرنا ہے اور یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ لوگ کہاں کہاں آتے جاتے ہیں اور اگر اس ٹرالر میں کوئی ایک ہی آدمی مقیم ہو تو اس کا حلیہ اور شکل و صورت کی تفصیل مجھے درکار ہے' تین دن کے بعد مجھے یہ رپورٹ چاہیے اور اگر فوری طور پر تم کوئی ایسی بات معلوم کر لیتے ہو جو میرے لیے کارآمد ہو تو پھر اس کی اطلاع مجھے میرے کمرے میں ہی آکر دے سکتے ہو میں انتظار کروں گا۔

"یہ پرچہ لکھنے کے بعد میں نے اسے تہہ کیا اور اس کے بعد دوسرے کاغذ پر میں نے جولین کے لیے ایک تحریر لکھی۔"

ڈیئر جولین!

میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تم میری بہترین دوست بن سکتی ہو اب اس دوستی کے سلسلے میں مزید غور و فکر کر رہا ہوں کہ مجھے آئندہ کیا کرنا چاہیے' امید ہے کہ فی الحال تم اسی تحریر پر قناعت کرو گی۔

یہ کاغذ میں نے پیڈ میں ہی لگا رہنے دیا تھا البتہ دوسرا کاغذ تہہ کر کے اپنے لباس میں پوشیدہ کیا اور کمرے سے باہر نکل آیا' چہل قدمی کرتا ہوا میں اس راہداری کے آخری سرے تک چلا گیا جو دوسرے جانب کھلی جگہ میں کھلتی تھی اس وقت مخدوم ہی ڈیوٹی پر تھا' میں آہستہ آہستہ اس کے قریب پہنچ گیا مجھے دیکھ کر کوئی ردعمل کا اظہار نہ کیا' میں نے

WWW.PAKSOCIETY.COM

Scanned and Uploaded By Nadeem

کہا۔

میں یہاں سے آگے بڑھ جاتا ہوں' تھوڑے فاصلے پر پہنچ کر میں واپس لوٹوں گا ایک پرچہ تمہارے پاس گرادوں گا' تم اسے اٹھا کر پڑھ لینا۔" میں نے سرگوشی کے انداز میں کہا اور آگے بڑھ گیا' مخدوم اپنی جگہ ساکت کھڑا رہا تھا' میں ادھر ادھر دیکھتا رہا اور یہ اندازہ لگاتا رہا کہ کوئی ہماری جانب خصوصی طور پر متوجہ تو نہیں ہے' چنانچہ کچھ دور جانے کے بعد میں واپس پلٹا اور مخدوم کے قریب سے گزرتے ہوئے میں نے پرچہ نیچے گرا دیا' مخدوم اب بیٹھ گیا تھا اور بے پرواہ نظر آرہا تھا' میں آگے بڑھتا ہوا کافی دور تک پہنچ گیا اور واپسی راہداری کی سیڑھیاں عبور کر کے اوپر آگیا اور چند لمحات کے بعد اپنے کمرے میں داخل ہو گیا' یہ کام میں نے خوش اسلوبی سے سرانجام دے لیا تھا' کمرے میں داخل ہوا ہی تھا کہ جولین آگئی' اس نے کہا۔

"کہاں چلے گئے تھے؟"

"کہیں نہیں' کوئی خاص بات۔"

"ارے میں بے چینی سے تمہارے پرزے کا انتظار کر رہی ہوں۔" میں نے رائٹنگ پیڈ کی جانب اشارہ کیا جولین وہاں پہنچ گئی' اس نے کاغذ پر لکھی ہوئی تحریر پڑھی' پرچہ پھاڑا اور اپنے لباس میں محفوظ کر لیا وہ مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی' پھر اس نے کہا۔

"معاف کرنا' ہنسی کھیل کی باتیں ہیں' کہیں مجھے اپنے ذہن پر بوجھ نہ بنالینا۔" یہ کہہ کر وہ تیزی سے باہر نکل گئی۔

پھر تیسرا دن بھی تقریباً گزر ہی گیا اور اب انتظار میں بے چینی پیدا ہو گئی۔ شام میرے پاس سعید خان آیا۔ سعید خان میرے ملاقاتی کی حیثیت سے آیا تھا۔ اندر داخل ہونے کے بعد اس نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔ میں اسے دیکھ رہا تھا۔

"سر میں رپورٹ لے کر آیا ہوں۔ نارتھ شائر کے ٹرالر نمبر بیس کا مکمل طور پر تین دن سے جائزہ لیا جا رہا ہے۔ ہم نے ذرا کام میں کچھ اور تبدیلیاں کر لی تھیں۔ مثلاً ایک ایسے کیمرے کے ذریعے ٹرالر نمبر بیس کے آس پاس کی اور اس میں آنے جانے والوں کی تصاویر بھی حاصل کر لی گئی تھیں۔ اس کے لئے ہم نے وہاں ایک اور ٹرالر میں ٹھکانہ بنالیا

ملا۔" جو خالی پڑا ہوا تھا۔ "زبانی رپورٹ یہ ہے کہ اس ٹرالر میں مشعل شاہ نامی یا اس جیسی شخصیت کا کوئی آدمی کبھی نظر نہیں آیا۔ البتہ وہاں دو مقامی لوگ اور مزید دو ہمارے اپنے وطن کے لوگ آتے جاتے رہے ہیں۔ ایک کار خصوصاً وہاں آتی رہی ہے اور اس کے علاوہ ایک اور کار بھی صرف ایک دن کے لئے آئی تھی اور اس کار سے ایک ہمارے ملک کی لڑکی وہاں پہنچی تھی ان سب کی تصاویر ہمارے پاس موجود ہیں۔ باقی ٹرالر میں اور کوئی کبھی نہیں آیا اور ٹرالر بعض اوقات بالکل خالی رہتا ہے لیکن یہ بہت تھوڑی دیر کے لئے ہوتا ہے ایک تیسرا آدمی جو اس ٹرالر میں ہمیشہ پایا جاتا ہے اس کی تصویر بھی ہمارے پاس موجود ہے یہ دبلے پتلے بدن کا ایک ہمارے ملک کا آدمی ہے یہ تمام تصاویر میں نے حیا کرلی ہیں

سعید خان نے یکے بعد دیگرے مجھے وہ تصویریں دکھانا شروع کر دیں۔ دونوں غیر ملکیوں کی تصاویر اس نے دکھائیں اس کار کی تصویر دکھائی بقول اس کے وہاں آتی جاتی رہتی تھی۔ اس نئی کار کی تصویر دیکھ کر میں چونک پڑا۔ کیونکہ اس لڑکی کو میں اچھی طرح جانتا تھا یہ کرن زہرہ تھی۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی کرن زہرہ لندن میں ہے۔ ظاہر ہے کاظم شاہ کو اس نے بڑی زبردست معلومات فراہم کی تھیں اور اس کے سلسلے میں اسے جس قدر نوازشوں سے نہ نوازا جاتا وہ کم تھیں۔ وہ کاظم شاہ کی ناک کا بال بنی ہوئی ہے۔ اس سے پہلے اس نے میری ناک میں داخل ہونا چاہا تھا۔ لیکن میں نے اسے نظر انداز کر دیا تھا۔ مسز اختر خان کے بارے میں اب بھی میرے ذہن میں کوئی ایسا تاثر نہیں تھا کیونکہ یہ بات میرے علم میں آچکی تھی۔ کہ مسز اختر خان کے لئے کرن زہرہ صرف کرائے کی بھتیجی تھی۔ گڈ۔ اس سے یہ اندازہ تو ہو گیا کہ ٹرالر نمبر بیس کی جانب سے جو کارروائی کی گئی تھی وہ سو فیصد کاظم شاہ کی کی ہوئی ہے اس تصویر کا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد میں نے ان باقی تینوں افراد کی تصاویر دیکھیں باقی افراد میرے شناسا نہیں تھے۔ لیکن اب ٹرالر نمبر بیس کے بارے میں اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں رہا تھا کہ وہ کاظم شاہ کے قبضے میں ہے اور اگر میں نارتھ شائر کے علاقے میں داخل ہونے کی کوشش کرتا تو سیدھا اس کے پاس پہنچ جاتا یہ کوشش میرے اندازے کے مطابق وہی تھی جو میں نے سمجھا تھا یعنی کاظم شاہ یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ دانش منصور کا مشعل شاہ سے کوئی تعلق

ہے یا نہیں یا دانش منصور ہی درحقیقت وہ نوجوان فیصل ہے جس نے کاظم شاہ پر مشعل شاہ کے سلسلے میں حملہ کیا تھا یہ تو خیر ممکن ہی نہیں تھا کہ کاظم شاہ کی طرف سے آنکھ بند کرلی جائے۔ وہ لندن اسی لئے پہنچا ہے کہ میرے بارے میں معلومات حاصل کرلے۔

لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قدر معلومات کے بعد کیا وہ خاموش بیٹھ جائے گا۔ اس نے دس دن کا وقفہ دیا ہے۔ اس کا مقصد ہے کہ کم از کم دس دن تک وہ میرا ٹرالر سے رابطہ قائم کرنے کا انتظار کرے گا۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں تھی۔ ہاں میرے ذہن میں ضرور آیا تھا کہ ان سات دنوں کے اندر کاظم شاہ کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا خیال آئے تو اس سلسلہ میں اس کی ایک ایک نشاندہی میرے پاس ہے یعنی ٹرالر نمبر بیس۔ کرن زہرہ کا جہاں تک تعلق تھا ظاہر ہے وہ میرے لئے ایک بے مقصد چیز تھی۔ کاظم شاہ سے وہ جو کچھ کہ رہی ہے اس سے مجھے کوئی غرض نہیں تھی۔ نہ ہی وہ کسی طور میرے لئے نقصان دہ ہو سکتی تھی۔ ہاں اس بات کے امکانات تھے کہ وہ یہاں آدھمکے اور مجھ سے پرانے تعلقات کی بنیاد پر ملنے کی کوشش کرے۔ لیکن اس میں بھی کوئی حرج نہیں تھا سعید خان نے تمام رپورٹ دینے کے بعد مجھ سے پوچھا۔

"اور اب مزید حکم کا انتظار ہے۔ ویسے آپ کو یہ اطلاع ضرور دینا چاہتا ہوں میں کہ میں آج ہی رات کو واپس جارہا ہوں۔ ہاں اگر آپ کا حکم ہو تو رک جاؤں۔"

"واپس پاکستان جارہے ہو۔"

"جی۔ ان لوگوں کا یہی خیال ہے ویسے بھی ناگی صاحب کے پروگرام کے مطابق مجھے واپس جانا تھا آپ کو اگر کوئی کام ہو مجھ سے تو ضروری بھی نہیں ہے کہ میں چلا جاؤں۔"

"نہیں تم جاؤ اور یہ اچھا ہوا کہ تم نے مجھے بتا دیا۔ رشید ناگی کو میرے کچھ پیغامات دے دینا جو نہایت ضروری ہیں۔"

"جی بہت بہتر فرمائیے۔"

"میں نے اسے امداد حسین سے اپنی بات چیت کے بارے میں آگاہ کر دیا۔" رشید ناگی سے کہنا کہ خصوصی طور پر یہ خیال رکھے کہ امداد ان فنگر پرنٹس سے کیا کارروائی کر رہا ہے اور وہ اس سلسلے میں کس حد تک معلومات حاصل کرنے میں کامیاب ہوا ہے۔

Scanned and Uploaded By Waseem

WWW.PAKSOCIETY.COM

خصوصی طور پر اس بات کا خیال رکھا جائے گا۔"

"جی بہت بہتر آپ اطمینان رکھیں۔"

"بس تو پھر ٹھیک ہے۔"

"سر ان تصاویر میں سے آپ کو کسی کی ضرورت ہے۔"

"بالکل نہیں تم فوری طور پر انہیں ضائع کر دینا۔"

"جی۔ بہت بہتر۔ اچھا اب آپ یہ فرمایئے کہ ٹرالر نمبر بیس کے بارے میں مزید کیا ہدایات ہیں۔" سعید خان نے پوچھا چند لمحات سوچتے رہنے کے بعد میں نے کہا۔

"ان لوگوں کو وہاں سے ہٹالو ہمیں اب اس ٹرالر کی نگرانی کی ضرورت باقی نہیں رہی ہے۔"

"بہت بہتر جناب" یہاں تو نگرانی جاری رکھنی ہے نا۔

"ہاں۔ فی الحال یہاں ضرورت ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"سر ایک سوال اور جو میں اپنے طور پر پوچھ رہا ہوں۔" ہو سکتا ہے ناگی صاحب مجھ سے یہ سوال کر ڈالیں۔" سعید خان نے کہا۔

"ہاں کیا؟" میں نے پوچھا۔

"سر آپ کی واپسی کا کیا پروگرام ہے۔"

"ناگی سے میرا رابطہ کسی نہ کسی طرح رہے گا۔ فی الحال میں ابھی یہاں رکنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ جن لوگوں کے لئے میں یہاں آیا ہوں وہ یہاں موجود ہیں۔"

"اگر آپ واپسی کا پروگرام بتائیں گے تو اس سلسلے میں آپ کے ساتھ یہ تمام لوگ موجود ہیں کوئی دقت نہیں ہوگی آپ کو تاہم جس طرح بھی آپ مناسب سمجھیں۔"

"ٹھیک ہے یہ ذمہ داری تم صرف مجھ پر چھوڑ دو اس کے سلسلے میں ناگی کو بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"اجازت چاہتا ہوں سر۔" سعید خان نے کہا۔

"او کے بہت شکریہ۔ تم نے بہت خوش اسلوبی سے اپنا کام سرانجام دیا ہے میں واپس آنے کے بعد ناگی سے تمہاری تعریف کروں گا۔" سعید خان کے چہرے پر خوشی کے آثار پھیل گئے۔ اس نے کہا۔

"سر آپ نے جس طرح ہماری زندگیاں سنبھالی ہیں ہم سب کو اس کا بخوبی علم ہے۔ خدا حافظ" سعید خان چلا گیا اور میں پر خیال نگاہوں سے دروازے کو دیکھتا رہا۔

تقریباً آٹھ بجے تھے کہ جولین کمرے میں داخل ہوئی۔ اس وقت وہ عموماً میرے لئے کھانا لے کر آتی تھی۔ لیکن جب وہ اندر پہنچی تو میں اسے دیکھ کر چونک پڑا یہ جولین نہیں تھی بلکہ اس کی جگہ کوئی اور نرس تھی۔ اس دوران پہلی بار یہ نرس میرے کمرے میں آئی تھی۔ کھانا ہی لائی تھی میرے لئے اس کے دلکش چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے کہا۔

"سر۔ جولین آج چھٹی پر ہے۔ میرا نام کیتھی ہے۔"

"ہیلو کیتھی۔"

"ہیلو سر۔ آپ جس چیز کی ضرورت محسوس کریں بتا دیں۔"

"جولین آج چھٹی پر کیسے ہے۔ وہ تو عموماً چھٹی نہیں کرتی۔"

"جی اس کی طبیعت کچھ خراب ہے۔ میری ڈیوٹی یہاں لگا دی گئی۔ کل یقیناً وہ اپنی ڈیوٹی پر پہنچ جائے گی۔ ویسے سر میں آپ کی خدمت کر کے بہت خوشی محسوس کروں گی۔ میں کئی بار آپ کو دیکھ چکی ہوں۔ میری دوسری جگہ ڈیوٹی تھی۔"

"شکریہ کیتھی۔" اس نے میرے لئے ٹیبل وغیرہ لگائی اور میں کھانے میں مصروف ہو گیا۔

وہ ایک سمت کرسی پر جا بیٹھی تھی۔ میں نے اسے کھانے کے لئے مدعو کیا تو اس نے شکریہ ادا کیا کھانا کھانے کے بعد اس نے مجھ سے پوچھا۔""

"سر کافی یا چائے وغیرہ پئیں گے۔"

"ایک پیالی کافی پلوا دو۔" میں نے کہا۔

"جی ابھی لاتی ہوں۔" اس نے کہا اور پھر کھانے کے برتن لے کر وہاں سے نکل گئی۔ کوئی خاص بات نہیں تھی۔ سوچنے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ کچھ دیر گزری تو وہ میرے لئے کافی لے آئی اور میں نے شکریہ ادا کر کے اس سے کافی کا کپ لے لیا۔ کافی پیتا رہا اور وہ مجھ سے باتیں کرتی رہی۔ جولین زیر گفتگو آئی۔ میری شخصیت زیر گفتگو آئی پاکستان کے بارے میں باتیں ہوتی رہیں اور جب کافی ختم ہو گئی تو وہ پیالی اٹھا کر باہر نکلی

Scanned and Uploaded By Naeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوتی بولی۔

"میرے لئے اور کوئی خدمت ہو تو کہہ دیں۔"

"نہیں۔ نرس تھینک یو۔" میں نے کہا اور وہ چلی گئی میں اپنے جگہ سے اٹھ کر کھڑکی کے پاس آکھڑا ہوا اور رات کی تاریکی میں باہر کا منظر دیکھنے لگا۔

دفعتاً" ہی ذہن میں ایک عجیب سی لہر پیدا ہوئی تھی۔ ایک روشنی سی اور اس کے بعد ہلکا سا چکر۔ پلکیں جڑنے لگی تھیں۔ میں نے اس کیفیت کو کوئی خاص نام نہیں دیا۔ سوائے بددلی اور تھکن کے اور اس کے بعد آہستہ آہستہ چلتا ہوا میں اپنے بستر کی جانب آگیا لیکن یہ چند قدم چلنے بھی کچھ دوبھرسے محسوس ہوئے تھے یوں لگ رہا تھا جیسے پاؤں بے جان ہوتے جارہے ہیں۔ حیرانی سے اپنے بستر پر بیٹھ کر میں نے اپنی حالت کے بارے میں سوچا لیکن یہ سوچیں زیادہ دیرپا ثابت نہیں ہوئیں۔ میں آہستہ آہستہ بستر پر لیٹ گیا اور میری آنکھیں خود بخود بند ہوگئیں نجانے کیا ہوا تھا۔ نجانے کیا اور اس کے بعد ہوش کا کوئی احساس ذہن پر باقی نہیں رہا۔ میں گہری نیند سو گیا تھا اور یہ ایک غیر فطری بات تھی نجانے کب تک سوتا رہا اور اس کے بعد آنکھ خود بخود کھل گئی کوئی احساس ذہن میں باقی نہیں تھا۔ لیکن آنکھ کھلنے کے بعد پلکیں ایک بار پھر جھپک گئی تھیں۔ چونکہ میں نے کمرے میں تیز روشنی دیکھی تھی۔ ہوش و حواس بالکل ہی خراب نہیں ہوئے تھے۔ جاگ کر بھی مجھے یہ احساس تھا کہ میں اسپتال کے کمرے میں ہوں۔ چند لمحات آنکھوں کو روشنی کا عادی بنانے کے بعد میں نے دوبارہ آنکھیں کھولیں اور سامنے کی دیوار پر نگاہیں جمادیں لیکن ایک لمحے میں میرے حساس ذہن نے مجھے احساس دلایا دیا کہ یہ اسپتال کا وہ کمرہ نہیں ہے جس میں میری آنکھیں بند ہوئی تھیں اور اس احساس نے بدن میں بجلیاں بھردیں۔ مجھے وہ لمحات یاد آئے جب میں کھڑکی کے پاس کھڑا تھا اور میرا ذہن عجیب سی کیفیات محسوس کر رہا تھا۔ یقیناً" کافی میں کوئی خواب آور دوا دی گئی تھی اور وہ نرس جو جولین نہیں تھی اس کی متحرک ہوسکتی ہے جی چاہا بیٹھ جاؤ البتہ جب کچھ دیر اور تیز روشنیاں ہوئیں تو مجبوراً" اٹھ کر بیٹھنا پڑا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔ اتنی روشنیاں کیوں جلائی جارہی ہیں۔ تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ میں مریض ہوں۔" میں نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور کچھ افراد آہستہ آہستہ چلتے ہوئے میرے سامنے آگئے۔ ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی سارے کے سارے میرے ہی ملک سے تعلق رکھتے تھے اور ان کی تیز آنکھیں مجھ پر گڑی ہوئی تھیں۔

"کون ہو تم لوگ یہ کیا بدتمیزی ہے۔ یہ یہ اسپتال کا کمرہ تو نہیں ہے تم لوگ مجھے کہاں لے آئے ہو۔ کیا چاہتے ہو میں پوچھتا ہوں کیا چاہتے ہو تم۔" وہ مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھتے رہے اور اس کے بعد ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر کہا۔

"مسٹر فیصل ہمارے ساتھ آیئے۔" میں خاموشی سے ان کا چہرہ دیکھتا رہا۔ میری تمام حسیں جاگ اٹھی تھیں اور میں ہر طرح کی مدافعت کے لئے تیار تھا پتا نہیں یہ لوگ مجھے کہاں لائے تھے اور میرے آدمی اس بات سے کس قدر لاعلم تھے۔ میں ایک لمحے کے لئے ان سوچوں میں گم رہا تو ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر میرا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

"آپ نے غالباً" سنا نہیں مسٹر فیصل۔"

"پتا نہیں تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ میں تمہاری بات نہیں سمجھ پارہا۔" میں نے انگریزی میں کہا۔

"اوہو کیا آپ اردو نہیں بول سکتے۔" ان میں سے ایک نے پھر اردو ہی میں سوال کیا اور میں نے اس سے اپنا بازو چھڑالیا جو میرے ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔

"آپ ہمارے ساتھ آیئے مسٹر فیصل۔" اس بار دوسرے آدمی نے انگریزی زبان میں کہا تھا۔

"اس کا مقصد ہے کہ تم کسی غلط فہمی کا شکار ہو کر مجھے پکڑ لائے ہو۔ میرا نام فیصل نہیں دانش منصور ہے۔"

"آپ جو کوئی بھی ہیں میرے ساتھ آیئے۔" میں خاموشی سے اٹھ کھڑا ہوا وہ لوگ مجھے اس کمرے سے نکال کر ایک اور کمرے میں لے گئے یہ ایک بڑا اور وسیع کمرہ تھا کیونکہ یہاں زیادہ روشنی نہیں تھی۔ مدہم سا بلب جل رہا تھا۔ اندازہ یہ ہو رہا تھا کہ رات ہی کا وقت ہے۔ مجھے اس کرسی پر بٹھا دیا گیا جو کمرے کے وسط میں پڑی ہوئی تھی اور پھر چھت سے ایک تیز روشنی کی شعاع میرے پورے چہرے پر پڑنے لگی۔ میں آنکھیں بند کرکے گردن جھٹکنے لگا اور میں نے کرسی سے اٹھنے کی کوشش کی تو انہی میں سے ایک شخص کی آواز سنائی دی۔

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"مسٹر فیصل۔ آپ کو جس طرح سے یہاں لایا گیا ہے اس کا اندازہ آپ کو ہے۔ چنانچہ تعاون کریں اور ایسی کوئی حرکت نہ کریں جس کی وجہ سے ہمیں تشدد پر مجبور ہونا پڑے۔"

"تم.......... تم لوگ شاید پاگل بھی ہو۔ جب میں تم سے یہ بات کہہ چکا ہوں کہ میرا نام دانش منصور ہے تو تم مجھے مسلسل فیصل کیوں کہے جا رہے ہو۔ کون ہے یہ فیصل اور اس کے دھوکے میں تم نے مجھے پکڑ لیا ہے۔"

"آپ آرام سے تشریف رکھیے اور اس کے بعد ہم آپ کو اسپتال واپس پہنچا دیں گے۔"

"میں پوچھتا ہوں تم لوگ کون ہو۔"

"ہم آپ کے دشمن ہیں اور دشمنوں سے آپ جس بات کی توقع رکھ سکتے ہیں ہم سے بھی وہی توقع رکھیے۔ اور بلاوجہ اپنی طاقت زائل نہ کیجیے۔" میں خاموشی سے انہیں گھورتا رہا۔ گہری گہری سانسیں لے رہا تھا اور یہ اظہار کر رہا تھا جیسے میں بہت زیادہ غصے میں ہوں پھر ان میں سے ایک نے کہا

"اگر اجازت ہو تو میں آپ سے کچھ سوالات کروں۔"

"بکو کیا بکنا چاہتے ہو۔" میں نے کہا اور وہ ہنسنے لگا پھر بولا۔

"آپ اپنے بارے میں کچھ بتانا پسند کریں گے۔"

"میرا نام دانش منصور ہے' پاکستان کا رہنے والا ہوں' بغرض علاج لندن آیا ہوں' وہاں پر چھوٹا موٹا کاروباری ہوں' تم جب بھی چاہو میرے بارے میں تصدیق کر سکتے ہو' یقیناً۔ تمہیں میرے سلسلے میں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے' میں کسی کے لیے نقصان دہ نہیں ہوں' خاموشی سے اپنا وقت گزار رہا ہوں' اگر تم لوگ کسی غلط فہمی کا شکار ہو تو اپنی غلط فہمی دور کر لو۔"

"یقیناً' کیوں نہیں' ہم بھی آپ سے یہ بات کہہ چکے ہیں کہ اگر ہمیں غلط فہمی ہوئی ہے تو انتہائی معذرت کے ساتھ ہم آپ کو اس جگہ پہنچا دیں گے' جہاں آپ کا قیام ہے' ویسے ایک بات بہت اہم ہے' اس کا جواب غور کر کے دیجیے گا۔"

"پوچھو۔" میں نے بگڑتے ہوئے انداز میں کہا۔

"پاکستان میں آپ کا کوئی ہمشکل نوجوان بھی ہے' جس کا نام فیصل ہے اور جو ہو بہو آپ سے ملتا جلتا ہے' کیا ایسا کوئی نوجوان آدمی آپ کے علم میں ہے۔"

"پتا نہیں یہ کون منحوس شخص ہے' مجھ سے اس کے بارے میں مسلسل معلومات حاصل کی جا رہی ہیں' ابھی چند روز قبل پاکستان سے ایک پولیس پارٹی آئی ہوئی تھی' جس نے یہی سوالات مجھ سے کیے تھے' میں ایسے کسی آدمی کو قطعی نہیں جانتا' اگر وہ کوئی جرائم پیشہ ہے تو بھلا میرا اس سے کیا تعلق ہے' اگر وہ میرا ہمشکل ہے تو اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے' آپ لوگ بھی یقیناً۔ اسی کے چکر میں ہیں' میں آپ کو آخری جواب دے رہا ہوں کہ میں اس شخص کے بارے میں بالکل نہیں جانتا' بلکہ اگر کسی بھی طرح آپ کا اس سے رابطہ قائم ہو جائے تو مجھے ایک بار اس سے ضرور ملا دیجیے گا' اس کا کوئی نہ کوئی بندوبست کرنا بے حد ضروری ہے' کیونکہ وہ کسی بھی طرح میرے لیے بھی نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے' اگر آپ کا تعلق انتظامیہ سے ہے تو میری یہ درخواست ہے آپ سے کہ ایسے کسی شخص کو میرے علم میں ضرور لایا جائے تاکہ میں اپنے اور اس کے درمیان کوئی ایسی شناخت پیدا کر دوں جس میں وہ میری حیثیت سے کوئی فائدہ نہ اٹھا جائے اور میری بدنامی نہ ہو۔"

"ویری گڈ' اب یہ فرمایئے کہ پاکستان آنے سے قبل آپ کہاں تھے۔"

"ہوں.......... وہی تمام باتیں.......... نیروبی میں تھا' وہیں پرورش پائی' وہیں پلا بڑھا' میرے والد احمد منصور گوٹا والا وہیں پر کاروبار کرتے تھے' آپ لوگ وہاں سے مکمل معلومات حاصل کر سکتے ہیں' کچھ عرصے قبل والد صاحب کے انتقال کے بعد میں نے پاکستان آنے کا فیصلہ کیا اور وہاں پہنچ گیا' وہاں بھی میرا کردار بے داغ رہا ہے۔"

"اپنے بارے میں نیروبی کی تفصیلات مہیا کر دیجیے گا۔" میں نے انہیں مختصر الفاظ میں اپنا پتا بتایا اور اس کے بعد ان لوگوں نے وہ تیز روشنی بند کر دی' پھر وہ وہاں کوئی کارروائی کرتے رہے اور زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ کمرے میں ایک بار پھر روشنی کر دی گئی' لیکن یہ روشنی وہ نہیں تھی جو اب تک مجھ پر احاطہ کیے ہوئے تھی' یہ صرف بلب کی روشنی تھی۔

لیکن میں نے اپنے سامنے ایک شخص کو دیکھا جو ہاتھ میں ایک بوتل اٹھائے ہوئے

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

تھا' بوتل میں سائفن لگا ہوا تھا' اس شخص نے میرا چہرہ اونچا کیا اور بوتل سے سائفن کی پھواریں میرے چہرے پر مارنے لگا' پتا نہیں کیا چکر تھا' لیکن دوسرے لمحے یہ چکر میری سمجھ میں آگیا' وہ یقینی طور پر میرے چہرے پر میک اپ تلاش کر رہے تھے' میرے چہرے کو پوری طرح ان پھواروں سے بھگو دیا گیا اور اس کے بعد بوتل رکھ کر وہ لوگ انتظار کرنے لگے' تھوڑی دیر کے بعد ایک تولیے سے میرا چہرہ صاف کیا گیا اور دو آدمی جھک کر میرا چہرہ دیکھنے لگے' پھر انہوں نے میرے بال کھینچے اور میں احتجاج کرنے لگا' گردن وغیرہ کے پاس کسی ماسک کی تلاش بھی کی گئی اور بالآخر وہ اس بات سے مطمئن ہوگئے کہ میں اپ میں نہیں ہوں' میں اس دوران چیختا چلاتا رہا تھا' البتہ کوئی ایسا غیر مہذب جملہ میں اپنی زبان سے نہیں نکالا تھا جو ان لوگوں کو برگشتہ کر دے' ایک بار پھر مجھے اس کمرے نکال کر دوسرے کمرے میں لے آیا گیا' یہ بات اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ یہ کارروائی کے ایما پر ہو رہی ہے' لیکن وہ براہ راست میرے سامنے نہیں آیا تھا' اس دوسرے کمرے میں صرف دو آدمی میری نگرانی کرتے رہے اور زیادہ دیر مجھے یہاں نہ رکنا پڑا' کیونکہ تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک آدمی واپس آیا' یہ انہی میں سے ایک تھا جو اب تک میرے سامنے رہے تھے' اس نے ہاتھ میں سرنج پکڑ رکھی تھی دو آدمیوں نے مل کر میرا بازو پکڑا اور سرنج بازوؤں میں گھونپ دی' انجکشن کے اثر سے تھوڑی ہی دیر بعد میری آنکھیں بند ہونے لگیں اور ایک بار پھر میں بے خبر ہوگیا' ہوش آیا تو صبح کی روشنی کھڑکی سے اندر آرہی تھی اور میری آنکھیں اس ماحول سے مانوس تھیں' جو میرے سامنے تھا' یقینی طور پر یہ ہسپتال کا وہی کمرہ تھا جس میں اب تک مقیم تھا' مجھے اپنے آپ کو سنبھالنے میں ذرا دقت پیش آئی' دوبار مجھے خواب آور دوا دی گئی تھی جس کے اثرات مجھے اپنے اعصاب پر محسوس ہو رہے تھے' ذہن کسلمندی کا شکار رہا اور تھوڑی دیر کے بعد میں اپنی اس کیفیت سے نکلنے میں کامیاب ہوگیا اور پھرتی سے اٹھ کر بستر پر بیٹھ گیا' چند لمحات چکراتے ہوئے ذہن کو سنبھالتا رہا اور پھر غسل خانے میں داخل ہوگیا' پانی کی پھواروں نے سوچنے سمجھنے کی قوتوں کو ابھار دیا تھا' رات کو جو کچھ ہوا تھا وہ ایک خواب نہیں' لیکن اسپتال سے کسی کو اغوا کر کے کہیں لاجانا اور اس کے بعد یہ تمام کارروائی اور پھر واپسی' بلاشبہ ایک سنگین مسئلہ تھا اور اگر اس مسئلہ کو اٹھایا جاتا تو اچھا خاصہ ہنگامہ برپا ہو سکتا تھا' میں یہ غور

کرتا رہا کہ مجھے اس سلسلے میں احتجاج کرنا چاہیے یا نہیں' ڈاکٹر نیگل کو اگر تفصیل بتاتا اور یہ ساری صورتحال سامنے رکھتا تو پھر پولیس وغیرہ کا چکر پڑتا اور بات خاصی الجھ جاتی لیکن خاموشی بھی مناسب نہیں تھی' البتہ تھوڑی ہی دیر بعد میں نے یہ فیصلہ کیا کہ صورتحال چونکہ مکمل طور پر میرے علم میں ہے اس لیے زیادہ جھگڑوں میں پڑنا نہیں چاہیے' جتنے معاملات بڑھاؤں گا بڑھتے چلے جائیں گے اور ہو سکتا ہے یہاں مجھے کچھ دوستوں کا سامنا کرنا پڑے' البتہ یہ بات ذرا باعث تشویش تھی کہ میرے وہ ساتھی جو میری نگرانی کر رہے تھے اس دوران خاموش کیوں رہے' تقریباً سوا سات بجے تھے کہ دروازہ کھلا اور غلام قادر میرے کمرے میں داخل ہوگیا' اس کے چہرے پر رات بھر جاگنے کے آثار نمایاں تھے' آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور چہرہ کسی قدر تفکرات کا آئینہ دار نظر آرہا تھا' میں نے گہری نگاہوں سے غلام قادر کو دیکھا تو وہ سلام کر کے میرے سامنے بیٹھ گیا اور بولا۔

"سر ہم رات کے واقعات سے لاعلم نہیں ہیں' لیکن چونکہ معاملہ براہ راست آپ کا تھا اور آپ عالم ہوش میں نہیں تھے اور مجبوراً خاموشی اختیار کرنی پڑی۔"

"کیا صورتحال پیش آئی تھی غلام قادر۔"

"سر یہ بات ہمیں ابھی تک نہیں معلوم ہو سکی کہ یہاں اس کمرے میں آپ کو بے ہوش کیسے کیا گیا' اس وقت تقریباً رات کے پونے دس بجے تھے جب دو وارڈ بوائے آپ کے کمرے میں آئے' ان کے پاس ایک اسٹریچر تھا' انہوں نے آپ کو اس پر ڈالا اور لے کر چل پڑے' ہم مستعد تھے یہ دیکھ کر ہم حیران رہ گئے' لیکن اسٹریچر کو کسی خاص جگہ نہیں لے جایا گیا' بلکہ صرف ایک لمحے کے لیے راہداری میں روکا گیا تھا اور اس کے فوراً بعد ایک سفید رنگ کی ویگن میں آپ کو منتقل کر دیا گیا تھا' جو فوراً ہی اسٹارٹ ہو کر چل پڑی' ہم سب لوگوں نے ویگن کا تعاقب کیا اور اس کے پیچھے چلتے ہوئے بالآخر اس عمارت کے قریب پہنچ گئے جہاں آپ کو لے جایا گیا تھا' عمارت نیو گنی روڈ پر ہے اور اس کے بارے میں ابھی مکمل تفصیلات نہیں معلوم ہو سکی ہیں' لیکن کام اب سے چند گھنٹوں کے اندر اندر ہو جائے گا' عمارت میں آپ کو گاڑی سے اتارا گیا اور ایک کمرے میں لے جایا گیا' میں اور میرے ساتھی آپ کے آس پاس موجود تھے اور ہم لوگ پوری طرح مسلح تھے اور انتظار کر رہے تھے کہ اگر آپ کو کسی قسم کا نقصان پہنچایا جائے تو ہم ان لوگوں کو

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

وہیں ختم کر دیں' وہاں پانچ افراد موجود تھے جن میں سے کوئی بھی ہمارا جانا پہچانا نہیں تھا' یہ لوگ آپ کے سلسلے میں کارروائیاں کرتے رہے اور ہم اس وقت آپ سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھے' بس ایک سیکنڈ کے اندر اندر ہم اپنی کارروائی کر سکتے تھے' لیکن ہم خاموشی سے صورت حال کا جائزہ لیتے رہے' آپ کو ہوش میں لایا گیا اور اس کے بعد آپ کو ایک کمرے میں منتقل کر دیا گیا' یہاں وہ آپ سے سوالات کرتے رہے ہم ساری باتیں بغور اور بخوبی سن رہے تھے اور ان کی نگاہوں سے محفوظ بھی تھے' پھر دوسرے کمرے میں آپ کو انجکشن لگایا گیا' اس وقت بھی ہم کشمکش کا شکار تھے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے' لیکن اندازہ یہ ہو گیا تھا کہ وہ لوگ آپ کو صرف بیہوش کرنا چاہتے ہیں' بعد میں سروس گاڑی آپ کو یہاں لے کر آئی اور انہوں نے نہایت مہارت سے آپ کو آپ کے کمرے میں واپس پہنچا دیا' ہم لوگ مسلسل آپ کی نگرانی کرتے رہے تھے' چنانچہ ان چار آدمیوں کے بارے میں پتہ لگا لیا گیا ہے جو ہوٹل ہلٹن میں مقیم ہیں ان کے کمرے نمبر بھی ہمارے پاس موجود ہیں' پانچواں آدمی اس عمارت میں رہ گیا تھا' ان میں سے دو آدمی سروس ہیں جو ٹرالر نمبر بیس پر دیکھے گئے ہیں' باقی تین آدمی اجنبی تھے' پانچواں آدمی بھی ہماری نگاہوں میں ہے اور آپ کی ہدایت کے مطابق اسے حاصل کیا جا سکتا ہے' اب یہ بتایئے آپ کی طبیعت کیسی ہے سر۔"

"میں بالکل ٹھیک ہوں' لیکن تعجب ہے کہ اغوا کا یہ واقعہ اسپتال والوں کے علم سے بالکل دور رہا ہے اور یہ بات تو بڑی تشویش کا باعث ہے۔"

"سر اب ہم اپنے لیے ہدایات چاہتے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا ہے' اگر آپ چاہیں تو ان چاروں آدمیوں کو ہوٹل ہلٹن سے حاصل کیا جا سکتا ہے اور پانچویں آدمی کو اس عمارت سے' آپ حکم دیجئے' ان میں سے ایک ایک فرد ہمارے علم میں ہے' اگر آپ چاہیں تو ہم انہیں ختم بھی کر سکتے ہیں۔ نہیں غلام قادر...... ایسی کوبات نہیں ہے۔"

"آپ بالکل ٹھیک ہیں نا سر' اگر آپ کو کوئی نقصان پہنچ جاتا تو یقین کیجئے کہ ہم انہیں جہنم میں پہنچا دیتے اور انہیں لندن میں کہیں پناہ نہ ملتی' لیکن چونکہ آپ کی ہدایت کسی بھی طور نہیں مل سکتی تھیں اس لیے ہم نے خاموشی اختیار کی۔"

"میں تمہاری کارروائی سے بالکل مطمئن ہوں' تم نے بہت شاندار طریقے سے اپنا

کام سرانجام دیا ہے۔"

"تو پھر اب ہمیں مزید کیا کرنا ہے۔"

"مجھے سوچنے کا موقعہ دو' میں تم سے رابطہ قائم کر کے بتاؤں گا' ویسے میرا خیال ہے ہمیں اس سلسلے میں خاموشی ہی اختیار کرنی چاہیے' کیونکہ معاملہ بہت بڑھ جائے گا۔"

"جی سر جیسا آپ کا حکم' میرے لیے مزید کوئی حکم۔"

"نہیں' ان لوگوں کو بھی ہلٹن سے واپس بلا لو' نیو گنی کی اس عمارت کی نگرانی بھی ختم کرا دی جائے' میں جانتا ہوں کہ تم لوگ بہترین کارکردگی کے مالک ہو' اب اگر ایسی کوئی ضرورت پیش آئی تو پھر ہم جوابی اقدام بھی کریں گے' ویسے بھی یہاں رہ کر کوئی جرم نہیں کرنا چاہتا' کیونکہ اس سے میرا معاملہ ذرا مشکل ہو جائے گا۔" وہ تھوڑی دیر کے بعد چلا گیا اور میں سوچتا رہا تقریباً سوا آٹھ بجے جولین میرے کمرے میں داخل ہوئی اس کا چہرہ اترا سا تھا اور آنکھوں میں عجیب سی کیفیت تھی' مجھے دیکھ کر وہ پھیکے سے انداز میں مسکرائی اور بولی۔

"معافی چاہتی ہوں سر' رات کو آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی' کل میرے ساتھ ایک بہت عجیب واقعہ پیش آیا۔" میں خاموش نگاہوں سے جولین کو دیکھتا رہا' وہ صبح کا ناشتہ لائی تھی میرے لیے' اس نے کہا۔

"سر کل میں اپنی ڈیوٹی پر آنے کے لیے تیار تھی اور اپنی رہائش گاہ میں تیاریوں میں مصروف تھی کہ اچانک ہی مجھے اپنے پیچھے کچھ آہٹ محسوس ہوئی اور اس کے بعد سر میرے سر پر وار کیا گیا اور میں بیہوش ہو گئی' آپ دیکھیے میرے سر پر ابھی تک وہ نشان موجود ہے۔"

"وار کیا گیا۔"

"جی سر' کسی ٹھوس چیز کو میرے سر پر مار کر مجھے بیہوش کر دیا گیا تھا' کچھ سمجھ میں نہیں آیا سر کہ کس نے ایسا کیا' ویسے میرے فلیٹ میں چوری بھی نہیں ہوئی ہے' سخت پریشان ہوں اور یہ سوچ رہی ہوں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔"

"ہوں تو تم رات کو ڈیوٹی پر نہیں آئی تھیں۔"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا سر' نجانے کتنی دیر بیہوش رہی تھی اور جب ہوش میں

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

آئی تو بدن اس طرح دکھ رہا تھا جیسے پورا جسم زخمی ہوگیا ہو' میں نے ہسپتال ٹیلیفون کیا اور یہ بتایا کہ میں ڈیوٹی پر نہیں پہنچ سکی ہوں تو یہاں پر حیرت کا اظہار کیا گیا' غالباً ڈیوٹی ڈاکٹر کو یہ بات نہیں معلوم تھی کہ میں اپنی ڈیوٹی پر موجود نہیں ہوں اور اس کے بعد کیا ہوا سر اس بات کا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔"

"ہوں ٹھیک ہے جولین کوئی ایسی بات نہیں ہے' ہوسکتا ہے کہ کچھ لوگوں کو غلط فہمی ہوگئی ہو۔"

"میں نے اسپتال کو رپورٹ پیش کر دی ہے۔" جولین ناشتہ کرانے کے بعد واپس چلی گئی' مجھے اس کے الفاظ سچائی پر مشتمل محسوس ہو رہے تھے' تھوڑی دیر کے بعد ڈاکٹر رابرٹ یگل میرے پاس آگیا' اس کے ساتھ شیگی بھی تھی اور جولین بھی تھی' اس نے آتے ہی مجھ سے کہا۔

"مسٹر دانش منصور آپ کو رات کو بہت تکلیف ہوئی ہوگی جولین کے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا ہے' جسے میں نے پولیس کے سامنے پیش کر دیا ہے' اس کے فلیٹ میں کوئی کارروائی ہوئی تھی اور اسے بیہوش کر دیا گیا تھا' رات کو آپ کو کھانا کس نے دیا۔"

میں مسکرانے لگا اور پھر میں نے کہا۔

"ڈاکٹر رابرٹ یگل رات کو مجھے کھانا ایک اور نرس نے پیش کیا تھا جو میرے لیے بالکل اجنبی تھی۔"

"مجھے نہیں معلوم وہ کون تھی' بہرطور میں تفتیش کر رہا ہوں' آپ تو خیریت سے اور مطمئن ہیں نا۔"

"ہاں کوئی ایسی خاص بات نہیں۔" میں نے اپنے منصوبے کے مطابق جواب دیا' ڈاکٹر یگل نے میرا تھوڑا بہت معائنہ کیا اور اس کے بعد ڈاکٹر شیگی کے ساتھ واپس چلا گیا' میں نے اپنے طور پر یہ کارروائی مناسب ہی سمجھی تھی کیونکہ اس سے واقعی آئندہ کے لیے خاصی الجھنیں پیدا ہو جاتیں' پولیس تفتیش کرتی مجھے فضول باتوں میں الجھنا پڑتا' اب واقعی میرے یہاں زیادہ رکنے کا جواز نہیں ہے' کاظم شاد سے بھی ملاقات ہوگئی' پولیس بھی مطمئن ہوگئی اور اب مجھے صحت یاب ہو کر اپنے ملک واپسی کا سفر اختیار کرنا چاہیے' اس سلسلے میں آج میں اپنے ذہن میں فیصلے کر لینا چاہتا تھا' شام کو تقریباً چار بجے میں چہل

WWW.PAKSOCIETY.COM

قدمی کے لیے باہر نکلا اور راہداری میں آگے بڑھتا چلا گیا' لیکن چند ہی لمحات کے بعد میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں' میں نے جو کچھ دیکھا ناقابل یقین تھا' مجھ سے کچھ فاصلے پر راہداری میں ایک شخص ویل چیئر پر آہستہ آہستہ آرہا تھا اور یہ شخص......... اس کا چہرہ میرے لیے اجنبی نہیں تھا' یہ کاظم شاد تھا۔"

☆☆☆

Scanned and Uploaded By Nadeem

کاظم شاد کو دیکھ کر ایک لمحے میں اندازہ ہو جاتا تھا کہ وہ بھی اسی اسپتال کا مریض ہے۔ وہ اچانک ہی یہاں پہنچا ہے یا پہلے سے اس اسپتال میں داخل تھا' پھر میں فوراً ہی دوسری جانب متوجہ ہوگیا۔ تاکہ اسے یہ احساس نہ ہو کہ میں اس پر غور کر رہا ہوں۔ ویسے بھی اصولی طور پر ہمارے درمیان اجنبیت ہونی چاہیے تھی۔ میں نے اپنے قدم نہ روکے اور یونہی چہل قدمی کے انداز میں آگے بڑھتا رہا لیکن غیر محسوس طریقے سے میں نے یہ اندازہ لگالیا تھا کہ کاظم شاد میری جانب ہی متوجہ ہے پھر اس کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ پلیز سنئے۔" یہ الفاظ اس نے انگریزی ہی میں ادا کیے تھے۔ میں چونک کر رکا اور اجنبی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ کاظم شاد کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ اخلاقاً مجھے بھی مسکرانا پڑا۔ وہ وہیل چیئر دھکیلتا ہوا میرے قریب پہنچ گیا۔

"ایکسکیوزمی۔ پاکستانی؟"......... اس نے سوال کیا۔

"جی۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اپنے اعصاب پر مجھے مکمل قابو تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"مجھے کاظم شاد کہتے ہیں۔" میں آپ کو کس نام سے پکار سکتا ہوں جناب۔" پہلا اور دوسرا جملہ اس نے یہ جاننے کے بعد کہ میں پاکستانی ہوں اردو میں ادا کیا تھا۔ کمبخت بے حد شاطر آدمی تھا۔ کسی بھی موقع پر نہیں چوکا تھا لیکن اب مجھے ایسے معاملات سے نمٹنا بخوبی آگیا تھا۔ میں نے چہرے پر ایک شرمندہ سی مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا۔

"سوری سر! میں نسلاً" پاکستانی ہونے کے باوجود روانی سے اردو بول اور سمجھ نہیں

سکتا۔"

"اوہو معافی چاہتا ہوں۔ میں نے آپ سے تعارف حاصل کرنا چاہا تھا۔"

"میرا نام دانش منصور ہے۔"

"کیا آپ یہیں لندن میں رہتے ہیں۔؟" اس نے سوال کیا۔

"نہیں۔ کراچی میں۔" میں ہنس کر بولا۔

"اوہو۔ اس کے باوجود آپ اردو نہیں سیکھ سکے۔ معافی چاہتا ہوں آپ کھڑے ہوئے ہیں اور میں وہیل چیئر پر ہوں۔"

"نہیں کوئی بات نہیں ہے۔ پاکستانی ہونے کے ناتے غیر ملک میں کسی ہم وطن کو دیکھ کر بڑی اپنائیت ہوتی ہے۔"

"آپ غالباً" چہل قدمی کرنے کے لیے نکلے ہیں۔"

"جی۔ بالکل۔"

"تو پھر آئیں۔ میں اس سلسلے میں آپ کی مدد کرتا ہوں۔" میں اس کی وہیل چیئر کے عقب میں پہنچ گیا اور اسے دھکیلنے لگا۔ اس نے محبت بھرے انداز میں میری کلائی پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ مسٹر دانش منصور آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں۔ نہیں پلیز نہیں میں اپاہج نہیں ہوں۔ بس تھوڑے سے زخم ہیں۔ جن کی وجہ سے وہیل چیئر استعمال کرنا پڑ رہی ہے۔"

"کوئی حرج نہیں ہے جناب' ویسے بھی آپ عمر میں مجھ سے بڑے ہیں اور عمر کا خیال رکھنا ہماری ثقافت کا ایک حصہ ہے۔ کیا خیال ہے پارک کی جانب چلیں۔" میں نے سوال کیا اور کاظم شاد نے شرمندگی کے انداز میں شانے ہلا دیے۔ میں اس کی وہیل چیئر دھکیلتا ہوا پارک کی جانب چل پڑا تھا۔ میں کوشش کر رہا تھا کہ اسے کچھ حیران کردوں۔ ہمارے درمیان ایک طرح کا ذہنی مقابلہ ہو رہا تھا اور میں نے ابھی تک کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا تھا جو کاظم شاد کے لیے بہت زیادہ سوچنے کا باعث بن جائے۔ اسپتال کے خوبصورت پارک میں اس وقت اور بھی لوگ موجود تھے۔ ہم نے ایک پر سکون گوشہ منتخب کیا کاظم شاد وہیل چیئر سے نیچے اتر گیا تھا۔ سبز مخمل جیسی گھاس پر وہ پاؤں پھیلا کر بیٹھ گیا۔ میں نے

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

ہمدردانہ انداز میں اس سے پوچھا۔

"کیا آپ کو کوئی حادثہ پیش آگیا تھا جناب۔"

"کاظم شاد میرے اس سوال پر عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گیا۔ جو حادثہ اسے پیش آیا تھا مجھے معلوم تھا اور کاظم شاد شاید ابھی تک اس کشمکش کا شکار تھا کہ میں اس حادثے کا ذمہ دار ہوں یا نہیں۔ ایسی حالت میں یہ سوال اس کے لیے بڑا چبھتا ہوا تھا۔ تاہم اس نے خود کو سنبھال کر کہا۔"

"ہاں حادثہ ہی سمجھو۔ ایک چور گھس آیا تھا۔ جوابی کارروائی کی تھی۔" میں دل ہی دل میں مسکرا دیا۔ میں نے تشویش سے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔

"کہاں کی بات ہے۔ یہاں لندن میں۔"

"نہیں اپنے وطن میں۔"

"اوہ۔" میں نے حیرت و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "پھر کیا ہوا۔"

"کچھ نہیں۔ یوں سمجھ لیں کہ میرا اور اس کا مقابلہ جاری ہے۔"

"اب تک۔"

"ہاں۔" وہ میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔ میں جانتا تھا کہ وہ میری آنکھوں اور چہرے پر کیا دیکھنا چاہتا تھا مگر میں پہلے سے محتاط تھا چنانچہ اسے چہرے کے تاثرات میں سوائے حیرت اور افسوس کے اور کچھ نہ مل سکا۔

"بات کچھ دلچسپ ہے۔ لیکن سمجھ میں نہ آنے والی۔ آپ ایک چور سے مسلسل مقابلہ کر رہے ہیں۔" کاظم شاد نے سامنے کے درخت پر نگاہیں جمادیں اور چند لمحات کچھ سوچنے کے بعد بولا۔

"بس یوں سمجھ لیجئے کہ اس سے تھوڑی سی ہاتھا پائی ہوئی میری اور جسم پر یہ زخم آگئے۔ محبت کرنے والے پریشان ہو گئے اور انہوں نے زبردستی مجھے علاج کے لیے یہاں بھیج دیا۔"

"اب کیسی طبیعت ہے آپ کی؟"

"ٹھیک ہوں۔ ویسے آپ کا وہاں کیا مشغلہ ہے۔"

"چھوٹا موٹا کاروبار کرتا ہوں لیکن ابھی تک باقاعدہ کچھ شروع نہیں کیا۔"

"اچھا۔ اچھا۔ آپ کے والدین بھی ہوں گے وہاں آپ کے ساتھ۔"

"نہیں......... اتفاق سے تنہا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"آپ کو تعجب بھی ہو گا کہ آپ کو دیکھ کر میں مسلسل یہ سوچ رہا ہوں کہ اس سے پہلے آپ کو کہاں دیکھا ہے۔ صورت اس طرح جانی پہچانی لگ رہی ہے جیسے نجانے کب کی شناسا ہو یہ ایک احساس ہوتا ہے بعض اوقات کسی سے اگر اپنائیت محسوس ہو تو اس کا چہرہ لمحوں میں اجنبی نہیں رہتا۔ بلکہ قدیم شناسا بن جاتا ہے۔ ویسے کراچی میں آپ کا قیام کہاں ہے۔"

"ڈیفنس میں۔" میں نے جواب دیا۔"

"ہوں۔ بہت سے شناسا ہیں۔ ہو سکتا ہے کہیں آس پاس دیکھا ہو۔ ارے ہاں ایک بات بتائیے۔ آپ کو پیری مریدی سے کوئی دلچسپی ہے۔"

"جی۔" میں نے سوالیہ نگاہوں سے کاظم شاد کو دیکھا۔ پیری مریدی کا لفظ اس نے ظاہر ہے اردو ہی میں ادا کیا تھا۔ کاظم شاد چونک کر مجھے دیکھنے لگا اور پھر آنکھیں بند کر کے گردن ہلاتا ہوا بولا۔

"اوہو سوری۔ دراصل اس جملے کا انگریزی جملہ تلاش کرنا پڑے گا مجھے۔ آپ متھل شاہ نامی کسی آدمی کو جانتے ہیں۔" میں نے چہرے پر بدستور اجنبیت کے آثار پیدا کیے اور بولا۔

"نہیں افسوس نہیں۔"

"اوہو۔ ہمارے ہاں لانڈھی میں ایک جگہ ہے۔ آستانہ متھل شاہ کہلاتی ہے۔ وہاں میں اکثر جاتا رہتا تھا۔ متھل شاہ ایک بزرگ تھے اور بہت سے لوگوں کے کام آتے تھے۔ بس مجھے بھی ان سے عقیدت تھی۔ وہاں چلا جاتا تھا اکثر۔ یہ خیال آیا کہ کہیں آپ کو وہاں تو نہیں دیکھا۔"

"نہیں۔ میں کبھی اس طرف نہیں گیا۔ میں نے چہرے پر سنجیدگی کے آثار پیدا کر کے کہا۔"

"ہوں۔ تو کراچی میں کیا کاروباری مصروفیت ہے آپ کی۔"

"بس یوں سمجھ لیجئے کہ کسی کاروبار کا تجربہ نہیں ہے مجھے۔ تھوڑا سا سرمایہ والدین

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

نے چھوڑا ہے۔ اسی کو سرکولیٹ کر رہا ہوں اور اس کوشش میں ہوں کہ کوئی ڈھنگ کا کام شروع کرسکوں۔"

"تعجب ہے ابھی تک آپ نے کوئی ڈھنگ کا کام نہیں کیا اور ہم دوستی کے دعوے کرتے ہیں۔ خیر میں آپ سے کوئی بڑی بات تو نہیں کہتا دانش لیکن کراچی پہنچنے کے بعد آپ مجھ سے ضرور ملاقات کیجئے گا بلکہ ممکن ہے میں آپ کو خود ہی تلاش کرلوں۔ کب تک واپسی ہے آپ کی۔"

"طبیعت کچھ مضمحل ہوگئی تھی۔ سو یہاں آرام کرنے چلا آیا۔ کافی دن ہو چکے ہیں یہاں آئے ہوئے۔ اب واپسی کا ارادہ رکھتا ہوں۔"

"گڈ۔ جب آپ کراچی پہنچ جائیں تو مجھ سے رابطہ ضرور قائم کیجئے گا۔ جہاں تک کاروبار کا مسئلہ ہے میں کوئی دعویٰ تو نہیں کرتا لیکن آپ یہ سمجھ لیجئے کہ میری زندگی انہی معاملات میں گزری ہے اور پھر میرے پاس ایسے وسائل ہیں اور میرے دوست ایسے ہیں کہ آپ کو ان سے مل کر خوشی ہوگی۔ کاروباری طور پر میں آپ کو ایسے مواقع مہیا کردوں گا کہ آپ کا دل خوش ہو جائے گا۔ آپ یوں سمجھ لیجئے کہ آپ کا یہ مسئلہ اب بالکل حل ہوگیا۔" کاظم شاد نے کہا۔ اب وہ بہت زیادہ ہوشیار بننے کی کوشش کر رہا تھا مگر میں نے جواباً خاموشی اختیار کرلی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم لوگ وہاں سے اکتا گئے اور کاظم شاد نے کہا۔

"میرا خیال ہے اب واپس چلتے ہیں۔"

"بہتر۔ بہت بہتر۔"

"اور اب تو آپ کو باقاعدہ مجھے لے جانے کے لیے محنت کرنا ہوگی کیونکہ آپ مجھے یہاں تک لائے ہیں۔"

"کوئی حرج نہیں ہے مسٹر کاظم شاد۔" میں نے کہا اور اس کی وہیل چیئر دھکیلتے ہوئے اس کے کمرے تک پہنچا دی۔

اپنے کمرے میں پہنچ کر میں دیر تک سوچ میں ڈوبا رہا تھا۔ کاظم شاد ہر قیمت پر یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ مجھ میں اور فیصل میں کیا فرق ہے اور اس سلسلے میں وہ شاطرانہ چالیں چل رہا تھا لیکن یہ چالیں اب تقریباً بیکار ہی تھیں۔ رات تقریباً ساڑھے آٹھ بجے

وہ پھر میرے کمرے میں داخل ہوگیا اور اس بار کرن زہرہ اس کے ساتھ تھی۔ کرن زہرہ نے مجھے دیکھا۔ میں نے اسے اور وہ بڑے محبت بھرے انداز میں میری جانب بڑھی۔

"اوہ دانش آپ یہاں۔ شاد صاحب نے آپ کا تذکرہ کیا تو میں حیران رہ گئی۔ شاد صاحب کو میں بڑی تفصیل سے آپ کے بارے میں بتاتی رہی ہوں۔"

"ہاں بھئی دانش معاف کرنا آپ نے بھی سوچا ہوگا کہ ان لوگوں نے تو میرا کمرہ ہی دیکھ لیا۔ دراصل کرن سے جب آپ کے بارے میں بات ہوئی تو اس نے آپ سے شناسائی کا اظہار کیا اور ہم دونوں خود کو باز نہیں رکھ سکے۔ وہ آپ سے ملنا چاہتی تھی۔ میں بھی اس کے ساتھ یہاں آگیا۔"

"جی۔ کرن زہرہ سے کراچی میں میری ملاقات ہوئی تھی۔ مسز اختر خان ہیں وہاں انہوں نے انہیں اپنی بھتیجی بتا کر میرے سامنے پیش کیا تھا لیکن بعد میں پتا چلا کہ یہ ان کی بھتیجی نہیں ہیں۔" میں نے پہلے ہی مرحلے کو چاروں شانے چت کرنے کی کارروائی شروع کردی۔ ویسے بھی لیچڑ قسم کی لڑکی تھی اور پہلے بھی میں نے اس سے پیچھا چھڑانے کے لیے خاصی محنت کی تھی۔ کرن زہرہ کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے کئی رنگ آئے لیکن وہ ان مرحلوں سے گزر چکی تھی جہاں شرمندگی وغیرہ کا کوئی احساس باقی رہتا ہے۔ کاظم شاد سے اس کا کوئی رشتہ نہ تھا لیکن وہ اس سے چپکی ہوئی تھی۔ بہرطور اس نے میرے اس وار کو نظرانداز کیا اور ہنس کر بولی۔

"ہاں مسز اختر خان خاصی دلچسپ خاتون ہیں اور انہیں جھوٹ بولنے کا بے حد شوق ہے۔ میں نے ان سے منع کیا تھا اور کہا تھا کہ مجھے اپنے کسی مقصد کے لیے استعمال نہ کریں لیکن بس پیچھے پڑ گئیں اور میرا تعارف ان سے اپنی بھتیجی کی حیثیت سے کرڈالا۔ بہرطور میں نے کاظم شاد کو آپ کے بارے میں بتایا تو یہ آپ سے بہت متاثر ہوئے۔"

"ہاں بھئی میں یہ سوچ رہا تھا کہ دانش صاحب کو میں نے کاروباری گر بتانے کا وعدہ کیا ہے مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ خود بہت بڑے گرو ہیں۔" کاظم شاد نے کہا اور میں ہنسنے لگا۔ پھر بولا۔

"استاد کی جگہ تو پھر بھی خالی ہے۔ کاظم صاحب۔"

"ارے ارے یہ محاورہ تو اردو میں استعمال ہوتا ہے۔ انگریزی میں میرا خیال ہے

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

یہ محاورہ مجھے انگریزی میں کہیں نہیں نظر آیا۔"

"انگریزی پر آپ نے غور نہیں کیا ہوگا کاظم شاد صاحب۔" میں نے جواب دیا اور کاظم شاد معنی خیز نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔ کمبخت ایک ایک لمحے کو ذہن میں رکھ رہا تھا۔ واقعی ذرا سی لغزش ہوئی تھی لیکن شکر ہے کہ انگریزی میں ہوئی تھی۔ وہ کافی دیر تک گفتگو کرتے رہے اور پھر دوبارہ آنے کا وعدہ کرکے رخصت ہوگئے لیکن اب یہ حالات میرے لیے تشویش ناک ہوگئے تھے۔ خاص طور سے کرن کا مسئلہ یقینی طور پر وہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر مجھ سے پھر بے تکلف ہونے کی کوشش کرے گی مگر میں اپنے دل کے تمام دروازے خاص طور سے اس جیسی لڑکیوں کے لیے بند کرنا چاہتا تھا اور اب خصوصاً اس لیے بھی کہ وہ کاظم شاد کے ساتھ ہی تھی۔ اس بات کا افسوس ہوا کہ میں نے اس سے یہ نہیں پوچھا کہ کاظم سے اس کا کیا تعلق ہے۔ بہرطور ان تمام معاملات میں کرن کا کردار بھی بہت بڑا ثابت ہوسکتا تھا۔ کیونکہ اتفاق سے جب میں نے کاظم کو زخمی کیا تھا تو کرن نے مجھے باہر نکلتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور اس طرح اس معاملے میں وہ براہ راست ملوث ہوگئی تھی لیکن خیر ایسی کوئی بات بھی نہیں۔ ان لوگوں سے باقاعدہ مقابلہ کیا جائے گا۔ دوسرے دن بھی ان دونوں سے ملاقات ہوئی اور کرن مجھے ٹٹولتی رہی۔ میں نے اس وقت اس سے یہ سوال کر ہی ڈالا۔"

"کاظم صاحب سے آپ کا کوئی رشتہ ہے۔"

"نہیں۔ میں نے ان کے پاس ملازمت کرلی ہے اور اب آپ مجھے ان کی پرائیویٹ سیکرٹری سمجھیے۔"

"آپ میں پرائیوٹ سیکرٹری بننے کی تمام تر صلاحیتیں موجود ہیں۔" میں نے اس پر فقرہ کسا۔

"لیکن آپ نے تو ہمیں پرائیوٹ سیکرٹری کی حیثیت سے بھی قبول کرنا نہ پسند کیا۔" وہ میرا طنز مسکراتے ہوئے پی گئی۔

"آپ نے یہ پیشکش تو نہیں کی تھی۔"

"تو آپ ہی کردیتے۔" وہ ہنس کر بولی۔ کافی دیر کے بعد وہ ٹل سکی تھی لیکن اب میں نے واپسی کی تیاری شروع کردی تھی ویسے بھی وہ مسئلہ حل ہوچکا تھا۔ جس کے لیے

یہاں آنا پڑا تھا۔ حالات میری توقع کے خلاف نہیں رہے تھے۔ کاظم شاد نے اپنے طور پر مجھے روشنی میں لانے کی تمام کوششیں کرلی تھیں۔ بہرطور غلام قادر سے ملاقات کے لیے اب زیادہ احتیاط کی ضرورت تھی کیونکہ کاظم سر پر ہی موجود تھا لیکن ایسا بھی نہیں تھا کہ غلام قادر تک پہنچنا بالکل ہی ناممکن ہو۔ اس وقت جب کاظم آرام کرنے کے لیے اپنے کمرے میں جالیٹا تھا میں نے غلام قادر سے ملاقات کی جو مجھ سے زیادہ دور نہ تھا۔ اسپتال ہی کے ایک سنسان گوشے میں میں نے اسے طلب کرلیا اور وہ شفیع کے ساتھ میرے پاس پہنچ گیا۔

"جی سر حکم دیجیے۔"

"تم نے کاظم کو تو دیکھ لیا ہوگا۔"

"اسے بھی دیکھ لیا ہے سر اور اس کے ان دو آدمیوں کو بھی جو مختلف کمروں میں مریضوں کی حیثیت سے موجود ہیں۔ وہ اس کے مفادات کی نگرانی کرتے ہیں اور خاموشی سے آپ کا تعاقب کرتے رہتے ہیں۔"

"اوہو گڈ مجھے ان کے بارے میں کچھ نہیں معلوم تھا۔"

"ہمیں معلوم تھا سر اور ہماری ان پر پوری پوری نگاہ ہے۔ ہم نے اطراف کے ماحول کو پوری طرح نگاہوں میں رکھا ہے۔ اس وقت کاظم شاد نے ان دو آدمیوں کے علاوہ کسی اور کی ضرورت نہیں محسوس کی۔"

"گڈ۔ ویسے غلام قادر اب یہاں سے کام ختم ہوگیا ہے میں واپس جانا چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے فوراً انتظام کرلو۔ جس قدر بھی جلد ممکن ہو سکے اب ہماری واپسی ضروری ہے۔"

"ہو جائے گا سر۔ کل آپ کو اسی جگہ اطلاع دوں گا۔" غلام قادر نے جواب دیا۔

دوسرے دن اس نے مجھے اطلاع دی کہ میرا پاکستان کا واپسی کا بندوبست ہوگیا ہے اور دوسرے دن رات کی فلائیٹ سے مجھے پاکستان روانہ ہو جانا ہے۔ کاظم شاد یہاں مطمئن تھا اور مجھ سے اس کی ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ دوسرے دن بھی معمول کے مطابق میری اس سے ملاقات ہوئی۔ میں نے جان بوجھ کر آج کا دن اس سے دور رہ کر گزارا تھا۔ وہ دوبارہ میرے کمرے میں آچکا تھا لیکن میری نرس نے اسے جواب دیا تھا کہ میں سو

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

رہا ہوں۔ رات کو میری طبیعت کچھ خراب تھی جس کی وجہ سے آج کا دن آرام کرتے ہوئے گزرا ہے۔ شام کو تقریباً ساڑھے چھ بجے جب میں باہر نکلا تو کاظم سامنے ہی راہداری میں اسی وہیل چیئر پر بیٹھا ہوا میرے کمرے کی جانب دیکھ رہا تھا۔ پتا نہیں یہ آدمی اب مجھ سے کیا چاہتا تھا۔ میں اس کے قریب پہنچ گیا اور اس نے مسکراتے ہوئے میرا خیر مقدم کیا پھر تشویش زدہ لہجے میں بولا۔

"خیریت مسٹر دانش۔ طبیعت کیا خراب ہوگئی۔"

"رات کو کچھ بخار ہوگیا تھا اور جسم میں شدید کمزوری محسوس کی تھی۔ یہ کمزوری آج دن بھر مجھ پر مسلط رہی ہے اور اٹھنے کو جی ہی نہ چاہا۔"

"اوہو یقیناً ایسا ہوگا۔ آپ کو علم نہیں کہ میں نے کتنی بار آپ کے کمرے کے چکر لگائے ہیں۔"

"معافی چاہتا ہوں واقعی آپ کو بے حد تکلیف ہوئی۔ آیئے کہیں بیٹھتے ہیں۔ کافی پینا پسند کریں گے آپ۔"

"آؤ میرے کمرے میں چلو۔" کاظم شاد نے کہا اور میں اس کے ساتھ اس کے کمرے میں پہنچ گیا۔ کاظم شاد نے چائے طلب کی ایک لمحے کے لیے تردد ہوا تھا لیکن ویسے ایسی بات نہیں تھی۔ چنانچہ میں نے اس کے ساتھ چائے پی اور حالات کا اندازہ لگاتا رہا۔ کوئی خاص بات نہیں محسوس ہوئی تھی۔ تقریباً سوا سات بجے میں نے اس کے کمرے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں کاظم صاحب میں آپ کو اطلاع دینا بھول گیا تھا کہ میں پاکستان واپس جارہا ہوں۔"

"اوہو۔ کب کا پروگرام ہے۔" کاظم نے چونک کر پوچھا۔

"آج ہی رات۔"

"کیا مطلب۔" وہ حیران ہوکر بولا۔

"جی ہاں۔ واپسی کا پروگرام تو پہلے سے تھا۔ میں نے کچھ لوگوں سے رابطہ قائم کیا ہوا تھا بس انتظام ہوگیا۔" میں نے جواب دیا اور کاظم شاد کے چہرے پر عجیب سے تاثر پھیل گئے پھر اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے آپ چلیں ہم آپ کے پیچھے پیچھے آتے ہیں۔ حالانکہ ارادہ تو یہ تھا کہ ساتھ ہی چلیں گے لیکن خیر کیا فرق پڑتا ہے۔" اس کے بعد میں واپس اپنے کمرے میں آگیا۔ کاظم کو اسی لیے دیر سے اطلاع دی تھی کہ وہ کوئی کارروائی نہ کرنے پائے۔ ویسے بھی اب اس کے امکانات نہیں تھے۔ مقررہ وقت پر میں ایئرپورٹ پہنچ گیا۔ غلام قادر اور باقی دونوں افراد بھی وہاں موجود تھے اور تمام انتظامات کر چکے تھے۔ چنانچہ ہم وطن واپس چل پڑے۔ واپسی کے سفر میں کوئی ایسی بات نہیں ہوئی جو قابل ذکر ہوتی۔ ہم کراچی ائرپورٹ پر اترے چونکہ یہاں کسی کو اپنی آمد کی اطلاع نہیں دی تھی اس لیے کوئی ہمارے استقبال کے لیے موجود بھی نہیں تھا۔ میں نے ان لوگوں کو ان کے گھروں کو روانہ ہونے کی اجازت دے دی اور خود ایک ٹیکسی کرکے اپنی کوٹھی چل پڑا۔

روزی مجھے یوں اچانک دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئی تھی۔ میں نے اس سے یہاں کے حالات کے بارے میں پوچھا تو اس نے جواب دیا۔

"بس سر اور کوئی خاص بات نہیں ہے۔ مس رخسار اکثر آتی رہتی ہیں اور آپ کے لیے بہت پریشان ہیں۔ وہ آپ کی طبیعت کے بارے میں پوچھتی رہتی ہیں۔ میں نے انہیں یہی جواب دیا کہ خود مجھے بھی آپ کے بارے میں علم نہیں ہے ویسے آپ ٹھیک تو ہیں نا سر۔"

"ہاں بالکل ٹھیک ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"ابھی میں رخسار کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی میں سمجھ گیا کہ فون ناگی نے کیا ہوگا کیونکہ اسے غلام قادر کے ذریعے میری آمد کی اطلاع مل گئی ہوگی۔"

"ہیلو ناگی کہو کیسے مزاج ہیں تمہارے۔" میں نے فون اٹھاتے ہی کہا۔ دوسری طرف میری توقع کے مطابق رشید ناگی ہی تھا۔

"بالکل ٹھیک ہوں میں سر۔ یہاں کے معاملات سو فیصد درست جارہے ہیں۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ اچانک ہی تشریف لے آئے۔ ویسے سعید خان سے ساری تفصیلات بھی معلوم ہوچکی ہیں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔"

"آجاؤ۔" میں نے کہا۔

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"ٹھیک ہے سر۔ میں پہنچ رہا ہوں۔" یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔

رشید ناگی ایک ویگن میں آیا تھا اور ویگن میں چند افراد اس کے ساتھ اور بھی تھے جنہیں اس نے باہر ہی چھوڑ دیا۔ ہم لوگوں کے درمیان رسمی گفتگو ہوئی پھر رشید ناگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس دوران میں نے اور بھی کچھ کارروائیاں کی ہیں۔ ویسے تو آپ کو تفصیلی رپورٹ دینی ہے اور اس کی ابتدا میں یہیں سے کر رہا ہوں۔ ہم اپنے کاروبار کے سلسلے میں بہت شاندار جا رہے ہیں اور ہمارے ساتھ تعاون کرنے والے بہترین تعاون کر رہے ہیں چنانچہ اس وقت دو مرغے میری لسٹ پر ہیں جو بس حلال ہی ہوا چاہتے ہیں۔ سر یہ سب کچھ بہت اچھی بات تو نہیں ہے لیکن ان لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لیے بعض انتظامات ضروری ہوتے ہیں سو میں کر رہا ہوں۔ نمبر دو اس کوٹھی کی نگرانی کے لیے میں نے خصوصی طور پر بندوبست کیا اور سامنے جو ایک کوٹھی آپ کو نظر آ رہی ہے اس میں جعفر راٹھور صاحب رہتے ہیں۔ بڑے صنعت کار ہیں اور بہت بڑے ایکسپورٹر تصور کیے جاتے ہیں۔ راٹھور صاحب کے گیٹ پر متعین دونوں چوکیدار اپنے آدمی ہیں۔ ان کے پاس جدید ترین سازو سامان یعنی ٹرانسمیٹر وغیرہ موجود ہے اور انہوں نے بہترین انتظامات کیے ہیں کہ وہاں سے آپ کی کوٹھی کا جائزہ لیتے رہیں۔ اس طرح ہمیں ہر لمحہ یہ رپورٹ مل سکتی ہے کہ اس وقت آپ کی کوٹھی کے اطراف میں کیا ہو رہا ہے۔ یہ ابتدائی طور پر بے حد ضروری تھا۔ باقی جو کارروائیاں ہیں وہ ہو رہی ہیں اور ہاں اس دوران میری ملاقات رفیق احمد جاگیردار اور ان کے داماد نیاز احمد سے بھی ہوئی تھی۔ یہ ملاقات اتفاقیہ طور پر ہوئی تھی اور مجھے وہ تمام تفصیلات معلوم ہوگئیں جو ان کے اور آپ کے درمیان طے ہوئی تھیں۔ سر میں نے شاہنواز صاحب کی مدد سے اس سلسلے میں کارروائی آگے بڑھائی ہے۔ چونکہ ایک چھوٹی سی رقم میرے پاس محفوظ تھی اور آپ نے بھی ہدایت کی تھی کہ میں اسے استعمال کر سکتا ہوں۔ چنانچہ آپ کے منصوبے کے مطابق میں نے جاپان سے لٹریچر منگوا کر شاہنواز صاحب سے اس بارے میں تفصیلات معلوم کی ہیں اور ان کی مدد میں ہم نے ایک چھوٹا آرڈر سپلائی کر دیا ہے۔"

"گڈ۔ گویا تم اس کام کا آغاز کر چکے ہو۔"

"جی سر۔ آپ مصروف تھے۔ چنانچہ میں نے یہ جرأت کر ڈالی۔"

"نہیں بہت اچھا کیا تم نے۔ جاگیردار صاحب نے میرے بارے میں معلومات تو حاصل کی ہوں گی۔"

"جی سر۔ میں نے ان سے بہت زیادہ ملاقاتیں نہیں کیں البتہ نیاز احمد سے میری کئی ملاقاتیں ہوئی ہیں اور وہ مجھے ذرا مختلف انداز میں جانتے ہیں بہر طور آپ کو اس سلسلے میں کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔"

"نہیں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ اب اس سیکشن کو تم خود سنبھالو۔ میں دوسرے معاملات میں مصروف ہوں۔"

"آپ اس کی تو بالکل فکر ہی نہ کریں۔ اچھا اب یہ تو ہوئیں ساری باتیں۔ شاہنواز صاحب نے ہمیں ہر طرح کا تعاون پیش کر دیا ہے اور مزید دوسرے لوگوں کو بھی اس کے لیے آمادہ کر لیا ہے کہ وہ ہمارے صنعتی منصوبوں پر ہماری مدد کریں لیکن جو اہم بات میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں اس کی اطلاع مجھے دو دن پہلے ملی ہے اور میں اس وقت سے خاصا پریشان تھا۔ سچی بات یہ ہے کہ اس اطلاع پر عمل کرتے ہوئے مجھے محتاط رہنا پڑا اور میں نے یہی سوچا تھا کہ جب تک آپ تشریف نہیں لے آئیں گے میں اس سلسلے میں کارروائی نہیں کروں گا۔"

"کیا۔" میں نے چونکتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ رشید ناگی نے جس تفصیل سے یہ بات بتائی تھی اس کا مقصد تھا کہ اس میں کوئی بہت بڑی اہمیت ہے۔ رشید ناگی ایک لمحے خاموش رہا پھر بولا۔

"سر لانڈھی میں مشعل شاہ صاحب کا آستانہ آباد ہو چکا ہے۔"

"کیا؟" میں اچھل پڑا۔

"جی سر اور آس پاس کے لوگوں کا کہنا ہے مشعل شاہ صاحب واپس آ گئے ہیں۔"

"میں شدت حیرت سے خاموش رہ گیا۔ رشید ناگی کے الفاظ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی چند لمحات کے بعد رشید ناگی پھر بولا۔"

"اس کے باوجود سر میں نے اس طرف کا رخ نہیں کیا۔ آپ یہاں تشریف نہیں رکھتے میرے بارے میں شاہ صاحب کو علم ہے کہ میں کہاں کہاں دستیاب ہو سکتا ہوں

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

لیکن مجھ سے بھی رابطے کی کوشش نہیں کی گئی۔ اس بات نے ذرا سا مجھے پریشان بھی کیا ہے لیکن ہو سکتا ہے حالات ایسے ہوں کہ انہوں نے ہم لوگوں سے رابطہ قائم کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ اب اس سلسلے میں مجھے آپ کی ہدایت درکار ہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"

"یہ بتاؤ ان کے بارے میں معلوم کیسے ہوا۔"

"سر وہاں سے کوئی رابطہ تو نہیں تھا میرا........ لیکن ایسے کچھ افراد بھی میرے شناسا ہیں جن سے کبھی کبھی میری ملاقات ہو جاتی ہے۔ انہیں میں سے ایک نے ایک دن خصوصی طور پر میرے پاس آ کر بتایا کہ مشعل شاہ صاحب اپنے آستانے میں واپس آ گئے ہیں آستانے پر مرمت وغیرہ کا کام ہو رہا ہے اور وہ ایک بار پھر سے پہلے جیسی حالت میں لایا جارہا ہے۔ میں نے مزید معلومات حاصل کیں تو پتا چلا کہ شاہ صاحب آستانے میں موجود ہیں اور اس کی از سر نو تعمیر کرا رہے ہیں۔"

میں خاصی الجھن کا شکار ہو گیا تھا لیکن بہت سی باتیں شبہ میں مبتلا کرنے والی تھیں۔ آستانے پہنچنے سے پہلے شاہ صاحب کو رشید ناگی سے یا مجھ سے رابطہ قائم کرنا چاہیے تھا۔ لیکن ابھی تک ایسا نہیں ہوا اگر اس میں کوئی مصلحت ہے تب بھی بہر طور ہمیں فوری طور پر وہاں مداخلت نہیں کرنا چاہیے جب تک کہ خود مشعل شاہ ہم سے رابطہ قائم نہ کریں۔ حالانکہ دل میں بہت سے خیالات آئے تھے لیکن میں نے انہیں نظر انداز کر دیا تھا پھر دفعتاً میرے ذہن میں ایک شبہ نے سر ابھارا اور میں عجیب سی نگاہوں سے رشید ناگی کو دیکھتا رہ گیا۔ وہ بھی سوالیہ انداز میں مجھے دیکھ رہا تھا پھر میں نے اسے لندن میں پیش آنے والے واقعات سے آگاہ کیا۔ جب میں نے اسے ٹرالر نمبر تیس کا واقعہ سنایا اس کے چہرے پر شدید جوش کے آثار نظر آئے میں مسکرا کر بولا۔

"تم جو کچھ سوچ رہے ہو ناگی میں بھی اسی انداز میں سوچ رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے یہ کاظم شاد کی ایک اور کوشش ہو ورنہ مشعل شاہ اگر واپس بھی آتے تو براہ راست آستانے تک نہ جاتے بلکہ ہم سے رابطے کی کوشش کرتے اور اس کے بعد ہمارے مشورے سے یہ سب کچھ کرتے۔"

"بالکل درست ہے جناب اور اب آپ کی اس نشاندہی سے میں دعویٰ سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ درحقیقت وہ مشعل شاہ صاحب نہیں ہوں گے بلکہ کاظم شاد نے ایک اور

چال چلی ہے اسے اس بات کا علم تو ضرور ہوگا کہ آپ واپس آئیں گے بلکہ ہو سکتا ہے وہ پہلے سے اس آستانے کو آباد کرنے کے لیے یہاں ایسے دوسرے افراد کی تلاش میں ہو جو مشعل شاہ سے گہری وابستگی رکھتے ہوں اور ان کا تعلق آپ سے بھی ہو۔ یقیناً" چیف بالکل یہی بات ہے بالکل یہی بات ہے۔"

"یہ کاظم شاد شیطان کا بھی گرو ہے۔ وہاں اس نے ایک لمحہ ایسا نہ چھوڑا جب یہ معلومات کرنے کی فکر میں سرگرداں نہ رہا ہو کہ میرا تعلق مشعل شاہ سے ہے یا نہیں اور اس کے بعد اس نے یہاں ان چالاکیوں کا آغاز کر دیا۔ اوہو رشید ناگی اس سے تم یہ اندازہ لگا لو کہ ہمیں اس شیطان سے کس قدر محفوظ رہنا ہے۔" رشید ناگی پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا تھا پھر اس نے کہا۔

"سر بہت غور کرنا پڑے گا اس مسئلے پر ویسے ایک بات تو بالکل طے ہے مشعل شاہ اگر واقعی واپس آگئے ہیں تو جب تک وہ ہم سے رابطہ نہیں کریں گے اور ہمیں اس بات کا پورا پورا اطمینان نہیں ہو جائے گا کہ یہ وہی ہیں ہم ان کی جانب راغب نہیں ہوں گے۔"

"اس سلسلے میں ہم بعد میں فیصلہ کرلیں گے رشید تم اپنے اور کسی معاملے کے سلسلے میں تو کسی الجھن کا شکار نہیں ہو۔"

"نہیں سر۔ آپ بالکل اطمینان رکھیں۔ سارے کام بخوبی چل رہے ہیں۔ آٹو سٹی کو بہت سی دوسری مراعات بھی سرکاری طور پر حاصل ہوئی ہیں۔ اس کا دائرہ کار بڑھتا جارہا ہے۔"

"شاہ صاحب کی کہانی واقعی بے حد پر اسرار ہے لیکن ہمیں بھی احتیاط رکھنا ہوگی۔ تم اطمینان رکھو میں تم سے رابطہ قائم کر کے بہت جلد اس سلسلے میں کوئی دوسری بات کہہ سکوں گا۔"

"ٹھیک ہے سر۔ ویسے آپ یہ ٹرانسیٹر رکھ لیجیے یہ ان لوگوں سے رابطے کے لیے ہے جنہیں میں نے راٹھور کی کوٹھی میں چوکیدار کی ڈیوٹی سونپی ہے۔ سر یہ انتہائی مستعد اور وفادار لوگ ہیں اور آپ کے اشارے پر خون کے دریا بہا سکتے ہیں اگر یہاں آپ کو کبھی کوئی مشکل پیش آئے تو ٹرانسیٹر پر ان سے رابطہ قائم کر کے انہیں ہدایات دے

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

دیں۔ ان کے ماتحت چار افراد بھی ہیں جو ایک اشارے پر فوراً پہنچ جائیں گے۔ میں نے ان چھ آدمیوں کا انتخاب ٹیم کے بہترین لوگوں میں سے کیا ہے۔"

رشید ناگی سے تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ ہم نے ایک طریقہ کار طے کیا کہ اگر ہمیں ایک دوسرے سے رابطہ قائم کرنا ہو تو اب کیا کرنا چاہیے۔ کاظم شاد کے بارے میں بھی مجھے یقین تھا کہ وہ بہت جلد واپس آجائے گا بلکہ ممکن ہے کہ وہ واپس آ بھی چکا ہو لیکن خوشی اس بات کی تھی کہ جس مقصد کے لیے میں وہاں گیا تھا۔ وہ بخوبی پورا ہو گیا تھا۔ کاظم شاد کے ذہن میں یہ بات آگئی تھی کہ میں اور فیصل الگ الگ ہیں۔ غرض یہ کہ رشید ناگی کے جانے کے بعد میں گہری سوچوں میں ڈوبا رہا۔ پھر اس شام دل میں کچھ اور خیالات آئے اور میں تیار ہو کر کلب پہنچ گیا۔ وہی پرانا ماحول تھا۔ سب کے سب اپنے آپ میں مگن ایک ہی انداز میں وقت گزارنے کے قائل لیکن مجھے اس کی امید نہیں تھی کہ وہاں میرا استقبال اس طرح کیا جائے گا۔ ان سب کو میری آمد کا علم نہیں تھا میرا تو خیال تھا کہ انہیں میرے بارے میں تفصیلات بھی نہیں معلوم ہوں گی لیکن میرے اندر داخل ہوتے ہی لوگ ایک دوسرے سے چہ میگوئیاں کرنے لگے پھر مسز اختر کہیں سے دوڑی دوڑی آئیں اور میرے قریب پہنچ گئیں۔ انہوں نے نہایت گرمجوشی سے مجھے بازو سے پکڑ کر قریب کیا اور میری پیشانی کو بوسا دیا۔ بڑا محبت بھرا انداز تھا ان کا وہ مسرت بھرے لہجے میں کہنے لگیں۔

"بے مروتی۔ بے شک انسان کی فطرت کا ایک حصہ ہے لیکن لوگ ایسے بھی بے مروت ہوتے ہیں ہمیں اس کا اندازہ نہیں تھا۔"

"خیریت مسز اختر۔"

"ایسی تیسی خیریت کی۔ تم بیمار تھے ہمیں اطلاع بھی نہ ہو سکی پھر باہر گئے اور واپس بھی آگئے۔ اتنے ہی اجنبی ہیں ہم لوگ۔"

"بھلا کیا کہتا آپ لوگوں سے میں۔"

"تم کہتے یا نہ کہتے ہمیں اطلاع تو ہونی چاہیے تھی۔ غیروں سے پتا چلا مگر کیا کرتے مجبور تھے۔ ہمیں یہ حیثیت ہی نہ مل سکی۔"

اس اثنا میں کچھ اور لوگ بھی قریب آگئے جو براہ راست شناسا تو نہیں تھے لیکن

کلب میں مستقل آنے والوں میں سے تھے۔ مسز اختر نے کہا۔

"دوستو آپ کو علم ہے کہ دانش صاحب بیمار تھے۔ لندن بغرض علاج گئے ہوئے تھے اور اب یہ واپس بھی آگئے ہم ان سے احتجاج کرتے ہیں کہ ہمارے ہی حلقے کے آدمی ہونے کے باوجود یہ ہمیں اس طرح نظرانداز کرتے ہیں۔"

"اس احتجاج میں ہم برابر کے شریک ہیں۔" مسز خان۔ میں نے مسکراتے ہوئے ان لوگوں کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میں اس کا ازالہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔

"آپ ازالہ کیا کریں گے ہم خود ہی دل کی بھڑاس نکالے لیتے ہیں۔ ان تمام لوگوں سے وعدہ کیا گیا تھا کہ آپ ہمیں دعوت دیں گے لیکن آج تک ہم اس سے محروم رہے۔ اب میں اعلان کرتی ہوں کہ دانش کی صحت یابی کی خوشی میں میں ہوٹل میں جشن کا اہتمام کر رہی ہوں اور تین دن کے اندر اندر آپ لوگوں کو اطلاع دے دی جائے گی کہ یہ جشن کون سے ہوٹل میں ہوگا۔"

ایک لمحے کے لیے میرے ذہن میں ایک خیال آیا اور میں نے فوراً ہی اسے عملی جامہ پہنا دیا۔

"نہیں مسز اختر خان۔" میں نے مسز اختر سے کہا۔ "آپ یہ اہتمام کسی ہوٹل میں نہیں بلکہ میرے ہاں کریں گی۔"

"جی نہیں مانگ کر نہیں کھاتے ہم لوگ۔"

"آپ مانگنے والوں کو کھلا تو دیتی ہیں مسز اختر!" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مطلب۔"

"مطلب اب اگر آپ کو تفصیل بتائی جاتی تو آپ ہمدردی کا اظہار کرتیں۔ کیا آپ یہ بات نہیں جانتیں کہ میں تنہا انسان ہوں۔ ملازمین صرف حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور احکامات کی تعمیل کرانے میں وہ لطف نہیں آتا جو کسی اپنے کے کیے ہوئے اہتمام میں آتا ہے۔ میرا کوئی ہمدرد مونس ہوتا تو یقینی طور پر اس تقریب کے لیے میں اپنی ذمہ داریاں اسے سونپ دیتا لیکن بس یوں سمجھ لیجئے کہ یہ احساس بھی تھا۔ آپ خود آگے بڑھ کر اگر اس تقریب کی ذمہ داریاں سنبھالتیں تو کیا میں انکار کرتا۔"

مسز اختر نے حیران نگاہوں سے مجھے دیکھا پھر اس کے چہرے پر معذرت کے آثار

Scanned and Uploaded By Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

نظر آئے اور وہ گردن ہلاتے ہوئے بولی۔

"بڑے عجیب انسان ہیں آپ دانش ایک بار کہہ کر تو دیکھا ہوتا ٹھیک ہے اب باقی معاملات میں سنبھال لوں گی آپ اطمینان رکھیں۔"

مسز اختر بہت زیادہ جذباتی ہوگئی تھی لیکن میرے ذہن میں جو منصوبہ تھا وہ ذرا مختلف تھا اور دوسرے دن میں نے اس سلسلے میں رشید ناگی سے بھی رابطہ کیا۔""

"کہو رشید ناگی کوئی خاص خبر۔"

"نہیں سر۔ البتہ میں نے لانڈھی میں چند لوگوں کو آستانے کے اردگرد مقرر کر دیا ہے اور انہیں ہدایت کی ہے کہ ذرا تفصیلات معلوم کر کے مجھے اطلاع دیں لیکن احتیاط اس قدر برتی جارہی ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو سکے۔"

"ارے ہاں ایک بات بتاؤ لندن سے واپسی پر امداد شاہ نے تو یہاں کوئی خاص کارروائی نہیں کی۔ میں نے تمہیں پیغام بھجوایا تھا سعید خان کے ہاتھ۔ تم نے کچھ معلومات حاصل کیں اس سلسلے میں۔"

"کوئی خاص کارروائی نہیں ہوئی۔ میں خود بھی آپ کو یہ اطلاع دینا بھول گیا تھا۔ بس امداد شاہ نے ہدایت کے مطابق کارروائیاں کیں اور اس کے بعد یہ ظاہر کر کے خاموش ہوگیا کہ اس نے تحقیقات مکمل کرلی ہیں۔ وہ قصہ کیا تھا۔"

"تفصیل سے تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔ فی الحال ایک اور مسئلہ درپیش ہے۔"

"جی جی۔ حکم دیجیے۔"

"وہ دراصل مسز اختر سے ملاقات ہوئی تھی۔ کسی تقریب کا تقاضہ کر رہی ہیں اور اس بار میں نے سوچا ہے کہ یہ تقریب کر ہی ڈالی جائے۔" رشید ناگی کچھ دیر سوچتا رہا پھر بولا۔

"سر بہت عمدہ آئیڈیا ہے۔ اس طرح مشعل شاہ صاحب کو بھی کم از کم یہ علم ہو جائے گا کہ آپ عملی زندگی میں مکمل طور پر حصہ لے رہے ہیں اور ہو سکتا ہے اس طرح وہ ہم سے رابطہ قائم کریں۔"

"ٹھیک ہے میں مقدس کریم کو بھی اس کام پر مامور کیے دیتا ہوں۔ محسوس نہ کرنا۔ اس تقریب میں تمہیں شریک نہیں کر سکوں گا۔"

"میں تو ہر لمحہ آپ کے ساتھ ہوں جناب۔" رشید ناگی نے ہنستے ہوئے کہا۔ میرے ذہن میں وہی خیال تھا جو رشید ناگی کے دل میں آیا تھا۔ یعنی اس طرح میں تھوڑی سی پبلسٹی کر کے مشعل شاہ کو بھی متوجہ کروں۔ بشرطیکہ وہ آستانے پر آگئے ہوں۔ چنانچہ اس سلسلے میں آخری فیصلہ کر لیا گیا پھر مسز اختر حسب وعدہ میرے پاس پہنچ گئی۔ میں نے مسکراتے ہوئے اس کا خیر مقدم کیا۔ مسز اختر شاید میرے الفاظ سے بہت زیادہ متاثر ہوگئی تھی۔

"آپ نے خود ہی اپنے اور ہمارے درمیان پردے قائم کیے ہوئے تھے دانش خیر جو کچھ ہوا درست ہی ہوا۔ اب آپ ہمیں ہماری ذمہ داریوں سے نہ روکیے گا۔ آپ نے جو الفاظ کہے ہیں انہوں نے نیند حرام کر دی تھی۔" میں ہنسنے لگا پھر میں نے کہا۔

"اب دیکھیے نا۔ قصور ہوگیا نہ میرا۔ اگر میں آپ سے پہلے کبھی اس کا اظہار کر دیتا تب بھی آپ کو اتنا ہی دکھ ہوتا۔"

"ارے چھوڑیے صاحب۔ دنیا میں سب ایک دوسرے کے لیے بنے ہیں جس قدر بھی دور رہ لیں، رہ لیں لیکن جب قربتیں ہوتی ہیں تو دوریاں مٹ جاتی ہیں۔ اچھا اب اس تذکرے کو جانے دیں۔ میں اس تقریب کے سلسلے میں خصوصی طور پر اہتمام کر رہی ہوں اور آپ سے مشورہ کرنا چاہتی ہوں۔"

"مجھ سے کیا مشورہ کریں گی مسز اختر۔ آپ جیسا بھی مناسب سمجھیں۔ ہاں آپ کو مدد کے لیے مقدس کریم دیے دیتا ہوں۔ وہ آپ کے لیے ہر سلسلے میں معاون ثابت ہوں گے۔" غالباً مسز اختر کا بھی یہی مسئلہ تھا وہ یہی چاہتی تھی کہ اخراجات کے لیے کوئی مناسب کام ہو جائے چنانچہ مقدس کریم کا نام اس سلسلے میں نہایت موزوں تھا۔"

"آپ مقدس کریم صاحب کو ٹیلیفون کر دیجیے باقی سارے کام ہم دونوں مل کر سنبھال لیں گے۔"

مسز اختر کو ایک موقع ملا تھا میرے قریب آنے کا اور وہ اسے کھونا نہیں چاہتی تھی۔ سارے کام معمول کے مطابق ہو رہے تھے اور اس وقت کوئی ایسا مسئلہ درپیش نہیں تھا جو پریشانی کا باعث بنتا۔ رشید ناگی اپنا کام کر رہا تھا اور اس نے اپنی تمام تر توجہ مشعل شاہ کے آستانے پر مرکوز کر رکھی تھی۔ وہ یہ جاننا چاہتا تھا کہ مشعل شاہ اگر واپس آئے ہیں تو

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

انہوں نے ہم سے رابطہ قائم کیوں نہ کیا۔ مسز اختر خان نے وہ دعوت نامے اور مہمانوں کی فہرست بھی دکھائی جس میں شہر کے تمام بڑے بڑے نام شامل تھے مگر وہ چند نام نہیں تھے جن کا تعلق صرف میری ذات سے تھا۔ میں نے بھی ذرا احتیاط رکھی تھی ان لوگوں کو احساس ضرور ہوگا لیکن میری اپنی مجبوریاں۔ واپس آنے کے بعد نازاں باجی یا الیاس بھائی وغیرہ سے بھی ملاقات نہیں ہوئی تھی لیکن ابھی چونکہ معاملہ ایسا تھا کہ میں آزادی نہیں محسوس کر رہا تھا چنانچہ ان لوگوں سے بھی تعلقات منقطع ہی رکھے تھے۔ البتہ غزنوی صاحب کے ہاں کارڈ لے کر میں خود گیا اور وہاں میری آمد سے دھوم مچ گئی۔ غالباً یہ اطلاع وہاں بھی تھی کہ میں بیمار ہوں اور علاج کے لیے لندن گیا ہوا ہوں چنانچہ اب تقریباً تمام ہی لوگ مجھ سے واقف تھے بلکہ اچھی طرح واقف تھے۔ اس لیے سب میرے گرد جمع ہوگئے۔ رخسار بھی تھی رومانہ باجی بھی تھیں۔ باقی تمام افراد بھی تھے۔ البتہ غزنوی صاحب اس وقت موجود نہ تھے اور اناماں کا تو پتا ہی نہیں چلتا تھا کہ کہاں ہیں پتا نہیں کیوں وہ کوٹھی سے اس قدر دور رہنے لگی تھیں۔ بہرطور میں تمام لوگوں کی محبتوں کا جواب دے رہا تھا۔ محبتیں کیا تھیں بس رسم دنیا تھی جو نبھائی جارہی تھی۔ البتہ رخسار کی آنکھوں میں انوکھے جذبے تھے۔ جن کی پذیرائی میں چاہنے کے باوجود نہیں کرسکتا تھا۔ دعوت نامہ قبول کرلیا گیا تھا اور اس سلسلے میں اپنی اپنی ذمہ داریاں بھی پیش کی جارہی تھیں۔ کچھ دیر بعد میں کوٹھی واپس آگیا تب ہی ناگی کا فون آگیا۔ اس کی اطلاع نے ایک بہت بڑا بوجھ سر سے اتار دیا تھا۔ اس کے آدمیوں نے میرے شبہات کی تصدیق کردی تھی کہ لانڈھی کے آستانہ میں مشعل کے روپ میں کوئی اور شخصیت براجمان ہے۔

رشید ناگی کے انکشاف پر میں چند لمحات تک کچھ نہ بول سکا پھر رشید ناگی کہنے لگا۔

"تاہم میں خود بھی اب اس سلسلے میں کوئی پروگرام ترتیب دے رہا ہوں ویسے پولیس اس بہروپئے سے مل چکی ہے لیکن یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ اس نے پولیس کو کیا بیان دیا ہے لیکن یہ بھی طے ہے کہ اس کے بعد سے پولیس وہاں نہیں پہنچی۔" میں خاموشی سے رشید ناگی کی باتیں سنتا رہا اور میرا ذہن مختلف خیالات میں ڈوبا رہا پھر میں نے آہستہ سے کہا۔

"تو پھر یوں کرتے ہیں رشید کہ یہ تقریب گزر جانے دو اس کے بعد اس سلسلے میں مکمل کارروائی کر ڈالیں گے۔ میرا خیال ہے یہ حرکت کاظم شاد کی ہے لیکن کاظم شاد۔"

میں نے چند لمحات خاموشی اختیار کی پھر کہا۔

"اسے اب آخری حد تک دیکھ لینا ہوگا۔ فی الحال تم اس کی وطن آمد کے بارے معلومات حاصل کرو۔"

رشید ناگی کو ہدایات دے کر میں نے فون بند کر دیا۔ اس کے بعد بھی میرا ذہن دیر تک اسی خیال میں الجھا رہا تھا۔ کاظم شاد کے بارے میں اب بھی مجھے شبہ تھا کہ وہ مشعل شاہ کے بارے میں مکمل تفصیلات جانتا ہے یہ بات ابھی طے نہیں ہوسکی تھی کہ مشعل شاہ کا کیا ہوا لیکن کاظم شاد یقیناً اس سلسلے میں بتا سکتا تھا مجھے اس سے نمٹنے کے لیے کوئی موثر منصوبہ درکار تھا چنانچہ میں نے ذہنی طور پر خود کو آزاد کرلیا اور اس مسئلے کو تقریب کے بعد کے لیے اٹھا رکھا۔ مسز اختر اور مقدس کریم تقریب کا اہتمام کر رہے تھے۔ مسز اختر اپنی دانست میں مجھ پر اپنی گرفت مضبوط کرنے میں کوشاں تھی اور مقدس کریم اپنی عقیدت کا اظہار کر رہا تھا۔

مقررہ دن ان دونوں نے ایسا اہتمام کیا کہ ایسی شاندار تقاریب کبھی کبھی ہی ہوا کرتی ہیں۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ غزنوی صاحب کے خاندان میں موجود تمام ہی افراد اس تقریب میں شریک ہوئے تھے اور غزنوی صاحب میرے لیے بہت سے تحائف لائے تھے۔ رخسار بھی تھی۔

آدھی رات تک مہمان تقریب میں شریک رہے تھے اور کسی نے بھی اٹھنے کا نام نہیں لیا تھا۔ بڑے بڑے لوگ موجود تھے۔ بے شمار اجنبی۔ مسز اختر پیش پیش تھی اور ان سب سے میرا تعارف کرا رہی تھی۔ سرکاری افسر بھی تھے۔ خصوصی طور پر شاہنواز خان کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ رشید ناگی بھی تقریب میں اپنے طور پر شریک ہوگیا تھا اور میں نے دیکھا کہ اس کے آدمی چاروں طرف مستعدی سے اپنے فرائض سرانجام دیتے پھر رہے ہیں۔ مجھے خوشی ہوئی تھی کہ میرے گرد ایک مضبوط حلقہ موجود ہے اور کسی قسم کی کوئی کمی کہیں واقع نہیں ہوئی۔ بالآخر تقریب ختم ہوگئی اور مہمان رخصت ہونے لگے۔

تقریب بخیر و خوبی ختم ہوگئی اور اس کے بعد کوئی مشغلہ نہیں تھا چنانچہ میں اور ناگی آستانے کی جانب متوجہ ہوگئے۔ ناگی نے مجھے اطلاع دی کہ کاظم شاد موجود ہے۔ میں نے ناگی کو کوٹھی پر طلب کرلیا تھا۔ اسی رات ناگی میرے پاس آگیا اس نے بتایا کہ کاظم شاد آچکا

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

ہے اور کرن اس کے ساتھ ہے۔ کاظم شاد خاموشی سے وقت گزار رہا ہے۔" میں نے رشید ناگی سے کہا۔

"کیا خیال ہے ناگی اب ہم اس سلسلے کو آگے بڑھائیں۔"

"جی سر۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سب کچھ کیا ہے۔"

"اس کے بعد مشعل شاہ کے آستانے کے بارے میں اور کوئی رپورٹ ملی تمہیں۔"

"نہیں۔ بالکل نہیں۔ دوسری سمت بھی خاموشی ہے۔ آپ کی ہدایت پر میں نے امداد شاہ کو اچھی طرح ٹٹولا تھا لیکن پولیس کے پاس اب اس سلسلے میں کرنے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ آستانے کے حالات بھی بدستور ہیں۔ عقیدت مند وہاں آجا رہے ہیں۔ مشعل شاہ سے ان کی خیریت پوچھی جاتی ہے۔ ویسے جو شخص بھی مشعل شاہ کا کردار ادا کر رہا ہے۔ بہت ذہین آدمی ہے اور اس نے اس کردار کو بڑی خوش اسلوبی سے نبھایا ہے لیکن سر اب تو یہ اندازہ آپ بھی بخوبی لگا سکتے ہیں کہ وہ مشعل شاہ نہیں ہے۔ اتنا عرصہ ہو گیا ہم نے تمام کارروائیاں کرلیں لیکن ہم سے رابطے کی کوشش نہیں کی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ نقلی مشعل کسی خاص مقصد کے تحت وہاں آیا ہے تو نہایت ناقص منصوبہ بندی ہے اس کی یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے سر کہ کسی نے اس نام سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہو۔" میں پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ پھر میں نے کہا۔

"کیا خیال ہے رشید۔ ہمیں فرصت ہے۔ کیوں نہ ذرا سی کارروائی کر ڈالیں۔"

"کیا سر۔" رشید ناگی نے سوال کیا۔

"میں مشعل شاہ سے ملنا چاہتا ہوں۔" رشید ناگی پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا پھر بولا۔

"بہت رسکی رہے گا اگر خصوصی طور پر مثل شاہ کو اسی لیے سامنے لایا گیا ہے کہ آپ منظر عام پر آئیں تو ہم دو باتیں تو صاف کہہ سکتے ہیں۔"

"کیا۔"

"یہ کوشش کاظم شاد کی ہو سکتی ہے۔ اس نے آپ کے ہاتھوں مار کھائی ہے کینہ پرور آدمی ہے۔ ساری کوششیں کر چکا ہے اور اب مزید کوششیں کر رہا ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اگر نقلی مشعل شاہ کو آپ کے سامنے لایا گیا ہے اور آپ اس تک پہنچ جاتے ہیں

تو اس کا مقصد ہے آپ کا اور مشعل شاہ کا رابطہ ظاہر ہو گا۔ دوسری صورت میں اگر کوئی اور شخص اس کی حیثیت سے وہاں آکر فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے تو وہ بھی معمولی آدمی نہیں ہو گا۔" میں چند لمحات گردن ہلاتا رہا پھر میں نے کہا۔

"مگر کیا ضروری ہے کہ میں دانش منصور کی حیثیت سے مشعل شاہ کے سامنے جاؤں۔"

"پھر۔"

"میری ایک اور حیثیت بھی ہے رشید ناگی۔ اب تو تم اچھی طرح جانتے ہو۔"

"اوہ۔" رشید ناگی کے ہونٹ سکڑ گئے۔ وہ میری نگاہوں میں اصل مقصد تلاش کرنے لگا اور کچھ دیر کے بعد بات اس کے ذہن میں صاف ہو گئی۔ اس نے تعریفی انداز میں کہا۔

"بہت اچھا منصوبہ ہے۔ سر واقعی بہت ہی اچھا۔"

"سعید خان کے چہرے پر میرا میک اپ کس نے کیا تھا؟" میں نے پوچھا۔

"جبار اصغر نے۔"

"یہ کون ہے؟"

"اپنا آدمی ہے سر اور اس سلسلے میں تربیت یافتہ ہے۔ اسے پلاسٹک سرجری کا بھی تھوڑا بہت کام آتا ہے۔"

"گڈ۔ میرا خیال ہے سعید خان نے جس خوش اسلوبی سے لندن کے اسپتال میں میرا کردار ادا کیا تھا اس سے یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ باصلاحیت آدمی ہے اور اب بھی یہ کردار بخوبی سرانجام دے سکتا ہے۔"

"کیوں نہیں سر۔ بالکل دے سکتا ہے۔" رشید ناگی نے کہا۔

"تو پھر یہ کرتے ہیں ایک لمبا پروگرام ترتیب دے لیتے ہیں کم از کم اس طرح صورتحال منظر عام پر آجائے گی اور پھر کاظم شاد کو بھی ذرا ایک لمبا چکر دے کر اسے اس کی اوقات بتا دیتے ہیں۔ وہ بھی بلاوجہ ہمارے راستے میں آگیا ہے۔ میرا خیال ہے اب یہ راستہ صاف ہو جانا چاہیے۔"

"بالکل سر۔ در حقیقت میں بھی دل سے یہی چاہتا تھا۔ آپ سے کہتے ہوئے تھوڑی

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

سی جھجک محسوس ہوتی تھی۔"

"نہیں ناگی۔ میرے اور تمہارے درمیان جھجک کا کیا تصور ہے۔"

"سر بہت اچھا آئیڈیا ہے۔ ہم اس طرح کاظم شاد کے مقصد سے بھی واقف ہو جائیں گے اور اگر کاظم شاد کا مسئلہ درمیان میں نہ نکلا تو کم از کم وہ شخص تو سامنے آئے گا جس نے مشغل شاہ صاحب کے نام سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔"

"اوکے رشید ناگی۔ تم سعید خان کو یہاں لے آؤ۔ میں اسے خود بھی بہت سی باتیں سمجھاؤں گا۔"

"جبار اصغر کو بھی لے آتا ہوں سر تاکہ وہ آپ کا میک اپ کر دے اور اس دوران سعید خان کو ایک دو دن تک ٹریننگ بھی مل جائے گی۔"

"بالکل ٹھیک ہے۔" رشید ناگی نے دوسرے دن دوپہر کو ڈھائی بجے آنے کا وعدہ کیا اور چلا گیا۔

دوسرے دن دوپہر کے ڈھائی بجنے کا انتظار کرنے لگا۔ ٹھیک ڈھائی بجے رشید ناگی جبار' اصغر اور سعید خان کے ساتھ پہنچ گیا۔ میں نے ان دونوں سے ملاقات کی۔ رشید ناگی نے غالباً سعید خان کو کچھ تفصیلات بتا دی تھیں۔ اندرونی کمرے میں پہنچنے کے بعد اس نے کہا۔

"دانش صاحب جبار اصغر سے ملاقات کیجئے۔ میں ان کے بارے میں آپ کو تفصیلات بتا چکا ہوں۔ یہ آپ کے عقیدت مندوں میں سے بھی ہیں اور آپ کی ملازمت میں تو ہیں ہی۔"

"کیسی باتیں کرتے ہو رشید ناگی اپنے ساتھیوں کو میں کبھی ملازم سمجھ سکتا ہوں۔" میں نے کہا پھر میں نے سعید خان سے کہا۔

"تم سناؤ سعید خان تمہارا کیا حال ہے۔"

"ٹھیک ہوں سر سکون سے وقت گزر رہا ہے۔"

"تم نے میرے ڈپلی کیٹ کا کردار ادا کیا ہے سعید خان لیکن اس کردار میں تمہیں صرف ایک بیمار کی حیثیت سے وقت گزارنا پڑا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ مناسب نہیں تھا۔ تم نے جس شاندار طریقے سے میرا کردار کیا ہے اس کا تقاضہ ہے کہ تمہیں وہی زندگی

دکھائی جائے جو میری زندگی ہے۔ ہو سکتا ہے رشید ناگی نے تمہیں یہ بتا دیا ہو کہ تمہیں میرا کردار ادا کرنا ہے لیکن اس بار تمہاری ذمہ داریاں بہت زیادہ ہوں گی۔"

"جی سر مجھے تھوڑا بہت بتا دیا گیا ہے۔ لیکن تفصیل نہیں۔"

"تفصیل میں تمہیں بعد میں بتا دوں گا بس یوں سمجھ لو اس بار ایک طویل عرصے تک تمہیں میرا کردار ادا کرنا ہو گا۔"

"سر مجھے آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہو گی۔ کم از کم اتنی ضرور جتنی ضروری ہے۔"

"ہاں اس کے لئے تم بالکل مطمئن رہو۔" میں نے جواب دیا۔

"تو پھر مجھے کوئی دقت نہیں ہو گی۔ میں اپنا یہ کردار بڑی خوشی سے ادا کرنے کے لیے تیار ہوں اور آپ کو مطمئن کرنے کی کوشش بھی کروں گا۔"

"تب مسٹر جبار اصغر آپ اپنی کارروائی میں مصروف ہو جائیے۔ پہلی بار میرا خیال ہے آپ نے صرف میری تصویر سے کام چلایا تھا اس بار میں آپ کے سامنے موجود ہوں۔"

"مجھے مزید آسانی ہو جائے گی جناب۔" جبار اصغر نے کہا۔ رشید ناگی کی موجودگی میں جبار اصغر اپنے فن کا مظاہرہ کرنے لگا۔ تمام ضروری چیزیں وہ اپنے ساتھ لایا تھا اور سعید خان کے چہرے پر میرا میک اپ کیا جانے لگا۔ میں خود بھی اس کارروائی کا دلچسپی سے جائزہ لے رہا تھا اور کچھ دیر کے بعد میں نے اپنا مثل اپنے سامنے دیکھا۔ اس بار جبار اصغر نے مزید محنت کا مظاہرہ کیا تھا اور دلچسپ بات یہ تھی کہ میرے چہرے کے ایک ایک نقش کو اس نے سعید خان کے چہرے پر ابھار دیا تھا۔ میں جبار اصغر کے فن کو سراہے بغیر نہ رہ سکا اور اپنی جیب سے اسے ایک بڑی رقم انعام کے طور پر پیش کی۔

"سر جبار اصغر سے اور کوئی کام ہے۔" رشید ناگی نے پوچھا۔

"نہیں۔"

"تو پھر انہیں جانے دیا جائے کیونکہ انہیں اپنے ایک کام سے بھی جانا تھا۔ جبار اصغر چلا گیا۔ رشید ناگی نے سعید خان کو دیکھتے ہوئے کہا۔"

"اب تم بھی کچھ دیر دوسرے کمرے میں جاکر بیٹھو۔ میں ذرا دانش صاحب سے کچھ

Scanned and Uploaded By Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

گفتگو کرلوں۔"

"جی سر۔" سعید خان نے کہا اور اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ رشید ناگی کہنے لگا۔"

"سر میں چاہتا ہوں کہ اب مزید پروگرام ترتیب دے لیا جائے۔"

"کوئی طویل پروگرام نہیں ہے رشید ناگی۔ بس میں نے یہ طے کیا ہے کہ میں فیصل کی حیثیت سے مشعل شاہ کے آستانے پر جاؤں گا۔ سعید خان یہاں رہے گا لیکن ابھی مجھے اس کے لئے کم از کم دو دن درکار ہوں گے۔"

"جی سر۔" رشید ناگی نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ دو دن میں اس لئے چاہتا ہوں کہ سعید خان کو اپنی حیثیت میں بالکل مکمل کردوں تاکہ وہ کہیں چوک نہ جائے۔ تمام چہروں سے اسے روشناس کرادوں۔ تفصیلات بتادوں اور اس کے بعد اپنا یہ کام کروں۔ اصل میں کاظم شاہ کو اس کی جڑوں سے کھودنا ہے۔ اس لئے کام ذرا لمبا ہو جائے گا اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ فی الحال اور کوئی مسئلہ نہیں ہے میرے سامنے تو اسی پر کام کیوں نہ کرڈالوں"

"جی سر۔" رشید ناگی نے کہا اور مسکرانے لگا۔ میں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ بولا۔

"سر تین کروڑ کی مرغی اور حلال ہو گئی ہے۔"

"کون۔"

"نادر جلال۔ بہت غلط انسان ہے آپ نے نام تو سنا ہو گا بلکہ اس دن آپ کی تقریب میں بھی شریک ہوا تھا۔ غیر ممالک سے قیمتی دوائیں امپورٹ کرتا ہے اور یہاں ان کی نقلیں تیار کرکے انہیں انتہائی مہنگی قیمت پر فروخت کرتا ہے۔ ہمارے ایک آدمی نے میرا مطلب ہے ایک ایسے آدمی نے جو اس کے ہاں ملازمت کرنے کے لئے ہماری طرف سے بھیجا گیا تھا اور ہم باقاعدہ اسے فنڈ دیتے ہیں یہ انکشاف کیا تھا اور اس کے ذریعے میں نے نادر جلال کو حلال کیا۔ نہ صرف یہ بلکہ میں نے اس قسم کی معلومات حاصل کرلی ہیں اس سے اور ایسے کاغذات حاصل کرلئے ہیں جن کی بنا پر اب وہ یہ کام نہیں کرسکے گا۔ اس طرح اول تو یہ ہے کہ غیر ملکی دواؤں کا تسلط ہمارے ہاں سے ختم ہو جائے گا اور ان

کی آمد بہت کم رہ جائے گی۔ کیونکہ وہ سب سے بڑا سپلائر تھا اگر اصل دوائیں دیتا تو کوئی حرج نہیں تھا لیکن ان کی نہایت ہی گندی نقل تیار کرتا ہے اور اس کی زیادہ قیمتیں وصول کرتا ہے بڑے بڑے اسٹورز سے اس کا رابطہ ہے اور وہ بیچارے غلط فہمی میں یہ قیمتی دوائیں بڑی احتیاط سے رکھتے ہیں اور انہیں ضرورت کے وقت فروخت کرتے ہیں لیکن آپ خود غور کیجئے اس طرح مریضوں کو کتنا نقصان پہنچ جاتا ہے میں نے اس کا یہ کام ختم کرا دیا ہے اور تین کروڑ وصول کرلئے ہیں۔" میں نے تحسین آمیز انداز میں رشید ناگی کو دیکھا اور کہا۔

"رشید ناگی ایک بات میں تم سے اور بھی کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ اپنے تمام کارکنوں کو اتنا خوشحال کردو کہ وہ کسی اور بات کے بارے میں بالکل نہ سوچیں اور اس کے لیے اس رقم سے تمہیں تمہاری پسند کے مطابق فنڈ مل جائے گا۔"

"جی سر ایسا ہو رہا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد رشید ناگی چلا گیا۔ سعید خان میرے میک اپ میں دوسرے کمرے میں موجود تھا۔ میں نے اسے اپنے قریب بلایا ابھی تک روزی کو بھی یہ بات نہیں معلوم تھی کہ اس وقت کوٹھی میں دو دانش منصور موجود ہیں۔ میں نے سعید خان سے کہا۔

"اور اب تمہاری سب سے پہلی ملاقات میں روزی سے کراتا ہوں۔ یوں سمجھ لو ویسے تو یہاں بہت سے ملازمین موجود ہیں لیکن روزی وہ شخصیت ہے جس پر انتہائی اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ روزی سے میں تمہیں اصل شخصیت میں اس لیے ملانا چاہتا ہوں کہ وہ تمہاری بہترین مددگار ثابت ہوگی اور تم کسی الجھن میں اس سے مدد لے سکتے ہو۔"

"سر یہ بہت اچھا ہوگا۔ کم از کم ایک شخصیت مجھے ایسی ضرور ملنی چاہیے تھی۔"

"ٹھیک یہ تو مسئلہ ہوا روزی کا اور اب سعید خان میں تمہیں کچھ اور تفصیلات بتاتا ہوں۔ کچھ ایسے کردار بھی ہیں جو جذباتی نوعیت کے ہیں انہیں خاص طور سے ذہن میں رکھنا ہے۔ صورت حال یہ ہوگی کہ تم انہیں مطمئن بھی رکھو اور اس کے ساتھ ساتھ ہی ان کی طرف سے محتاط بھی رہو۔"

"یہ ساری چیزیں سر آپ مجھے تفصیل سے بتا دیجئے گا۔" سعید خان کو بھیج کر ہی میں نے روزی کو بلوایا تھا اور وہ اندر آگئی تھی۔ سعید خان ظاہر ہے اسے میری ہی حیثیت

WWW.PAKSOCIETY.COM

سے لایا تھا لیکن کمرے میں مجھے دیکھ کر روزی پر حیرت کا دورہ پڑا اور وہ دیوار سے ٹک کر پھٹی پھٹی نگاہوں سے ہم دونوں کو دیکھنے لگی۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور اب محترم خاتون آپ یہ فیصلہ کیجئے کہ ہم میں سے اصل دانش منصور کون ہے۔" روزی سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ اس کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ وہ دیر تک پھٹی پھٹی نگاہوں سے ہم دونوں کو دیکھتی رہی پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"معذرت خواہ ہوں۔ میں نہیں بتا سکتی۔"

"میں دانش منصور ہوں روزی اور یہ میرے دوست سعید خان ہیں اور اب روزی یہ یہاں میری حیثیت سے کچھ عرصے قیام کریں گے۔ میں نے صرف تمہیں اس سلسلے میں اپنا رازدار بنایا ہے اور اس لیے بنایا ہے کہ تم ان کی رہنمائی کرتی رہو۔ میں انہیں تربیت دوں گا اور اس کے ساتھ ساتھ ہی تم بھی میری مددگار رہو گی۔ بقیہ وقت میں نے سعید خان کو تمام تفصیلات بتاتے ہوئے گزارا تھا۔ ایک ایک فرد ایک ایک شخصیت سے روشناس کرایا تھا میں نے اسے اور انتہائی حیرت ناک طریقے سے سعید خان میرا رازدار بن گیا تھا اور یہ راز اس تک پہنچنے کے بعد اسے ایک اہم حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔ سعید خان ویسے بھی مستعد آدمی تھا اور بڑی اچھی شخصیت کا مالک۔ وہ ہر چیز بڑی ذہانت سے سمجھ لیا کرتا تھا۔ مسز اختر خان کلب میں موجود دوسرے تمام افراد مقدس کریم' رخسار ان تمام کرداروں سے میں نے اسے اس طرح روشناس کرا دیا کہ وہ ان پر اتھارٹی ہو گیا۔ میں نے یہ دو دن جس محنت سے گزارے تھے میں جانتا تھا لیکن سعید خان نے مجھے اس کا پورا پورا رزلٹ دیا تھا۔ اس دوران رشید ناگی سے بھی رابطہ قائم رہا اور میں نے اسے مزید کچھ ہدایات دیں تیسرے دن بالآخر رشید ناگی میرے پاس پہنچ گیا میں نے اسے طلب کیا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ اب اپنے کام کا آغاز کر دینا چاہتا ہوں۔ چنانچہ رشید ناگی مجھے اپنے ساتھ اس بند ویگن میں لے کر چل پڑا جو وہ اپنے ساتھ لے کر آیا تھا۔ سعید خان کو اب مکمل طور پر میں نے اپنی حیثیت دے دی تھی۔ یہ بند ویگن مجھے لے کر ایک کچی آبادی میں پہنچ گئی۔ اسی کچی آبادی میں رشید ناگی نے میرے لیے ایک چھوٹا سا مکان حاصل کیا تھا۔ یہ مکان مجھے اپنی رہائش گاہ کے طور پر استعمال کرنا تھا۔ چھوٹا سا صحن ایک کمرہ اور غسل خانہ باورچی خانہ وغیرہ۔ میں نے اطمینان کا اظہار کیا اور اس کے بعد رشید

ناگی سے کہا۔"

"اب تم جاؤ ناگی ہو سکتا ہے میں آج شام کو سات بجے کے قریب مٹھل شاہ کے آستانے پر پہنچنے کی کوشش کروں۔"

اس دوران ناگی سے میرے تمام معاملات طے ہو گئے تھے۔ وہ جانتا تھا کہ میری اس کاوش کے بعد اسے کیا کرنا ہے' چنانچہ وہ گردن ہلا کر چلا گیا' اس چھوٹے سے مکان میں اس کمرے کے معمولی سے بستر پر دراز ہو کر میں نے اپنے آئندہ منصوبوں پر غور کیا' زندگی بھی کیا انوکھی چیز ہے' انسان اپنے آپ کو جس حالت میں چاہے رکھ سکتا ہے اور وقت اس کا ساتھ دیتا ہے' بشرطیکہ وہ اپنے ذہن پر قابو پانے کی قوتیں رکھتا ہو' پورا دن یہاں گزارا تھا' بڑا سکون محسوس ہوا تھا' کیونکہ کوئی ہنگامہ نہیں تھا' بستی کے بچے گلیوں میں شور مچا رہے تھے' لیکن یہ شور زندگی سے اتنا قریب ہوتا تھا کہ اس کا کوئی ناگوار تصور ذہن میں نہیں ابھرتا تھا' شام کو تیار ہوا اور اس کے بعد مکان سے باہر نکل آیا' تالا لگایا چابی لباس میں چھپائی اور پھر ایک بس میں بیٹھ کر لانڈھی کی طرف چل پڑا۔

اس کے بعد کے حالات جاننے کے لئے
"روح کی پیاس"
کا مطالعہ کریں

WWW.PAKSOCIETY.COM